Urdu Novels

دِ یار

از قلم

سارہ شاہ

"اسلام علیکم بی جان "

ڈائینگ ہال میں بھاری گھمبیر آواز گونجی نوری کی طرف متوجہ بی جان نے چونک کر آواز کی طرف دیکھا۔۔ چھے فٹ سے نکلتا قد،چوڑے شانے،وسیع سینہ،ہلکی بھوری آنکھیں کھڑی اونچی ناک،ہلکی بھوری شیو اور گھنی مونچھوں تلے عنابی ہونٹ،سیاہ ٹکسیڈو،قیمتی چمکتے شوز بائیں کلائی پر رولیکس گھنے لمبے بالوں کو پونی میں باندھے وہ سامنے سے اپنی اسی مغرور چال میں چلتا ہوا آ رہا تھا۔۔"سردار ایران شاہ"مردانہ وجاہت کا شاہکار مگر وہ اپنے اس حسن سے یکسر بے نیاز تھا اب بھی اس نے بے نیازی سے چیئر گھسیٹی اور بیٹھا۔۔۔انھوں نے نثار ہوتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے نوری کو جوس لانے کا کہا وہ فورا حکم کی تعمیل میں غائیب ہوئی کہ "چھوٹے شاہ "کو کام میں دیری سخت ناپسند تھی۔۔ وہ بی جان کی طرف متوجہ ہوا جو اسے ہی دیکھ رہیں تھیں ۔۔۔

" !!کل رات کہاں تھے آپ؟؟؟ گھر کیوں نہیں آئے ہمیں فکر ہو رہی تھی"

انھوں نے فکرمندی سے پوچھا۔۔اس سے بات کرتے ان کا لہجہ خاصا نرم تھا ۔۔۔ کیونکہ وہ جانتیں تھیں کہ مقابل برہم لہجوں کا عادی نہ تھا ۔۔وہ بہت سنجیدہ مزاج رکھتا تھا کافی حد تک روڈ اور جنونی جہاں بات اس کی مرضی کے خلاف ہوتی وہ فورا اپنا آپا کھو کر طوفان کھڑا کر دیتا وہ ایک سمندر کی مانند تھا جو کب شدت پکڑ لے کوئی نہیں جانتا تھا۔۔ اس کے قہر سے ہر کوئی پناہ مانگتا تھا اسی لیئے اس بات کرنے میں وہ خاصی اختیاط برتیں تھیں

اب بھی ان کے سوال پر وہ اپنے مخصوص لب ولہجے میں دو ٹوک بولا۔۔۔

"ضروری کام تھا بی جان لیٹ تھا کافی تو فارم ہائوس پر رک گیا۔۔۔۔"

اس کے دوٹوک جواب پر انھوں نے گہرا سانس لے کر موضوع گفتگو بدل دیا۔۔۔

"اچھا چھوڑیں ناشتا کریں۔۔۔ آج جرگے میں آپ کی شمولیت لازم ہے ابران"

ان کی یاد دہانی پر اس نے محض اپنا سر ہلایا اور نوری کے لائے ہوئے جوس کو پینے کے بعد نیپکن سے اپنے لب تھپتھپا کر چیئر سے اٹھا اور ان کے سامنے جھک کے اجازت چاہی----------

"چلتا ہوں بی جان---جرگے میں جلدی پہنچ جاؤں گا"

"جاؤ بیٹا فی امان اللہ"

اس کی روشن پیشانی کو چوم کر انھوں نے اسے رخصت کیا--- وہ اسے جاتے دیکھ رہیں تھیں جو ڈائینگ ہال سے نکل کر پورچ کی طرف جا رہا تھا اس کی چوڑی پشت کو دیکھ کر ناچاہتے ہوئے بھی ان کی آنکھیں دھندھلا گئیں تھیں ----------

---

سردار زلفقار عالم شاہ کو اللہ نے بے تحاشا دولت سے نوازہ تھا --وہ کوئٹہ کے نامی گرامی لوگوں میں شمار ہوتے تھے آٹھ گاؤں کے سرپنچ کی حیثیت بھی رکھتے تھے ان کے جاہ و

جلال کی ایک دنیا گواہ تھی --- انھوں نے کبھی اپنے اصولوں پر سمجھوتا نہ کیا اور اسی ہٹ دھرمی نے ان سے ان کا سب کچھ چھین لیا----------

آغا جان اور بتول شاہ جو ان کی ماموں زاد تھیں--- رب نے انھیں چار اولادوں سے نوازہ تھا

سب سے بڑے اورنگزیب شاہ جن کی شادی ماہم شاہ سے ہوئی جو ان کی چچا زاد تھیں ان کا ایک ہی بیٹا تھا ابران شاہ جس کی پیدائش پر چالیس دن تک حویلی میں جشن منایا گیا اس کے بعد زکیہ بیگم جو ماہم کے بڑے بھائی سے بیاہی تھیں مگر شادی کے چار سال بعد تین ماہ کی عنایہ کو لیئے بیوہ ہو کر بابل کی دہلیز پر آ بیٹھیں اور شوہر سے ایسی وفا نبھائی کہ دوبارہ شادی کے لیئے راضی نا ہوئیں ----------

پھر بابر شاہ جن کو آغا جان نے اپنی بہن کی بیٹی عالیہ شاہ سے بیاہ دیا جو اپنی والدہ کی وفات کے بعد شاہ حویلی میں رہتیں تھیں ان کے تین بچے تھے --- بڑا بیٹا براق جو ابران سے دو سال چھوٹا اور عنایہ کا ہم عمر تھا---پھر ماہین جو اس سے ڈیڑھ سال چھوٹی تھی اور پھر سیف جو ماہین سے دس سال چھوٹا تھا اور زوہیب صاحب کے عون

اور عدید کا ہم عمر تھا ۔۔۔۔ زوہیب صاحب کی شادی ان کی ایماء پر عائشہ بیگم سے ہوئی جو بتول شاہ کی بھانجی تھیں ان کی لاڈلی بہن رفیہ شاہ کی بیٹی۔۔۔۔۔عائشہ بیگم اور زوہیب شاہ کے دوجڑواں بیٹے تھے عون اور عدید۔۔۔۔۔۔۔۔

تینوں گھر بھر کے لاڈلے اور بے انتہا شرارتی تھے۔۔۔۔

بتول شاہ کے بھائی صغیر شاہ جن کے ایک ہی بیٹے تھے وہاب شاہ جن کی شادی انھوں نے رفیہ شاہ کی چھوٹی بیٹی نائلہ بیگم سے کر دی۔۔۔ جن کے دو بیٹے تھے آہل اور ضیغم شاہ ۔۔۔۔۔

ضیغم شاہ بچپن میں بیمار ہوگیا تھا اس لیئے اس نے براق اور آہل کے ساتھ اپنا سکول کالج اور یونیورسٹی کلیئر کی تھی۔۔۔ وہ تینوں بہترین دوست تھے۔۔

مگر اس ہنستے بستے خاندان میں طوفان تب اٹھا جب شاہ حویلی میں "ذونیرہ شاہ "کی آمد ہوئی۔۔۔ اس کی آمد نے ناصرف شاہ حویلی کی جڑوں کو ہلایا بلکہ ان خوشیوں کو ماتم میں بدل کر انھیں ایسا زخم دیا جو بیس سالوں میں ناسور بن کر حویلی کے ہر فرد کو خون کے

آنسو رولاتا تھا اس حادثے نے ابران کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا وہ نا زندوں میں رہا نا مردوں میں پچھلے بیس سالوں سے وہ ایک لگی بندھی زندگی گزار رہا تھا۔۔ ہنسنا بھول گیا تھا جس کو ہنستے دیکھ کر بی جان جیتیں تھیں ۔۔آج اسکی یہ حالت ان کی برداشت سے باہر تھی۔۔۔۔

اس حادثے نے اسے بے انتہا وحشی اور جنونی بنا دیا اس کے جنون کا مظاہرہ وہ چار سال پہلے دیکھ دہل گئیں تھیں۔۔۔ جب اس نے "گلشن نگر کو "گلشن بائی سمیت آگ کی نظر کر دیا تھا۔۔۔۔ ان کے پوچھنے پر اس کا جواب آج بھی ان کے کانوں میں گونجتا تھا۔۔۔۔

قصاص کی اجازت ہمارہ دین دیتا ہے بی جان میں نے بس اپنا قصاص سود سمیت" " واپس لیا ہے

اس کے سرد وسپاٹ لہجے میں دیئے گئے بے خوف جواب کو یاد کر کے آج بھی ان کے ہاتھوں میں لرزش اتر آتی تھی ----

---

" مجھے ناشتا نہیں کرنا اماں--- آپ مان کیوں نہیں جاتیں"
مدھم اواز کا حامل وجود بھی خاصی کمزور صحت رکھتا تھا-- اس کے مسلسل انکار پر اماں بی نے اسے جوس کے لیئے رضامند کرنے کی کوشش کی---

"اچھا روحا میری جان--- ناشتا نہ سہی جوس پی لیں پلیز ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی"
ان کے منت بھرے لہجے پر اس نے گلاس لے کر لبوں سے لگا لیااور پی کر مصنوعی خفگی سے گویا ہوئی---
"پی لیا ہے آب حیات---- آیئندہ آپ یہ دھمکی نہیں دیں گی سن لیا اپ نے"

اس کے غصے پر انھوں نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا
ان کے معصومیت سے سر ہلانے پر وہ ہلکا سا ہنسی جس سے اس کی سیاہ انکھیں چمک اٹھیں ----

"اب آپ آرام کریں شاہ صاحب بے آرام کا کہا تھا آپ کو "
ان کی بات پر اس کے مسکراتے لب سکڑ گئے انھوں نے افسوس سے اسے دیکھتیے ہوئے اس کی پیشانی چومی اور باہر نکل گئیں---- پیچھے اس کی سیاہ آنکھوں سے آنسو قطار در قطار بے آواز بہتے اس کی کیپٹیوں میں جذب ہوتے گئے ---
کھڑکی سے اسے روتے دیکھ اماں بی کی بوڑھی آنکھیں بھی نم ہو گئیں تھیں ------

---

"اٹھ جا کمینے کب تک سویا مرا رہے گا!!!!!!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اٹھ براق !!۔۔۔۔۔۔۔اٹھ منحوس ورنہ تیرا چوکھٹا پھوڑ دوں گا ۔۔۔۔ اٹھھھھھ۔۔۔"

وہ جو خواب میں اس پری پیکر کے چہرے پر جھکنے ہی والا تھا بے دردی سے کھنچے گئے کمبل پر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔۔۔ اپنے حسین خواب میں مداخلت کرنے والے کمینے (آہل) کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھا جو خود بھی اسے گھور رہا تھا ۔۔۔۔

"کیا موت ہے تجھے سونے کیوں نہیں دے رہا کمینے"

وہ اونچی آواز میں چیخا۔۔۔۔

"بعد میں سونا پہلے اٹھ اور مجھے ناشتا بنا کر دے بھوک لگی ہے جلدی کر"

اس کے چیخنے پر وہ بھی اپنے ماتھے پہ آئے بالوں کو دائیں ہاتھ سے سنوارتا چمک کر بولا ---

اس کے شاہی فرمان اور تیسرے کمینے (ضیغم)کو سویا دیکھ کر اس کا پارہ ہائی ہوا تھا-------

تو میں کیا کروں تیرے باپ کا نوکر نہیں ہوں کمینے جا دفع ہو-- اور بنا کر کھا لے اب"
"خبردار مجھے چھیڑا تو منہ توڑ دوں گا !!چل نکل اب

وہ خلق کے بل غرایا---اس کی غرانے پر ضیغم بھی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور معاملہ سمجھنے کی کوشش کر نے لگا----

" نوکر ہی سمجھ خود کو--- اب اٹھ ڈراما بند کر"

وہ بھی جوابا چلایا۔۔۔۔

اس کے چلانے پر براق نے پاس پڑا ٹائم پیس اسے کھینچ مارا جو اس کے کندھے پر ٹھاہ "کر کے لگا۔۔۔درد سے بلبلاتے اسنے جوابا ایش ٹرے اس ماری جو اس کے جھکنے" پر خاموش بیٹے ضیغم کے ماتھے پر لگی۔۔۔ اب وہ تینوں ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے ۔۔۔اور فلیٹ ان کے چلانے کی آوازوں سے گونج اٹھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تینوں جب بھی کراچی آتے اسی فلیٹ میں رہتے ۔۔۔۔۔ باہر کا کھانا پسند ناہونے کی وجہ سے اپنی اپنی باریاں مقرر کرتے تھے۔۔۔۔۔ جس میں سب سے ذیادہ ڈنڈی براق مارتا تھا اور نتیجا مار دھاڑ نکلتا ۔۔۔۔وہ لال ،نیلے، پیلے ہوتے ایک دوسرے سے شام تک کلام نہ کرتے تھے۔۔۔۔

مگر ان کا ایک دوسے کے بغیر گزارہ بھی ممکن نا تھا ۔۔۔۔۔۔

صبح بخیر امی "کمرے سے باہر آتے اس نے پیچھے سے ان گلے میں باہیں ڈال کر ان کا"
گال چوم کر انھیں صبح بخیر کہا تھا ان کے سبزی کاٹتے ہاتھ رک گئے۔۔۔۔

اتنی جلدی کیسے اٹھ گئی تم؟؟؟چھٹی کے دن تو تمھاری صبح گیارہ بارہ بجے ہوتی ہے"
"نہیں؟؟؟
انھوں نے اس کے آٹھ بجے اٹھنے پر میٹھا طنز کیا جس پر وہ آنکیں پٹپٹا کر معصومیت سے
گویا ہوئی۔۔۔
آپ ہی تو کہتی ہیں نا سسرال والے یہ سب برداشت نہیں کرتے۔۔۔ تو اسلئے یہاں"
"اپنی نیند پوری کر رہی ہوں کیا نہیں کر سکتی؟؟؟
اس کے جواب پر نور بیگم نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کیا۔۔۔۔۔
"اپنی عادات بدل لو علینا سسرال میں مشکل ہو گی عادات اتنی جلدی نہیں چھوٹیں"

اپنی عزت افزائی پر وہ ایک لمبی انگڑائی لیتی اور آنکھ میچ کر نور بیگم کو چڑاتی کچن میں بھاگ گئی پیچھے وہ اس کے بچپنے پر بڑبڑا کر رہ گئیں

"کن خیالوں میں گم ہیں بی جان؟؟؟---"

وہ ماضی کے جھروکوں میں گم تھیں کہ عائشہ بیگم کی آواز پر چونک کر حواسوں میں آئیں

کن خیالوں میں کھونا ہے عائشہ؟؟؟-- بس ایک ہی ماضی ہے جو شاید مر کر پیچھا"
"چھوڑے گا---

وہ غمگین لہجے میں گویا ہوئیں۔۔ ان کے لہجے کی افسردگی نے عائشہ بیگم کا دل چیر دیا

۔۔۔۔۔

خود کو ہلکان مت کریں بی جان ۔۔۔آپ کے سہارے ہی تو یہ حویلی کھڑی ہے آپ ہی"
"ہمت ہار دیں گی تو ہم سب بلکل ڈھے جائیں گے ۔۔۔۔

عائشہ بیگم کی تسلی پر انھوں نے گہرا سانس لے کر خود کو کمپوز کیا۔۔۔اور عائشہ بیگم ان کے سنبھل جانے پر بے ساختہ مسکرائیں تھیں ۔۔۔

سب ابھی تک اٹھے نہیں؟؟؟۔۔۔۔آٹھائیں انھیں دیر تک سونا اچھی بات نہیں ہے"
" اور جو نا اٹھے اس کا ناشتہ لنچ بند سن لیا آپ نے
انھوں نے میز کی طرف آتیں عالیہ بیگم کو دیکھ کر ان دونوں سے باقی سب کے بارے میں استفار کیا۔۔۔

مگر ان کی خاموشی پر وہ سمجھ گئیں کہ سب سو رہے ہیں اسی لیئے کرخت لہجے میں گویا ہوئیں۔۔۔ان کے روبدار لہجے پر وہ خائف ہوتیں سر اثبات میں ہلا گئیں ۔۔۔۔۔
وہ ان دونوں کے سر ہلانے پر اپنی چادر جھٹکتیں کرسی سے اٹھ کر ہال کی طرف چل دیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب ان کے اٹھنے پر ان دونوں کی نظر ان کے ان چھوئے ناشتے پر پڑی اور وہ سمجھ گئیں کے ماضی کا سفر طے کرتے کرتے وہ اپنا ناشتہ پھر ادھورا چھوڑ گئیں ہیں۔۔۔۔

عمر کے اس حصے میں آکر بھی بظاہر مضبوط ہونے کے باوجود وہ بیس سال پہلے کے زخم کو یاد کرتے ہر چیز فراموش کر دیتیں تھیں۔۔ ایسی حالت ان کی ابران کو سنجیدہ دیکھ کر ہوتی تھی ورنہ وہ اس ناسور کو سینے میں دفن کیے بڑے ضبط سے جی رہیں تھیں اگر یہ ہمت تھی تو بے مثال تھی۔۔۔ اور اگر صبر تھا تو بے شمار تھا۔۔۔ آج تک انھوں نے حویلی کو نا صرف باندھ کر رکھا بلکہ آغاجان کی جگہ پنچائیت کے فیصلے بھی کیے ورنہ ان کی

جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک ڈھے چکا ہوتا مگر وہ ایک مضبوط چٹان کی مانند ڈٹ کر کھڑیں تھیں ----------

---

تبلے کی مخصوص آواز گھنگروں کی چھنکار مردوں کے گلے میں جھولتیں بے باک قہقے لگاتیں عورتیں "گلشن نگر "کا ماحول ویسا ہی تھا جیسا ہمیشہ ہوتا تھا مگر آج اس میں ایک ہلچل مچی تھی اور اس کی وجہ وہ خاص رقص تھا جو گلشن بائی کی بیٹی نے پیش کرنا تھا جس میں شہر کے خاص لوگ مدعو تھے داخلی دروازے کے سامنے موجود تخت پر گلشن بائی موجود تھی جس نے چمکتی سرخ ساڑھی اور چہرے پر بے تحاشہ میک اپ کیا ہوا تھا اس کے چہرے کی چمک بتاتی تھی کہ وہ آج بے حد خوش ہے ----

اسنے پاس کھڑی روبی کو زونی کو لانے کے لیئے کہا جو فورا اندر مخصوص کمروں کی طرف چل دی ----ایک کمرے کے دروازے پر دستک دی جس پر اسے فورا اندر آنے کی اجازت

مل گئی ۔۔۔۔اندر داخل ہوتے ہی اس کی نظر آئینے میں نظر آتے عکس پر ٹھہری

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لمبے کالے بال جو بائیں کندھے پر چوٹی کی صورت پڑے تھے روشن پیشانی پر مانگ ٹیکہ سیاہ آنکھوں میں کاجل جو رات کی سیاہی کو مات دیتا تھا ستواں ناک عنابی گال اور جان لیوا خم لیتے ہونٹ سرخ رنگ سے مزین تھے ۔۔کانوں میں بڑے بڑے آویزے ،گلے میں ،قیمتی ہار، سرخ گھیرے دار فراک میں اس کا سراپا ایک قیامت ڈھا رہا تھا گورے ہاتھوں پائوں میں رچی مہندی اور نازک پیروں میں سجی پائل الگ بہار دیکھارہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" خانم کہہ رہی ہیں کہ آپ جلدی کریں مہمان آنے والے ہیں"

روبی نے مودب لہجے میں گلشن بائی کا پیغام من وعن سنا دیا

" ہمم ایسا کرو میرا دوپٹہ سیٹ کر دو پھر چلتے ہیں"

اس کی بات سن کر زونی نے روبی کو دوپٹہ اوڑھانے کا کہا جو اس نے اس کے سر پر اڑھا کرسائیڈ سے سیٹ کر دیا۔۔ایک طائرانہ نظر اپنی تیاری پر ڈال کر وہ کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔

یار چل نہ سچی اگر تجھے اچھا نہ لگا تو جلدی واپس آجائیں گے ۔۔۔۔۔پلیز مان جا !!دیکھ"
"میرا اچھا دوست نہیں ہے ۔۔۔چل نہ
پچھلے آدھے گھنٹے سے جیڈی اور دانی بوبی کو منانے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ تھا کہ مان کے نہیں دے رہا تھا اسی لیئے اب دانی نے اسے نیا راستہ دیکھایا جس پر وہ سوچ میں پڑ گیا
اچھا ٹھیک ہے مگر وعدہ کرو وہاں کوئی فضول حرکت نہیں کرو گے اور ہم جلدی آجائیں"
گے۔۔۔۔کمینو تم لوگوں کی وجہ سے مانا ہوں بابا کو پتا چل گیا نہ تو کھال ادھیڑوا دیں گے
" میری
وہ ان کے بے حد اصرار پر نیم رضامند ہوا اور ساتھ اپنی پریشانی بھی ظاہر کر دی ۔۔۔۔

"یار انھیں کون بتائے گا؟؟ اور ہم کون سا وہاں رات گزارنے جارہے ہیں"

اب کی بار جیڈی پہلے کچھ سنجیدہ ہو کر اور اینڈ پر شرارت سے آنکھ دبا کر بولا جس پر بوبی نے کھا جانے والی نظروں سے اس کے مسکراتے چہرے کو گھورا۔۔۔۔

"سالے ہڈیاں توڑ دوں گا اگر ایسا کچھ سوچا تو۔۔۔"
وہ دانت پیس کر بولا ۔۔۔

ہاں تو تو ایسا ہی چاہتا ہے نہ کہ ہم ایسے ہی کنوارے مر جائیں۔۔۔ اور بس دور دور"
"سے لڑکیوں کو دیکھ کر آہیں بھریں ہیں نہ ۔۔ !!سالے۔۔

اسکے تپے تپے چہرے کو دیکھ وہ دونوں مل کر اسے چڑا کر بھاگے تھے ۔۔۔ جوابا وہ کچھ دیر تک بات کو سمجھتا رہا اور سمجھ آنے پر غراتا ہوا ان کی طرف لپکا مگر وہ کہاں ہاتھ آنے والے تھے۔۔۔۔

"ماہی میری جان اٹھ جاؤ بی جان ناراض ہو رہی ہیں --اٹھو شاباش!!!---"
ہلکے پنک کلر سے سجے کمرے کے عین وست میں جہازی سائز بیڈ پر نسوانی وجود محو خواب تھا جسے عالیہ بیگم جگانے کی کوشش کر رہیں تھیں----

ان کی آواز پر اس نے اپنے چہرے سے کمبل ہٹایا جس سے اس کا چہرا واضح ہوا ---
گولڈن شولڈرکٹ بال گرے آنکھیں تیکھی ناک اور باریک ہونٹ سفید رنگت کی حامل ماہین شاہ براق کی لاڈلی اور ابران کی جنون کی حد تک دیوانی تھی---مگر اب اس دیوانگی نے کیا رنگ لانے تھے یہ تو وقت نے ہی بتانا تھا----

باتھروم کا دروازہ کھلا جہاں سے عنایہ شاہ باہر آئی سانولی رنگت خوابناک بھوری آنکھیں کالے لمبے بال سرخ ہونٹ بھرے بھرے گال متناسب سراپا لمبا قد اور ماہین کی گہری

دوست ---- عمروں کا فرق ہونے کے باوجود ان کی آپس میں بہت بنتی تھی وہ کمرا بھی شیئر کرتیں تھیں ماہی اسے غائبانہ طور پر اپنی بھابھی مان چکی تھی اور شائد عالیہ بیگم اسے اپنی بہو بھی----------

اسے دیکھ کر وہ اٹھ کر اس کے پاس آئیں---اس کا ماتھا چوم کر ان دونوں کو جلدی باہر آنے کی ہدایت کی---------

"اوکے مام ہم آتے ہیں آپ تب تک بی جان کو سنبھالیں"

ان کی ہدایت پر ماہی شرارت بھرے لہجے میں بولتی ہوئی چھلانگ لگا کر بیڈ سے اتری اور عنایہ کا گال چومتی واشروم میں گھس گئی----

" یہ کبھی نہیں سدھرے گی"

اس کے بچپنے پر وہ عنایہ سے بولیں--- جس پر وہ محض مسکرا کر رہ گئی----

---

"یار لینا ناشتا دے دو میری بہن۔۔۔ ورنہ میں نے اور انو نے بھوک سے مر جانا ہے"

یہ دہائی ازلان کی تھی جو علینہ سے دو سال چھوٹا تھا وہ اور انوشے جڑواں تھے اب بھی پچھلے آدھے گھنٹے سے علینہ کو کچن میں طب آزمائی کرتے دیکھ ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔۔۔۔

افتخار صاحب ایک گورنمنٹ ملازم تھے انھیں اور نور بیگم کو اللہ نے تین بچوں سے نوازہ جو ان کا کل آثاثہ تھے۔۔۔ پسند کی شادی کرنے کے جرم میں ان کے خاندان والوں نے ان سے لاتعلقی اختیار کر لی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شادی کے اٹھارہ سال بعد افتخار صاحب ایکسیڈنٹ میں جان کی بازی ہار گئے تب سے نور بیگم سلائی کر کے اور کچھ احمد صاحب کی پینشن سے گھر کا نظام چلا رہیں تھیں ۔۔۔۔

علینہ سکالرشپ پر میڈیکل کے چوتھے سال میں تھی ازلان اور انوشے بی ایس سی کر رہے تھے ----------وہ ایک پرسکون زندگی گزار رہے تھے ---
مگر علینہ کی پرسکون زندگی میں براق نام کے پتھر نے ہلچل مچا دی تھی------

---

" اسلام علیکم بی جان"

انھوں نے بات کر کے فون رکھا ہی تھا کہ اچانک ابھرتی آواز پر سامنے دیکھا جہاں ماہین انگوری رنگ کے برانڈڈ سوٹ میں ملبوس گلے میں دوپٹہ لٹکائے بالوں کی اونچی پونی کیے اپنے لاپروا حلیے میں عنایہ کے ہمراہ کھڑی تھی -- جس نے اس کے برعکس مہرون رنگ کے سوٹ میں سر پر دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا --
"وعلیکم اسلام جلدی نہیں اٹھ گئیں آپ دونوں ابھی تو بس گیارہ بجے ہیں --"

سلام کا جواب دے کر وہ ناراضگی سے طنزیہ گویا ہوئیں -- ان کے طنز پر ماہی قہقہ لگا اٹھی اور عنایہ مسکرا کر سر جکھا گئی--ان کی ڈھٹائی دیکھتیں وہ خفگی سے گھور کر رہ گئیں ---

ارے میری پیاری بی جان غصہ مت کریں نہ آپ صرف ہنستے ہوئے اچھی لگتیں ہیں"
"

وہ آنکھیں پٹپٹا کر معصومیت سے بولی جس پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیں ---

"یاہو۔ !!!یہ ہوئی نا بات-- دیکو عنا بی جان مسکراتے ہوئے کتنی کیوٹ لگتی ہیں"
ان کے مسکرانے پر وہ خوشی سے بھرپور لہجے میں عنایہ سے بولی جو اس کی باتوں پر مسکرا رہی تھی---

"بلکل--آپ کے مسکرانے سے اس گھر میں رونق ہے نانو"

اس نے بھی سچے دل سے ان کی تعریف کی جس پر وہ نہال ہوتیں اٹھ کر آگے بڑھتیں انھیں گلے لگا کر ان کی پیشانیاں چوم گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
دروازے میں کھڑے تین وجود محبت کے یہ مظاہرے دیکھ کر صدمے میں چلے گئے تھے۔۔۔

دس از ناٹ فیئر بی جان ۔ ہمارے سامنے ان چڑیلوں کو پیار کرتے آپ کا دل خوف خدا سے نہ کانپا"۔۔

یہ دکھی آواز سیف کی تھی جو اب عون کے کندھے پر سر رکھ کر اپنے نادیدہ آنسو صاف کر رہا تھا۔۔۔۔

بلکل بی جان !!ہمیں کیا کچرے سے اٹھایا تھا؟؟۔۔جو ایسی ناانصافی کرتیں ہیں"آپ۔۔

اب کہ عدید بھی ہاتھ نچا کر بولا --جس پر پہلے ہی آگ بگولا ہوتی ماہی بھڑک بولی---

بلکل کچرے سے اٹھایا تھا!-- اور معاف کرنا پیار لینے والی شکل بھی ہوتی ہے ----"
"ہنہہ یہ منہ اور مسور کی دال

وہ چمک کر بولی---اپنی اس عزت افزائی پر اس پہلے وہ آستین چڑھا کر میدان میں اترتے بی جان سرعت سے بولیں----

بس بس !!ہم آپ سب سے پیار کرتے ہیں--- ماں کا پیار ساری اولاد کے لیئے برابر"
"ہوتا ہے --- سمجھ گئے آپ

ان کے مامتا بھرے لہجے پر وہ سب بے ساختہ مسکرا دیے تھے جانتے تھے کی بی جان کی ان میں جان بستی ہے ۔۔۔مگر ایک ایسا وجود بھی تھا جو ان کے پیار محبت سے آج تک محروم تھا۔۔۔

"کیا دیکھ رہی ہے میری بچی!!ہمم"

وہ کھڑکی سے بظاہر باہر دیکھتی خاموش آنسو بہا رہی تھی۔ اماں بی کی آواز پر سرعت سے آنسو صاف کر کے مڑی مگر وہ اس کے آنسو دیکھ چکیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں اماں ایسے ہی آسمان کو دیکھ رہی تھی۔دیکھیں نا اس نے کتنوں کو اپنی آغوش میں لے رکھا ہے۔۔۔کتنا بڑا دامن ہے اس کا !!!صرف انسانوں کے دامن تنگ پڑ جاتے ہیں"

اس کے لہجے کی یاسیت اور تلخی نے اماں بی کا دل چیر دیاتھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ایسا نہیں کہتے میری جان۔۔۔کچھ لوگ مجبور بھی تو ہوتے ہیں۔۔وہ توازن رکھنا نہیں جانتے اور زندگی کی اہم بازی ہار جاتے ہیں ۔۔"

انھوں نے نامحسوس انداز میں صفائی پیش کی جس پر روحا کے لبوں پر اذیت بھری مسکراہٹ رینگ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہنہہ۔۔ مجبور لوگ !! مجبور لوگ صرف بازی نہیں ہارتے اماں بلکہ اپنے سے منسلک لوگوں کو تکلیف کی اس کھائی میں دھکیل دیتے ہیں جس سے نکلنے میں انھیں عمریں لگ جاتیں ہیں۔۔۔۔"

روحا کے گہرے تجزیہ پر وہ گہرا سانس لے کر رہ گئیں ۔۔۔

"اچھا چھوڑو۔۔۔ آو کھانا کھا لو تمھاری پسند کا بنا ہے سب کچھ۔۔ اور اپنی دوائی لے لی تم نے ؟؟۔۔"

انھوں نے موضوع بدل دیا۔۔ان کے سوال پر وہ سر ہلا کر کھڑکی سے ہٹ کر باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔وہ اسے ہی دیکھ رہیں تھیں ۔۔۔۔گرے سادے سوٹ میں ملبوس بالوں کا جوڑا بنائے جو اب بکھر چکا تھا۔۔کمزور جسم چہرے پر کھنڈی زردی اور سیاہ نم آنکھوں میں گہری اداسی۔۔۔۔اس کی بے رنگ زندگی کو دیکھ کر ہمیشہ ان کے دل سے

اس کے لیئے دعائیں نکلتیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔کہ کوئی ایسا ہو جو اس کے سارے دکھوں کا مداوا کر دے مگر ان دکھوں کا مدوا ہونا تھا یا اسے اور دکھ ملنے تھے یہ قسمت نے طے کرنا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ ایک وسیع میدان تھا جس میں ایک طرف گائوں کے لوگ اور ان کے سامنے چارپائوں پر جرگے کے معزز بزرگ بیٹھے تھے۔یہ جرگہ دین محمد جو گائوں کا نمبردار تھا کے بیٹے ناظم کے گناہ کی سنوائی کے لئے لگا تھا جس نے گائوں کے کسان منصور کی بیٹی شانو سے زیادتی کی تھی ۔۔وہ سب سردار بی بی اور ان کے پوتے کا انتظار کر رہے تھے جن کی موجودگی میں فیصلہ ہونا تھا۔۔۔

اچانک وہاں سیاہ پراڈو آکر رکی۔۔ جس کی ڈرائیونگ سیٹ سے سردار ابران شاہ سفید کلف لگے سوٹ پر سیاہ مردانہ شال اوڑھے پاؤں میں سیاہ ہی اکھیڑی پہنے اپنے پورے قد سے اترا تھا۔۔۔۔۔اٹھی گردن سمیت اس نے پچھلی طرف کا دروازہ کھولا جہاں سے بی جان سفید شلوار قمیض میں سر پر دوپٹہ اوڑھے ابران کا ہاتھ تھام کر اتریں تھیں ۔۔۔وہ ان کا ہاتھ تھامے چلتا ہوا انھیں انکی مخصوص نشست پر بیٹھا کر ان کے پیچھے پشت پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔۔

"سنوائی شروع کی جائے"

بی جان اپنے مخصوص جلال بھرے لہجے میں گویا ہوئیں۔۔۔ جس پر چہ مگوئیاں کرتے مجمع کو سانپ سونگھ گیا۔۔۔۔پیش ہوئے گواہ نے بغیر ڈرے ساری بات بتا دی کس طرح ناظم نے شانو کو اپنا شکار بنا کر کھیتوں مہں پھینک دیا جس پر اس کے ساتھی اور باپ بوکھلا گئے کیونکہ ان کا الزام یہ تھا کہ یہ سب باہمی رضامندی سے ہوا تھا ۔۔۔۔

اس جرگے کا فیصلہ میرا پوتا اور ہونے والا سردار طے کرے گا "۔۔۔"
تمام گواہیوں اور ثبوتوں کو سننے کے بعد فیصلے کا اختیار بی جان نے سب کی باہمی رضامندی سے ابران کو سونپا جس کی رنگت ناظم کے ڈھٹائی سے شانو پر الزام لگانے پر دہک کر سرخ انگارہ ہو رہی تھی۔۔۔

اسلام میں زانی کی سزا سو کوڑھے ہے یہی سزا تماری بھی ہے۔۔ اگر تم منصور کی بیٹی" کو عزت سے اپنے نکاح میں لے کر خوش رکھنے کا وعدہ کرتے ہو تو تماری سزا میں ترمیم "کی جائے گی ورنہ میں تمیں سرے عام شریعت کی منتخب کردہ سزا دوں گا

وہ اپنی بھاری آواز میں سرد وسپاٹ انداز میں بولا۔۔ بظاہر اسے چوائس دی گئی تھی۔۔۔مگر یہ حکم تھا جو وہاں موجود ہر شخص جانتا تھا۔۔۔ اور جس پر اسے سر خم تسلیم کرنا ہی تھا کوئی اور راستہ جو نا تھا چناچہ انھوں نے باہمی رضامندی سے فیصلہ قبول کر لیا ۔۔۔تھوڑی دیر میں نکاح کی سنت ادا کر دی گئی۔۔۔

" ہمیں آپ پر فخر ہے ایران آپ نے بہت آچھا فیصلہ کیا ہے "

وہ لوگ واپس جا رہے تھے جب وہ فخریہ بولیں۔۔۔جس پر اس نے محض سر ہلا دیا۔۔۔اور گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔۔اس کے اتنے ٹھنڈے انداز وہ گہری سانس بھرتیں باہر کے مناظر دیکھنے لگیں۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیا دیکھا جا رہا ہے بھئی اپنی ان ٹھرکی نظروں سے؟؟۔۔۔ ہمم "

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر سامنے اٹھی جہاں ماہی ارد گرد سے بے نیاز باہر دیکھ رہی تھی ۔۔۔اسکی اتنی گہری محویت پر وہ کچھ مشکوک ہوتی بولی تھی پر جواب ندارد

۔۔۔۔

" اچھا تو ابران بھائی کو دیکھا جا رہا ہے ایسے بے خبر ہو کر۔۔۔ "

جواب نا ملنے پر وہ کچھ آگے آئی اور نگاہ سیدھا پورچ میں کھڑی گاڑی سے نکلتے ابران پر پڑی۔۔۔ جو اب بی جان کو سہارہ دے کر اندر لے جا رہا تھا وہ شائد جرگے سے لوٹے تھے۔۔۔ ان سے نظریں ہٹا کر ماہی کو دیکھا جو اب بھی اس کی موجودگی کو فراموش کیے انھیں دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔اس نے ایک بار پھر سے نیچے دیکھا جہاں اب کوئی نا تھا۔۔۔کچھ خائف ہو کر اس نے ماہی کو جھنجوڑا جس پر وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔۔

" او عنا تم!!!تم کب آئیں "

تب ہی جب تم ابران بھائی میں گم تھیں --اور اتنی گم تھی کہ میری آمد کا پتا نہیں چلا "
"تمہیں ----

وہ کچھ نروٹھے پن سے طنزیہ گویا ہوئی----جس پر ماہی سر جھکا گئی----

خود کو بے نام منزلوں کی جستجو میں ہلکان مت کرو ماہی ---اختتام پر موجود اندھی گلی "
تمیں اذیت دی گی "۔

۔اس کے سر جھکانے پر اسنے سنجیدگی سے نصیحت کی-- اس کی اتنی صاف گوئی ماہی کا
دل چیر کر اسکی آنکھیں نم کر گئی---

یہ میرے بس میں نہیں ہے عنا---- میں جب جب انھیں دیکھتی ہوں بے خود ہو "
جاتی ہوں-- پھر بھی کیوں ان تک میری محبت کی آنچ نہیں پہنچتی؟؟ "۔

وہ اذیت سے لب بھینچ کر بولی۔۔

" وہ ایک پتھر ہیں ماہی۔۔۔تم خود ٹکرا کر پاش پاش ہو جاؤ گی مگر انھیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔پلیز خود کو سنبھالو۔۔"۔۔

" میں ان سے محبت کرتی ہوں تو انھیں میرا ہونا ہو گا۔۔۔۔سنا تم نے۔۔۔۔ورنہ میں مر جائوں گی"۔۔

اس کی بات سنتی وہ ضدی لہجے میں چیخی تھی جس پر عنایہ نے دہل کر اسے گلے لگا لیا۔۔۔اسکے بازوئوں میں چہرہ چھپائے وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی چلی گئی۔۔۔

" وہ ضرور تمیں ملیں گے ماہی فکر مت کرو میری دعا ہے وہ تمہارا مقدر بنیں انشا اللہ"۔۔

اس کے جنون پر وہ خائف ہوتی اس کے حق میں دعا کر گئی مگر یہ دعا قبول ہونی تھی یا نہیں یہ وقت نے طے کرنا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آٹھ منزلہ عمارت کے ٹاپ فلور پر کونے میں بنے سیاہ اور سفید امتزاج کے کمرے کا ماحول دھویں سے بوجھل تھا۔۔۔ گلاس وال کے سامنے کھڑا وہ سیاہ جینز شرٹ میں عام حلیے میں بھی ماحول پر چھایا ہوا تھا۔۔ لبوں میں سیگریٹ دبائے، گہری بھوری آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں لیے پیشانی پر بکھرے بال اور پیچھے بنی پونی ایک ہاتھ گلاس وال پر ٹکائے وہ کسی گہری سوچ میں گم تھا آنکھوں میں موجود سرخ ڈورے بے خوابی کے گواہ تھے ۔۔۔۔آنکھوں کے پردوں پر ڈراسہمہ سراپا روشن ہوا جس کی سیاہ آنکھیں اس کی زندگی میں موجود اندھیرے سے مطابقت رکھتیں تھیں ۔۔۔۔

خوف سے لرزتے ہونٹ سانسوں کی تیزی سے گردن میں ہوتی ہلچل اور شہ رگ کے پاس چمکتا تل ہر بار کی طرح آج بھی اس کے وجود میں بے چینیاں بھر گیا۔۔ اسی بے چینی

میں اس نے جلتا سیگریٹ مٹھی میں دبوچ لیا--ہاتھ میں ہوتی جلن سے وہ یکثر بے پرواہ تھا کہ یہ جلن اس آگ کے سامنے کچھ نہ تھی جو اس کے سینے میں بھڑک رہی تھی --

"U will be mine my angel soon !!! Very soon "

وہ مدھم آواز میں بڑبڑایا تو لہجے میں بلا کی جنوں خیزیاں موجود تھیں---آنکھوں کی تپش جانلیوا تھی--- یہ جنوں کسی کی بربادی تھا یا کچھ اور یہ صرف وہ وجود جانتا تھا -------

---

"میرا وہاں کیا کام بابا؟؟--آپ خود چلے جائیں نا-- "

وہ لاؤنج میں بیٹھا سیل چیک کر رہا تھا ان کے نئے حکم پر تلملہ اٹھا۔۔اور حکم بھی کیا؟؟ وہ ان کی جگہ کسی کالج میں چیف گیسٹ بن کر جائے جس پر وہ جھنجلا کر انکار کر گیا۔۔۔ اس کے کورے جواب پر وہ اسے گھور کر رہ گئے۔۔۔۔

"وہاں تم ہی جاہو گے بس بات ختم نو مور آرگیو منٹس۔۔۔ "

اب کہ وہ اپنے مخصوص حکمیہ لہجے میں بولے جس پر وہ خون کے گونٹ پیتا سر ہلا گیا۔۔۔

"پر یہ آخری بار ہے سن لیں اپ۔۔ "

اس نے نروٹھے پن سے وارنگ دی جو انھوں نے ہوا میں اڑا دی ۔۔۔

"بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔۔ تم ریڈی ہو جاؤ جا کر فاسٹ۔۔ "

وہ اس کے چہرے کے بنے زاویوں پر مسکراہٹ چھپاتے سخت لیجے میں بولتے باہر نکل گئے۔۔۔

ہائے۔۔۔ دنیا کے فضول ترین کاموں کے لیے انھیں میں ہی ملتا ہوں ۔۔میں بیچارہ " معصوم افففف"

وہ پیچھے دکھ سے بڑبڑا کر رہ گیا۔۔۔۔

گورنمنٹ میڈیکل کالج کے آڈوریم میں ہلچل مچی تھی یہ ایک فئیر ویل سرمنی تھی۔۔۔جس میں رخصت ہونے والے کچھ بریلینٹ سٹوڈنٹس کو ان کی کارگردگی پر انعام

دینا تھا۔۔ اس کے لیے پرنسپل نے شہر کے مشہور بزنس مین بابر شاہ کو مدعو کیا تھا ۔۔۔۔۔۔فنکشن شروع ہونے ہی والا تھا اس لیے لڑکیوں میں افراتفری مچی تھی۔۔۔

"یار علینہ مان جاؤ۔۔ اب ضویا نہیں آئی میم پریشان ہو رہی ہیں ایک کمپیرنگ ہی تو کرنی پلیز مان جاؤ"۔۔

ضویا کے نا آنے پر میم نے علینہ کو منانے کی زمیداری صبا کو دی جو اس کی بیسٹ فرینڈ تھی۔۔کمپیئرنگ کی وجہ علینہ کی پیاری آواز تھی ۔۔۔اسلیے کافی دیر سے وہ اسے منانے میں لگی تھی ۔۔۔۔

"بات کمپیئرنگ کی نہیں ہے صبا۔۔۔بات یہ ہے میں وہاں بولوں گی کیا؟؟ میری تیاری بھی نہیں ہے"

وہ کچھ تذبذب سے بولی۔۔۔۔۔

یار یہ پیپر سامنے ہو گا تمہارے دیکھ کر بول دینا۔۔۔۔ اب بس بات ختم کرو اور یہ لو " "کچھ پڑھ لو اس میں سے

اس کی نیم رضامندی پر وہ سرعت اسے پیپر تھما کر یہ جا وہ جا ہوئی ۔۔کہ یہ نا ہووہ مکر جائے۔۔۔

پیچھے وہ اس کی جلدبازی پر اسے کوستی رہ گئی۔۔۔اسے پورا یقیقن تھا کہ ضرور اسی نے میم کو بڑکایا ہو گا۔۔۔

فنکشن شروع ہو چکا تھا۔۔وہ سیاہ ڈنر سوٹ میں اپنی ٹھٹھکا دینے والی پرسنیلیٹی سمیت اکڑ کر سٹیج کے سامنے موجود صوفے پر بیٹھا تھا۔۔۔ اور اندر ہی اندر پیچ وتاب کھا رہا تھا ۔اس

سے پہلے وہ اٹھ کر وہاں سے بھاگتا اس کے کانوں سے ایک خوبصوت آواز ٹکرائی۔۔۔جس پر اس نے سامنے سٹیج پر دیکھا۔۔۔

سیاہ فراک پہنے ہمرنگ حجاب کیے مائک کے سامنے کھڑی وہ کچھ کہہ رہی تھی۔۔جسے سمجھنے سے وہ غافل رہا کہ وہ تو اس کے نقوش ازبر کرنے میں مگن تھا شہد رنگ آنکھیں کھڑی ناک بھرے بھرے ہونٹ اور ان کے پاس چمکتا سیاہ تل براق کے دل کی دنیا تہہ وبالا کر گیا۔۔۔ ایک لمحے کی بات تھی جسے یورپ کی خوبصورتی متوجہ نا کر پائی وہ سامنے موجود عام سے نقوش والی لڑکی کے سامنے ہار گیا۔۔۔ اپنی سوچوں میں گم وہ اس کے سٹیج سے ہٹ جانے پر انجان ہی رہا۔۔۔تالیوں کی آواز پر اسنے چونک کر سامنے دیکھا جہاں اسکی غیر موجودگی اسے پر وہ اسے کچھ بے چین کر گئی۔۔۔۔۔

کافی بے چینی سے اس نے پورا فنکشن اٹینڈ کیا۔۔کیونکہ اس تمام عرصے میں وہ اسے نظر نہیں آئی تھی۔اور آخر میں جب پرائیز دینے کے لیے اس نے اسے دعوت دی تو وہ کھل اٹھا کیونکہ سامنے سٹیج پر وہ پری پیکر موجود تھی۔۔۔۔۔نظریں اس پر جمائے سرعت سے اٹھتے وہ اپنی مغرور چال چلتا سٹیج کی طرف بڑھا۔۔۔ایک لمحے کے لیے بھی اس کی نظر اس پر سے نا ہٹی جس پر علینہ کا چہرا سرخ پڑ گیا۔۔۔۔انعامات دے کر اس نے مختصر سی تقریر کی۔۔۔اور پھر فنکشن اختتام پزیر ہوا۔۔۔۔جبکہ اس دوران وہ سٹیج سے اتر کر اندر ہال کی طرف بڑھ گئی تھی ۔۔وہ اس کے پیچھے جانا چاہتا تھا مگر پرنسپل کی بات سننے کے لیے رک گیا ۔۔جب گفتگو طویل ہونے لگی تو ضروری فون کال کا کہہ کر اندر بڑھا۔۔۔جہاں وہ اسے اپنی دوست سے لڑتی نظر آئی۔۔۔

تم مجھے تھوڑی دیر اور رکنے کا کہہ رہی ہو؟؟ اگر میں اور رکتی نا تو اس چیف گیسٹ کا " منہ توڑ آتی ۔۔ڈھیٹ کیسے سب کے سامنے گھور رہا تھا "۔۔

وہ اشتعال میں مدھم آواز میں چیخی تھی۔۔۔ اس کی بات سن کر براق نے بے ساختہ ابرو اٹھائے ۔۔۔۔۔

اس سے پہلے صبا کوئی جواب دیتی اسکی کی نظر سامنے اٹھی جہاں براق کھڑا تھا۔۔۔۔اسکی۔موجودگی پر اس نے انکھوں سے علینہ کو خفیف سا اشارہ دیا جسے سمجھتی وہ مڑی تھی اور پیچھے اسی ٹھرکی کو دیکھ کر اس کا پارہ ہائی ہوا تھا ۔۔۔

اسکے یوں اپنی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر اس نے سوالیہ انداز میں ابرو اچکایا۔۔۔اور اسے دیکھ کر مسکراتا براق گڑبڑا کر سیدھا ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ دراصل میں یہاں آپ سے کچھ بات کرنے آیا تھا کیا آپ دو منٹ میری بات سن " سکتی ہیں؟؟"۔۔

اسنے سنجیدگی سے بات کا آغاز کیا جس پر علینہ خاموشی سے کھڑی رہی گویا بات کرنے کی اجازت دی ہو ۔۔۔۔

"وہ ۔۔میں ۔۔بات دراصل یہ ہے کہ۔۔۔آپ کا نام کیا ہے؟؟ "

اس کے اتنے ٹھنڈے انداز پر وہ اپنی بات بھولنے لگا اور ایک بےتکا سوال کیا۔۔۔جس پر علینہ نے حیرت سے اسے دیکھا جبکہ صبا اس کی پتلی حالت پر مسکرا رہی تھی ۔۔

کیوں؟؟ آپ نادرہ سے تعلق رکھتے ہیں جو میرا نام جاننا آپ کے لیے ضروری ہے "۔۔

علینہ کے الٹے جواب پر اسے اپنی غلطی کا اندازہ ہوا ۔۔

میرا نام براق شاہ ہے میں کوئٹہ کا رہنے والا ہوں۔۔۔ اور یہاں اپنے بابا کی جگہ آیا " تھا۔۔رہی بات آپ کو دیکھنے کی تو اس کی سیدھی وجہ یہ ہے کہ مجھے آپ پہلی نظر میں اچھی لگی ہیں اور شائد محبت بھی ہو گئی ہے "۔۔

اورایک گہرا سانس لیتے اس کے تل کو فوکس میں رکھ کر وہ روانی سے بولتا چلا گیا جبکہ اسکی بات اور اسکی بے ہودہ نظروں کو اپنے تل پر مرکوز دیکھتے اس کی اس ڈھٹائی پر علینہ کی آنکھیں صدمے سے کھل گئیں۔۔۔ اور وہ غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ گئی ۔۔۔

ہو گیا آپ کا ۔۔۔۔پہلی بات مجھے آپ میں رتی برابر انٹرسٹ نہیں ہےاور دوسری بات " محبت آپ جیسے امیر زادوں کو ہر دوسری لڑکی سے ہو جاتی ہے ۔۔۔۔میں آپ کی ٹائپ کی نہیں ہوں اور ہماری کلاس میں بہت فرق ہے اس لیے اپنی محبت کو اپنی جیب میں رکھ کر اپنا راستہ ناپیے پلیز۔۔۔نائو اکسکیوزمی۔۔۔"۔۔

سخت طیش میں وہ اسکی اچھی خاصی طبعیت صاف کر کے صبا کے ساتھ مڑی گئی۔۔۔جبکہ پیچھے وہ اسکی باتوں کو سوچتا صدمے سے کھڑا رہ گیا۔۔۔اسے روکا تک نہیں کیونکہ یہ جگہ مناسب نا تھی اس لیئے اس کی باتوں کا ادھار وہ بعد میں چکانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔۔۔

یار کتنی دیر ہو گئی ہے اس نے کیا امریکہ سے ڈانس کے لیے آنا تھا"۔۔ "

انھیں یہاں آئے کافی دیر ہو گئی تھی مگر رقص شروع نہیں ہوا تھا۔۔۔آتی جاتی عورتوں کے بے باک قہقے معنی خیز اشارے بوبی کا فشار خون نڑھا رہے تھے اس لیے وہ پاس بیٹھے دانی سے بولا جو پوری طرح ماحول کو انجوئے کر رہا تھا۔۔۔

ہو جائے گا شروع۔۔۔اور تو تھوڑا صبر نہیں کر سکتا خاص چیزوں میں وقت لگتا "
ہے۔۔۔اسلیے اب منہ بند کر کے بیٹھ۔۔"۔۔۔

اس کے بیزار لہجے پر دانی نے اسے گھرکا تھا جس پر وہ اسے تگڑی گھوری سے نواز کر
خاموشی سے سامنے دیکھنے لگا۔۔۔

اچانک ہال کی لائٹیں مدھم ہو گئیں اور بہت سی لڑکیاں سج سج کر چلتیں ہال کے فرش
پر آکر بیٹھ گئیں۔۔۔ اور پھر وہ اپسرا بھی سرخ جوڑے میں ملبوس ان کے درمیان آکر
بیٹھ گئی۔۔۔ اس نے گھونگٹ اوڑھ رکھا تھا صرف ہاتھ اور پاؤں نظر آتے تھے۔۔۔ وہ
پاؤں میں پہنے گھنگھروں کو بڑی مہارت سے حرکت دے رہی تھی ۔۔۔۔۔موسیقی کے
شروع ہوتے ہی وہ سب کھڑیں ہو کر ڈانس کے سٹیپ لینے لگیں۔۔۔۔سرخ جوڑے والی
نے جانلیوا سٹیپ لیتے اپنا گھونگٹ الٹایا اور وہ جو یہ سب بیزاری سے دیکھ رہا تھا اس کا

چاند چہرہ دیکھ کر ساکت ہو گیا ۔۔۔آنکھیں اس کے چہرے کا طواف کر رہیں تھیں۔۔ مہارت سے سجے نقوش بوبی کی دھڑکنوں کو بڑھا رہے تھے اور وہ بس اپنی دھڑکنوں کے شور پر حیران تھا کہ جنہوں نے پہلے کبھی اپنی بیوی کو دیکھ لے نہیں بدلی وہ آج کیسے انھیں بے بس کر گئیں ۔۔۔اپنے دونچوں کو سوچتے اس نے نظر ہٹانی چاہی پر یہ اب ممکن نا تھا۔۔۔دفتا زونی کی نظر اس پر اٹھی۔۔۔جس پر اب تک کشمکش میں گھرا بوبی پوری طرح ہار گیا ۔۔پوری طرح ان سیاہ نین کٹوروں میں ڈوب گیا ۔۔۔۔جس سے نکلنے میں اسے صدیاں لگنیں تھیں۔۔۔۔۔

اوئے اٹھ۔۔۔ ختم ہو گیا ہے سب۔کب سے بے چین تھا کہ کب واپس چلیں تو " اب کیوں جم کر بیٹھا ہے "۔۔

وہ دل اور دماغ کی جنگ میں اتنا محو تھا کہ کب سب ختم ہوا اسے پتا بھی نا چلا اور اب جیڈئ کے ہلانے پر وہ چونک کر حواسوں میں آیا سامنے دیکھا جہاں سب تھیں پر وہ نہیں تھی ادھر ادھر دیکھا پر بے سود--- وہ کہیں نہیں تھی
اپنی بات پر ہونکوں کی طرح اسے ادھر ادھر نظر دوڑاتے دیکھ وہ دونوں حیران تھے ----

کسے ڈھونڈھ رہا ہے ؟؟؟---بوبی بول نا یار کیا دیکھ رہا ہے"۔ "

اب کے دانی بھی فکرمندی سے گویا ہوا جس پر اس نے انھیں دیکھا اور ان کے پریشان چہرے دیکھ کر فورا بالوں میں ہاتھ پھیرتا اٹھ کھڑا ہو ---

"کچھ نہیں--چلو چلتے ہیں مجھے گھٹن ہو رہی ہے "

وہ عجیب سے لہجے میں کہتا ان کے کچھ کہنے سے پہلے باہر نکل گیا اور وہ دونوں اس کے عجیب وغریب رویے پر حیران پریشان اس کے پیچھے باہر نکلے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" اور بھئ برخوردار آگئے کچھ ہوا کیا؟؟؟ کسی نے سالم نگلا تمیں۔۔۔ "

وہ واپس آکر لاونج میں ہی صوفے پر نیم دراز اسکے خیالوں میں گم تھا کہ بابر صاحب کی بات سن کر دانت پیستا سیدھا ہوا ۔۔۔اسے اس لڑکی کے ساتھ بابا پر بھی غصہ آیا جنہوں نے اسے وہاں بھیجا نا وہ وہاں جاتا نا اس کی نظر علینہ پر ٹھرتی نا وہ اس کے ہاتھوں اتنا بے عزت ہوتا ۔۔

" جی کسی نے بھی نہیں نگلا ۔۔۔آپ نے تو آرام کیا ہو گا "

وہ تلملا کر بولا جس پر سامنے بیٹھے بابر صاحب نے ہاتھ جھلایا
" ایسا ویسا اچھی نیند آئی تھی تم سناؤ کیسا رہا اکسپیرینس "

"بہت اچھا اتنا کہ میں بتا نہیں سکتا ۔۔۔ہنہ
وہ بظاہر مسکرا کر بولا مگر حقیقت میں وہ سب کتنا خوشگوار تھا یہ تو براق کا دل جانتا تھا۔۔۔۔

چلیں میں چلتا ہوں۔۔۔ تھوڑی دیر ریسٹ کر کے رات کو گاؤں کے لیے نکلیں گے۔۔۔"

وہ انھیں یاد دہانی کروا کر کمرے کی طرف مڑ گیا انھیں وہاں آئے چار دن ہو چکے تھے اب تک تو بی جان ناراض ہو چکی ہوں گی اس لیے وہ رات کو نکلنے کا منصوبہ بنا چکا تھا۔۔۔۔

کمرے میں آکر اس نے ایک نمبر ملایا۔۔۔

"ہاں اسد مجھے ایک لڑکی کی ڈیٹیل چاہیے پک واٹس ایپ کرتا ہوں ۔۔۔اور یہ میرے واپس آنے تک ہو جانا چاہیے۔۔ سمجھ گئے"۔۔

اس نے اپنے ماتحت اسد کو علینہ کی انوٹیگیشن کے لے لگا دیا اور اسے چوری چھپے لی گئی تصویر سینڈ کی۔۔۔ اس تصویر میں اس کی نظریں جھکی ہوئیں تھیں ۔۔۔۔۔۔

"تم بہت جلد میرے پاس ہو گی میری شیرنی ۔۔بہت جلد۔۔ "

وہ اس کی تصویر کو دیکھ کر خمار الود لہجے میں بولا اس کے لہجے کی شدت اس کے مظبوط ارادوں کا پتا دے رہی تھی۔۔۔۔

تم ارام سے بات کا کہ رہی ہو۔۔۔ میں اس بکواس پر اس کا منہ توڑ دیتی "۔۔ "

وپسی پر جب صبا نے براق کی حمایت کی تو وہ بھڑک اٹھی ۔
وہ کافی نرمی سے بول رہاتھا کیا ہوتا اگر تم آرام سے اس کی بات سن لیتی "۔۔ "
اس کے بھڑکنے پر وہ سنجیدگی سے بولی۔۔۔
ہاں نرمی سے بات کرتی تاکہ وہ اور چوڑا ہو جاتا ہم مڈل کلاس لڑکیاں یہ سب افورڈ نہیں " کر سکتیں صبا۔۔۔ ان امیر زادوں کا کیا ہے ٹشو پیپر کی طرح استمال کر کے پھینک دیتے ہیں "۔۔

وہ اس کی بات پر تلخی سے گویا ہوئی -- جس پر صبا کو چپ لگ گئی کیونکہ یہ ساری باتیں سچ تھیں اپنے پوائنٹ کو آتے دیکھ وہ اس سے گلے مل کر گال چومتی بس میں سوار ہو گئی ---

پیچھے صبا بس کو تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی وہ یہ سب جانتی تھی پر وہ علینہ کو خوش دیکھنا چاہتی تھی اور براق کی آنکھوں میں اسے سچائی نظر آئی تھی پر یہ بات اسے کون سمجھاتا وہ سر افسوس سے ہلاتی اپنے پوائنٹ کی طرف بڑھ گئی----------

---

گاڑی تیز رفتاری سے کراچی کی حدود سے نکلتی جا رہی تھی ----

بلیو جینز سفید شرٹ اور پیر جوگر میں مقید تھے--ماتھے پر بکھرے بال سبز آنکھیں پرسوچ انداز میں سکڑیں ہوئیں تھیں-- لب بھینچے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان تھا جب کے بابر

صاحب فرنٹ سیٹ پر سگار سلگائے اپنی ہی سوچوں میں گم تھے۔۔ غرضیکہ گاڑی میں دونفوس کی موجودگی کے باجود ایک عجیب سی خاموشی تھی ۔۔۔

اور اس خاموشی کو بابر صاحب نے توڑا ۔۔۔۔۔

"گاڑی کچھ دیر کے لیے چھوٹی حویلی روکنا ۔۔۔۔۔"

وہ اپنے مخصوص انداز میں دوٹوک بولے تھے جس پر براق چونک کر ان کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔اور چھوٹی حویلی کے ذکر پر اس کی پیشانی شکن آلود ہوئی اور خفیف سے اشتعال کے باعث سٹیرنگ ویل پر اسکی گرفت سخت ہو گئی تھی۔۔۔

"اگر آپ کو وہاں جانا تھا تو مجھے بتاتے میں دوسری گاڑی میں آجاتا

لب بھینچے وہ بڑے ضبط سے بولا تھا اس کے اتنے سپاٹ انداز پر بابر صاحب کے اندر زمانوں کی تھکن اتر گئی۔۔۔

اس سے تمہارا بھی رشتہ ہے براق۔۔۔ اس سے تمہاری نفرت مجھے بے چین کرتی ہے " یار"۔۔

وہ شکستہ لہجے میں گویا ہوئے۔۔جبکہ ان کی بات پر براق کا پارہ ہائی ہوا۔۔۔

میرا اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے بابا۔۔ وہ صرف آپ کی بیٹی ہے اور بس "۔۔ "

وہ ضبط کھو کر چلایا تھا۔۔اس کے اتنے بھیانک ریکشن پر وہ صدمے سے گنگ ہو گئے ۔۔۔

" اپنی ماں کی زبان مت بولو براق ۔۔۔اس سے نفرت کر کے تمیں کیا ملے گا وہ بہت معصوم ہے میرے بیٹے "۔۔

وہ تنبیہ کرتے روحا کے حق میں گویا ہوئے ۔۔جس پر وہ طنزیہ ہنسا۔۔۔۔

" وہ معصوم نہیں ہو سکتی بابا۔۔ آخر زونیرا شاہ کی بیٹی ہے وہ "

اس کے لہجے میں نفرت ہی نفرت تھی۔۔۔

" وہ میری بھی بیٹی ہے۔۔۔اس کی رگوں میں بھی وہی خون دوڑ رہا ہے جو میری اور تمہاری رگوں میں موجود ہے۔۔۔مت بھولو یہ حقیقت"۔۔

اس کے حقارت سے زونیرہ کا زکر کرنے پر وہ بھی چیخے تھے۔۔جس پر وہ لب بھینچ گیا۔۔ یہ ایک کڑوی حقیقت تھی اور وہ چاہ کر بھی اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا تھا۔۔۔۔

میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔۔ تم سب کی اس کے لیے نفرت مجھے اندر ہی اندر مار رہی ہے براق "۔۔

اسکی خاموشی پر وہ شکست خوردہ لہجے میں بولے۔۔۔مگر وہ چپ ہی رہا اس کی مستقل خاموشی پر وہ مایوس ہوتے باہر کے نظاروں میں گم ہو گئے۔۔

مجھے لگتا ہے میں اس کی حفاظت نہیں کر پاؤں گا زونیرہ۔۔ جیسے تمہاری نہ کر پایا مجھے معاف کر دو"۔۔

وہ خیالوں ان سے مخاطب تھے جنہیں دیکھے انھیں صدیاں بیت گئیں تھیں ---وہ وہاں تھی جہاں سے کوئی لوٹ کر نا آ سکا تھا-- اس کی بابت سوچ کر ہی ان کی آنکھوں میں نمی ابھر آئی جسے انھوں نے بے دردی سے پونچھا ---

اس نمی سے وہ بھی انجان نا تھا مگر وہ کچھ کر بھی تو نا سکتا تھا ماں کے آنسو آور تڑپ اسے نئے سرے سے اس سے نفرت کرنے پر مجبورکرتے تھے--- حالانکہ آج تک عالیہ بیگم نے اس سے کچھ بھی نا کہا تھا----

کوئٹہ کی حدود میں جب وہ داخل ہوئے تب صبح کی اذانیں ہو رہی تھیں-- اس نے ایک ان کی طرف دیکھا وہ ہنوز سوچوں میں گم تھے گاڑی کی سپیڈ بڑھا کر پانچ منٹ بعد اس نے گاڑی چھوٹی حویلی کے احاطے میں روکی تھی یہ ایک پرستائش حویلی تھی جو اب شاہ ولا کہلاتی تھی پہلے یہ چھوٹی حویلی کے نام سے جانی جاتی تھی یہ جگہ گاؤں سے پرے واقع تھی یہاں بڑی حویلی کے مرد اپنے دفتری کام نپٹاتے تھے کہ اکثر شہر سے واپسی کافی لیٹ ہوتی تھی یہاں سے مزید دوگھنٹے کی ڈرائیو پر بڑی حویلی موجود تھی ----اب یہاں

صرف بابرصاحب آتے تھے باقی سب نے کبھی مڑ کر یہاں قدم نا رکھا تھا۔۔۔وہ اور ابران یہاں کی نسبت لمبے روٹ کو ترجیع دیتے تھے اور اس سب کی بڑی وجہ وہی تھی جس سے ملنے بابا ہر ہفتے آتے تھے ۔۔۔۔

اس کے گاڑی روکتے ہی وہ چادر جھٹک کر باہر نکلے اور اندر بڑھ گئے ان کے قدموں کی لڑکھڑاہٹ اور شکستگی وہ بخوبی دیکھ سکتا تھا ۔۔

"ڈیم اٹ "

وہ بے بسی سے سٹیرنگ ویل پر مکہ مار کر رہ گیا۔۔۔

وہ آہستہ سے چلتے لاونج میں آئے تو اماں بی کو صوفے پر بیٹھا ہوا پایا ۔وہ انھیں دیکھ کر فورا اٹھیں اور سلام کیا جس کا جواب انھوں نے سر کے اشارے سے دیا ۔

" ناشتہ لائوں آپ کے لیے شاہ سائیں؟؟-- "
انھوں نے ناشتے کی بابت پوچھا کیونکہ صبح کے پانچ بج چکے تھے ۔

نہیں بوا ناشتہ میں بڑی حویلی جا کر کروں گا-- آپ بتائیں روحا کیسی ہے دو دن پہلے "
"اس کی طبیعت بگڑ گئی تھی کچھ مصروفیت کی بنا پر آ نہیں پایا تھا میں----

ناشتے سے انکار کرتے انھوں نے مدھم لہجے میں ان سے روحا کے بارے میں پوچھا ۔

" جی شاہ سائیں وہ ٹھیک ہے-- طبیعت سنبھل گئی تھی اس کی "
ان کے جواب پر وہ سر ہلاتے روحا کے کمرے کی طرف بڑھ گئے--جو سامنے ہی تھا --

دروازہ کھولنے پر سامنے جہازی سائز بیڈ تھا جس کی چادر اس وقت بے شکن تھی-- کمرہ
برائون تھیم سے سجا تھا اور اس وقت نفاست سے سیٹ تھا انھیں بے ساختہ ماہی کا کمرہ

یاد ایا جو صبح جنگ کا میدان بنا ہوتا تھا۔۔کمرے میں نظر گھماتے ان کی نگاہ کھڑکی کے سامنے جائے نماز پر بیٹھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے روحا پر پڑی ۔۔۔

سفید دوپٹے کے ہالے میں مقید اس کا چہرہ اس وقت نم تھا۔گھنی پلکیں رخساروں پر سجدہ ریز تھیں۔۔ گال آنسوں سے بھیگ رہے تھے اور لب بری طرح کپکپاہٹ کا شکار تھے ۔۔وجود بھی لرز رہا تھا اس کی اذیت محسوس کر کے بابر صاحب کی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں ۔۔۔۔

"روحا"

وہ صرف اس کا نام لے سکے۔۔۔ اپنے نام کی پکار پر اس نے اپنی آنکھیں کھولی سیاہ آنکھیں سرخ اور نم تھیں ۔۔۔سیاہ انکھوں میں موجود سرخ ڈورے دیکھ کر ان کا دل اتھا گہرائیوں میں گرا ۔۔۔

دوسری طرف بابا کو سامنے دیکھ کر وہ سرعت سے اٹھ کر بھاگتی آکر ان کے سینے میں سما گئی۔۔۔۔

اس کے گرد بازو حائل کرتے وہ اپنے سینے پر بڑھتی نمی سے انجان نا تھے ۔اس کی کمر سہلاتے وہ اسے غائبانہ دلاصہ دے رہے تھے ۔

"بس میری جان فکر کی کوئی بات نہیں۔۔ میں آگیا ہوں نا چپ ہو جاؤ شاباش۔۔۔ "
ان کی تسلی پر وہ بھی اپنی آنکھیں پونچتی الگ ہوئی۔ان کے چہرے کو دیکھتے اس اسکی انکھیں پھر بھیگیں تھیں پر وہ بڑے ضبط سے مسکرا کر بولی۔۔۔

"آپ بنا بتائے آئے ہیں۔۔۔ بتا دیتے تو میں اپ کی پسند کا ناشتہ بناتی ہم ساتھ ناشتہ کرتے بابا"۔۔

"اس کی بات پر وہ مسکرائے "اگر بتا کر آتا تو آپ کے چہرے پر یہ خوشی کیسے دیکھتا۔۔۔
وہ پیار بھرے لہجے میں بولے جس پر وہ سر ہلا کر ہنسی ۔

" یہ تو ہے آپ کو اچانک دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے--"

وہ پرجوش لہجے میں بولی --

" چلیں نا اماں نے ناشتہ بنا دیا ہو گا ساتھ کھاتے ہیں "

وہ عجلت بھرے لہجے میں بولی --اس کی جلدی پر وہ بوکھلائے تھے --

نہیں روحا ناشتا پھر کبھی ابھی براق ساتھ ہے ہمیں حویلی پہنچنا ہے میں کل آئوں گا "

ہمم-- مری جان ٹھیک ہے نا"--

انھوں معزرت بھرے لہجے میں کہہ کر آخر میں وعدہ کیا ۔جس پر روحا کے لبوں کی مسکراہٹ سکڑ گئی----براق کے زکر پر دل سے ہوک سی اٹھی---

" ٹھیک ہے جیسا آپ کو مناسب لگے "

وہ سر جھکا کر مدھم لہجے میں بولی ۔اس کے اداس لہجے پر وہ اس کی پیشانی چومتے بازوں کے گھیرے میں لئے باہر کی طرف بڑھے ۔انھیں باہر جاتے دیکھ بوا نے ناشتے کا کہا پر

وہ شائستگی سے منا کر گئے اور وہ بھی چپ کر گئیں کیونکہ کچن کی کھڑکی سے وہ براق کو دیکھ چکیں تھیں ---

"چلو اب مسکرا کر الوداع کہو شاباش۔ "

ان کے کہنے پر وہ ہلکا سا مسکرائی جس پر وہ ایک بار پھر اس کی پیشانی چومتے سینے سے لگا کر ہاتھ ہلاتے گاڑی کی طرف بڑھے جس میں بیٹھا براق آگ برساتی نظروں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔نظروں کی تپش پر روحا نے نظریں آٹھائیں اور سیاہ آنکھیں سبز آنکھوں سے ٹکرائیں۔۔جن کی نفرت بھری تپش پر وہ بری طرح کانپ کر رہ گئی۔۔ فورا نظروں کا زاویہ بدلہ-------

روحا کے نگاہیں چرانے پر براق کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ بکھری --

اس نے بغور اس کا جائزہ لیا سفید سوٹ میں سفید ہی دوپٹے کا حجاب کیے چہرے پر کھنڈی زردی سیاہ بجھی آنکھیں اور سرخ بھینچے لب وہ خاصی کمزور جسامت کی تھی --اس کا کمزور جسم اس پر بیتی اذیتوں کا گواہ تھا۔دل میں ہلکی سی ہمدردی کی رمک جاگی پر وہ

اسے بے دردی سے کچلتا بابرصاحب کے بیٹھنے پر زن سے کار بڑھا لے گیا۔۔پیچھے بکھرے دھویں میں روحا کا چہرہ بھی دھواں دھواں تھا۔۔۔۔

صبح کا سورج نکل چکا تھا جب وہ شاہ حویلی پہنچے ۔۔۔

براق فورا کار سے نکل کر اندر چلا گیا۔۔۔ جس پر بابر صاحب گہرا سانس لے کر اس کے پیچھے اندر بڑھ گئے۔۔۔

اندر داخل ہوتے ہی ان کی نگاہ سامنے اٹھی جہاں سب ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے وہ اسی طرف بڑھے اور وہاں پہنچ کر سلام داغا۔۔۔وہ سب جو بی جان کی منتیں کرتے براق کو دیکھ رہے تھے ۔۔ سلام کی آواز پر انھیں دیکھا۔۔۔

"وعلیکم اسلام ۔۔۔اتنا وقت تو نہیں لگتا بابر کرچی سے کوئٹہ آنے تک۔؟؟؟ "

بی جان نے ان کے سلام کا جواب دے کر استفار کیا جس پر ان کے بولنے سے پہلے وہ بول اٹھا ----

" بابا کو چھوٹی حویلی میں کچھ کام تھا

اور کام کی نوعیت سے وہاں موجود ہرفرد آگاہ تھا اس لیے ہال میں خاموشی چھا گئی اور بابر صاحب براق کو دیکھ کر رہ گئے ---

" ہمم-- ٹھیک ہے -- براق آپ فریش ہوں جاکر اور پھر ناشتا کیجئے گا "

اس خاموشی کو بی جان نے موضوع بدل کر ختم کیا ان کے حکم پر وہ اندر بڑھ گیا---

" اور بابر آپ ناشتا کریں گے یا پھر فریش ہوں گے؟؟

وہ اب ان سے بولیں تھیں جو خاموش کھڑے تھے--- وہ فریش ہونے کا کہہ کر اندر بڑھ گئے -- پیچھے ان کی پشت دیکتیں عالیہ بیگم کی انکھیں ڈبڈبا گیئں تھیں -- غرضیکہ وہاں

موجود ہر شخص ڈسٹرب تھا سوائے ابران کے جو مگن انداز میں ناشتہ کر رہا تھا ۔اس کے سپاٹ چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا ۔بلکل سمندر کی مانند پرسکوت۔۔۔۔۔

بس چپ کر جاؤ روحا انھوں نے کہا تو ہے کہ وہ کل آئیں گے ۔۔۔پھر رونا کس بات کا ہے"

ان کے جانے کے بعد سے وہ مسلسل رو رہی تھی۔۔۔اسے چپ کروانے میں ہلکان ہوا اب جھنجھلا کر بولیں ۔۔۔

وہ کیوں اتنی تھوری دیر کے لیے اتے ہیں ؟؟؟ ایسا لگتا ہے جیسے کسی غیر کے پاس " آتے ہیں وہ ۔۔"۔۔

وہ بھرائی آواز میں بے بسی سے بولی جس پر ہوا نے گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔۔۔۔

غیروں کے لیئے کوئی کہاں آتا ہے روحا۔۔۔ وہ مجبور ہیں میری جان اتنے دھچکوں کے " بعد بھی وہ تمہیں نہیں بھولتے تو پھر تم کیسے یہ شکوہ کر سکتی ہو "۔۔۔

انھوں نے مدھم لہجے میں اسے سمجھایا جس پر وہ سر جھکا گئی----

" میں شکوا نہیں کر رہی اماں--- بس مجھے دکھ ہوتا ہے "

وہ منمنائی تھی ----------

" تم دعا کیا کرو کہ ان کی مشکلات حل ہو جائیں۔وہ پھر روز آیا کریں گے "

انھوں نے اسے نئی راہ دکھائی جس پر وہ تلخی سے مسکرا کر بولی --

ان کی سب سے بڑی مشکل میں ہوں اماں-- میں ہی نہیں ہوں گی تو وہ آزاد ہو "

جائیں گے دعا کریں میں مر جاؤں قصہ ہی ختم ہو جائے "--

وہ یاسیت بھرے لہجے میں کہہ کر روم میں بھاگ گئی پیچھے وہ اس کی مایوسی بھری باتوں پر دل کو تھام کر کر رہ گئیں---

---

آپ ناشتہ کر کے میرے پاس آیئے گا بابر...آپ سے ضروری بات کرنی ہے"--- "

وہ ناشتہ کر رہے تھے جب وہ بولیں۔۔ ان کے حکم پر سر اثبات میں ہلا گئے۔۔۔۔

"ماہی آپ آج یونیورسٹی نہیں جارہی کیا "
اسے عام سے خلیے میں دیکھ کر وہ چونک بولے جس پر سوچوں میں گم وہ چونک اٹھی

۔۔۔۔

نہیں آج موڈ نہیں ہے بابا اور ویسے بھی بھائی آئے ہیں تو ہم انجوئے کریں گے"۔۔۔ "
ہمم ٹھیک ہے ۔۔ خوش رہا کریں ۔آپ جانتی ہیں نا ہم آپ کو خوش دیکھ کر جیتے ہیں "
میری جان"۔۔۔

اسے براق کی بات پر گم صم ہوتے دیکھ وہ نامحسوس طریقے سے بہلا گئے تھے۔۔ان کے پیار بھرے لہجے پر وہ بے ساختہ مسکراتی ان کے گلے لگ گئی۔۔اور ڈائینگ ہال میں موجود سب اس کے بچپنے پر مسکرا دیے۔۔

یہ بات تو سہی کہی آپ نے۔۔۔ ماہی تو اس گھر کی چڑیا ہے اسی کے دم سے تو اس " گھر میں رونق ہے ۔۔۔"۔۔

ماہی کو دیکھتے زکیہ بیگم نے بھی ان کی تائید کی ۔
عنایہ بھی اس گھر کی رونق ہے آپا۔بلکے اس گھر کے تمام بچوں میں ہم سب کی جان " ہے "

اب کے عالیہ بیگم نے گفتگومیں حصہ لیا ۔اپنی ے عریف پر وہ تینوں شیطان خوامخواہ شرمائے۔۔جبکہ انھیں یوں شرماتے دیکھ وہ سب ہنس دیے۔۔۔۔۔

سب کے مسکراتے چہروں کو دیکھ کر بابر صاحب کے دل میں ہوک اٹھی جس پر ان کی مسکراہٹ سمٹ گئی ۔۔اس سب میں روحا کی جگہ کہاں تھی؟؟؟ ۔کیا کبھی وہ اسے قبول کر پائیں گے ۔اس بابت سوچتے وہ کرسی کھسکا کر اٹھے اور ڈائینگ ہال سے نکلتے چلے

گئے ۔ابران نے ان کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو بڑے غور سے دیکھا تھا۔۔۔ اور اس تبدیلی کی وجہ سے بھی وہ باخوبی آگاہ تھا ۔ان کے جاتے ہی وہ سپاٹ انداز میں سلام کر کے باہر نکلتا چلا گیا

ماہی کی آنکھوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا جو برائون ٹکسیڈو میں اپنی درازقامت کی وجہ سے غضب ڈھا رہا تھا ۔اس کے بالوں کی پونی ماہی کو نئے سرے سے بے چین کر گئی تھی۔۔ماہی مسلسل سامنے کی طرف متوجہ دیکھ کر عنایہ نے اس کا ہاتھ دبایا۔۔۔ وہ چونک کر اسے دیکھتی مسکرائی اب صرف میز پر عاشہ بیگم عالیہ بیگم اور زکیہ بیگم کے علاوہ بچے ہی تھے۔۔۔بی جان بھی جا چکیں تھیں۔۔۔۔

چلیں آپ تینوں کافی ٹائم ہو گیا ہے سکول کے لیے لیٹ ہو جائیں گے ۔""۔ "

عائشہ بیگم کے کہنے پر وہ تینوں سر ہلاتے اٹھے اور خدا حافظ کہتے ہال سے نکل گئے ۔۔۔

پیچھے ماہی ,عنایہ اورباقی تینوں بیگمات میز صاف کرنے میں مگن ہو گئیں۔۔۔۔۔
شاہ حویلی کی یہ روایت تھی کہ کھانے کا سارا انتظام گھرکی خواتین کرتیں تھیں۔باقی کے کاموں کے لیے حویلی میں کئی ملازم موجود تھے ماہی تھوڑی من موجی ثابت ہوئی تھی من ہوتا تو کچن میں گھستی نہیں تو کچن کا رخ تک نا کرتی جبکہ عنایہ کافی کاموں میں ہاتھ بٹا تی تھی ۔۔۔۔

یار بی جان ناراض ہو رہی تھیں اس لیئے بنا بتائے آگیا۔تم لوگ ایسا کرو شام تک پہنچو " پھر کہیں جائیں گے ماہی بھی آتی ہو گی مجھ سے فرمائش کرنے۔۔۔۔"۔

وہ کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتا فون پر آہل سے بات کر رہا تھا جو اس کے اچانک چلے آنے پر ناراض ہو رہا تھا ۔۔وہ سب کراچی گھومنے گئے تھے جب اسے بابر صاحب کی کال

آئی اور وہ وہاں سے نکل کر شاہ ہائوس پہنچا جس کی انھیں خبر تھی پر اب اس کے کوئٹہ ہونے پر وہ ناراض ہو رہاتھا۔۔۔۔

انھیں منانے کے لیئے اس نے نئی راہ نکالی جو کہ سہی بھی تھی وہ جب بھی آتا ہمیشہ ماہی کہیں نا کہیں جانے کی فرمائش کرتی تھی اسکے ساتھ مل کر ڈھیروں شاپنگ کرتی اور گھومتی یہ اس کا معمول تھا اور براق بھی اسکے لیے جی جان سے تیار ہوتا تھا۔۔ کبھی کبھی اس میں آہل اور ضیغم بھی شامل ہو جاتے تو مزہ دوبالا ہو جاتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

" اچھا ٹھیک ہے ہم نکلتے ہیں شام تک پہنچ جایں گے "

وہ اس کی تجویز پر رضامندی ظاہر کرتا کال ڈسکنکٹ کر گیا۔۔۔۔۔

وہ فون رکھ ہی رہا تھا جب دروازہ بجا۔۔۔۔۔۔

"یس "

اس کی اجازت پر ماہی اور عنایہ کمرے میں داخل ہوئیں ۔ماہی آتے ہی اس کے گلے لگی۔۔۔

" او بھائی میں نے آپ کو بہت مس کیا سچ میں"

وہ خوشی سے چہکی۔ جس پر وہ دھیمے سے ہنستا اسے خود سے الگ کر گیا۔۔اور نظر بھر کر اسے دیکھا جو کالے سوٹ میں بال کھولے کھڑی تھی اس کے چہرے پر بے پناہ خوشی تھی ۔۔اس نے دل میں اس کی نظر اتاری یہ کہنا غلط نا ہو گا جس طرح بادشاہ کی جان طوطے میں قید ہوتی ہے اسی طرح براق کی جان ماہی میں قید تھی وہ اس پر ایک کھروچ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

"میں نے بھی بہت مس کیا میری جان ۔۔۔ "

اس کے جواباً کہنے پر وہ کھکھلائی۔۔۔۔

" اسلام علیکم کیسے ہیں آپ "

انھیں ایک دوسرے میں مگن دیکھ کر عنایہ نے بھی سلام کیا جس پر براق چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا جو برائون جوڑے میں سر پر دوپٹہ اوڑھے بالوں کاجوڑا بنائے کھڑی تھی

" وعلیکم اسلام میں ٹھیک ہوں تم سنائو کیسی ہو

اس کے سلام کا جواب دے کر اسنے اسی نرمی سے اس کی خیریت پوچھی جس پر وہ سر ہلا گئی----

اس کی ریزرو نیچر سے براق بخوبی واقف تھا وہ اس سے کم ہی مخاطب ہوتی تھی ---

جو بھی تھا اسکی اختیاط براق کو اچھی لگتی تھی اور وہ بھی دل سے اس کا اختزام کرتا تھا----

" ہمم تو کس لیے آئی ہو تم دونوں "

وہ انجان بن کر بولا جبکہ ان موجودگی کی وجہ وہ جانتا تھا---

کیا بھائی آپ ہر بار یہ کہتے ہو جب جانتے ہو کہ آپ کو ہمیں گھومانے لے کر جانا ہے "

":

وہ نروٹھے پن سے بولی جس پر وہ قہقہ لگا اٹھا۔۔۔اور وہ اس کی طرف دیکھتی رہ گئی سبز انکھیں جو تھکن سے سرخ تھیں ماتھے پر بکھرے بال اس کی تازہ باتھ کے گواہ تھے۔۔۔ سفید چمکتی رنگت سیاہ شرٹ اور سفید ٹرائوزر میں اپنی دراز قامت سے وہ کوئی یونانی دیوتا لگ رہاتھا اس نے دل میں اپنے بھائی کو دیکھتے ماشاءاللہ کہا۔۔۔۔

میں اچھی طرح تم دونوں کی سازش سے واقف ہوں بے فکر رہو شام میں آہل اور " ضیغم کے آنے پر چلیں گے ۔۔۔اوکے اب مجھے ریسٹ کرنے دو چلو نکلو۔۔۔"۔۔

وہ اس کی ناک دبا کر گویا ہوا جس پر وہ دونوں ہنستی باہر نکل گئیں۔۔۔ان کے جاتے ہی ذہن کے پردوں پر ایک زرد چہرہ روشن ہوا ۔کیا وہ معصوم چہرہ نفرت کے قابل تھا؟؟ کیا اسے اس گناہ کی سزا دینا سہی تھا جو اس نے کیا ہی نہیں تھا۔۔ ؟؟؟

یہ تمام سوال اس کے ذہن میں ادھم مچا رہے تھےاور یہ تمام سوچیں اسے ماہی کو دیکھ کر آئیں تھیں وہ بھی تو اس جیسی تھی یا شائد اس سے چھوٹی ۔۔۔اچانک اسے عالیہ بیگم کا چہرہ یاد آیا تو وہ فورا آپنی سوچوں پر لعنت بھیج کر بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔

دروازے پر ہوتی دستک پر انھوں نے اندر آنے کی اجازت دی وہ جانتیں تھیں کہ آنے والا کون ہے۔۔۔۔۔۔

وہ دروازہ کھول کر اندر آئے سفید سوٹ سیاہ مردانہ شال اوڑھے وہ اپنے مخصوص انداز میں غرور سے کھڑے تھے ۔ عمر کے اس حصے مین آکر بھی وہ پہلے جیسے تھے بے انتہا کے خوبصورت بس چہرے پر سجی گرے آنکھیں خود پر بیتی داستان سناتی تھیں ۔

"آئیں بیٹھیں آپ "

انھوں نے انھیں بیٹھنے کا کہا۔۔وہ ان کے سامنے موجود صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھ گئے۔۔۔

"جی بی جان کہیے کیا کہنا چاہتیں تھیں آپ "

وہ خاصے احترام سے بولے جس پر وہ گہرا سانس لیتیں گویا ہوئیں ۔۔۔

بات دراصل یہ ہے بابر کہ اب میں یہ چاہتی ہوں کے ابران کو دستار سونپ دینی "
چاہیے ۔اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے"۔
انھوں نے بات کے اختتام پر ان کی تائید چاہی۔۔۔۔۔
"جیسی اپ کی مرضی بی جان آخر دستار پر بھائی صاحب کے بعد اسی کا حق ہے ۔۔۔ "
انھوں نے رضامندی ظاہر کی جس پر وہ ہمم کہتیں آنے والے جمعہ کا دن منتخب کر
گئیں۔۔۔جس پر وہ سر ہلاتے اٹھ کھڑے ہوئے ۔۔۔
" اور ایک بات بابر چھوٹی حویلی زرا اختیاط سے جایا کریں "
ان کی بات پر بابرصاحب کے قدم ساکت ہوئے وہ بے ساختہ مڑے اور ان کی طرف
دیکھا جو انہیں کی طرف متوجہ تھیں۔۔۔۔
وہ میری بیٹی ہے بی جان کوئی گناہ نہیں جو چھپ کر ملوں اس سے "۔۔۔ "
وہ بڑے ضبط سے بولے تھے جبکہ۔لہجے میں ٹوٹے کانچ کی چبھن تھی جس نے بی جان
کا دل چیر دیا وہ تڑپ کر اٹھیں ۔

ہمارا یہ مطلب نہیں تھا بابر-- ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کا اثر بچے نا لیں "
" اس لیے اختیاط کریں
وہ تحمل سے بولیں پر بابر صاحب چیخ پڑے ---
واہ بی جان بچے اثر نا لیں کیا وہ اس سب سے واقف نہیں ہیں-؟؟؟یا پھر وہ "
انسان نہیں ہے جسے میں نے آپ کے کہنے پر خود سے حویلی سے دور رکھا؟؟؟ بولیں
جواب دیں-جانتیں ہیں باپ کے ہوتے ہوئے بھی وہ یتیموں کی طرح زندگی گزار رہی ہے
فقط ایک ملازمہ کے سہارے --اس کے بیمار ہونے پر میں وہاں نہیں ہوتا پھر بھی وہ
جی رہی ہے اسے ماہی کی طرح حق نہیں مل رہا کیا یہ صحیح ہے؟
مجھے یہ خوف سانس نہیں لینے دیتا بی جان کہ جب وہ روز قیامت میرا گریبان پکڑ کر مجھ
سے پوچھے گی کہ میری امانت کا خیال کیوں نہیں رکھا تب میں کیا کروں گا ؟؟---یہ
اذیت میری جان لے گی بی جان----"---

وہ بولنے پر آیے تو بولتے چلے گئے یہ شائد روحا کے آنسو کی وجہ سے تھا یا براق کی نفرت کی وجہ سے پر وہ بیس سال کا ضبط توڑ کر بہتی آنکھوں سے بی جان کو ضمیر کی عدالت میں گھسیٹ چکے تھے۔جس میں اپنا چہرہ دیکھتیں وہ ساکت تھیں ۔انھیں خاموش دیکھ کر وہ آپنے انسو پونچھتے باہر نکل گئے ۔پیچھے ان کے کڑے سوالوں کو سہتیں وہ چہرے پر زلزلے کے تاثرات سجائے صوفے پر ڈھے گیئں ------

یہ سچ تھا کہ اس سے نفرت میں وہ روحا سے زیادتی کر گیئں تھیں سرعام اس کی زات کو تماشہ بنانے کے بجائے اسے تنہائی کی سزا سنائی گئی جس کی حقیقت سے پردہ اٹھا کر وہ انھیں سچ کا آئینہ دکھا گئے تھے -------اس آئینے میں وہ خود کو دیکھنے کی ہمت مفقود پاتیں تھیں ----

شاہ ہاؤس کے سامنے کھڑی گاڑی میں وہ سیگریٹ کے گہرے کش لیتے سکینڈ فلور کی بلکونی پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔۔۔جس کی کھڑکیوں پر اس وقت پردے گرے تھے ۔ صبح اس کا زکر سن کر وہ آفس جانے کے بجائے یہاں آگیا ۔وہ جب بھی اس کا زکر سنتا یہاں آتا یہ سب اس کے پاکستان آنے کے بعد سے شروع ہوا تھا۔۔۔ عرصہ پہلے کی روبرو ہوئی ملاقات کے علاوہ اس نے اسے صرف تصویروں میں دیکھا تھا۔۔جو ہر اینگل سے کھینچی اس کے پاس موجود تھیں ۔یہ عجیب بات تھی کہ اتنی نفرت کے باوجود وہ اسے وہی معصوم سی بچی کی طرح اچھی لگتی تھی جسے اسنے پہلی بار دیکھا تھا وہ اس کے لیے کوئی نفرت اپنے دل میں نا پاتا تھا۔۔۔ وہ اسے ویسی ہی کیوٹ لگتی تھی جیسی پہلے دن لگی تھی ۔۔

"مائی اینجل "

سیگریٹ کے دھویں میں بنتے اس کے عکس کو دیکھ کر وہ بڑبڑایا ۔۔۔بھوری آنکھوں کی چمک اس کا نام لیتے بڑھ گئی تھی۔۔۔۔ سیگریٹ کا آخری کش لے کراسے باہر پھینک کر

وہ زن سے گاڑی بھگا لے گیا پیچھے اٹھتے دھویں کو کھڑکی سے روحا نے بری حیرت سے دیکھا تھا ۔۔

"سا ئیں کیا ہوا ہے آپ کو اتنے غصے میں کیوں ہیں آپ ۔ "

وہ الماری سیٹ کر رہیں تھیں جب بابر صاحب کو اندر آتے دیکھا ان کی سرخ رنگت اور ابھرتی رگیں دیکھ کر وہ دہل گیئں تھیں ۔ان کے سوال پر انھوں نے ایک نظر انھیں دیکھا اور اس ایک نظر میں کیا کچھ نا تھا ۔ بے بسی،شکوہ،دکھ اور اذیت یہ سب دیکھ کر وہ ساکت ہو گیئں تھیں ....ستائیس سالوں میں وہ انھیں اتنا تو جان گیئں تھیں کہ ان کے موڈ کا اندازہ لگا سکیں اور اب تو ویسے بھی سب کچھ واضح تھا ۔اس سب کا محرک کیا تھا وہ جانتیں تھیں اور یہ جاننا انھیں کند چھری سے کاٹ رہا تھا

۔پر اتنے سال بعد بھی وہ اپنی اذیت بیان نہیں کر سکتیں تھیں کہ ان کی اذیت کے سامنے یہ آذیت کچھ نا تھی۔۔۔

انھیں وہ بیس سالوں سے اسی طرح تڑپتے دیکھ رہیں تھیں ۔پر شکوہ کبھی نا کر پائیں کہ انھوں نے کبھی شکوہ کرنے کی وجہ ہی نہ دی تھی اور جو تھی وہ بارہ سال پہلے اپنی موت آپ مر گئی تھی تو وہ کیسے شکوہ کرتیں ۔

کچھ نہیں ہے عالیہ بس بی جان نے کچھ زخموں کو چھیڑ دیا ہے جن پر بڑی مشکل " سے کھرنڈ آسکا تھا۔۔۔"۔۔

وہ دھیمے لہجے میں بولے ۔ان کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی چبھن تھی۔

"تو ایسے زخموں کو ناسور بننے سے پہلے اکھاڑ دیں کیوں اتنی اذیت سہتے ہیں۔ "

انھوں نے بڑے ضبط سے یہ بات کہی ۔۔۔حالانکہ وہ جانتیں تھیں ان کا جواب

نہیں کر سکتا عالیہ وہ بہت معصوم ہے کیسے اسے بے رحم دنیا کے حوالے کر دوں "
"--

ان کی بات میں کسی قسم کا حسد نا پا کر وہ بے بسی سے گویا ہوئے ۔

کس نے کہا کہ دنیا کے حوالے کریں ۔اس دنیا میں ایک مظبوط رشتہ بھی تو ہے ایک " لڑکی کے لیے۔"--

ان کی معنی خیز بات کو وہ سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں سمجھ گئے تھے ۔

" اسے کون قبول کرے گا عالی اور وجہ سے تم باخوبی واقف ہو "

وہ گہرا سانس بھر کر بولے جس پر عالیہ بیگم نظر یں چراگئیں۔

" وہ وجہ بارہ سال پہلے دفن ہو چکی ہے سائیں

وہ دھیمے لہجے میں بولیں جس پر بابر صاحب کو لگا کہ ان کا دل کسی نے نوچ لیا --یہ کیسی آذیت تھی جو رگیں کاٹ رہی تھی-- بے ساختہ وہ دل پر ہاتھ رکھتے پاس پڑے صوفے پر ڈھے گئے۔جس پر عالیہ بیگم بوکھلا کر ان پر جھکیں ۔

کیا ہو گیا ہے سائیں۔۔ آپ بس چھوڑیں ان باتوں کو سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے "
۔آپ بے فکر رہیں وہ ناحق کسی کو سزا نہیں دیتا۔"۔۔

وہ دراز سے دوائی نکال کر انھیں دیتیں رسان سے بولیں جس پر ان کے سلگتے سینے میں ٹھنڈک اتری ۔وہ مسکراتے ان کا ہاتھ تھام گئے۔

" تم جانتی ہو عالی تم اللہ کی طرف سے میرے لیے انمول تحفہ ہو "

وہ ان کا ہاتھ چومتے بولے تھے اور ان کے لہجے میں احترام محسوس کر کے وہ بے ساختہ مسکراتیں ہاتھ چھڑا گئیں ۔

"آپ اب آرام کریں میں زرا کچن سے ہو آؤں "

وہ اپنی ایک خواہش کا احترام اور اس کے نتیجے میں ان کی حالت دیکھتے وہ ندامت محسوس کرتیں لب بھینچ گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ان کے لیٹنے پرانھیں کمفرٹر اوڑھاتیں باہر نکل گئیں ۔پیچھے وہ ان کے صبر پر ابھی تک حیرت میں تھے ۔آج تک انھوں نے ان سے شکوہ نا کیا انھوں نے کبھی زونیرہ کو لے کر شکایت لبوں لائیں ۔۔مگر پھر بھی وہ روحا کو الگ کرنے کا فیصلہ بڑے ضبط سے قبول کر گئے تھے پر اب اس کی بگڑتی حالت انھیں خوف زدہ کر رہی تھی ۔عالیہ بیگم کے مشورے کو سوچتے انھوں نے ایک دفعہ پھر خود کو ماضی کے حوالے کردیا ۔۔۔

ہر روز کی طرح آج بھی وہ وہاں موجود تھا۔جس کی آنکھوں میں اس نے حوس کے بجائے کچھ اور ہی دیکھا تھا ۔اپنے لباس شکل اور انداز سے تو وہ کسی معزز گھرانے کا لگ رہا تھا پھر اس کی یہاں موجودگی وہ بھی روز زونی کو عجیب لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

یہاں سے جانے کے بعد اسے کسی کروٹ چین نہ تھا چناچہ وہ ہر روز دانی اور جیڈی سے واک کا بہانہ کر کے یہاں آتا ۔۔۔رقص میں سوائے اس کے چہرے کو دیکھنے کے علاوہ

اس کی نظر کہیں ٹہرتی ہی نا تھی --اور وہ بھی شائد اس کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر چکی تھی اس کی جب بھی اس پر نظر پڑتی اس کے چہرے کے اتارچڑھاؤ وہ بڑی غور سے دیکھتا تھا ---لیکن اس سے بات کرنے کی ہمت نہیں کر پاتا تھا --

اگر اس نے انکار کردیا؟؟؟اور اگر اس نے یہ پوچھ لیا کہ رو بچوں اور بیوی ہونے کے باوجود وہ اس سے محبت کا دعویدار کیوں ہے تو وہ کیا جواب دے گا؟؟-کیونکہ اس کے پاس خود اس بات کا جواب نہ تھا ---وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا کہیں وہ کسی اور کی نا ہو جائے کسی اور کی بانہوں میں نا چلی جائے کہ یہاں تو یہ سب عام تھا ---اسے کسی اور کی پناہوں میں سوچ کر ہی وہ بے چین ہو اٹھا تھا---اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو رقص ختم ہو چکا تھا اور وہ وہاں سے غائب تھی -----وہ سرعت سے اٹھ کھڑا ہوا اور اندر کی سمت بڑھا ------

" کہاں شہزادے--- اندر جانا منع ہے مگر چاہو تو میرے ساتھ چل سکتے ہو منع نہیں کروں گی---"----

اچانک اس لڑکی کے سامنے آجانے سے وہ ٹھٹھک کر رکا ----اور اس کی بے ہودہ آفر پر اس نے بڑی مشکل سے اپنے ہاتھ کو اٹھنے سے روکا تھا۔وہ کوئی سخت بات کہنے سے خود کو باز رکھ کر لب بھینچ گیا----

" اگر اپنی سلامتی چاہتی ہو تو چپ چاپ اپنی صورت اور بے ہودہ آفر سمیت یہاں سے دفع ہو جاؤ--- ورنہ اب میں اپنے ہاتھ کو روکوں گا نہیں سمجھی"---

وہ نیچی آواز میں غرایا ---اس کی غراہٹ پر وہ سر سے پاؤں تک کانپتی بے ساختہ اسے راستہ دے گئی----وہ اس پر ایک جھلستی نگاہ ڈال کر آگے بڑھ گیا---اور اس کی دہشت میں مبتلا رینا اسے اندر جانے سے روک بھی نا پائی وہاں زونی کا کمرا تھا جس میں

ملازموں اور گلشن بائی کے علاوہ کوئی نا جاتا تھا ۔۔۔وہ خود کو گلشن بائی کے قہر سے بچانے کے لئے جلدی سے ہال میں آکر بیٹھ گئی۔۔۔

جبکہ وہ وہاں سے سیدھا راہداری میں چلتا ایک ساتھ بنے کمروں کے سامنے آکر رک گیا۔اب زونی کا کمرہ کونسا ہے وہ اس بابت سوچ رہاتھاکہ مدھم ہنسی پر چونک اٹھا سامنے بنے کمرے سے ہنسی کی آواز آرہی تھی اس نے دروازے سے جھانکا جہاں وہ فون کان سے لگائے محو گفتگو تھی۔۔ وہ سرعت سے اندر گھسا اور دروازے کا بولٹ چڑھا گیا۔۔۔۔

وہ جو فون پر صوفی سے بات کر رہی تھی دروازہ بند ہونے کی آواز پر سرعت سے مڑی پر سامنے بوبی کو دروازہ لاک کرتے دیکھ اس کی آنکھیں پھیل گئیں تھیں ۔۔۔۔وہ اس کی جرات پر صدمے سے کھڑی رہ گئی اور دوسری طرف اس کے جواب نا دینے پر صوفیہ فون بند کرگئی تھی۔۔۔۔

اسے پھیلی آنکھوں سے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر وہ بڑے جاندار انداز میں مسکرایا تھا اور سرعت سے اس کی طرف بڑھا ---

اسے مسکراتے دیکھ وہ ہوش میں آئی اور اپنی طرف بڑھتے دیکھ وہ خوف سے زرد پڑتی دیوار سے جا لگی----

اسے خوفزدہ ہوتے دیکھ وہ جلدی سے اس کے سامنے آکر رک گیا۔

" دیکھو ڈرو مت میں صرف بات کرنے آیا ہو ں پھر چلا جاؤں گا "

وہ نرمی سے بولا اس کی نرمی پر وہ فورا ماتھے پر تیوری سجا کر بولی----

" یہ شریفوں کا کونسا طریقہ ہے بات کرنے کا "

وہ طنزیہ بولی ----

دیکھو میری بات دھیان سے سنو میں تمہں پہلی نظر میں دیکھ کر دل ہار بیٹھا ہوں--- " یہ حوس نہیں ہے یہ صرف میری محبت ہے زونا جو مجھے صرف تم سے ہے--- دلگی ہوتی تو میں یہاں نا ہوتا بلکہ تم میرے پاس ہوتیں وہ بھی بغیر کسی شرعی رشتے کے-- مگر میں تمہیں اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں ---بولو کب رشتہ لائوں --"--

وہ مدھم لہجے میں اس کے گرد حصار باندھ رہا تھا اسکے لہجے کی تپش۔الفاظ کی مظبوطی یہ سب نظرانداز کرنے کے قابل نا تھا ۔۔۔پر دفتا وہ ہوش میں آتی قہقہ لگا کر ہنس دی۔۔۔

تم کیا سمجھتے ہو میں تم جیسوں کو جانتی نہیں ہوں .جوحوس کی آڑ میں محبت جیسی پاکیزہ " شہ کو گھسیٹتے ہیں ۔۔۔۔خبردار جو محبت کا کھیل میرے ساتھ کھیلا ۔۔چپ چاپ یہاں "سے نکل جاؤ اور دوبارہ اپنی شکل مت دکھانا سمجھے۔۔۔

وہ حقارت سے چلائی اس کے لہجے میں اپنی محبت کا مزاق اور حقارت محسوس کر کے بوبی کا خون کنپٹیوں میں ٹھوکریں مارنے لگا اس نے بے دردی سے زونی کے کندھوں کو جکڑا

۔۔

خبردار جو میری محبت کا مزاق اوڑھایا ---میں تمہاری جان لے لوں گا --ابھی تم میری "
محبت کو نہیں مانتی مت مانو۔مگر میں پیچھے نہیں ہٹوں گا بلکہ روز تمہاری راہ میں آئوں گا
"تب تک جب تک تم ہار کر میری بانہوں میں نہیں آجاتی سمجھی ---
وہ جنونی اندازمیں غرایا ۔اس کے لہجے میں جنون ضداور دیوانگی کو دیکھ کر وہ پتھر ہو گئی تھی
--اپنے ماتھے پر اس کے ہونٹوں کا لمس محسوس کر کے وہ جی جان سے کانپ گئی تھی

میں روز آئوں گا زونا اور تم چاہ کر بھی مجھے روک نہیں سکتی"--"
اس کے چیلنج اور اپنے نئے نام کو سن کر وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جو مغرور چال
چلتا باہر نکل رہا تھا ---
سفید شلوار قمیض اور سیاہ شال اوڑھے وہ کوئی جنونی وڈیرہ لگ رہا تھا ----اس کی گرے
انکھیں اونچی ناک مونچھوں تلے عنابی ہونٹ وہ کسی طرح نظرانداز کرنے لائق نا تھا
-----پر وہ اپنا کیا کرتی وہ کیا تھی وہ بخوبی جانتی تھی ----اس کی ضد کا ایک بار پھر
سوچتے وہ بیٹھتی چلی گئی تھی-------

" اسلام علیکم پھوپھو کیسی ہیں آپ "

وہ کمرے سے آنے کے بعد عائشہ بیگم کے ساتھ شام کے کھانے کی تیاری کر رہیں تھیں آہل کی آواز پر بے ساختہ مڑیں۔

بلیک جینز برائون شرٹ سفید جوگرز میں ملبوس ۔گندمی رنگت گولڈن برائون آنکھیں کلین شیو گھنی مونچھیں اور ان کے نیچے ہلکے عنابی ہونٹ ۔ماتھے پر اپنے بال بکھرائے وہ ان کے سامنے بڑی شان سے کھڑا تھا -----

" ماشااللہ میرا شہزادہ آیا ہے "

عائشہ بیگم فرط مسرت سے بولتیں آگے بڑھ کر اس کی پیشانی چوم گئیں ۔ان سے ملنے کے بعد وہ عالیہ بیگم سے بھی ملا جنھوں نے پیشانی چوم کر دعائیں دیں--

" ضیغم نہیں آیا کیا آہل

وہ اس سے مل کر ضیغم کا پوچھنے لگیں ----

وہ باہر براق سے مل رہا ہے پھوپھو کیا میں اکیلا نہیں آسکتا جو ہر بار اس دم چھلے کا " ضرور پوچھتی ہیں آپ""""----

وہ نروٹھے پن سے بولا جس پر وہ ہلکا سا ہنستیں اس کے سر پر چپت رسید کر گئیں----

"فضول مت بولا کرو وہ بھی تو اس گھر کا حصہ ہے ---شریر نا ہو تو"

وہ شہد اگیں لہجے میں بولیں جس پر وہ ہنستا ہوا باہر بھاگ گیا کہ جس کے دیدار کے لیے وہ اندر آیا تھا وہ کہیں نہیں تھی --اسی لیے وہ باہر گیا شائد اس کی جھلک نظر اجائے---پر وہ اس سے کتراتی تھی اب بھی چھپ کر بیٹھی ہو گی کہیں-- اس کے بارے میں سوچتے اس کی انکھوں کی چمک اور لبوں کی مسکراہٹ بڑھ گئی----

---

وہ اسے کب سے چاہتا تھا...یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا .پر وہ جب تک اسے دیکھ نا لیتا اسے چین نہیں آتا تھا..اور یہ بات تو اس نے اپنے بھائی اور براق کو پتا تک چلنے نا

دی تھی ہمیشہ چھپا کر رکھی ...پر اب وہ بے چین ہوتا جا رہا تھا کہ کب وہ اسکی پناہوں میں آئے اور کب وہ اس پر اپنے بے انتہا پیار کی بارش کرے مگر وہ تو اسے دیکھ کر ہی گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو جاتی تھی----

وہ بس دیکھ کر رہ جاتا تھا اب بھی اس نے شائد گاڑی کا ہارن سن لیا تھا اسی لیے غائب تھی -----ہارن بجانے پر آہل کا دل کر رہا تھا ضیغم کا منہ توڑ دے جس نے دیدار کا اتنا اچھا موقع ہاتھ سے نکلوا دیا--مگر چلو کوئی نہیں دکھ ہی جائے گی--کہاں تک چھپے گی؟- وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا دلکشی سے مسکراتا ہال میں آیا جہاں ہمیشہ کی طرح ماہی اور ضیغم لڑ رہے تھے ----یہ ان کی بچپن کی عادت تھی لڑے بنا ان کا گزارہ نہیں ہوتا تھا ---اور یہ عادت اب تک قائم ودائم تھی ------

ایک نظر انھیں دیکھ کر اسنے براق کو دیکھا جو خود ان کی لڑائی سے بیزار صوفے پر بیٹھا انھیں کوفت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا ----

لڑائی کی وجہ کچھ بھی نا تھی صرف ماہی کومسلہ یہ تھا کہ وہ ان سب کے ساتھ کیوں جائے گا یہ اس کا پلین ہے تو اس کی مرضی کے لوگ جائیں گے۔۔۔

" یہ تمھاری سلطنت نہں ہے مینڈکی۔۔جس میں تمہاری مرضی کی رعایا بسے گی سمجھی۔۔میں تو ضرور جاؤں گا کر لو جو کر سکتی ہو۔۔۔"۔۔

وہ آنکھیں گھماتا تنک کر بولا۔۔اپنے اپ کو مینڈکی کہے جانے پر ماہی کی آنکھیں صدمے سے پھیل گئیں ۔۔۔۔

" کیا۔۔ تم ہو گے مینڈک اور تمہاری بیوی ہو گی مینڈکی ۔۔خوب جمے گی دونوں کی۔۔ہاہاہا""۔۔

وہ بھی جوابا اسے چڑاتی قہقہ لگا کر ہنسی جس پر وہ دانت پیس کر رہ گیا۔۔

" کیا ہو گیا ہے ماہی۔۔۔ گھر آئے مہمان سے کوئی ایسے بات کرتا ہے ۔۔بیہو یور سیلف"۔۔

لاونج میں آتیں عالیہ بیگم نے سرزنش کی ۔۔جس پر ضیغم نے اپنے بتیس دانتوں کی نمائش کی ۔۔۔اس کی دلجلاتی ہنسی پر وہ پیر پٹختی براق کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔

"کیسے ہو ضیغم؟؟بھائی صاحب بھابھی کیسی ہیں "
ماہی کو ڈانٹنے کے بعد انھوں نے ضیغم سے حال احوال پوچھا۔۔
"سب ٹھیک ہیں آنٹی۔۔آپ کی صحت کیسی ہے۔۔ "

وہ مودب لہجے میں بولا۔۔۔ ماہی نے کھا جانے والی نظروں سے اس کی اداکاری دیکھی۔۔۔
" میں ٹھیک تم بیٹھو نا کھڑے کیوں ہو"
انھوں نے شائستگی سے کہا جس پر وہ سرہلاتا آہل کے برابر بیٹھ گیا۔
نوری کے لائے گئے لوازمات سے وہ بھرپور طریقے سے انصاف کرہے تھے اور عائشہ بیگم عالیہ بیگم نہال ہوتیں انھیں دیکھ رہی تھیں ۔۔۔
"عنایہ کہاں ہے ماہی آئی نہیں ابھی تک "

عالیہ بیگم نے اس سے پوچھاجو موبائل پر بزی تھی ---
"مام وہ اندر پھوپھو کو دوائی دینے گئی تھی پتا نہیں کہاں رہ گئی "
اس وقت زکیہ بیگم کے آرام کا وقت ہوتا تھا اور وہ دوائی لے کر سو جاتیں تھی زندگی کے تھپیڑوں نے انھیں وقت سے پہلے بوڑھا کر دیا تھا -----
ماہی کے کہنے پر وہ سر ہلاتیں کچن کی طرف بڑھ گئیں۔ شام کا کھانا بھی تیار کرنا تھا

پیچھے ماہی کی بات پر آہل کے کان کھڑے ہو گئے ۔اس کے ہاتھ میں موجود گلاس لرزہ جس میں موجود جوس اس کے کپڑوں پر گرا---وہ سرعت سے اٹھا اور معزرت کرتا اندر بڑھ گیا ----براق کے کمرے میں پہنچ کر اس نے شرٹ کو دھویا اور اب اس کا رخ ماہی کے کمرے کی طرف تھا ----دروازے پر پہنچ کر اس نے ناک کیا جس پر اندر سے مدھم آواز میں یس کی آواز آئی ---وہ جلدی سے اندر گھس گیا اور دروازہ لاک کر دیا----------

عنایہ زکیہ بیگم کو دوائی دے رہی تھی۔۔ ہارن کی آواز پر چونک گئی ماں کے استفار پر باہر پورچ میں دیکھا جہاں وہ دونوں اندر بڑھ گئے تھے ۔۔۔وہ جلدی سے پردے برابر کرتی ماں کو سونے کی تلقین کرتے اپنے روم میں آگئی۔۔۔ اس میں آہل کی نظروں کو سہنے کی ہمت نا تھی وہ کوئی بچی تو نا تھی جو اس کی نظروں کو نا سمجھتی پر مورے تو اس کی شادی براق سے کرنا چاہتیں تھیں ۔۔اس کے دل میں براق کے لیے کچھ نا تھا ۔۔اس نے کبھی اسے اس نظر سے دیکھا بھی نہیں تھا پھر یہ سب۔۔۔ اب آہل کی پیغام دیتی نگاہیں وہ اندر تک خائف تھی اسی لیے ہر بار اس کے آنے پر روپوش ہو جاتی۔۔ مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا اسے ڈھونڈھ ہی لیتا تھا ۔۔۔۔۔

۔اب بھی وہ بیڈ پر لیٹی ان ہی سوچوں میں گم تھی کہ دروازے کی آواز پر چونک کر یس کہہ گئی کہ شائد نوری ہو مگر لاک کی آواز پر پٹ سے انکھیں کھول دیں اور سامنے آہل کو

دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا دیکھ وہ ہڑ بڑا کر بستر سے

اتری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دروازہ لاک کر کہ مڑا اور سامنے اسے دوپٹے سے بے نیاز بال کھولے لیٹے دیکھ اس کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے بستر سے اٹھنے پر اس کے سڈول وجود کی رعنائیاں دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خمار اترا۔۔۔وہ قدم قدم چلتا اس کی طرف بڑھا وہ آنکھوں میں خوف سجائے اس کے بڑھنے پر دیوار سے جا لگی۔۔۔اس کی زبان تالو سے چپک گئی تھی اس کی اس جرات پر ۔اگر کمرے میں کوئی آجاتا تو اپنی حالت اور اس کی نزدیکی دیکھ اسے جان سے مار دیا جاتا ۔۔۔۔۔اس بارے میں سوچ کر عنایہ کا بدن کپکپا آٹھا۔۔۔

اس کی غیر ہوتی حالت سے وہ بھی انجان نا تھا ۔

" چھپ کیوں رہی ہو مجھ سے ہمم ۔۔بولو میری جان "

اس کے چہرے پر آئی لٹ کو بڑی فرصت سے پیچھے کرتے گھمبیر لہجے میں استفار کیا۔۔۔

اس کی بے باک ہرکت پر وہ سرتاپا کانپ گئی---

" ممم--میں چھپ تو نہیں رہی تھی "

وہ مزید دیوار میں گھسنے کی کوشش کرتی منمنائی تھی --اس کی اس ادا پر وہ دلکشی سے مسکراتا اور قریب سرکا---

"اچھا تو پھر یہاں کیا کر رہی ہو--ہمم "

اس کے دلکش نقوش کو قریب سے دیکھتے وہ بن پیے بہک رہا تھا اور اس کی قربت پر مقابل سخت مشکل میں تھی--

پیچھے ہوں کوئی آجائے گا ---اور میں اپنے کمرے میں کچھ بھی کروں آپ کو کیا ہے "

ہاں--"۔

اسکے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ جماکر اسے پیچھے کرتے وہ جھنجھلا کر بولی---

"کوئی نہیں آئے گا بے فکر رہو --اورتم جانتی ہو کہ تم میرے لیے کیا ہو "

اس نے مدھم لہجے میں اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں جکڑ کر استفارکیا---لیکن اپنے ہاتھوں کو چھڑانے کی کوشش کرتی وہ سرعت سے نفی میں سر ہلاگئی اسکی معصومیت پر

وہ اسے ہلکا سا جھٹکا دیتا خود سے قریب کر گیا۔۔جس پر وہ ٹوٹی ڈال کی مانند اسکے سینے سے آلگی۔اس افتاد پر عنایہ بوکھلا کر پیچھے ہونے لگی پر مظبوط ہاتھ کی کمر پر گرفت نے اسے روک دیا۔۔۔۔۔۔

تم میرے جینے کی وجہ ہو عین میری اولین چاہت جس کے بغیر میں مرجانا پسند کروں " گا۔۔۔۔۔تم صرف میری ہو سنا تم نے۔۔۔"۔۔

وہ جنونی ہوتا اس کی کمر پر گرفت مظبوط کرتا بولتا چلا گیا۔۔۔۔اس کے لہجے کا جنون اسکی قربت اور سانسوں کی تپش عنایہ کو مار دینے کے درپے تھی وہ بے بس ہوتی رونے لگی ۔۔۔اسکے رونے پر وہ لب بھینچ کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

کیوں رو رہی ہو تم ۔۔۔۔۔تم سے پیار کرتا ہوں میں عنایہ تمہارہ مجھ سے چھپنا مجھے بے موت مارتا ہے مت کیا کرو""۔۔۔

وہ اسکے آنسو پونچھ کر سر اسکے سر سے ٹکراتا ہارے ہوئے لہجے میں بولا۔۔

"اچھا چپ کر جاؤ کچھ نہیں کر رہا دیکھو چھوڑ دیا "

وہ اسے خود سے الگ کرتا مدھم لہجے میں نرمی سے بولا۔۔اسکے الگ کرنے پر وہ سرعت سے بیڈ پر پڑا دوپٹہ اوڑھ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

وہ اسکی تیزی پر وہ سر جھکا کر مسکرا دیا۔۔۔۔

اب میں چلتا ہوں بہت جلد تم آئو گی میری پناہوں میں اور پھر اس اختیاط کی ضرورت " نہیں پڑے گی ۔۔اور ناہی میں اسکی اجازت دوں گا۔۔"۔۔

وہ اسکے دوپٹہ اوڑھنے پر چوٹ کرتا اسکے قریب آتا اسکے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے اسکی پیشانی چوم کر باہر نکل گیا پیچھے اسکی بے باکی پر وہ حیرت سے گنگ کھڑی رہ گئی۔۔۔۔۔

اسکی دیونگی جنون اور اظہار محبت نے عنایہ کو بوکھلا دیا وہ اپنے اور براق کے رشتے کی بابت سوچتے پسینے میں شرابور ہوتی بیڈ پر ڈھے گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کہاں تھا تو؟۔۔ ہیں شرٹ صاف کرنے گیا تھا یا کچھ اور "

ہال میں پہنچتے ہی اس کا سامنا ضیغم اور براق کی مشکوک نظروں سے ہوا۔۔۔براق کے سوال پر وہ ہڑبڑا گیا۔۔

کال آگئی تھی اسلیے رک گیا۔۔ اور اب میں کیا اپنے پل پل کی رپورٹ تمہیں دوں " سالے۔۔"۔۔

بات کرتے کرتے وہ آخر میں چلایا اور انھیں دھکا دیتا آگے بڑھ گیا۔۔۔پیچھے وہ اسکے اس بیہیویر پر وہ ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر رہ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ضرور یہ کمینہ کچھ چھپا رہا ہے ۔پتہ کرنا پڑے گا "

اس کی پشت دیکھتے براق پرسوچ انداز میں بولا جس پر ضیغم نے بھی اسکی تائید کی۔۔۔

"ہاں میرے بھائی دال میں ضرور کچھ کالا ہے "

وہ بھی مدھم سرگوشی کرتا اسکے ساتھ لاونج میں چلا آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جہاں وہ ابران سے باتوں میں لگا تھا جو شائد ابھی آفس سے آیا تھا۔۔

"کیسے ہو بڑی تم تو عید کا چاند ہو گئے ہو "

ضیغم نے پاس آتے لطیف سا اس پر طنز کیا۔۔جسے سن کر وہ مدھم سا مسکرایا۔۔۔

"کہاں جانا ہے؟-- اب تمہاری طرح فارغ تو نہیں ہوتا نا "

وہ بھی جوابا طنز سے بولا --

جس پر براق دانت پیستے گویا ہوا----

اب ہم تمہاری طرح آدم بیزار تو ہونے سے رہے---کافی اچھا زوق رکھتے ہیں--"-- "

تم سے کس نے کہہ دیا کہ میں آدم بیزار ہوں۔؟ اب زوق تمہارے سامنے تو دیکھانے "

سے رہا---وہ صرف ایک کے لیے مخصوص ہو گا "۔

وہ بھی دلجلاتی مسکان لئے بولا جسے دیکھتے وہ جل راکھ ہوا-----

ہم تو کافی شریف سمجھتے تھے تمہیں--پر تم تو کافی پہنچی ہوئی شہ ہو"--- "

اب کے آہل کے دانت پیسنے پر وہ قہقہ لگا کر ہنسا ----

کوئی شریف نہیں ہوتا ---اور میں کتنا پہنچا ہوا ہوں یہ اپنی بھابھی سے پوچھنا "--- "

وہ معنی خیز لہجے میں بولتا قہقہ لگا گیا--جبکہ اسکے قہقے اور بے باک باتوں پر وہ تینوں جل کر راکھ ہو گئے----

" نظر آتا ہے تو کتنا پہنچا ہوا ہے۔ بھابھی کا اللہ ہی خافظ ہے--- "

وہ اسکی چوڑی جسامت پر چوٹ کر گیا جس پر اس نے اپنی دائیں آنکھ ونک کی

ہال میں آتی ماہی اس کی ادا پر دل تھام کر رہ گئی اس کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے

وہ فورا اپنے خول میں سمٹا---

:"اوکے گائز یو کیری آن میں چلتا ہوں

وہ سپاٹ لہجے میں بولا------

" ہم گھومنے جا رہے ہیں ساتھ چلتے تو کافی مزا آتا "

ضیغم نے اسے ساتھ چلنے کی آفر کی جو وہ خوبصورتی سے ٹال گیا

" ایم ٹائرڈ---تم لوگ جاؤ پھر کبھی "

وہ کہتا اندر بڑھ گیا اور پیچھے اس کے عجیب وغریب رویے پر وہ شانے اچکا کر رہ گئے----

وہ جانتے تھے اس کے مزاج کو جو پل میں تولا اور پل میں ماشہ تھا---

"گڑیا کیا بات ہے عنایہ نہیں جا رہی کیا "

اسے اکیلا آتے دیکھ براق نے پوچھا جس پر وہ نفی میں سر ہلا گئی--

" اچھا چھوڑو چلتے ہیں کافی ٹائم ہو گیا ہے "

وہ بولتا ہو باہر نکلا اس کے پیچھے ماہی اور ضیغم بھی تھے۔۔

ان کے پیچھے آہل عنایہ کو سوچتا نکلا ۔۔جو وہ کر آیا تھا مشکل سے اب وہ اس کا سامنا کرتی ۔۔اس کا ہوائیاں اڑتا چہرہ یاد کر کے وہ ایک دفعہ پھر مسکرا دیا۔۔۔۔

لاونج سے نکل کر وہ سیدھا اندر اپنے کمرے میں آیا ۔۔۔سیاہ اور سفید رنگ کے امتزاج سے سجا یہ کمرہ ابران کے زوق اور نفاست کا منہ بولتا ثبوت تھا۔۔۔۔اپنا بیگ کوٹ اور ٹائی اسنے صوفے پہ پھینکی اور سیدھا ڈریسنگ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا ۔۔۔سرخ وسفید رنگت جس میں غصے کی سرخیاں گھلی تھیں کشادہ پیشانی اورگھنے بال جو پونی میں قید اسے مزید پروقار بناتے تھے ۔۔۔۔گہری بھوری آنکھیں ضبط سے لال تھیں مونچھوں تلے عنابی ہونٹ بھینچے ہوئے تھے ۔۔۔

معا اس نے کھینچ کر بالوں کی پونی اتاری جس پر وہ کھل کر اس کے ماتھے اور کندھوں پر بکھر گئے ------

ماہی کی بے باکی اسے ایک آنکھ نا بھاتی تھی --وہ اسے عنایہ کی طرح دیکھتا تھا مگر کب اسکے جزبات بدلے اسے خبر بھی نا ہوئی اور جب ہوئی تب تک دیر ہو چکی تھی --اسے روکنے کی کوشش بے کار جاتے دیکھ اسنے اس سے لاتعلقی اختیار کر لی تھی مگر ہر بار اسکا اپنی طرف بے خود ہوکر دیکھنا اسے اذیت دیتا تھا ---وہ اس کے لیے بچی تھی جسے اس نے اپنے ہاتھوں میں کھلایا تھا --مگر اج اسکا اسے براق اہل اور ضیغم کے سامنے بے خود ہوکر دیکھنا اسے نئے سرے سے غصہ دلا گیا تھا ۔جب وہ اس کی آنکھوں میں وہ جزبات دیکھ سکتا تھا تو کیا براق کو نظر نہیں آئیں گے ؟ --اور اگر اسنے جان لیا تو وہ کیا سمجھے گا یہ کہ اسنے اسے بہکایا ہے ---اس بات کو گہرائی سے سوچتے اسکے سر میں درد شروع ہو گیا-- میگرین کا یہ درد بارہ سال سے اس کے ساتھ تھا ---

تمام باتوں کو جھٹک کر وہ باتھ لینے چلا گیا۔۔۔باتھ لے کر ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر اور شرٹ میں گیلے بالوں سمیت باہر آیا۔۔سیگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر لیے سٹڈی میں گھس گیا۔۔۔راکنگ چیئر پر بیٹھ کر وہ ضیغم کی باتوں کو سوچنے لگا اسکی اپنی جسامت پر چوٹ یاد کر کے اسکے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ بکھر گئی۔۔۔اسنے آنکھیں موندیں جس پر چھم سے ایک نازک سراپا اسکے زہن کے پردے پر لہرایا۔۔جسے سوچتا وہ جاندار انداز میں مسکرا دیا۔واقعی کیا وہ اسکی شدتوں کو سہہ پائے گی؟۔۔۔۔۔

اسی بابت سوچتا وہ گہرے کش لیتا گیا۔۔اسکے خیالوں میں گم ہوتے اور سیگریٹ پھونکتے وقت کا کوئی شمار نا رہا تھا۔۔۔

وہ چاروں ایک بھرپور شام گزار کر گھر لوٹے تب رات کے 7 بج رہے تھے ۔۔۔ماہی تو سیدھا اپنے کمرے میں گھس گئی اور باقی تینوں لاونج میں بیٹھ گئے جہاں بی جاں اور زکیہ بیگم براجمان تھیں ۔۔۔۔

"کھانا کھا کر جانا بچو -- بیٹھو آرام سے "

ان دونوں کے اٹھنے پر بی جان نے حکم دیا جس پر وہ شرافت کا مظاہرہ کرتے بیٹھ گئے---

" جائیں عالیہ جا کر دیکھیں کتنا وقت ہے کھانے میں "

انھیں حکم دینے کے بعد وہ عالیہ بیگم سے مخاطب ہوئیں جس پر وہ سر ہلاتیں لاونج سے نکل گئیں ---

اور سنائو بچو گھر میں سب کیسے ہیں -- تم لوگ آئو تو آئو تمہارے ماں باپ کو توفیق نہیں " ہوتی ---اس کی کوئی خاص وجہ؟؟---"--

وہ تسبیح پڑھتیں لطیف سے طنز سے بولیں جس پر وہ دونوں مسکرا دیے ---

اسلیے بی جان ماما گھر کے کاموں میں بزی ہوتی ہیں اور بابا زمینوں کے معملات میں " --انشاللہ جلد چکر لگائیں گے--"--

آہل نے مودب لہجے میں مسکرا کر کہا جس پر وہ بھی مسکرا دیں --

ہم جانتے ہیں میرے بچے بھائی صاحب کے بعد ساری زمیداری تمہارے بابا ہی دیکھتے "
ہیں --کافی دن ہو گئے انھیں دیکھے اسلیے کہہ دیا---
اچھا چھوڑیں یہ تو بتائیں یہ ہمارے تینوں شیطاں کہاں ہیں نظر نہیں آرہے "--- "
اب کے ضیغم نے بات کو پلٹتے سیف،عون اور عدید کا پوچھا----
ان تینوں کا کالج ٹریپ تھا اسلیے وہ گھر میں نظر نہیں آرہے ورنہ وہ آرام سے بیٹھنے "
والی مخلوق نہیں ہیں ۔"---
اب کے براق نے جواب دیا جس پر بی جان نے اسے خشمگیں نظروں سے دیکھا--
آپ پر ہی گئے ہیں آپ ابھی تک ٹک کر نہیں بیٹھے تو وہ کیسے بیٹھ سکتے ہیں ۔"--- "
وہ طنزیہ گویا ہوئیں کہ عزیز پوتوں کی شان میں گستاخی برداشت نہ ہوئی تھی --براق کی
ایسی عزت افزائی پر وہ دونوں قہقہ لگا کر ہنسے -- جنھیں براق نے کھا جانے والی نظروں
سے دیکھا ---براق کے تپنے پر وہ بھی مسکرا دیں تھیں-----
" یہ تو سچ کہا آپ نے بی جان کیوں براق سچ ہے نا "

مسکان دبا کر آہل نے اسکی تائید چاہی جس پر اسنے اسے قہر بھری نظروں سے دیکھ کر دانت پیسے---

" اپنے بارے میں کیا خیال ہے --میں تفصیل سے بتائوں "

وہ بظاہر مسکرا کر سرگوشی میں بولا جس پر وہ ہڑبڑا کر سر نفی میں ہلا گیا ان دونوں کو سرگوشیوں میں باتیں کرتے دیکھ بی جان نے ضیغم کو دہکھا جس نے کندھے اچکا کر لاعلمی کا تاثر دیا حالانکہ ان کی باتوں سے وہ اچھی طرح واقف تھا-----

---

عنا کیا مسلہ ہے جب میں گئی تھی تب بھی تم اسی طرح سوئی ہوئی تھی حالانکہ یہ "

ہم دونوں کا پلان تھا پھر تم نے دغا بازی کیوں کی ؟؟؟"--

کمرے میں داخل ہوتے ہی عنایہ کو اسی پوزیشن میں دیکھ کر وہ جی جان سے جل گئی--

وہ گہرا سانس لیتی اٹھ بیٹھی -----

"اچھا سوری میں تھک گئی تھی معاف کر دو "

وہ دھیمے لہجے میں بولی جس پر ماہی نے اسے گھورا۔۔۔۔

"ہر گز نہیں جانتی ہو اس بندر کے ساتھ بلکل مزہ نہیں آیا"

وہ نروٹھے پن سے بولی جس پر عنایہ ہنستی ہوئی بیڈ سے اٹھ کر اسکے پاس آئی اور اسے بانہوں میں جکڑ کر گھوما ڈالا۔۔۔

"او میری ڈول ناراض ہو گئی ہے ۔۔۔سوری"

اسے چھوڑتے ہوئے وہ کان پکڑ کر بولی ۔۔جس پر ماہی جو اسکے گھومانے پر اپنا گھومتا سر پکڑ کر اسے کچا چبانے کے در پہ تھی ۔۔اسکے کان پکڑنے پر قہقہ لگاتی اسے گلے لگا گئی۔۔۔

" جاؤ معاف کیا کیا یاد کرو گی کس سخی سے پالا پڑا ہے"

وہ گردن اکڑا کر غرور سے بولی جس پر عنایہ نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

ہیں یہ کب ہوا ۔۔تم تو کسی زمانے میں سخی نہیں رہی تو پھر اب یہ کیسے ہو گیا"

۔۔۔تم تو اول درجے کی کنجوس ہو ۔۔مینڈکی!!!۔۔"۔۔

وہ شرارت سے بولتی حفظ ماتقدم کے طور پر پیچھے ہٹتی واش روم میں بھاگی۔۔۔اور عنایہ کی بات سن کر وہ غصے میں "عناااااا"۔۔چیختی اسکے پیچھے بھاگی۔۔پر بند دروازے نے اسکا منہ چڑایا۔۔۔

"کوئی نہیں باہر تو آئو گی نا"

وہ اسے دھمکاتی ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔۔۔۔۔۔۔

اس جمعے کو ابران کو دستار پہنا دی جائے گی ۔۔کیا آپ کو اس سے کوئی مسلہ ہے " ابران۔؟۔۔""۔۔ڈائینگ ٹیبل پر سب رات کا کھانا کھا رہے تھے جب بی جان یہ فیصلہ سنایا ساتھ ابران کی رائے بھی مانگی ۔ان کے اتنے اچانک فیصلے پر کھانا کھاتے افراد نے چونک کر بی جان کو دیکھا اور پھر سب نے ابران کو دیکھا جو عام خلیے میں کھانا کھا رہا تھا سوال پر بی جان کی طرف دیکھا۔۔۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بی جان۔۔۔آپ وقت بتا دیں میں پہنچ جائوں گا"۔۔۔"

وہ اپنے مخصوص انداز میں دوٹوک بولا جس پر سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔

"یہ کیا بات ہوئی ابران ۔۔۔آپ کو اس دن گھر ہونا چاہیے۔۔ "

بابر صاحب حیرت سے بولے جس پر وہ گہرا سانس لیتا ان کی طرف متوجہ ہوا۔۔

"ضروری میٹنگ ہے چاچو ۔۔آپ بے فکر رہیں میں وقت پر پہنچ جاؤں گا۔۔۔۔ "

اس نے دھیمے لہجے میں وجہ بیان کی جس پر وہ کچھ کہنا چاہتے تھے پر بی جان کے بولنے پر چپ کر گئے۔۔

ہمم ٹھیک ہے جیسا آپ کو مناسب لگے۔لیکن وقت کی پابندی لازم ہے"۔ "

وہ دوٹوک گویا ہوئیں جس پر وہ سرہلاکر نیپکن سے لب تھپتھپا کر میز سے اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔

اس کے جانے کے بعد بابر صاحب بھی اٹھ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔بڑوں کے جاتے ہی نوجوان پارٹی جوش میں آئی۔۔۔۔۔۔

"بی جان اگلے دن پھر ہم پارٹی اریج کریں گے اوکے "

سب سے پہلے ماہی چہک کر بولی ۔جس پر اس کے ساتھ بیٹھی عنایہ پر آہل کی نظریں اٹھیں اور عین موقع پر عنایہ نے بھی اسے دیکھا ۔موقع غنیمت جان کر اس نے دائیں آنکھ دبائی جس پر وہ سٹپٹا کر ماہی کی طرف متوجہ ہوئی جس کا چہرہ چمک رہا تھا۔سب سے زیادہ خوشی اسے ہی تھی ۔اس کی بات پر وہ مسکراتیں سر اثبات میں ہلا گئیں ۔۔۔جس پر وہ سب کھکھلائے تھے۔۔۔

کیوں نہیں خوشی پر ہم سب کا بھی تو حق ہے ۔بے فکر رہیں شاندار جشن منایا جائے گا ۔"۔۔

وہ خوشی سے لبریز آواز میں بولیں ۔۔۔ ان کے بوڑھے چہرے کی رونق دیکھ کر سب کے دلوں میں طمانیت اتر گئی۔۔۔۔۔

غروب آفتاب کا وقت تھا۔۔۔سورج کی سنہری کرنیں ہر سو پھیلتیں ایک الگ ہی منظر پیش کر رہیں تھیں۔ایسے میں شاہ ہائوس میں خاموشی کا راج تھا۔صرف فرسٹ فلور کے

ایک کمرے میں روشنی میں ایک وجود سٹڈی ٹیبل پر بیٹھا پڑھائی میں گم تھا۔۔۔سیاہ بال جوڑے میں قید تھے پھر بھی کچھ شریر لٹیں اس کے رخساروں پر پھسلتی اسے بار بار تنگ کر رہیں تھیں سیاہ آنکھیں جھکیں ہوئیں تھیں۔جن پر لمبی پلکیں سایہ فگن تھیں۔۔۔ سرخ مرطوب ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔برائوں قمیض اور سفید ٹرائوزر میں وہ دوپٹے سے بے نیاز تھی۔سفید چھوٹا سا ہاتھ اس وقت روانی سے لکھنے میں مگن تھا۔سورج کی مدھم ہوتی کرنیں اسکے چہرے پر پڑتیں ایک الگ ہی نظارہ پیش کر رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت سا لکھنے پر وہ ایک مدھم انگڑائی لیتی کرسی سے اٹھی بیڈ پر پڑا دوپٹہ اوڑھ کر کمرے سے نکل کر لاونج میں چلی آئی جہاں اس وقت اماں بی بیٹھیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا بات ہے آج کچھ زیادہ تھک گئی ہو تم؟۔۔"۔۔۔۔ "

اسے صوفے پر نیم دراز ہوتے دیکھ وہ فکرمندی سے بولیں جس پر اس نے چونک کر موندی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس ویسے اماں آج کچھ زیادہ ہی پڑھائی کی تو تھک گئی آپ فکر مت کریں میں ٹھیک"
ہوں"----------

وہ ان کی فکر پر انھیں بہلاتے ہوئے بولی۔وہ سر ہلا کر اٹھیں اور کچن میں چلیں گئیں۔وہ جانتی تھی کہ وہ ضرور چائے بنانے گئی ہوں گی----کل اس کا لاسٹ پیپر تھا جسکی اسنے جم کر تیاری کی تھی----پر یہ تھکن تو زہنی تھی جسمانی نہیں----بابا کو یہاں سے گئے آج چوتھا دن تھا--اور اپنے وعدے پر وہ پورا نا اترتے ہوئے واپس تو دور کال تک نا کر پائے تھے----اپنی کم مائیگی پر اس کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھرتی چلی گئیں---------

کیا وہ اتنی ازراں تھی کہ کسی کو یاد تک نا آتی تھی --بے ساختہ اسے اپنی ماں یاد آئی --وہ ہچکی لیتی فورا اٹھ بیٹھی--پانی پی کر اماں بی کے ڈر سے سرعت سے اس نے اپنے آنسو پونچھے۔وہ رو کر انھیں دکھی نہیں کرنا چاہتی تھی--زبردستی کی مسکان چہرے پر سجائے انھیں دیکھنے لگی۔جو چائے کا مگ ٹیبل پر رکھتیں اس کے ساتھ بیٹھ گئیں۔ اسنے ان کی گود میں سر رکھ دیا-----

خوش رہا کرو روحا۔۔ غم تو آتے ہی ہیں مگر جو ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرتا ہے وہ کامیاب" رہتا ہے غم خوشی سب ہمارے ساتھی ہوتے ہیں میری جان۔۔۔ دکھ میں مسکرا کر صبر کرنا اللہ کو بے حد پسند ہے۔۔۔اور ہوسکتا ہے کہ اللہ نے تمہارے لیے اس سے بہتر سوچ رکھا ہو کیونکہ وہ ہم سے کچھ چھوٹا لے کر ہمیں بہت سے بھی نوازتا ہے۔۔ اور مجھے یقین ہے اس نے تمہارے لیے کچھ اچھا کچھ بہت اچھا سوچ رکھا ہے اس لیے غم نا کیا کرو۔۔۔"۔۔۔

وہ اس کے بال سہلاتے روانگی میں بولتیں چلیں گئیں۔۔جوں جوں وہ بول رہی تھیں روحا کا دل پگل رہا تھا اور پانی آنکھوں کے رستے بہہ رہا تھا۔۔۔اپنی گود میں گرتے آنسو سے وہ بے خبر نہیں تھیں۔پر کچھ گھاؤ وقت ہی بھر سکتا ہے اس لیے فقط تسلی کے وہ اور کچھ نہیں کہتی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"چلو اٹھو مغرب ہو رہی ہے نماز پڑھو انشاللہ سکون ملے گا۔۔۔"

وہ اس کی پیشانی چوم کر گویا ہوئیں جس پر وہ انکھیں صاف کرتی اٹھ بیٹھی۔۔۔۔۔۔۔

آپ میری زندگی کا کل اثاثہ ہیں اماں آپ نہیں ہوتیں تو پتا نہیں کیا"

ہوتا"----------

وہ ان کے گال چومتی رنجیدگی سے بولی-----جس پر وہ اس کے سر پر چپت لگاتیں ہلکے پھلکے لہجے میں بولیں-------

"میں نا ہوتیں تو کوئی اور ہوتا تو کیا اس کے بھی اسی طرح گال چومتی تم!!!--ہمم--"

ان کے شرارتی اور معنی خیز لہجے پر وہ سرخ ہوتی ان کے سینے میں سما گئی-----

---

ہیلو کون بول رہا ہے-- بولو بھی کیا موت ہے کب سے دماغ خراب کیا ہوا ہے--بولو"

"بولتے کیوں نہیں تم---

پچھلے چار دنوں سے اسے اسی طرح کی رانگ کالز آرہی تھیں پہلے تو وہ اگنور کرتی رہی پر مقابل بھی شائد اول درجے کا ڈھیٹ تھا مستقل مزاجی سے روز چھ دفعہ فون کرتا۔ آج وہ کچھ جھنجھلاتی دوسری طرف چھائی خاموشی پر گویا ہوئی-------پر اپنے سوال پر ہنوز

چھائی خاموشی پر وہ فون رکھنے ہی والی تھی کہ دوسری طرف گونجتی بھاری گھمبیر آواز پر ساکت ہو گئی۔-------------------------------

اتنی جلدی بھول گئی ابھی چار دن پہلے ہی تو تم سے ملاقات ہوئی تھی اور وہ ملاقات"
"اتنی عام بھی نہیں تھی کہ تم بھول جاؤ؟----

وہ اپنے مخصوص لہجے میں بولا۔اسکے مسکراتے لہجے پر علینہ کے زہن میں دھماکے سے وہ وڈیرہ آیا جو اس سے اظہار محبت کر رہا تھا۔--اس نے تو اپنی طرف سے بات ختم کر دی تھی مگر وہ تو اس کے فون نمبر تک پہنچ گیا تھا۔۔ آج سہی معائینوں میں اسے تشویش لاحق ہوئی۔---اس کے سوال پر وہ کچھ دیر خاموش

رہی۔-------------------------

"کیا ہوا زبان کٹ گئ کیا؟؟ اس دن تو بڑی روانی سے چل رہی تھی۔۔"
وہ اس کی خاموشی پر چوٹ کرتا طنزیہ بولا۔۔ جس پر وہ صدمے سے نکل کر بھڑک اٹھی۔-----

زبان نہیں کٹی میں تو آپ کی برداشت پر حیران ہوں کہ اتنی انسلٹ کے بعد بھی آپ"
مجھ سے رابطہ کر رہے ہیں -- حیرت ہے"----
وہ بڑے کاٹدار لہجے میں بولی---جس پر براق قہقہ لگاکر ہنسا---اپنی طرف سے تو اسنے
اسے بھڑکایا تھا مگر اس کی ہنسی نے علینہ کو حیران کر دیا-----
"کیا پاگل ہو گئے ہیں جو اپنی انسلٹ پر ہنس رہے ہیں؟"
وہ اس کے مسلسل ہنسنے پر جھنجھلا کر بولی-----
اسے پاگل پن نہیں کہتے میری جان یہ تو میرا پیار ہے--اور سچ کہوں میں خود حیران"
ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہو کیسے گئی--اور تو اور مجھے تمہاری باتیں بری بھی نہیں لگ
"رہیں----
وہ مسکراتے لہجے میں بولتا علینہ کو آگ لگا گیا--------
خبردار جو مجھے ان بے ہودہ ناموں سے پکارہ تو!!!اور یہ پیار کی فضولیات اپنے پاس رکھیں"
"---میں آپ کی-----
"کوئی کسی کو کیسے اتنا پیارا لگ سکتا ہے عینا--!!۔ "

وہ بھڑک کر بول رہی تھی کہ براق کے خمار آلود لہجے میں کیے گئے سوال اور اپنے نام کو اس انداز میں چھوٹا کرنے پر چپ کی چپ رہ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

براق کے عینا کہنے پر وہ جھرجھری لیتی کال ڈسکنکٹ کر گئی۔۔۔۔۔۔

فون بیڈپر پھنکتے وہ اپنا بوجھ نا سہارتے ہوئے بیڈ پر ڈھے گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

"پاگل"

اس کے فون بند کرنے پر سیل پر جہاں اس کی تصویر جگمگا رہی تھی دیکھتے مسکراتے ہوئے بولا۔موبائل بیڈ پر پھینک کر وہ ٹیرس پر چلا آیا۔ٹھنڈی ہوائوں سے اس کا شرٹ سے بے نیاز وجود کپکپایا۔۔

چاند کی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔اسنے سیگریٹ سلگاتے آسمان کی طرف دیکھا جہاں اسے چاند میں علینہ کا عکس نظر آیا۔۔اس طرف دیکھتے وہ بڑے جاندار انداز میں مسکرایا تھا۔سبز آنکھوں کی چمک دیکھنے لائق تھی۔۔۔پچھلے چار دنوں سے وہ اسے فون کرتا تھا۔۔۔

اسکی آواز اسے نئے سرے سے سکون پہنچاتی تھی۔۔مگر اس وقتی سکون سے اس کے اندر اسے پانے کی طلب بڑھتی ہی جا رہی تھی۔کہ کب وہ اس کی بانہوں میں ہو اور وہ اس پر اپنے پیار جنون کی بارش کر سکے مگر وہ بھی اس چاند کی مانند اس سے دور تھی۔جسے وہ دیکھ تو سکتا تھا مگر چھو نہیں سکتا تھا۔لیکن بہت جلد وہ اس کی بانہوں میں ہو گی۔اس نے دل ہی دل میں سیگریٹ کے گہرے کش لیتے مصمم ارادہ باندھا۔۔۔۔زہن کے ایک کونے پر آج مورے سے ہونے والی گفتگو چمکی جس پر اس کے مسکراتے لب سکڑ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔

ارے آپ مورے مجھے بلا لیا ہوتا میں آجاتا آپ نے خوامخواہ تکلیف کی"۔۔۔"

انھیں اس وقت اپنے کمرے میں آتا دیکھ وہ بیڈ سے اٹھتا بول اٹھا۔جس پر وہ مسکراتیں اس کے پاس بستر پر بیٹھ گئیں۔انھوں نے اسے دیکھ کر دل ہی دل میں ماشاءاللہ کہا جو اس وقت عام سے خلیے میں بھی ماحول پر چھایا ہوا تھا۔۔۔وہ ہوبہو بابر صاحب کی کاپی

تھا ان کی جوانی کی تصویربس آنکھیں ان کی چرائیں تھیں۔۔اسے دیکھ کر انھیں بابر صاحب کی جوانی یاد اتی وہی غرور تمکنت اور اٹھان۔۔۔۔۔۔ جو کبھی ان کا خاصہ ہوا کرتی تھی۔۔ جسے بات کرنی ہو وہی آیا کرتا ہے براق ۔ کبھی کنویں کو پیاسے کے پاس آتے دیکھا ہے" تم نے"۔۔۔۔

وہ بڑے معنی خیز انداز میں بولیں جس پر وہ سر ہلاتا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

"بولیں کیا بات آپ کو یہاں تک لے آئی ہے مورے۔۔"

وہ دھیمے لہجے میں انہی کے انداز میں بولتا بڑے غور سے انھیں دیکھ رہا تھا۔۔جس پر انھوں نے مسکراتے ہوئے بات کا آغاز بڑی سنجیدگی سے کیا۔۔۔۔۔

بات دراصل یہ ہے کہ میں چاہتی ہوں کہ عنایہ کو تمہارے نکاح میں دے دیا" جائے۔تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں "۔۔۔۔

ان کی بات سن کر براق کو لگا کے گھر کی چھت اس پر آگری ہو وہ اسے ماہی کی طرح دیکھتا تھا پھر مورے ایسی بات کیسے کر سکتیں تھیں۔۔۔۔۔

مجھے منظور نہیں ہے مورے میں نے اسے ہمیشہ ماہی کی طرح دیکھا ہے پھر یہ سب""""
"نا ممکن ہے--

تمہید اگر انھوں نے نہیں باندھی تھی تو وقت براق نے بھی برباد نہیں کیا تھا بڑے دو ٹوک انداز میں انکار کیا جس پر عالیہ بیگم اسکے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھنے لگیں ---

بہن ماننے سے کوئی بہن نہیں بن جاتا براق۔ہمیں آپ سے اس بے وقوفی کی امید"
"نہیں تھی--

انھوں نے اس کے جواز کو ہوا میں اڑایا۔جس پر وہ طیش میں آتا اٹھ کر کھڑکی کے پاس چلا آیا اور مٹھیاں بھینچ کر اپنا غصے کو قابو کرنے کی کوشش کی-- جب بولا تو اسکا لہجہ بے حد سخت تھا----------

" میں پھر بھی یہ شادی نہیں کروں گا مورے"

"وہ کون ہے جسے آپ عنایہ پر فوقیت دے رہے ہیں؟--"

اس کے دوٹوک انکار پر وہ چبھتے لہجے میں بولیں جس پر ایک لمحے کو براق سن ہوا---

"بہت جلد ملوائوں گا آپ کو بے فکر رہیں ---"

خود کو کمپوز کر کے وہ ڈھٹائی سے بولا جس پر وہ ساکت ہوگئیں -------

تاریخ کو مت دہرائیں براق کیونکہ اس بار خویلی کے پاس کھونے کے لیے کچھ نہیں"

"ہے---

ان کے تھکے تھکے لہجے میں کہنے پر اس کی زبان تالو سے چپک گئی--وہ بڑی مشکل سے مڑا اور ان کی طرف دیکھا جن کے چہرے پرماضی میں ہوئے ظلم کی داستان رقم تھی۔مگر اس داستان کو پڑھنا براق کے بس کی بات نا تھی------

مورے "وہ دھیمے سے بڑبڑایا جس پر وہ نفی میں سر ہلاتیں اس کے کمرے سے نکل" گئیں اور پیچھے وہ پتھر کے مجسمے کی مانند ساکت تھا----------

اس بارے میں سوچ کر اب بھی وہ اذیت محسوس کر رہا تھا مگر وہ عنایہ سے دستبردار بھی تو نہیں ہو سکتا تھا---- اب تاریخ خود کو دہرائے گی یا نہیں یہ وقت نے طے کرنا تھا-------

---

اور جو قسمت نے لکھا ہو وہ ہو کر رہتا ہے ---بوبی کی ہر روز آمد اور اس ایک ہی التجا پر زونی کب تک پتھر بنتی آخر ہار گئی۔پتھر پر بھی قطرہ قطرہ پانی گرے تو اس میں بھی شگاف پڑ جاتا ہے یہ تو پھر اس کا نازک سا دل تھا جو عزت کا تمنائی تھا اور جہاں سے عزت اورپیار ملے دل اسی جانب راغب ہو جاتا ہے----3 مہینوں میں وہ ایک دوسرے سے تقریبا روز ملتے تھے ناغہ صرف تب ہوتا جب بوبی اپنے گاؤں جاتا-- وہ ہر روز گلشن بائی کو لاکھوں دیتا اس کے ساتھ رات گزارنے کے اور وہ رات ان کی باتوں میں گزرتی---ابھی وہ بیڈ پر نیم دراز بوبی کے پاس بیٹھی تھی جس نے اس کا ایک ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر انکھیں موند رکھیں تھیں-----

ہم کب تک اس طرح ملتے رہیں گے شاہ آپ اپنے گھر والوں سے بات کریں نا کیا پتا وہ" مان جائیں"----

وہ ایک بار پھر بولی جو بات وہ ہر روز کرتی جس کا ایک ہی جواب ملتا کہ آغا جان نہیں مانیں گے--اسنے اسے سب بتا دیا تھا کہ وہ شادی شدہ ہے اور ایک جاگیردار گھرانے سے تعلق رکھتا ہے جہاں خاندان سے باہر شادیاں نہیں کیں جاتیں۔یہ سب جان کر اسے

کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔وہ اسی پر شاکر تھی کہ اسے اس غلاظت سے چھٹکارہ مل جائے گا اور وہ ایک باعزت زندگی گزار پائے گی۔ مگر گھر والوں کے نا ماننے کی وجہ سے وہ ہر بار یہی کہتا کہ ہم نکاح کر لیتے ہیں مگر وہ صرف یہ چاہتی تھی کہ سب کی دلی رضامندی سے شادی ہو۔۔اس کی بات پر بوبی نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور اٹھ بیٹھا۔۔۔

ہم نکاح کر لیتے ہیں زونا اور جب نکاح ہو جائے گا آغا جان خود با خود مان جائیں" گے۔۔تم بس ہاں کرو"۔۔۔۔۔

اس کے ایک بار پھر التجایہ انداز میں کہنے پر وہ پرسوچ انداز میں سر ہلا گئی۔۔جس پر وہ فرط جزبات سے اسے گلے لگا گیا۔۔۔۔۔اس کے چوڑے سینے پر سر رکھ کر وہ سکون سے آنکھیں موند گئی۔۔۔۔

"جب ہم آغا جان کو پوتا یا پوتی دیں گے تو وہ خود ہی مان جائیں گے"

وہ شرارت سے بولا جس پر وہ سرخ ہوتی مزید اسکے سینے میں چھپ گئی وہ قہقہ لگاتا اس کا سر چوم گیا۔۔۔۔۔

مگر اس کی انکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔۔۔کیا واقعی آغا جان مان جائیں گے؟؟؟؟ بہت بڑا سوالیہ نشان اس کا منہ چڑا رہا تھا۔۔۔۔۔

وسیع میدان میں لوگوں کا ایک ہجوم جمع تھا اور کیوں نا ہوتا آخر سردار ابران شاہ کو دستار پہنائی جانی تھی ۔۔۔۔تمام معزز بزرگ چارپائیوں پر بیٹھے تھے اور بی جان کے پیچھے اپنی مخصوص جگہ پر وہ سیاہ کاٹن کے سوٹ میں کریم کلر کی شال اوڑھے اپنی پوری وجاہت سے سر اٹھا کر کھڑا تھا۔۔۔ان کی چارپائی کے دائیں طرف براق برائون کاٹن کے سوٹ میں کریم ہی کلر کی چادر اوڑھے کھڑا تھا ۔۔۔ اور بائیں طرف بابر صاحب سفید سوٹ میں کالی چادر اوڑھے کھڑے تھے۔۔۔۔۔چارپائی پر بی جان سفید شلوار قمیض میں سر پر دوپٹہ اوڑھے بیٹھیں تھیں ۔۔۔

دفتعا وہ اٹھیں اور ملازم کے ہاتھ لائی گئی دستار اٹھا کر ابران کو سامنے آنے کا اشارہ دیا جس پر وہ مضبوط قدم اٹھاتا ان کے مقابل آکر ٹھر گیا۔۔۔اور ہلکا سا جھکا جس پر بی جان

نے اس کے سر پر دستار رکھ دی۔اور اس کی پیشانی چوم کر گائوں کے لوگوں سے مخاطب ہوئیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آغا زلفقار عالم شاہ کا پوتا،اورنگزیب شاہ کا بیٹا سید ابران شاہ آج سے پنجائیت میں ہونے والے فیصلوں میں ایک سردار کی خیصیت سے فیصلہ کرے گا۔۔اور مجھے یقین ہے کہ وہ انصآف پر مبنی فیصلے کرے گا۔۔۔"

وہ پورے جاہ وجلال سے گویا ہوئیں جس پر تمام لوگوں نے ابران شاہ کے نعرے بلند کیے۔۔۔ہر طرف ابران شاہ کا نام گونجتا سن کر بی جان کی انکھوں میں نمی در آئی جسے وہ محسوس کرتا انھیں اپنے سینے سے لگا گیا۔۔۔۔وہ آغا جان اورنگزیب ،زوہیب اور ماہم کو یاد کر کے روتیں چلیں گئیں۔۔۔اور ابران کی آنکھوں میں لہو در آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مبارک ہو جگر..آخر اپنی اصل جگہ پہنچ ہی گئے تم "-----"

وہ بی جان کو اپنے چوڑے سینے میں چھپائے انھیں دلاسہ دینے کے ساتھ زہریلی سوچوں میں گم تھا--- براق کی چہکتی آواز پر ہوش میں آتا سرعت سے اپنے تاثرات پر قابو پا گیا--- براق کی آؤاز پر بی جان بھی اپنے انسو پونچھتی پیچھے ہٹیں تھیں ------

خیر مبارک "----"
اس سے بغلگیر ہوتے وہ مختصر گویا ہوا۔جس پر براق نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی-----

" مبارک ہو ابران"
وہ اس سے مل کر الگ ہو ہی رہا تھا بابر صاحب کی آواز پر مڑ کر ان کی طرف متوجہ ہوا---جو اپنی بانہیں پھیلائے کھڑے تھے--وہ ان کی بانہوں میں سمایا تو بابر صاحب کو لگا وہ کھڑے کھڑے ڈھے جائیں گے--ماضی میں ہوئے ظلم میں وہ خود کو برابر قصوروار

سمجھتے تھے۔۔۔ان کی کیفیت کو سمجھتے ابران نے ان کی پیٹھ تھپتھپا کر انھیں غائبانہ تسلی دی۔۔جس پر وہ خود کو سنبھالتے جبری مسکراہٹ چہرے پر سجا کر پیچھے ہٹے۔۔۔۔۔

وقت نے اور کچھ سکھایا ہو یا نا ہو لیکن شاہ حویلی کے مکینوں کو دوہری شخصیت بننا ضرور سکھا دیا تھا۔۔ان کے مسکراتے چہروں کے پیچھے کیا کیا طوفان قید تھے یہ صرف وہ جانتے تھے ۔۔۔اور وہ یہ سب دکھ اذیتیں بڑی مہارت سے چھپائے بظاہر مسکرا کر جی رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

اب چلنا چاہیے بی جان کافی وقت ہو گیا ہے ۔۔۔مورے اور باقی سب انتظار کر رہے ہوں گے"۔۔۔۔

کافی دیر بعد جب لوگوں کا ہجوم ہٹا تو براق گویا ہوا۔۔ جس پر بی جان سر ہلا کر معزز بزرگوں سے الودعایہ کلمات کہہ کر گاڑی کی طرف بڑھیں جہاں بابر صاحب فرنٹ سیٹ پر ابران ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان تھا وہ براق کے ساتھ پیچھے بیٹھ گئیں ۔۔۔گاڑی زن سے

آگے بڑھی اور اس کے پیچھے گارڈز کی دو جیپیں بھی چل پڑیں --ابران کو یہ پروٹوکول پسند نا تھا مگر بابر صاحب اور بی جان کی وجہ سے چپ تھا ------

پندرہ منٹ کی ڈارئیو کے بعد وہ سب شاہ حویلی پہنچے۔جہاں سب ان کے استقبال کے لیے کھڑے تھے----

وہ گہری سانس لیتا ان سے ملنے لگا--سب سے پہلے زکیہ بیگم سے ملا جن کی نم انکھوں میں قید اذیت اور پلکوں پر ٹکے آنسواسے نئے سرے سے اذیت کی بھٹی میں قید کر گئے۔ عائشہ بیگم کی آنکھوں میں ویسے ہی تاثرات تھے--وہ بھی بڑے ضبط سے کھڑیں تھیں۔ان سب کی آنکھوں میں ناچتی اذیت اسے ڈگمگانے پر تلی تھی مگر وہ بھی ابران شاہ تھا جسکا ضبط کمال تھا---

وہ سپاٹ چہرے سمیت سب سے ملا۔اس کے سپاٹ تاثرات کو دیکھتے بی جان کی انکھیں ایک بار پھر نم ہو گئیں ----------

مبارک ہو آپ کو بہت بہت "!!---"

وہ عنایہ سے مبارکباد قبول کر کر کے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر کھڑا تھا --مدھم آواز پر ماہی کی طرف متوجہ ہوا جو بڑی حسرت سے اسے مسکراتے دیکھ رہی تھی ---

"خیر مبارک-- !شکریہ!--"

وہ مختصر کہہ کر اندر بڑھ گیا جس پر ماہی کا دل ایک بار پھر ٹوٹ گیا۔اسکی نم آنکھوں کو دیکھتے عنایہ سرعت سے اگے بڑھ کر اسے تھامتے وہاں سے لے کر لان کی طرف بڑھی جبکہ باقی سب اندر چلے گئے تھے------

"خود کو سنبھالو ماہی اس طرح کرو گی تو رسوائی تمہارا مقدر بنے گی--"

عنایہ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا جس پر وہ اسے بنا دیکھے اندر بھاگ گئی---اور عنایہ اپنے بوجھل دل کو لیے اندر لاونج میں چلی آئی---

---

" اب تو ایک گرینڈ پارٹی رکھنی چاہیے ہے نا بی جان "

سب اس وقت لاونج میں جمع تھے۔۔۔جب ضیغم نے یہ شوشہ چھوڑا۔وہ اور اسکی فمیلی ابھی ابھی آئے تھے۔۔سب ہی تھے صرف ماہی نہیں تھی جس نے سر درد کا بہانہ بنا کر خود کو کمرے میں بند کر لیا تھا۔۔۔۔ضیغم کی بات پر سب نے مسکراتے اس کی بات سے اتفاق کیا۔۔۔۔۔

" بلکل ہو گا ضرور ہو گا اپ بے فکر رہیں"

بی جان نے اسے دلاسہ دیا جس پر وہ سب یاہو کا نعرہ لگاتے بڑوں کو مسکرانے پر مجبور کر گئے۔۔۔۔۔

لیکن کب ہو گا بی جان جلدی بولیں ۔۔اور ہم تینوں ڈانس بھی کریں گے سن لیں آپ"

"سب۔۔

سب سے زیادہ بے چینی سیف کو تھی جس نے پوچھنے کے ساتھ انھیں وارن بھی کیا کی اسے روکا نا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے بی جان بولتیں بابر صاحب بول اٹھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں اور براق کل فارن ڈیلنگ کے لیے کراچی جارہے ہیں تو میرے خیال میں پارٹی"
"ہمارے آنے کے بعد رکھی جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔۔ !!کیوں بی جان ٹھیک ہے نا۔۔
انھوں نے سنجیدگی سے کہہ کر بی جان کی صلاح چاہی جس پر وہ سر اثبات میں ہلا گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
"ہمم !ایسا کریں ان کی واپسی دو تین دن میں ہو جائے گی تو پارٹی بدھ کو رکھ لیں ۔۔۔"
انھوں نے دن ڈیسائیڈ کر دیا جس پر سب متفق تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
آہل کی نظریں پورے وقت میں عنایہ پر مرکوز تھیں جس پر وہ جز بجز ہوتی پہلو بدل رہی تھی۔مگر وہ ڈھٹائی سے اپنی من مانی میں مگن تھا۔ مجبورا وہ اٹھ کر اسے گھوری سے نوازتی کچن میں چلی گئی۔۔اس کی گھوری پر وہ سر جھکا کر مسکرا دیا۔مگر جب سر اٹھایا تو تینوں شیطانوں کو اپنی طرف متوجہ پایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
"ویسے آہل بھائی عنایہ آپی پہ برائون کلر کچھ سوٹ نہیں کرتا ہے نا"
"کس نے کہا!!۔۔۔ وہ ہر رنگ میں اچھی لگتی ہے۔۔"

عون شرارت سے بولا ہی تھا کہ وہ سرعت سے نفی میں سر ہلاتا بول پڑا۔۔۔پر جب انکی معنی خیز نظریں خود پر مرکوز پائیں تو ہڑبڑا کر کال کا بہانہ کر کے ہال سے نکلتا چلا گیا۔۔۔پیچھے وہ جاندار قہقہ لگاتے اس کی سپیڈ پر ہنس رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔پھر ڈنر ہونے تک وہ ان کی نظریں خود پر محسوس کرتا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ڈنر کر کے سب سے پہلے کار میں بیٹھنے والا بھی وہی تھا۔براق اور ضیغم تو اس کی بدحواسی پر حیران تھے۔۔مگر وہ انھیں کیسے بتاتا کہ اس کے پیچھے کون سی بلائیں پڑی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں اماں آپ چلی جائیں میں مینج کر لوں گی !!اور ویسے بھی گارڈ بھی تو ہیں" ۔۔"

وہ آج اپنا آخری پیپر دے کر گھر آئی تو اماں بی کو پریشان حال لاونج میں ٹہلتے دیکھا۔۔اسکے پوچھنے پر وہ اسے بتا گئیں کہ ان کی بہن کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔۔جس پر وہ فوری جانا چاہتیں تھی پر روحا کی وجہ سے رکیں ہوئیں تھیں بابر صاحب ہوتے تو وہ چلیں جاتیں

مگر وہ آج صبح ہی کراچی گئے تھے۔۔وہ صبح ان سے مل کر گئے تھے۔۔مگر اب اس صورت حال میں وہ سخت پریشان تھیں ۔۔۔روحا نے ان کی بات سن کر انھیں جانے کا کہا جس پر وہ انکار کر گئیں مگر اسکی ضد اور تسلیوں کو دیکھتے وہ مان گئیں ۔۔۔بابر صاحب نے بھی یہی کہا کہ گارڈ ہیں اپ بے فکر ہو کر جائیں اور ویسے بھی کل صبح وہ جلدی واپس آ جاتیں جس پر وہ مان گئیں ۔۔اور اس سے مل کر ڈھیروں نصیحتیں کرتیں رخصت ہو گئیں۔۔جب وہ گئیں تب شام کے چار بجے تھے۔۔۔اورا ب عشاء کی ازان ہوئے بھی کافی وقت ہو گیا تھا۔وہ اس وقت بیڈ پر لیٹی اپنا ماضی یاد کر رہی تھی۔۔۔ کاش اس کی ماں زندہ ہوتیں تو وہ اور بابا سب ایک ہیپی فیمیلی ہوتے مگر ہر خواہش پوری ہو یہ ضروری تو نہیں ہوتا۔۔۔آنسو قطار درقطار اس کی انکھوں سے بہتے چلے گئے۔آج ٹھنڈک زیادہ تھا جس کی وجہ سے اسے گھٹن بھی زیادہ ہو رہی تھی۔۔۔زیادہ ٹھنڈک اس کے لیے نقصان دہ تھی۔۔۔۔۔

دفتعا اس کا سانس رکا وہ ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی اس نے انہیلر ڈھونڈنا چاہا پر وہ تو اسنے نجانے کہاں رکھ دیا تھا۔وہ جلدی سے اٹھ کر ڈریسنگ کی طرف بڑھی اور اسکے ڈرا میں

ڈھونڈا پر وہ وہاں ہوتا تو ملتا۔۔پسینہ اسکے چہرے سے بہتا گردن تک چلا آیا اور اس میں آنسوؤں کی آمیزش بھی تھی جو وہ اپنی بے بسی پر بہا رہی تھی۔۔۔سانس سینے میں اٹکا تو وہ خود کو نا سنبھالتے ہوئے لہراتی نیچے گری ۔۔۔ اس کا ہاتھ لگنے سے ڈریسنگ کا سامان بھی نیچے گرا۔۔اور ان میں موجود کانچ کی چیزیں ٹوٹ کر فرش پر بکھر گئیں بلکل اس کے وجود کی مانند۔-----------------------------------

----

وہ بہت ضروری فائل ہے عالیہ آپ کسی ڈرائیور کو بھیج کر وہ فائل منگوا دیں اور ابران سے کہیے گا مجھے رات کو میل کر دے"۔۔۔

وہ اور براق آج ہی کراچی کے لیے نکلے تھے مگر میٹنگ سے ریلیٹیڈ فائل وہ شاہ ولا کی سٹڈی میں چھوڑ گئے تھے اس پروجیکٹ پر وہ 3 مہینوں سے کام کر رہے تھے اسلیے جب بھی وہ روحا کی طرف رکتے تو باقی کام وہیں کر لیتے۔وہ گھر سے یاد کر کے نکلے تھے پر براق کی وجہ سے جلدی جلدی میں وہ روحا سے مل کر نکل آئے تھے اب جب صبح میٹنگ تھی

تو اس فائل کی موجودگی بہت ضروری تھی۔اب بھی وہ عالیہ بیگم سے فائل منگوانے کا کہہ رہے تھے ----------

پر رشید آج ہی چھٹی لے کر گیا ہے اور بی جان دوسرے ڈرائور کے ساتھ وہاب صاحب" "کی طرف گئیں ہیں بچوں کو لے کر۔

ان کی بات سن کر وہ گہرا سانس بھرتے انھیں ڈرائیور کے آتے ہی اسے شاہ ولا بھیجنے کی تاکید کرتے فون بند کر گئے-------

"کیا بات ہے چچی --کوئی پرابلم ہے؟؟-- "

وہ فون رکھ کر مڑیں تو ابران کو پیچھے کھڑا پایا۔وہ کب وہاں آیا انھیں خبر بھی نا ہو سکی۔اب اسے خود کی طرف متوجہ دیکھ وہ ساری بات اسے بتا گئیں-------

کوئی بات نہیں بیٹا بی جان کے آتے ہی میں ڈرائیور کو بھیج کر فائل منگوا لوں گی تم" "!!انھیں میل کر دینا--

وہ اسے خاموش دیکھ کر گویا ہوئیں اب اسے کیسے کہتیں وہاں جانے کا۔۔وہ کہہ کر آگے بڑھیں ہی تھیں کہ اس کی سنجیدہ بھاری آواز پر کرنٹ کھا کر مڑیں۔۔۔۔۔۔۔۔

"بی جان شام کو آئیں گی اور شام میں اگر ڈرائیور جائے گا تو آنے جانے میں 4 گھنٹے لگ جائیں گے !!اس لیے میں جا کر لے آتا ہوں آپ چاچو کو بتا دیں کہ میں فائل رات کو میل کر دوں گا۔۔۔۔"

وہ بھاری لب ولہجے میں کہہ کر انہی قدموں پر مڑ کر ہال سے نکلتا چلا گیا۔۔اور وہ حیرت کی زیادتی سے اپنی جگہ ساکت اسے روک بھی نا پائیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اندھیری رات میں چمکتے "شاہ ولا" کے ایک پرستائش کمرے کے بیچوبیچ بے یارو مددگار پڑا "وجود کسی اور کا نہیں بلکہ "شاہ ولا" کے چھوٹے بیٹے "سردار بابر شاہ "کی بیٹی "روحا شاہ کا تھا۔ جیسے وقت کی ستم ضریفی اس موڑ پہ لے آئی جہاں وہ مر بھی جاتی تو کسی کو کانو کان خبر بھی نہ ہوتی۔ بے بسی تھی کہ بڑتی ہی جا رہی تھی۔

خوبصورت غزالی آنکھیں جو بے حد سیاہ تھیں۔ شاہد اس کی قسمت کی طرح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر اس وقت بری طرح بھیگی ہوئی تھیں۔ اور ان میں بے انتہا خوف بھی تھا۔ روشن پیشانی اور اس پہ چمکتا پسینہ گویہ شبنم کے قطروں کی مانند تھا۔۔۔۔ کھڑی ناک بھرے بھرے ہونٹ جو اس وقت بری طرح لرز رہے تھے۔ بھرے بھرے گلابی گال اس وقت آنسوئوں سے بری طرح بھیگے ہوئے تھے۔

دھونکنی کی مانند چلتی سانس جو شاہد رکنے ہی والی تھی۔ سینے میں اک الگ طوفان مچا تھا جیسے زندگی موت کو مات دینا چاہتی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

متناسب سراپا جو کسی زاہد و عابد کے ہوش اڑا سکتا تھا۔ غرض کے "روحا شاہ "بے انتہا خوبصورت تھی۔مگر اس کی بدنصیبی صرف یہ تھی کے وہ "زونیرہ شاہ "کی بیٹی تھی۔ یہی اس کا ناکردہ گناہ بھی تھا۔مگر اس گناہ کی سزا تو وہ پچھلے بیس سالوں سے بھگھت رہی تھی۔پھر بھی سزا تھی کے ختم ہی نہیں ہو رہی تھی۔

اب بھی وہ بے یارو مادگار پڑی در حقیقت موت کا انتظار کر رہی تھی۔ کیونکہ اس کا

انہیلر "اس کے پاس موجود نہیں تھا۔سیاہ آنکھوں میں کہیں دور کسی مسیحا کے آنے" "کی امید کا ننھا دیا بھی روشن تھا ۔شائد کوئی آ جائے مگر وہاں کون آتا سوائے "بابر شاہ کے جو کبھی وہاں آتے مگر وہ جانتی تھی کے بابا آج ہی کراچی بزنس ڈیل کے لئے گئے تھے۔بے ساختہ اس نے پاس پڑی پرفیوم کی بوتل کھینچ کر سامنے موجود دروازے پہ دے ماری جو اس کے ہاتھ لگنے سے ڈریسنگ ٹیبل سے گری تھیں۔ اس نے پرفیوم پر اکتفا نئ کیا بلکے جو کچھ ہاتھ لگا تھا پھینک دیا شائد اس شور سے متوجہ ہو کر کوئی آ جائے۔۔۔۔۔

جب کافی دیر کوئی نہیں آیا تو اس کی رہی سہی امید بھی ٹوٹ گئی۔اس نے ہار کر آنکھیں موندی ہی تھیں کہ "دھڑ "کی آواز سے دروازہ کھلا ۔۔۔۔۔۔

جہاں سامنے والے کو دیکھ کہ روحا کی سانسیں رک گئیں۔ وہیں مقابل بارہ سال بعد روحا کو اس حال میں دیکھ کر پتھر کے مجسمے میں ڈھل گیا تھا۔۔

دو گھنٹے کا سفر اسنے ایک گھنٹے میں طے کیا تھا۔۔۔پورے راستے وہ سیگریٹ کا ایک پیکیٹ ختم کر چکا تھا ..مگر اندر لگی آگ بجھ کر نا دے رہی تھی ..گاڑی تیز رفتاری سے چلتی شاہ ولا کے سامنے آکر رکی تو گارڈز نے اسکے ہارن دینے سے پہلے گیٹ کھول دیا۔۔گاڑی سبک رفتاری سے چلتی پورچ میں آکر رک گئی۔۔سٹیرنگ ویل پر اس کی گرفت کافی مضبوط تھی سیاہ بالوں کی کچھ لیٹیں ماتھے پر بکھریں تھیں باقی بال پونی میں قید تھے عنابی لب کثرت سیگریٹ نوشی سے اطراف سے کالے تھے اور اس وقت ضبط سے بھینچے ہوئے تھے۔بھوری آنکھوں میں غضب کی سرخیاں تھیں ۔۔۔اور ذہن کے پردوں پر کچھ مسکراتے چہرے روشن تھے جھنیں دیکھتے اس کی گردن کی نسیں تنی ہوئیں تھیں

۔۔۔سیگریٹ بجھاتے وہ ایک گہرا سانس لے کر خود کو کمپوز کرتے باہر نکلا سفید شرٹ اور بلیک پینٹ پہن رکھی تھی۔۔کوٹ وہ گاڑی میں اتار چکا تھا۔وہ چلتا ہوا لاونج میں داخل ہوا۔۔وہ اس گھر میں بارہ سال بعد قدم رکھ رہا تھا سب کچھ بدل چکا تھا۔جب سے وہ وجود وہاں بسا تھا شاہ حویلی کے مکیں وہاں کا راستہ بھول گئے تھے ۔۔۔وہ سر جھٹک کر تیزی سے چلتا لاونج کے کونے پر بنی سٹڈی میں داخل ہوا اور سامنے ٹیبل پر اسے ریڈ فائل

نظر آ گئی۔۔فورا اٹھا کر وہ باہر کی طرف بڑھا ۔۔وہ داخلی دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ اسے مدھم آواز میں کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی وہ ٹھٹک کر رکا اطراف میں دیکھا تو سناٹا تھا ۔۔۔اپنا وہم جان کر وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ اسے اوپر والے فلور کے دروازے سے کچھ ٹکرانے کی آواز آئی اور صرف ایک چیز پر اکتفا نہیں کیا گیا ۔۔۔ مسلسل آواز پر وہ فائل وہیں پھینک کر اوپر کی طرف بھاگا۔۔۔اور سامنے دروازے کو جھٹکے سے کھولا۔جو کہ لاک نہیں تھا اور سامنے کے منظر نے اسے جامد کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بکھری بیڈ شیٹ ڈریسنگ ٹیبل کی ایک بھی چیز اپنی جگہ پر نا تھی جا بجا بکھرا کانچ اور ان کانچ کے درمیان بکھرا پڑا وہ نازک وجود جو خود بھی اسے سامنے پا کر اپنی سانسیں روک چکا تھا۔۔۔رکی دھڑکنوں سے وہ تمام سوچیں جھٹکتا بھاگ کر اس تک پہنچا اور اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا۔۔بکھرے بال جو اس وقت بینڈ کی قید سے آزاد تھے زرد سوٹ میں دوپٹے سے بے نیاز وہ خود بھی زرد تھی۔ماتھے پر چمکتا پسینہ رک رک کر چلتی سانسیں

بری طرح بھیگی سیاہ آنکھیں ہلکے کپکپاتے لب جو اس وقت نیلے تھے اسکی بکھری حالت نے ابران کا دل مٹھی میں لے کر مسلا۔۔

تمہارہ انہیلر کہاں ہے بولو !!!بولو کدھر رکھا ہے "۔۔۔"
وہ ضبط کھو کر اسکی سیاہ آنکھوں میں اپنی بھوری آنکھیں گاڑتا جنونی ہوتا اسے جھنجوڑ کر پوچھ رہا تھا اور روحا وہ تو اسے دیکھ کر ہی اپنی سانسیں روک چکی تھی۔اس کے کچھ کہنے کی کوشش کرتے کپکپاتے ہونٹوں کو دیکھ کروہ بنا سوچے سمجھے اس کے لبوں پر جھک گیا اور اسے مصنوعی سانس فراہم کرنے لگا۔۔۔۔۔
،اسے تو اس لمس سے فرق پڑا ہو یا نا ہو پر روحا اس کی جنونی گرفت دہکتے لب
مونچھوں کی چبن اور سانسوں میں اترتی سیگریٹ کی سمیل سے سانس کیا لیتی ہوش کھونے لگی۔۔اسے ہوش کھوتے دیکھ وہ سرعت سے پیچھے ہٹا۔۔۔ اسے بے ہوش اور نارمل سانس لیتے دیکھ اس کے تنے نقوش ڈھیلے پڑے۔ اس نے اسے بانہوں میں اٹھا کر بیڈ پر ڈالا۔۔۔اور خود ایک گھٹنا موڑ کر اس کے برابر بیٹھا اس کا ماتھا صاف کیا جو تر بتر

تھا بال سمیٹ کر تکیے پر رکھے اور کمفرٹر سینے تک اوڑھا دیااس سب میں اس کے چہرے کے تاثرات سرد تھے۔۔اسکے سرخ لبوں کو دیکھتے اسے اپنی کچھ دیر پہلے کی گئی حرکت یاد آئی۔جس سے اس کے لبوں پر ایک دلکش مگر پر اسرار مسکراہٹ ابھری۔۔اس کے بھیگے لب صاف کرتے اسکی انکھون کی چمک باہر روشن چاند کو مات دے رہی تھی۔اسے پرسکون سانس لیتا دیکھ وہ اسکے سوئے نقوش کو دیکھتا اسکے کان کے پاس

جھکا----------

تم بہت جلد میری پناہوں میں ہو گی روح !!اور تب مصنوعی سہارہ دینے کے لیے" پاس نہیں آئوں گا بلکہ تمہاری سانسوں کو بکھرنے پر مجبور کر دوں گا۔۔۔ تم تب بے ہوش ہو کر دیکھانا!"

وہ سرگوشی سے بولتا اسکے کان کی لو چوم کر اٹھ کھڑا ہوا۔اور انہیلر ڈھونڈھ کر اسکے پاس رکھا جو اسے سٹڈی ٹیبل کی ڈرا سے ملا تھا۔۔۔وہ اس پر آخری نگاہ ڈال کر سرشار قدموں سے چلتا باہر کی طرف بڑھا----------

---

"ابران کہاں ہے عالیہ کیا ابھی تک نہیں آیا؟!!--"

بی جان اور بچے ابھی آئے تھے اور باہر اس کی گاڑی نا پا کر انھوں نے عالیہ بیگم سے استفار کیا۔جس پر وہ گومگو کی کیفیت میں انھیں دیکھنے لگیں کہ انھیں بتائیں یا نا بتائیں۔۔انھیں مسلسل اپنی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے وہ گہرا سانس لے انھں تمام بات بتا گئیں جس پر بی جان ساکت ہو گئیں۔۔ لاونج میں سناٹا چھا گیا سوئی بھی گرتی تو آواز پیدا ہوتی۔۔ان کے چہرے پر زلزلے کے تاثرات چھاتے دیکھ وہ خود کو ملامت کرنے لگیں کہ بھلا کیا ضرورت تھی بتانے کی کوئی بہانہ بھی تو کیا جا سکتا تھا۔مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بہر حال جب بھی وہ گھر آئے تو انھیں میرے پاس بھیجیے گا!!اور ہم کھانا نہیں کھائیں" "گے۔آپ اور بچے کھا لیں۔۔

وہ سرعت سے خود کو سنبھال کر دوٹوک الفاظ میں کہتیں کمرے میں چلیں گئیں۔۔اور پیچھے فضا میں بے نام سی اداسی چھا گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بی جان کے بعد سب سے پہلے اٹھ کر جانے والی ماہی تھی۔۔۔اسے یوں جاتے دیکھ عنایہ بھی اسکے پیچھے بڑھی تھی۔۔۔

"سب ان کے زکر پر ایسے ریکٹ کیوں کرتے ہیں مورے وہ تو معصوم ہیں!!۔۔پھر کسی اور کے گناہ کی سزا انھیں کیوں دی جا رہی ہے۔۔۔۔"

مدھم معصوم آواز پر عالیہ بیگم اور عائشہ بیگم نے کرنٹ کھا کر بولنے والے کی طرف دیکھا۔۔۔یہ بولنے والا سیف تھا جو سنجیدگی سے بولتا عالیہ بیگم کی آنکھوں کی نمی کو بڑھا رہا تھا۔۔۔عدید عون اور عائشہ بیگم صدمے میں اسے اس وجود کی طرفداری کرتے دیکھ رہے تھے جسے اسنے دیکھا تک نا تھا۔۔۔۔

"خدا گواہ ہے سیف میں نے کبھی اسکا برا نہیں چاہا میں نے صرف اسے اس گھر سے دور رکھنے کی شرط رکھی تھی۔۔۔مگر میں جانتی ہوں کہ یہ فیصلہ غلط تھا۔۔۔۔لیکن تب یہ وقت کی ضرورت تھی آغا جان اسے کبھی نا قبول کرتے مگر میرے فیصلے پر وہ مان گئے

تھے۔الگ ہی سہی وہ کم ازکم سائیں کے پاس تو موجود تھی!!اور اب اس سے نفرت میں کر ہی نہیں سکتی کہ یہ قسمت کا لکھا تھا اور اس سب کی وجہ بارہ سال پہلے ہی ختم ہو چکی ہے۔۔ وہ بے قصوٗر ہے تو میں کیسے اس سے نفرت کر سکتی ہوں"۔۔۔۔۔

لرزتی آواز میں بولتیں وہ سالوں کا غبار نکال رہیں تھیں وہ سب جو وہ کبھی بابر صاحب سے بھی نا کہہ سکیں۔۔مگر آج سیف کی آنکھوں میں موجود سوال اور دکھ ان کا دل چیر گیا تھا وہ بے آواز روتیں ان سب کے دل دکھ سے بھر گئیں۔۔۔اس تمام قصے میں اگر کوئی روحا کے بعد مظلوم تھا تو وہ صرف عالیہ بیگم تھیں۔

بس بس بھابھی میں جانتی ہوں آپ کی نیت صاف تھی اسلیے آپ مت روئیں سیف تو" بچہ ہے اسکی بات کا کیا برا ماننا !!بس چپ کر جائیں بچے پریشان ہو رہے ہیں"۔۔۔۔۔۔۔

وہ ان کی پشت سہلاتیں انھیں دلاسہ دینے لگیں جس پر وہ سر اثبات میں سر ہلاتیں اپنے آنسو پونچھنے لگیں۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تم پر غصہ نہیں ہو بس حالات اور سائیں کی بے بسی دیکھ کر دل بھر آیا تم"
"پریشان مت ہو۔۔
وہ سیف کو اپنے پاس بلاتیں اسے سینے سے لگا کر دھیمی آواز میں گویا ہوئیں۔۔
آپ مت رویا کریں !!آپ تو میری جانو ہیں نا اچھی والی سو ایسا سیڈ فیس بنا کر مت بیٹھا"
کریں ۔۔ "وہ ان گال چومتا شرارت سے بولتا کھکھلایا کر ہنسا۔۔۔اسکے بچپنے پر وہ سب بھی
مسکرا دیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے ماہی ایسے کیوں اٹھ آئی ہو !!اور رو کیوں رہی ہو۔؟؟"
کمرے میں آتے ہی اسکی نظر ماہی پر پڑی جو بیڈ پر لیٹی رو رہی تھی عنایہ فکرمندی سے
اسکے پاس بیٹھتی گویا ہوئی جس پر اسنے اپنی سرخ بھیگی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جسکے
چہرے سے فکرمندی عیاں تھی۔۔
"وہ ابران کو مجھ سے چھین لے گی عنا !!جیسے بابا کو چھینا تھا"

وہ اٹھ کر اسکے گلے لگتی روتی ہوئی بولی۔اسکی آواز میں موجود خدشے عنایہ کو ساکت کر گئے اسکے لرزتے جسم کو سہلاتے وہ کچھ بولنے کے قابل نا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

"لیکن نہیں میں اب ایسا نہیں ہونے دوں گی میں مار ڈالوں گی اسے اگر اسنے مجھ سے ابران کو چھیننے کی کوشش کی تو۔۔"

وہ ابھی کچھ سوچ ہی رہی تھی جب وہ اس سے الگ ہوتی جنونی لہجے میں بولی اور اس کے لہجے میں موجود شعلوں جنون اور ضد کو محسوس کرتے عنایہ جھرجھری لیتی اسکو دیکھ رہی تھی جو اب اپنے آنسو پونچھ کر بیڈ سے اتر کر واشروم جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔

اسکی پشت دیکھتے عنایہ اسکی آسانی کی دعا کرنے لگی کہ اسکا جنوں دن بدن بڑھتا ہی جا رہا تھا اب یہ جنون اسے آباد کرتا کہ برباد یہ وقت نے طہ کرنا تھا وہ صرف دعا ہی کر سکتی تھی۔۔اسکی پشت دیکھتے وہ تہہ دل سے اسکی خوشیوں کے لیے دعاگو تھی۔۔۔

اپنے کمرے کی راکنگ چیئر پر براجمان ان کا وجود ساکت تھا صرف دائیں ہاتھ کی انگلیاں حرکت کر رہیں تھیں جن میں تسبیح کے دانے گردش کر رہے تھے۔۔۔ان کی بوڑھی آنکھیں سامنے دیوار پر لگی تصویر پر مرکوز تھیں جن میں آغا جان اورنگزیب،بابر، زوہیب اور وہ خود تھیں مسکراتے چہروں پر دکھ کا شائبہ تک نا تھا ۔۔تب وہ قیامت بھی تو نا ٹوٹی تھی۔۔۔آج بھی ان کے کانوں میں وہ نوخے گونجتے تھے جو بیس سال پہلے شاہ حویلی میں گونجے تھے۔۔اور اسکی وجہ کیا تھی صرف محبت !!بھلا محبت کب سے تباہی کا سبب بنی ہے مگر انکے لیے تو محبت قیامت کی مانند تھی جس نے ان سے ان کا سب کچھ چھین لیا تھا۔۔اور آج ابران کا وہاں جانا ناجانے کیوں انھیں پھر سے اس قیامت کی یاد دلا رہا تھا کیا پھر سے تاریخ خود کو دہرانے والی تھی۔۔ان کا دل سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا کیا پھر سے اس خویلی میں نوخے گونجیں گے؟؟ وہ بے چینی سے اٹھ کر تصویر تک آئیں ان کی چال میں زمانوں کی تھکن تھی --------

اس بار مجھ میں کچھ کھونے کا حوصلہ نہیں ہے شاہ صاحب۔۔۔۔ یہ پتھر اب ٹوٹ چکا" ہے جو سالوں پہلے میں نے سینے میں رکھا تھا۔۔۔ اب اس میں کچھ بھی برداشت کرنے "کا حوصلہ نہیں ہے

وہ مدھم آواز میں بولتیں چلیں گئیں اور کئی آنسو بے آواز ان کی بوڑھی آنکھوں سے گرتے چلے گئے۔۔کمرے کے درودیوار بھی اداس نظر آرہے تھے شائد وہ بھی ان کے دکھ سے واقف تھے

گاڑی پورچ میں رکنے کی آواز پر بی جان سرعت سے کھڑکی میں آئیں نیچے دیکھا تو وہ " گاڑی سے نکل رہا تھا۔۔خود پر کسی کی نظریں مرکوز محسوس کرتے اس نے غیر محسوس طریقے سے نظر اوپر اٹھی تو انھیں اپنی طرف متوجہ پایا۔۔وہ جلدی سے اندر بڑھ کر انکے کمرے میں پہنچا جہاں وہ اسکے انتظار میں ٹہل رہیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسلام علیکم بی جان آپ ابی تک جاگ رہی ہیں؟"--"

وہ آنکھیں سکیڑ کر ان کا متورم چہرہ دیکھتا پوچھ رہا تھا --جو ہلکا سا سرخ بھی تھا۔اپنی بات کے جواب میں انھیں اپنی طرف خاموشی سے دیکھتے وہ سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں بات کی جڑ تک پہنچ گیا تھا--لب بھینچ کر وہ آگے بڑھا اور انکے لرزتے وجود کو سہارا دیا جو ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا----

یہ سب ٹھیک نہیں ہے ابران !!ہم آپ کو نہیں کھو سکتے۔آپ سمجھ رہے ہیں"

نا"!!--

وہ لرزتی آواز میں بولتیں اسے ساکت کر گئیں تھیں انکی بات کا مفہوم جان کر وہ نئے سرے سے بپھر اٹھا تھا رگوں میں خون کی جگہ آگ دوڑنے لگی بیس سال پہلے کی قیامت کا منظر اسکی آنکھوں کے سامنے روشن ہوا جس سے اسکی آنکھیں آگ دہکانے لگیں

--اس نے انھیں الگ کرتے ان کا چہرہ صاف کر کے انھیں پانی دیا جو انھوں نے اسکے سپاٹ چہرے کو دیکھتے تھوڑا سا پیا-----

ہر بار اذیت ہم سب کا مقدر نہیں بن سکتی بی جان!!ہر بار خسارہ ہمارے ہاتھ نہیں" آئے گا۔اپ خود کو پریشان مت کریں ابکی بار ان بازوئوں میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ہر آنے والے طوفان کو روک سکے !!اب تو مقابل ایک معصوم ہرنی ہے بی جان وہ کیا ہمارہ نقصان کرے گی وہ تو خود کو سنبھال نہیں سکتی۔۔اپ بے فکر ہو کر سو جائیں صبح ملتے ہیں "۔۔۔۔۔۔۔

وہ ان کے ہاتھ تھام کر سرد لہجے میں بولا اور روحا کے زکر پر اسکے لب مدھم مسکراہٹ میں ڈھلے۔لیکن سرعت سے بات ختم کر کے وہ انھیں کمفرٹر اوڑھاتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور بی جان جو اسکی باتیں سن رہیں تھیں اسکی معنی خیز بات پر چونک کر اسکی طرف دیکھا جو ہلکا سا مسکرا رہا تھا۔مگر انکے کچھ بولنے سے پہلے وہ کمرے سے نکل گیا اور پیچھے ان کا دل خدشوں میں گر گیا وہ مختلف اندیشوں کا شکار ہوتیں انکھیں موند گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں آکر اسنے سب سے پہلے فائل براق کو میل کی اور پھر شاور لینے چلا گیا۔۔
شاور لے کر وہ شرٹ سے سے بے نیاز صرف ٹرؤزر میں ملبوس آئینے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔ بھیگا سینہ بھیگے کھلے بال جو اسکی شخصیت کو مزید روبدار بناتے تھے آنکھوں میں لال ڈورے اور بھیگے عنابی لب۔۔لبوں کو دیکھتے اسے وہ نرم نازک سا لمس یاد آیا جس سے اسکے رگ وپے میں ایک سرور دوڑ گیا۔۔۔ وہ جاندار مسکراتا اس وجود کو سوچ رہا تھا جو اسکے ایک نرم لمس پر ہوش و حواس کھو بیٹھی تھی اگر جو وہ اسکی پناہوں میں آئی تو اسکی شدتوں کو کیسے برداشت کرے گی۔۔اس بارے میں سوچتے اسکے لب ایک خوبصورت شفاف مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔۔جس نے اسکے چہرے کو مزید دلکش بنا دیا تھا۔۔۔ ۔وہ سیگریٹ کا پیکٹ لے کر ٹیرس پر چلا آیا ۔۔ سیگریٹ کے گہرے کش لیتے وہ اسے ہی سوچ رہا تھا جو زرد سوٹ میں اپنی حشر سامانیوں سمیت اسکے سامنے تھی اسکی بانہوں میں تھی ۔۔۔اپنے بازوئوں کو دیکھ کر اسے وہ ریشمی تھان یاد آیا جو اسکی بانہوں میں بے حس و حرکت پڑا تھا ۔اسکے لبوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ ابھری۔۔۔

بہت جلد تم میری بانہوں میں ہو گی روح--- میرے جنوں اور وحشتوں کو تمہارا ہی وجود" "قرار دے گا !!!پھر میں دیکھوں گا کہ تم کیسے بے ہوش ہوتی ہو۔

اسکے دھیمے لہجے میں بلا کی جنوں خیزیاں اور وحشت تھی--اسکی بے ہوشی کو ایک بار پھر سوچ کر دھیرے سے ہنستے اپنے لبوں پر انگلیاں پھیریں جہاں اب بھی ایک نرم گرم لمس دہک رہا تھا ------ گہری سانس لیتا وہ اندر کمرے میں آکر بیڈ پر لیٹا پر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی اور یہ تو وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ آج کی رات تو کم از کم سو نہیں پائے گا----------

---

سورج کی کرنیں چھن چھن کرتیں کمرے میں داخل ہوتیں اسکی نیند میں خلل ڈال گئیں--- اسنے کسمسا کر اپنی سیاہ آنکھیں کھولیں۔جو سیدھا چھت سے ٹکرائیں--وہ تو زمین پر گر گئی تھی پھر بیڈ پر کیسے آئی؟ اچانک اسکے زہن میں دھماکہ ہوا اور اسے سب یاد آگیا۔اسکا کمرے میں آنا،اس کا جنونی روپ اوراسے مصنوعی سانس دینا اسکے بعد اسکا ہوش

و حواس کھونا۔۔وہ سب سوچتی وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔۔اور گہرے سانس لینے لگی۔۔اسکی نگاہ سائیڈ ٹیبل پر پڑے انہیلر پر پڑی۔۔تو وہ واقعی وہاں آیا تھا اور اسے چھوا بھی تھا اپنے لبوں کو چھوتی وہ جلدی سے آئینے کے سامنے آئی جہاں اسکا اپنا عکس روشن ہوا۔۔۔زرد سلوٹ زدہ سوٹ جو کہ حاصا کھلا تھا اسکی آستینیں بھی ہاف تھیں گہرا گلا دوپٹہ ندارد کھلے بال غرض کہ وہ مقابل کو بہکانے کے تمام ہتھیاروں سے لیس تھی ۔۔اسنے بھی تو اسے اسی حال میں دیکھا ہو گا یہ سب سوچ کر اسکے گال دہکنے لگے۔۔کیا سوچتا ہو گا کہ وہ کیسی ڈریسنگ کرتی ہے پر یہ تو نائٹ سوٹ تھا جو وہ اپنی طبیعت کے پیش نظر پہنتی تھی تاکہ دم نا گھٹے۔۔۔۔۔

دفتعا اسکی نگاہ اپنے لبوں پر پڑی تو اسکا دہکتا لمس جنونی گرفت اورسیگریٹ، کلون کی سمیل یاد آئی ۔۔۔ جو وہ اب بھی اپنی سانسوں میں محسوس کر رہی تھی۔

اس بارے میں سوچ کر اسے نئے سرے سے حیا آئی۔مگر وہ وہاں آیا کیوں اور اسے کیسے پتا کی وہ ایستھما کی مریض ہے اس بابت سوچتے وہ پریشان ہو گئی کہ اسکی اچانک آمد کے پیچھے کیا وجہ ہو سکتی ہے۔وہ تو جب سے یہاں رہ رہی تھی شاہ حویلی کے مکین یہاں کا

راستہ بھول گئے تھے پھر اسکا یہاں آنا اسے عجیب لگ رہا تھا مگر کوئی سرا بھی تو ہاتھ نا آرہا تھا۔۔اسنے تو بارہ سال سے اسے بابا کے سیل میں موجود تصویروں کے علاوہ دیکھا تک نا تھا نا وہ اسکے سامنے آیا پھر وہ اسکے بارے میں اتنا سب کیسے جانتا تھا۔۔بارہ سال پہلے جب دیکھا تھا تو ایک ٹین ایجر لڑکا تھا مگر اب تو ایک مظبوط مرد میں ڈھل چکا تھا لمبے بال جو اسکے چہرے کے اطراف میں پھیلے تھے بھوری آنکھوں میں عجیب سی فکرمندی اور جنوں تھا جو اسکی سرخ آنکھوں میں مزید وحشت بھر رہا تھا ہلکی شیو گھنی مونچھیں اور ان کے نیچے ہلکے عنابی لب ۔۔ان کے بارے میں سوچ کر وہ جھرجھری لیتی واشروم میں گھس گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"!!علینہ یار وہ دیکھ وہ وڈیرہ یہاں تک پہنچ گیا ہے"

وہ دونوں کالج سے نکل کر سٹاپ تک جا رہی تھیں کہ صبا کے اچانک بولنے وہ چونک مڑی اور سامنے کے منظر نے اسے ساکت کردیا۔۔۔۔۔

سیاہ مرسڈیز سے ٹیک لگائے برائون ٹو پیس میں ملبوس انکھوں پر شیڈز لگائے اسکی طرف متوجہ تھا اسکے دیکھنے پر اسکے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ ابھری۔۔۔آج میٹنگ میں وہ ڈیل فائینل کر چکے تھے اب کل انھیں واپس جانا تھا اسلیے وہ بابا سے آنکھ بچا کر اس سے ملنے چلا آیا جو خوشقسمتی سے تھوڑی دیر بعد اسے روڈ کی دوسری طرف جاتی نظر آگئی۔۔اسے اپنی سہیلی کے کہنے پر اپنی طرف متوجہ دیکھ کر وہ جاندار مسکرایا تھا۔۔۔اسے ساکت دیکھ کر وہ سرشار قدموں سے چلتا ان کی طرف بڑھا۔جو بے جان مجسمے کی مانند ساکت اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہی تھی۔۔

"اسلام علیکم !!کیسی ہو عینا۔۔"

وہ عین اس کے سامنے بے حد نزدیک آکر رکتا بڑے دوستانہ لہجے میں بولا جس پر علینہ کا سکتا ٹوٹا ۔۔وہ ہڑبڑا کر اس سے دور ہوئی جو ڈھیٹوں کی طرح اسکے نزدیک آکر کھڑا ہو گیا تھا۔۔اسکے سوال اور چہرے پر سجی مسکراہٹ نے علینہ کو سخت طیش دلایا۔۔

"آپ یہاں تک صرف میرا حال پوچھنے آئے ہیں؟"

وہ طنزیہ لہجے میں بولی جس پر وہ ہنستا سر نفی میں ہلا گیا۔اسکی ہنسی نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔۔

"نہیں صرف حال تو نہیں پوچھنا تھا۔۔دراصل تمہیں دیکھے کافی ٹائم ہو گیا تھا تو دل تھوڑا بے چین تھا اسلیے سوچا تم سے مل آئوں!!۔"

وہ آنکھ دبا کر شرارت سے بولتا علینہ کا فشار خون بڑھا گیا۔۔وہ دانت پیس اسکا مسکراتا چہرہ دیکھ رہی تھی اور صبا کے سامنے شرمندہ بھی ہو رہی تھی جو خود صورت حال سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

"دیکھیں میں پہلے بھی آپ سے کہہ چکی ہوں کہ میں اور آپ دو الگ دنیائوں کے باسی ہیں !!اور ہمارا کوئی میچ نہیں اسلیے پلیز میرا پیچھا چھوڑ دیں"

وہ دوٹوک لہجے میں بولتی براق کے مسکراتے چہرے کی چمک ماند کر گئی۔۔

"تم اور میں کہاں سے ہیں یہ بات کوئی میٹر نہیں کرتی !!میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تم ہی سے شادی کروں گا یہ بات میٹر کرتی ہے !!اور تم کان کھول کر سن لو تم صرف

میرے لیے بنی ہو اور تمہیں میرا ہونا ہو گا اب یہ تم چاہو یا نا چاہو !!آئی بات سمجھ میں--"

اسکی بات پر وہ انگاروں پر لوٹتا مدھم آواز میں جنونی لہجے میں غراتا علینہ کو سہمنے پر مجبور کر گیا وہ ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی جو یکلخت پرسکون ہو کر مسکرایا اور ہاتھ بڑھا کر اسکا گال تھپتھپاتے گلاسس چڑھاتا واپس اپنی کار کی طرف مڑ گیا ----

وہ صبا کے ہلانے پر ہوش میں آتی بنا اسکی طرف دیکھے سرعت سے سامنے سے آتی بس میں سوار ہو گئی۔اور وہ بس خاموشی سے اسے جاتا دیکھتی رہی-----

---

نکاح احسن طریقے سے انجام پا گیا تھا۔بوبی باہر اپنے دوستوں کے پاس موجود تھا۔اور وہ اندر کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹتی سخت بے چین تھی۔آج صبح ہی اسے بوبی کا میسج آیا کہ وہ باہر اسکا انتظار کر رہا ہے۔اسی لیے وہ گلشن بائی سے پارلر کا بہانہ کر کے

آئی تھی۔۔وہ اسے اپنے ساتھ فلیٹ پر لے آیا تھا جہاں مولوی اور اسکے دوستوں کو دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ معاملہ کیا ہے مگر اتنی جلدی یہ سب ہو گا وہ نہیں جانتی تھی۔اسی لیے روہانسی ہوتی اسے بھی پریشان کر گئی آدھا گھنٹہ سمجھانے کے بعد جا کر وہ مانی۔اور اب نکاح ہو جانے کے بعد وہ آنے والے حالات سے سخت پریشان تھی۔۔ناجانے آگے کیا ہوتا؟اپنی ماں کا ریکشن سوچتے اسکا دل سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا۔۔۔کیا شاہ کے گھر والے اسے قبول کریں گے اور اگر نا قبول کیا تو وہ کیا کرے گی؟ اور اگر شاہ نے اسے چھوڑ دیا تو؟اس سوچ کے آتے ہی اسکا دل بند ہونے لگتا۔۔ابھی وہ اسی کشمکش میں تھی کہ دروازہ کھلنے کی آواز پر چونک کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں وہ کھڑا اسے شرارتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔حالات چاہے کچھ بھی ہوں وہ اس نئے رشتے کی وجہ سے اور کچھ اسکی شرارتی نظروں پر حیا سے اپنی پلکیں جھکا گئی کہ ان نظروں اور ان میں موجود جزبوں کی تاب لانا اسکے بس کی بات نا تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے یوں نظریں جھکاتے دیکھ اس کے چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ ابھری۔وہ قدم قدم چلتا اسکے نزدیک آنے لگا جو اسے پاس آتے دیکھ جھجھک کر پیچھے ہٹی۔مگر اسکے

قدم نا رکے!!وہ چلتا عین اسکے سامنے اور بے حد نزدیک آکر رکا جو دیوار سے لگ چکی تھی۔۔اسنے دیوار سے ٹکراتے ہراساں ہو کر اسکی طرف دیکھا جو جزبے لٹاتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

" اب ہم۔۔ ہمیں چلنا چاہیے شاہ !کافی دیر ہو گئی ہے"

وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دکھیلنے کی ناکام کوشش کرتے اٹک کر بولی۔ جس پر وہ اسکی دونوں کلائیاں تھام کر کمر سے لگاتا انچ بھر کا فاصلہ مٹاتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔۔۔اسکے کلون اور سیگریٹ کی ملی جلی سمیل کو محسوس کرتی وہ سانس روک گئی۔۔اسکے لمس میں ان کہے جزبوں کی آنچ تھی جو وہ محسوس کرتی اپنی جگہ ساکت تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" تم نہیں جانتی جان کہ میں آج کتنا خوش ہوں!!۔ آج لگتا ہے پوری کائنات میری بانہوں میں ہے"

اسے خود سے الگ کرکے اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر وہ دھیمے آنچ دیتے لہجے میں بولا۔۔۔جس پر زونی سمٹ سی گئی۔اور اپنی آنکھیں سختی سے میچ لیں۔

اسے یوں نروس دیکھ کر اسکے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ ابھری ..وہ جزبات کی شدت سے اسکے چہرے پر جھک گیا اور وہ جو کبوتر کی طرح اپنی آنکھیں میچ چکی تھی اپنے چہرے پر ایک دہکتا پر شدت لمس محسوس کرتی آنکھیں کھول گئی اور اسے یوں خود پر جھکے دیکھ اسکی آنکھیں کھلتی چلیں گئیں---

اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی جس پر اسنے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے مزید قریب کیا--اپنی رکتی سانسوں پر وہ دور ہونا چاہتی تھی مگر مقابل کی جنونی گرفت ایسا کرنے سے روک رہی تھی----گم ہوتے حواسوں میں اس نے سہارے کے لیے اسکی گردن میں بازو ڈالے جس پر اسے گود میں اٹھا کر بیڈ پر لے آیا۔اسے لیٹا کر اسکی طرف دیکھا جو گہرے سانس لیتی آنکھیں وا کر گئی تھی-----اسکی آنکھوں میں دیکھتے زونا سر نفی میں ہلاتی ہلکا سا ممنائ----

"شاہ-- مم۔مجھے گھر جانا ہے --اپ میری۔ "

اسے اپنی گردن پر جھکتے دیکھ وہ اٹک کر بولی جس پر وہ سر اسکی گردن سے اٹھاتا اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگا --

"ابھی نہیں۔۔اور اب تم مجھے بولتی ہوئی نظر نا آؤ"

وہ دوٹوک بولا جس پر وہ بھی اپنا آپ اس کے سپرد کر گئ جو اسکے دل اور روح کا مکین تھا۔۔۔۔۔

پارٹی اپنے عروج پر تھی تمام رشتے دار اور بابر صاحب براق اور ابران کے جاننے والے سب موجود تھے۔۔ عنایہ اور ماہی نے ایک جیسی ڈریسنگ کی تھی فرق صرف رنگوں کا تھا۔۔بلیو اور بلیک کلر کی لونگ میکسیاں اور سر پر حجاب اوڑھے لائٹ میک اپ کیے بے حد خوبصورت لگ رہیں تھیں ۔۔۔۔وہیں ابران سیاہ ٹکسیڈو میں بالوں کی پونی بنائے سنجیدہ تاثرات سجائے لوگوں کی مرکز نگاہ بنا ہوا تھا۔۔براق اہل اور ضیغم تینوں برائون سفید اور گرے رنگ کے ٹکسیڈو میں ملبوس تھے اور تینون شیطانوں نے ایک جیسے بلیو کلر کے تھری پیس سوٹ پہنے ہوئے تھے۔۔۔

بی جان پیازی رنگ کے شلوار سوٹ میں کندھوں پر چادر اوڑھے خاصی صوبر لگ رہیں تھیں۔۔۔عائشہ بیگم عالیہ بیگم بھی مہمان خواتین کے ساتھ کھڑیں ۔۔
محفل اپنے عروج پر تھی وہاں کھڑا ایک وجود ایسا تھا جس کی آنکھیں نم تھیں وہ تمام افراد کے مسکراتے چہروں کو دیکھتا وہ معصوم چہرہ یاد کر رہے تھے جسکے بارے میں اماں بی نے بتایاکہ اسکی طبیعت سخت خراب ہو گئی تھی اور اب اسے بخار ہے ۔۔سن کر ہی انکا دل بے چین ہو گیا پر وہ وہاں جا بھی نا سکے ۔۔۔اب بھی اسے سوچتے انکی آنکھیں نم تھیں اور یہ نمی دور کھڑا ابران باخوبی دیکھ سکتا تھا ۔۔۔انھیں یوں بے بس دیکھ کر اسے نفرت سی محسوس ہوئی اس وجود سے جسے اسنے بیس سال پہلے دیکھا۔۔۔۔جو تمام بربادی کا زمہدار تھا ۔۔ ۔۔مگر دل میں اتنی نفرت کے باوجود کہیں دل کے کونے میں ایک عجیب سی کسک بھی تھی ۔۔کاش وہ اسکے قریب ہوتی ۔۔۔۔۔وہ سرعام اس وجود سے نفرت کا پرچار کرتا تھا اور دوسری طرف اسے ہی اپنی پناہون مین دیکھنا چاہتا تھا ۔۔تھا نا عجیب مگر وہ یہ نہیں جانتا تھاکہ کسک نہیں محبت تھی جو بارہ سال سے اسکی ایک جھلک دیکھ کر

اسے ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔مگر اب اس سے دوری اور اسکی نزدیکی دونوں اسے جھنجھلاہٹ کا شکار کر دیتیں تھیں ۔۔۔۔۔

وہ کب اسے دیکھ رہا تھا جو بلیک میکسی میں ہلکا پھلکا میک اپ کیے بالوں کو حجاب میں قید کیے کوئی اپسرا لگ رہی تھی اور اسکی نگاہ بھٹک کر بار بار اسکی طرف جا رہی تھی جو اسکی نظروں کی تپش محسوس کرتی بے چین لگ رہی تھی۔۔۔اسکے ماتھے پر موجود بل دیکھ کر اسکے لبوں پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔۔

عنایہ کب سے اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر رہی تھی ادھر ادھر دیکھنے کے باوجود کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔۔دفتا اسکی نگاہ سامنے اٹھی جہاں آہل لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ رہا تھا اسکے دیکھنے پر اسنے کمال جرائت سے دائیں آنکھ دبائی جس پر عنایہ کے ہاتھ میں موجود کولڈ ڈرنک اسکے بوکھلانے پر اسکے کپڑوں پر گر گئی۔۔وہ

سرعت سے اندر بھاگی۔۔۔اسے بوکھلاتے اور اندر کی طرف بھاگتے دیکھ وہ دھیمی مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسکے پیچھے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اندر کمرے میں کھڑی اپنی ڈریس صاف کرنے کے ساتھ اسے کوس بھی رہی تھی جو ہاتھ دھو کر اسکے پیچھے پڑ گیا تھا۔۔۔معا اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کر کے وہ اپنی جگہ خوف سے منجمند ہو گئی۔۔۔۔سانسوں کی تپش عین اپنی گردن کی پشت پر محسوس کرتی وہ اپنی سانس تک روک گئی۔۔۔۔

سانس لو عین !۔ورنہ اگر میں نے روک دی تو تمہیں اچھا نہیں لگے گا"۔ "

کافی دیر جب اسنے سانس نہیں لی تو اپنے اور کے بیچ موجود دو قدم کا فاصلہ مٹاتا اسکے بے حد نزدیک آکر کھڑا ہوا اور

اسکے کندھے پر اپنے لب رکھتے وہ ذومعنی لہجے میں بولا۔اپنے کندھے پر اسکی سلگتی سانسیں اور ذومعنی بات سے وہ بوکھلا کر تیز تیز سانس لینے لگی ۔۔وہ سرعت سے مڑی مگر پیچھے کھڑے آہل کے مظبوط سینے سے ٹکرا گئی جس پر اسنے اسکی کمر پر گرفت مظبوط کرتے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔۔۔۔۔۔

اسکے دل کی دھڑکن وہ اپنے سینے پر محسوس کر رہا تھا جو اسے ایک الگ ہی سرور بخش رہی تھی۔۔۔وہ سکون سے آنکھیں موند گیا۔۔اور عنایہ اسکی ایک لے پر دھڑکتی دھڑکن محسوس کرتی اپنی جگہ ساکت تھی اس میں اسے خود سے دور کرنے کی ہمت بھی نا تھی۔۔وہ پوری اسکے رحم وکرم پر تھی ۔۔اور وہ اسے اپنی آغوش مین لیے دنیا مافیہا سے بے خبر تھا

"آہل !پلیز ۔چھوڑ۔۔چھوڑ دیں کوئی آجائے گا "

وہ اسے اپنے حصار میں لیے پرسکون تھا۔۔۔ہلکی ممناتی آواز پر چونکتے اسکے سر کو دیکھا جو اسکے سینے پر پڑا تھا۔۔اسنے نرمی سے اسے الگ کیا اور کے چہرے کی طرف دیکھا جو سرخ تھا اور آنکھیں جھکیں تھیں اور ان پر کپکپاتی پلکیں ۔۔وہ منظر اتنا دل فریب تھا کہ وہ خود پر قابو نا رکھ سکا اور اسکے چہرے پر جھکا۔۔وہ اسے اپنے چہرے پر جھکتے دیکھ بے ساختہ اسکے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھ گئی۔۔۔ آہل نے اپنے لبوں پر موجود نرم لمس محسوس کرتے اسکی بھیگی آنکھوں میں دیکھا جن میں ہلکا ساخوف تھا ۔۔نظر آنکھوں سے نیچے کپکپاتی گلابی پنکھڑیوں ٹک گئی۔۔اسے یوں اپنے لبوں کی طرف متوجہ دکھ کر وہ بے ساختہ سر نفی میں

ہلا گئی۔۔جس پر وہ ہلکا سا مسکراتا اسکی پیشانی پر جھکا اور وہاں ایک دہکتا لمس چھوڑا جسکی شدت عنایہ نے پورے دل سے محسوس کی تھی۔۔۔

"بے فکر رہو بغیر کسی حق کے یہاں تک نہیں آئوں گا"

وہ تھوڑا پیچھے ہو کر اسکے لب سہلاتے ہوئے بولا اور وہ اسکی ذومعنی بات اور لمس سے کانپتی پیچھے ہٹی۔۔۔

اسکے یوں پیچھے ہٹنے پر وہ مسکراتا اسکے کان کے پاس جھکا۔۔۔

بہت جلد تم میرے پاس ہو گی پھر یہ اختیاط نہیں چلے گی یاد رکھنا"۔وہ وارن کرتے لہجے میں بول کر اسکی لو چوم کر اسے ساکت چھوڑتا باہر نکل گیا اور پیچھے وہ اسکی بات کو سمجھتی آنے والے حالات کا سوچ کر پھوٹ پھوٹ کر روتی چلی گئی۔۔۔۔

وہ کب سے اسے دیکھ رہی تھی جو ہمیشہ کی طرح سیاہ پہنے ماحول کے ساتھ ساتھ اسکے دل پر بھی چھایا ہوا تھا ....وہ دل کے ہاتھوں مجبور اسے دیکھ رہی تھی جو اسکی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔۔۔اب بھی اسے دیکھتے ماہی اردگرد سے بے نیاز تھی۔۔اوروہ اسکی بے باک نظریں خود پر اچھی طرح محسوس کر رہا تھا۔۔۔اسی لیے اس کی کشادہ پیشانی پر بے شمار بل تھے ۔۔۔۔۔۔ہاتھ میں پکڑے گلاس پر اسکی گرفت مظبوط ہو گئی۔۔ جھٹکے سے گلاس ٹیبل پر پٹخ کر وہ لان سے نکلتا چلا گیا اور ماہی کی بے تاب نظروں نے دور تک اسکا پیچھا کیا۔۔۔۔۔اسکے گیٹ سے نکلنے پر وہ گہرا سانس لیتی مڑی جب نظر سامنے کھڑے ضیغم سے ٹکرائی جو اسے بڑی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔وہ فورا سنبھلی۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا مینڈکی کیا دیکھ رہی تھی ہمم "

وہ خاصے مشکوک لہجے میں بولا جس پر ماہی نے دل ہی دل میں اپنی بے اختیاری کو کوسا۔۔مگر بظاہر بڑے لاپروا لہجے میں بولی۔۔

.."کچھ بھی نہیں بس ایسے ہی اور تم اتنی تفتیش کیوں کر رہے ہو بندر۔۔

اسنے تیزی سے بات بدلی جس پر اسنے آنکھیں سکیڑ کر اسے سر سے پاؤں تک گہری نگاہ سے دیکھا جبکہ اسکی نظروں پر وہ خائف ہوتی اسے گھورنے لگی۔۔

"کیا ہے ؟؟کیوں ایسے دیکھ رہے ہو ہاں "

وہ مدھم آواز میں بولی جس پر ہلکا سا مسکراتے ہوے اسنے اسکے پرکشش چہرے کی طرف دیکھا جو ہلکا سا سرخی مائل تھا۔۔۔بلیو میکسی میں وہ کوئی نازک پری لگ رہی تھی اسکے گال پر چمکتے تل نے ضیغم کا دل نئے سرے سے دھڑکایا۔۔اچانک دل کی اس تبدیلی پر ہکابکا کھڑا اسے دیکھنے لگا۔۔جو اسے ہی سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔اسکے سوال پر وہ ہڑبڑا کر سیدھا ہوا اور گہرا سانس لیا۔۔۔۔

کچھ نہیں تمہیں کیوں دیکھوں گا۔۔میں صرف کچھ سوچ رہا تھا۔۔اور تمہیں دیکھ کر میں " نے اندھا نہیں ہونا۔۔"۔

وہ کھسیا کر بولتا اسے بھی رگیدتا فورا مڑ کر براق کی طرف بڑھ گیا اور پیچھے وہ اسکی بات سمجھنے کی کوشش کرتی خاموش کھڑی رہی مگر جب بات سمجھ میں آئی تو اسکی پشت دیکھتے اسے ہزار گالیوں سے نوازتی اندر بڑھ گئی کہ باہر اب اسکی دلچسپی کی کوئی چیز نا تھی۔

اور براق کی طرف بڑھتے ضیغم کی انکھوں میں اسکا سرخ چہرہ قید تھا۔۔وہ خود دل پر ہوئی واردات پر حیران تھا کہ یہ اچانک ہوا کیا مگر یہ سب کچھ بہت دلفریب تھا یہ بات وہ دل سے کہہ سکتا تھا۔۔اب بھی اسکے لبوں پر ایک دلکش مسکان سج گئی تھی۔۔ جسے محسوس کرتے وہ کافی مسرور تھا۔۔۔۔۔۔

کافی دیر تک وہ سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا اس دوران وہ کئی سیگریٹ پھونک چکا تھا۔۔مگر غصہ تھا کہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔وہ جب جب ماہی کو دنیا مافیہا سے بے خبر اپنی طرف متوجہ دیکھتا اسکا طیش بڑھ جاتا۔۔وہ اسکے لیے عنایہ کی طرح چھوٹی بچی تھی اسنے کبھی اسے اس نظر سے نہیں دیکھا تھا۔۔مگر پتا نہیں کہاں چوک ہوئی کہ وہ ان راستوں کی مسافر بن گئی۔۔

اس کی بے ساختگی اسے خود کی نظروں میں گراتی تھی مگر وہ نادان اس بات سے بے خبر تھی۔۔اب بھی پارٹی میں اسکی حرکت پر وہ اپنا غصہ نا ضبط کرتے ہوئے گھر سے

نکل آیا اور پچھلے تین گھنٹوں سے سڑکوں پر آوارہ گردی کر رہا تھا -- -وہ لب بھینچ کر گاڑی کا رخ موڑتے آشنا راستوں کی طرف بڑھ گیا---

شاہ ولا اس وقت اندھیروں میں ڈوبا تھا جب اسکی گاڑی وہاں آکر رکی --گارڈز گیٹ پر موجود تھے کوئی پرندہ بھی پر نا مار پائے ---------

وہ گاڑی سے نکل آیا کوٹ سے بے نیاز کف موڑھے کچھ بال چہرے پر پڑے تھے وہ عام خلیے میں بھی خاص لگ رہا تھا کشادہ پیشانی پر بے شمار بل تھے --اور بھوری آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں تھیں وہ دھیمی چال چلتا گھر کی پچھلی طرف آکر رک گیا وہاں دیوار گو کہ چھوٹی نا تھی مگر وہ تو پھر وہ تھا وہ درخت کا سہارہ لے کر دیوار پر چڑھ گیا وہاں سے وہ پچھلی طرف بنی بالکونی میں کودا لاک کو دیکھ کر اسکے چہرے پر ایک پر اسرار مسکراہٹ آئی تھوڑی دیر میں وہاں کلک کی خفیف سی آواز گونجی -وہ دروازے کھولتا شاہانہ چال چلتا سامنے موجود کمرے میں گھسا جو لاک نہیں تھا -----

کمرے کا ماحول خوابناک تھا مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی اور سامنے موجود بیڈ پر ایک نسوانی وجود اپنی تمام تر رعنائیوں سمیت سویا ہوا تھا--

وہ دھیمی چال چلتا اسکے سرہانے آکر بیٹھ گیا۔۔اسکی بند آنکھیں ،آپس میں پیوست لب ۔اور گردن پر چمکتا تل اسکی آنکھوں میں ایک سرد تاثر پھیلا گیا۔وہ اسکی آنکھوں کو دیکھتا اسکے کان میں جھکا۔۔

تم بہت جلد میری پناہوں میں ہوگی تب ایسی بے فکری کی نیند سو نہیں پاؤں گی "

۔۔اب وقت آگیا ہے میری وحشتوں کو قرار دینے کا اور وہ تم دو گی بہت جلد تم میرے بازوں کے حصار میں ہو گی۔۔"..

وہ مدھم مگر پر تپش لہجے میں بولا اور اسکی گردن کی طرف جھکا جہاں موجود سیاہ تل اپنی اب وتاب سے چمکتا رہا تھا اسکے تل کو دیکھتے اسکی آنکھوں میں جنون کی ایک لہر اٹھی جس سے اسکی گرفت اسکے بازوں پر سخت ہوئی جس سے روحا ہلکا سا کسمسائی۔وہ سرعت سے پیچھے ہٹا اور قدم قدم پیچھے کی جانب چلتے بالکونی کے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔۔

پیچھے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی۔۔اپنا چہرے گردن اور کان اسے ایک انجانی تپش سے پگلتے محسوس ہو رہے تھے معا ٹھنڈی ہوا اسکے وجود سے ٹکرائی۔۔سامنے دیکھا تو دروازے کھلا تھا مگر وہ تو دروازے بند کر کے سوئی تھی پھر؟؟ خوف کی ایک سرد لہر اسے کانپنے پر مجبور کر

گئی وہ تیزی سے اٹھی اور دروازے کو بند کیا اور اسکے ساتھ ہی بیٹھتی چلی گئی ایک انجانی سا خوف اسکے وجود میں سرائیت کر گیا۔۔

کھڑکی میں کھڑے وہ سامنے موجود چاند کو دیکھ رہے تھے جس میں انھیں ایک شبیہ نظر آرہی تھی جو کبھی ان کے دل کی مکین ہوا کرتی تھی اور اب بھی وہ دل کے تمام ایوانوں پر بڑی شان سے براجمان تھی مگر وقت اور قسمت نے انھیں اس وجود سے الگ کر دیا۔ ۔مگر اسے یاد کر کے ان کی آنکھوں میں نمی اتر آتی تھی۔۔آج انھیں اپنے پہلو میں ایک درد کی لہر اٹھتی محسوس ہو رہی تھی جب سے روحا کی طبیعت خرابی کا سنا تھا وہ تب سے بے چین تھے اگر انہیلر نا ملتا تو وہ کیا کرتی ۔۔اس سوچ نے انھیں شام سے بے چین کیا ہوا تھا ۔۔کیا وہ کبھی اسے خوش دیکھ پائیں گے کیا وہ زونیرہ کی امانت سنبھال پائیں گے ۔۔اس احساس نے انھیں وقت سے پہلے بوڑھا کر دیا تھا ۔۔۔آج اسے دیکھے بیس سال ہو گئے تھے جسکو دیکھ کر وہ جیتے تھے مگر وہ ان سے ایسی روٹھی کی مٹی کی دبیز

تہوں میں جا چھپی جہاں وہ اسے دیکھ بھی نا سکتے تھے --اپنا عکس ان کے پاس چھوڑ گئی جسے وہ سنبھال نہیں پا رہے تھے ------انکھوں سے نمی بہتی ان کی داڑھی میں جذب ہو گئی۔ -- درد کی ناقابل برداشت لہر انھیں جھکنے پر مجبور کر گئی--وہ دل پر ہاتھ رکھتے جھکتے ہوئے نیچے بیٹھ گئے۔ سامنے دیکھا تو عالیہ بیگم سو رہیں تھیں وہ انھیں آواز دینا چاہتے تھے پر زبان نے ساتھ نہیں دیا --درد نا سہتے ہوئے وہ پیچھے کی طرف گرتے چلے گئے ---انکھیں بند ہونے سے پہلے جو چہرہ ان کی آنکھوں میں تھا وہ روحا کا تھا --اسکے بعد ان کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں -----

---

وہ پیاس کی شدت سے بیدار ہوئیں تھیں --سائیڈ ٹیبل سے پانی پی کر وہ مڑیں تودوسری سائیڈ خالی تھی دوسری نگاہ انھوں نے وال کلاک پر ڈالی جہاں رات کے 3 بج رہے تھے یعنی وہ اب تک سٹڈی میں تھے --وہ فکرمند ہوتیں بیڈ سے اتریں ابھی وہ اس طرف

بڑھی ہی تھیں کہ سامنے کے منظر نے ان پر ساتوں آسمان گرا دیے ۔۔۔انھیں لگا کہ وہ کھڑے قد سے ڈھے جائیں گی ۔۔وہ کسطرح ان تک پہنچیں یہ وہ جانتیں تھیں یا ان کا خدا۔۔۔۔وہ جلدی سے نیچے بیٹھیں اور ان کا سر اپنی گود میں رکھا ۔۔۔۔

"شاہ سائیں اٹھیں !!۔۔کیا ہوا ہے جواب دیں ۔۔۔خدا کے یہ نہیں کریں "

وہ دیوانوں کی طرح انھیں ہلاتیں روتے ہوئے بولیں۔۔۔مگر انھیں اسی طرح ساکت دیکھ کر ان کا دل بیٹھتا چلاگیا ۔۔۔۔وہ سرعت سے اٹھیں اور باہر بھاگیں تاکہ کسی کو بلا سکیں ۔۔وہ حواس باختہ سی آگے بڑھ رہیں تھیں کہ سامنے سے آتے ابران سے جا ٹکرائیں جس نے سرعت سے انھیں سنبھالا۔۔مگر ان کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اسکا دل انہونی کے احساس سے تیزی سے دھڑکا۔۔ بکھرے بال سرخ سوجی متورم آنکھیں۔لرزتے لب انکی حالت بہت خراب تھی۔

"کیا بات ہے چچی جان ۔۔کچھ ہوا ہے کیا چاچو ٹھیک ہیں ؟۔۔ "

وہ ان کے چہرے کو دیکھتا پریشانی سے بولا۔۔ اسکا زہن بابر صاحب کی طرف گیا تھا۔اسکے سوال پر وہ کچھ کہنے کے بجائے سر ہلا گئیں ان کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے کمرے

کی طرف بھاگا۔۔۔جہاں سامنے کے منظر نے اس جیسے مظبوط اعصاب کے مالک کے بھی قدم ڈگمگا دیے ۔۔خود پر قابو پاتے وہ سرعت سے ان کی طرف بڑھا جھک کر ان کی نبض ٹٹولی جو بے حد دھیمی رفتار سے چل رہی تھی۔۔۔اپنا سیل نکال کر اسنے براق کو کال ملائی جو تیسری بیل پر رسیو کر لی گئی مختصر صورتحال بتا کر اسنے فون رکھا ۔۔اور ان کے چہرے کی جانب دیکھا جو لٹھے کی مانند سفید تھا۔۔دروازہ کھول کربراق بھاگتا ہوا وہاں پہنچا بکھرے بال اور خمارالود سرخ آنکھیں کچی نیند کی غماز تھیں ۔۔چہرے کی ہوائیاں اڑیں تھیں ۔۔۔

"کک۔۔کیا ہوا ابران ۔۔۔بابا ٹھیک تو ہیں ناں "

وہ لرزتے لہجے میں ابران سے پوچھ رہا تھا جو خود بھی پریشان تھا ۔۔

.."وقت ضائع نہیں کرو براق ہمیں ابھی انھیں ہوسپٹل لے کر جانا ہوگا"

وہ بولتا بابر صاحب کو اٹھانے لگا جس پر وہ بھی آگے بڑھ کر اسکی مدد کرنے لگا ۔۔

"کیا ہو بابر کو ؟؟؟ ابران وہ ٹھیک تو ہیں نا "

انھوں نے ابھی انھیں سیدھا کیا تھا کہ بی جان روتی ہوئیں اندر آئیں اور ان کے ساتھ باقی سب بھی اندر آگئے۔۔۔سب کے چہرے اس وقت اندرونی خلفشار کا اظہار کر رہے تھے ۔۔

سب ٹھیک ہے بی جان آپ فکر نہیں کریں ہم انھیں ہوسپٹل لے کر جا رہے ہیں اللہ بہتر کرے گا"..

مضبوط لہجے میں بولتا ابران اس وقت باقیوں کی نسبت حواسوں میں تھا اور انھیں تسلی دے رہا تھا۔۔۔

" یہ حویلی اور اسکے مکین اب اپنے آخری بیٹے کو کھونے کی ہمت نہیں رکھتے ابران" .. اسکی تسلی پر وہ لرزتے لہجے میں بولیں ان کے الفاظ نے ابران کے قدم بھی ڈگمگا دیے۔۔وہ بے تاثر نظروں سے ان کا نم چہرہ دیکھنے لگا ۔۔جہاں وہ آس وامید سے اسے ہی دیکھ رہیں تھیں ۔

کچھ نہیں ہو گا بی جان ہر بار دکھ اور خسارے ہماری مقدر نہیں بن سکتے ۔۔۔کچھ نہیں ہوگا"..

ابران کے کچھ بولنے سے پہلے براق مضبوط لہجے میں بولتا انھیں ساکت کر گیا۔۔ جبکہ اس کے اشارے پر وہ سرعت سے باقی ملازمین کی مدد سے بابر صاحب کو اٹھا کر باہر لے گئے جہاں ڈرائیور گاڑی سمیت ان کا منتظر تھا۔۔۔

وہ جیسے ہی ہوسپٹل پہنچے ڈاکٹر فاروق انکے منتظر تھے وہ بابر صاحب کے ڈاکٹر تھے وہی ان کا چیک اپ کرتے تھے گاڑی میں ابران نے انھیں کال کر دی تھی تبھی وہ وہاں موجود تھے۔۔

انھیں فورا ایمرجنسی میں لے جایا گیا وہ اور براق باہر رک گئے۔۔

انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔چلچو ٹھیک ہو جائیں گے براق تم فکر مت کرو "

۔۔"۔۔

براق کی سرخ آنکھیں اور ان میں تیرتی نمی نے ابران کا دل دکھ سے بھر دیا وہ اس آذیت سے واقف تھا تبھی اسے سینے سے لگاتے تسلی دی جس پر وہ اسکے گرد بازوؤں کا گھیرا

باندھ کر گھٹ گھٹ کر رونے لگا --اس جیسے مضبوط مرد کو روتے دیکھ شائد سب حیران ہوتے پر باپ کا سایہ ایک ایسی چیز ہے جس کے کھونے سے اولاد بھری دنیا میں بھی اکیلی ہو جاتی ہے اسکی کمی کوئی پوری نہیں کر سکتا تبھی تو انھیں کھونے کے خوف سے وہ رو رہا تھا----جو بگڑے سے بگڑے حالات میں بھی کمپوزڈ رہتا تھا----

اگر انھیں کچھ ہوا ابران تو میں اس وجہ کو ختم کر دوں گا جس کی وجہ سے یہ سب ہو رہا ہے --"""".

وہ سوچوں میں گم تھا جب اسکی پھنکارتی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی اس نے چونک کر اسکے سر کو دیکھا --سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وہ وجہ تک پہنچ گیا خود پر ضبط رکھنے کی کوشش میں وہ اپنے لب بھینچ گیا-------

..ہر بار ان کے دکھ درد اذیت کی وجہ وہ بنتیں تھیں آخر کیوں؟

اسکے بارے میں سوچتے اسکے اندر غصے کا ابال اٹھا آنکھوں میں سرد پن چھا گیا۔اور چہرہ تپ کر انگارہ بن گیا--اسنے جبڑے کس کر اسے خود سے الگ کیا جس کے چہرے سمیت آنکھیں بھی لہو چھلکا رہی تھیں-----

.."...میں سچ کہہ رہا ہوں ابران میں اس وجہ کو جڑ سے اکھاڑ دوں گا "

وہ اسے خاموش دیکھ کر دہاڑا اسکے لہجے میں اژدھوں کی پھنکار تھی--

" اکھاڑ پائوں گے ؟؟؟آخر وہ تمہارا بھی حصہ ہے "

وہ ٹھہرے مگر سرد لہجے میں بولا جس سے براق کی زبان تالو سے جا چپکی--- وہ اسکا معنی خیز اشارہ سمجھ گیا تھا ---اسلیے خالی نظروں سے اسکی پشت دیکھی جو کہہ کر مڑ گیا تھا جواب سننے کی زحمت نہیں کی تھی یا شائد وہ جواب جانتا تھا -----

پیچھے اسنے اپنے دل میں جھانکا جہاں اسکے لیے نفرت کا شائبہ تک نا تھا ۔نفرت ہو بھی کیسے جاتی آخر انکی رگوں میں ایک ہی خون دوڑ رہا تھا۔وہ ساکت کھڑا اس راستے کو دیکھ رہا تھا جہاں سے ابران گزر کر گیا تھا--

---

بات یہ ہے کے انھیں دوسرا ہارٹ اٹیک ہوا ہے "جو کہ کافی سویر ہے کیونکہ وہ ہمت ہار گیا ہے جب پیشنٹ خود ہمت ہار دے تب صرف معجزے ہی ہوا کرتے ہیں براق"

ڈاکٹر فاروق کے باہر آتے ہی براق نے ان سے پوچھا جس پر وہ تفصیل سے ان کی حالت بتا گئے --پوری بات سن کر ان دونوں نے بے ساختہ ایک دوسرے کی طرف دیکھا-----

تو اب کیا ہو گا ڈاکٹر آئی مین کہ ان کا ٹریٹمنٹ ہو سکتا ہے ؟-میں امریکہ کی ڈاکٹر ٹیم "
.."بلوالیتا ہوں اگر آپ کہیں تو
ان کی بات پر ابران سنجیدہ لہجے میں بولا --
."باہر کی ٹیم بلوانے سے کیا ہو گا جب وہ خود ہی ہمت ہار چکا ہے ابران "
اسکی بات پر وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولے --
لیکن خیر ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے اب اگلے چوبیس گھنٹوں میں اسکے "
ہوش میں آنے پر اس کی کنڈیشن واضح ہو گی تب تک کے لیے دعا کرو --اگلے چوبیس گھنٹے
."بہت اہم ہیں

وہ سنجیدگی سے بولتے آگے بڑھ گئے۔۔

پیچھے براق نے گھر کال کر کے سب کو پر سکون کرنے کے لیے کہا کی سب ٹھیک ہے ڈاکٹر نے چوبیس گھنٹوں بعد ہوش میں آنے کا کہا ہے جس پر سب نے اللہ کا شکر ادا کیا

۔۔۔۔۔

کال بند کر کے وہ نفل ادا کرنے کے لیے براق کے پیچھے چل دیا سب ان کے لیے فکرمند تھے مگر جس کے غم میں وہ اس حال تک پہنچے تھے وہ بے خبر تھی ۔۔اسے بتانے کی کسی نے زحمت نہیں کی کہ اسکا باپ کس حال میں ہے ۔۔۔ وہ بے خبر انجان تھی کہ اب وہ شاید انھیں دیکھ پائے گی یا نہیں مگر یہ سب تو وقت نے طے کرنا تھا کہ ملاقات ہو گی یا نہیں۔۔۔۔

"یا اللہ ..میرے بابا کو ٹھیک کر دیں انھیں کچھ نا ہو ورنہ میں مر جاؤں گی۔۔ "

وہ ہچکیوں سے روتی مسلے پر بیٹھی رب سے ہمکلام تھی ...بدن ہولے ہولے لرز رہا تھا گرے آنکھیں رو رو کر سوج چکیں تھیں۔۔۔کمرے میں داخل ہوتی عنایہ نے اسکی دگرگوں حالت دیکھی تو دل دکھ سے بھر گیا وہ ابھی عالیہ بیگم کو سلا کر آئی تھی اور یہاں ماہی کو اس حال میں دیکھ کر اسکی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔اسنے بھی تو اپنے باپ کو کھویا تھا فرق یہ تھا کہ اسنے ان کا لمس تک محسوس نا کیا تھا۔۔۔ باپ کیا ہوتا ہے وہ یہ نہیں جانتی تھی بچپن سے اپنے ماموں کو باپ کی جگہ دیکھا تھا۔۔ ۔۔مگر ماہی اسکی تو ساری عمر ہی باپ کی پناہوں میں گزری تھی ہمیشہ انکی چھاؤں میں رہی اور اب جب وہ سایہ کچھ دیر کے لیے ہٹا تو اسکی یہ حالت ہو گئی تھی کہ رات سے اسنے کھانے کا ایک نوالا بھی خلق سے نا نگلا تھا ۔۔۔۔اسکو اس حال میں بری طرح روتے دیکھ وہ جلدی سے آگے بڑھی اور اسے تھام کر گلے سے لگا لیا جبکہ وہ اسکا سہارا پا کر مزید بکھر گئی۔۔۔۔

عنا بابا ٹھیک تو ہو جائیں گے نا؟؟ مجھے ڈر لگ رہا ہے بھائی اور ابران نے بھی کچھ " سہی سے نہیں بتایا۔۔۔۔۔۔"..

لرزتی آواز میں اسنے اپنے خدشے بیان کیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا ماہی۔۔ تم فکر نہیں کرو ماموں جلد صحتیاب ہو جائیں "
"گے۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ٹھہرے اور پرسکون لہجے میں اس کا سر تھپکتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔اسکی بات پر ماہی نے دل میں ٹھہراؤ محسوس کیا تھا۔۔ اپنے آنسو پونچھتے وہ اس سے الگ ہوئی۔۔۔۔۔

" ہمم انشاء اللہ "

اسنے مدھم آواز میں کہا اور اپنا چہرہ صاف کرکے اٹھ کر جائے نماز لپیٹنے لگی عنایہ پہلے ہی اٹھ چکی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

چلو شاباش تم لیٹو میں دودھ لے کر آتی ہوں ۔۔پی کر تھوڑی دیر سو جائو ۔۔ صبح انشاء اللہ ہوسپٹل بھی جانا ہے ہے نا۔۔۔۔۔

وہ اسے بیڈ پر لیٹاتی کمبل اوڑھا کر باہر نکل گئی۔۔۔۔۔

لیٹتے ہی بابر صاحب کا مسکراتا چہرہ سوچ کر اسکی آنکھوں میں آنسو اگئے۔۔۔۔جو بے آواز بہتے کنپٹیوں میں جذب ہوگئے ۔۔۔۔۔۔

"چلو یہ دودھ پیو اور تھوڑی دیر کے لیے سو جائو۔۔۔ "

قدموں کی آہٹ پر وہ جلدی سے اپنے آنسو صاف کرتی سیدھی ہو گئی۔۔ اسکی بات سن کر اٹھ بیٹی ۔۔ تھوڑا دودھ پی کر اسنے گلاس واپس کر دیا ۔۔ سائیڈ ٹیبل پر گلاس رکھ کر عنایہ اسکے سرہانے بیٹھتی اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی جس سے تھوڑی دیر میں اسکی آنکھیں بوجھل ہو کر بند ہو گئیں ۔۔۔۔۔ اسے پرسکون سوتا دیکھ کر وہ گلاس اٹھاتی باہر نکل گئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اب وہ سوتی رہے گی۔۔کیونکہ اسنے دودھ میں نیند کی دوا ڈالی تھی۔۔۔۔

وہ اور ابران باہر بیٹھے تھے جب انھوں نے ڈاکٹر اور نرس کو روم میں بھاگتے دیکھا۔۔۔۔وہ جلدی سے اٹھے اور سامنے سے آتے ڈاکٹر فاروق سے پوچھا مگر وہ وہ ان کے کندھے تھپکتے اندر بڑھ گئے ۔۔۔۔

"کیا ہوا ڈاکٹر بابا ٹھیک تو ہیں ۔۔۔سب ٹھیک ہے نا"

تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب وہ باہر آئے تو براق نے بے چینی سے پوچھا ۔۔۔جس پر وہ مسکرا کر گویا ہوئے ۔۔۔

مبارک ہو اسے ہوش آگیا ہے ۔۔تھوڑی دیر میں اسے روم میں شفٹ کر دیا جائے گا" "آپ پھر اس سے مل سکتے ہیں

ڈاکٹر کی الفاظ تھے یا زندگی کی نوید ایک سکون کی لہر ان دونوں کے پورے وجود میں سرائیت کر گئی۔۔۔وہ کل رات کے جاگے تھے ایک لمحے کے لیے بھی آنکھ نا لگی تھی اوراب جب دوسری رات آگئی تھی تب انھیں یہ خوشخبری ملی جس پر وہ اللہ کا شکر کرتے ایک دوسرے کےگلے لگ گئے۔۔۔۔۔۔

روم میں جب شفٹ کیا جائے گا تب ہی اسکی کنڈیشن کا پتا چلے گا ۔۔۔۔وہ موت کو " "شکست دے کر لوٹا ہے امید ہے کہ وہ ذہنی طور پر ٹھیک ہو

وہ ابران کا کندھا تپک کر کہتے آگے بڑھ گئے جس پر وہ دونوں نوافل کی ادائیگی کے لیے پرئیر روم کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔۔

"..کیا بات ہے روحا کچھ پریشان ہو؟؟ صبح سے دیکھ رہی ہوں کیا کچھ ہوا ہے ؟ "

وہ کھڑکی میں کھڑی باہر دیکھ رہی تھی جب کمرے میں آتی بوا نے اسے یوں خاموش اور گمصم دیکھ کر پوچھا۔۔۔ خیالوں میں گم روحا چونک کر مڑی ۔۔۔اور سوالیہ نظروں سے انکی طرف دیکھا جیسے ان کا سوال سن نا پائی ہو۔۔ وہ بے چین ہوتیں اسکے قریب آئیں اور اسکا ماتھا چیک کیا جو ٹھنڈا تھا ۔۔۔۔۔۔

"یعنی سچ میں کچھ ہوا ہے جو تم اتنی بے خبر ہو کہ میری بات تک نہیں سنی ۔۔ "

وہ فکرمندی سے پر یقین لہجے میں بولی۔ جس پر وہ ڈبڈبائی نظروں سے انکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

مجھے رات کو خواب میں بابا نظر آئے ہم ایک ویران جگہ پر تھے اور وہ سخت تکلیف میں " تھے مجھے پکار رہے تھے ۔۔۔اماں میں ان کے پاس جانا چاہتی تھی پر میرے قدم ہلنے

سے انکاری تھے --اور اچانک اندھیرا چھا گیا اور پھر بابا غائب ہو گئے--مجھے زور کا دھکا لگا اور میری آنکھ کھل گئی---"

وہ ٹھیک نہیں ہیں میرا دل بے چین ہے آپ پلیز حویلی پتا کریں نا وہ ٹھیک تو ہیں نا---"

ان کے پوچھنے کی دیر تھی کہ وہ لرزتے لہجے میں ساری بات بتا گئی جسے سوچ سوچ کر وہ صبح سے اذیت میں تھی ---اسلے لہجے کی تڑپ اور بے چینی نے اماں بی کا دل بھی بے چین ہو گیا وہ سرعت سے آگے بڑھیں اور اسکے لرزتے وجود کو اپنی آغوش میں لیا --- اسکی پیٹھ سہلاتے اسے تسلی دینے کی کوشش کی جو ہچکیوں سے رو رہی تھی--

"کچھ نہیں ہو گا روحا بابر صاحب ٹھیک ہوں گے خود کو ہلکان نہیں کرو شاباش-- "

ان کی بات پر وہ سر نفی میں ہلاتی ان سے الگ ہوئی----

"نہیں آپ فون کریں اور پتا کریں انکا نہیں تو میرا دل اسی طرح بے چین رہے گا اماں " اسکے التجائیہ مگر قطعی لہجے پر وہ سر ہلاتی کریڈل کی طرف آئیں۔ اور حویلی کال ملائی کال ملازمہ نوری نے اٹھائی جس پر انھوں نے بابر صاحب کا پوچھا --اور آگے سے جو جواب

انھیں سننے کو ملا اسنے ان کے قدموں تلے سے زمین نکال دی۔۔ بے ساختہ انھوں نے روحا کا چہرہ دیکھا جو امید بھری نظروں سے انھیں دیکھ رہی تھی ۔۔۔۔کیا وہ اسے بتا پائیں گی؟؟ اسکے خوفزدہ چہرے کو دیکھتے ان کا دل اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب رہا تھا۔۔۔۔۔

"کیا بات ہے اماں!آپ چپ کیوں ہیں بابا ٹھیک تو ہیں نا۔۔۔ "
انھیں ساکت و جامد دیکھ کر اسکا دل کئی اندیشوں میں گھرا وہ دل کی حالت پر پریشان ہوتی ان سے پوچھ بیٹھی۔۔۔۔
انھیں اسی طرح ساکت دیکھ کر وہ جلدی سے آگے بڑھی اور ان کے ہاتھ سے رسیور تھام کر کان سے لگایا اور جو خبر وہاں سے ملی اسنے ساتوں آسمان اسکے سر پر گرا دیے۔۔۔ وہ پتھر کے مجسمے میں ڈھل گئی۔وجود سے جیسے جان نکل گئی تھی۔۔ رسیور ہاتھ سے پھسلتا ہوا نیچے گر گیا۔۔۔۔چہرہ لٹھے کی ماند سفید ہو گیا تھا۔۔اس سے پہلے وہ

لڑکھڑا کر گرتی کی اماں بی نے تھام لیا۔۔اسکے چہرے پر اس قدر وحشت چھائی تھی جس نے اماں بی کا دل دہلا دیا۔۔۔انھوں نے اسے تھام کر پاس صوفے پر بیٹھایا۔۔۔۔

"کچھ نہیں ہو گا روحا۔۔شاہ سائیں ٹھیک ہو جائیں گے۔۔ سنبھالو خود کو۔۔۔ "

اسکا سر اپنے سینے سے لگائے وہ اسکی کمر سہلاتے ہوئے بولیں۔۔مگر وہ اپنا ضبط کھوتی ان کے حصار میں ہچکیوں سے روتی چلی گئی۔۔اسکے رونے اس قدر درد تھا جس نے اماں بی کا دل دکھ سے بھر دیا۔۔

تسلی کے لیے ان کے پاس الفاظ نہیں بچے تھے وہ محض اسکے سر کو سہلا کر رہ گئیں۔۔شاہ حویلی کی بے حسی کو دیکھ کر ان کے دل میں درد کی لہر اٹھی تھی۔۔۔اگر وہ آج وہاں فون نہیں کرتیں تو انھیں پتا بھی نا چلتا۔۔کیا وہ اسکے باپ نہیں تھے؟۔۔لیکن یہ تو ازل سے چلتی آ رہی روایت تھی جس میں پگڑیوں کے کیے گئے فیصلے چادریں بھگتتیں ہیں ۔۔اب بھی بابر صاحب کے کیے گئے جزباتی فیصلے نے روحا کی زندگی کو سوالیہ نشان بنا دیا تھا۔۔۔خدا نا خواستہ اگر آج وہ اور بابر صاحب نا رہیں تو اسکا کیا بنے گا؟؟؟۔یہ سوچ انھیں چین نہیں لینے دے رہی تھی۔۔لیکن آج تو ان کی بے حسی نے سچ مچ اماں بی کو

پوری زات سے ہلا دیا تھا۔۔۔اگر انھیں کچھ ہو جاتا تو کیا وہ تب بھی اسے نا بتاتے۔۔؟؟۔ان تمام سوچوں کو سوچتے اماں بی آنکھوں سے اشک روانی سے بہہ رہے تھے۔۔۔جو اذیت سے لرزتی روحا کے بالوں میں جذب ہو گئے۔۔

پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے۔۔آپ چاہیں تو ان سے مل سکتے ہیں مگر ایک ایک کر "
"کے۔۔پلیز کراؤڈ نہیں کرنا!!۔

کے باہر کھڑے تھے۔جب نرس باہر نکلی اور بابر صاحب کے ہوش ICU وہ دونوں باہر میں آنے کی خوشخبری سنائی جس پر وہ نم آنکھوں سے ایک دوسرے کےگلے لگ گئے۔

مبارک ہو بچو !بابر اب خطرے سے باہر ہے یہ دوسرا اٹیک تھا۔مگر اللہ کا کرم ہے کہ "
"اب وہ ٹھیک ہے۔

نرس کے جاتے ہی ڈاکٹر فاروق باہر نکلے اور ان کی کنڈیشن کے بارے میں بتایا۔جس پر وہ سر ہلا گئے۔ان دونوں کا کندھا تھپتھپا کر وہ چلے گئے۔۔۔۔

ابران کے اشارے پر براق اندر کی طرف بڑھ گیا۔جبکہ ابران فون پر بی جان کو خوشخبری سنانے کے لیے باہر کی طرف مڑا۔

"!اسلام و علیکم بی جان "

"!کیا بات ہے ابران بابر ٹھیک تو ہے نا؟؟ کیا انھیں ہوش آگیا۔۔ "

فون اٹھاتے ہی اسنے معمول کے مطابق سلام کیا تھا کہ بی جان بنا سانس لیے گویا ہوئیں۔۔

ان کی بے چینی پر وہ زیر لب مسکرایا۔۔

"..!سب ٹھیک ہے بی جان اور چاچو کو ہوش آگیا ہے اللہ کے کرم سے "

وہ مدھم لہجے میں انھیں تسلی دیتے ہوئے بولا۔۔اسکی بات پر دوسری طرف بی جان نے چین کا سانس لیا تھا۔وہ عالیہ بیگم کی وجہ سے ہوسپٹل جا نہیں پائیں تھیں۔۔اور ویسے بھی ابران نے آنے سے منع کر دیا تھا ایک تو سفر لمبا اور دوسرا وہاں آکر وہ مزید پریشان

ہو جاتیں اسلیے اسنے آنے سے منع کر دیا۔۔فون پر وقتاً فوقتاًوہ انھیں بابر صاحب کی خیریت بتاتا رہا تھا۔۔

"اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے !میں ابھی وہاب سے کہہ کر صدقہ نکلواتی ہوں اور پھر ہم ہوسپٹل آئیں گے آپ اپنا اور بابر کا دھیان رکھیے گا۔۔"

انھوں نے الوداعی کلمات ادا کرتے فون بند کر دیا۔وہ سیل جیب میں رکھ کر مڑا ہی تھا کہ براق کو بھاگ کر اپنی طرف آتے دیکھا۔۔کسی انہونی کے خیال سے اسکا دل تیزی سے دھڑکا تبھی وہ سرعت سے اسکی طرف بڑھا۔

"کیا بات ہے براق چاچو ٹھیک تو ہیں نا۔"

وہ بغور اسکا چہرہ دیکھ کر گویا ہوا۔

"ہمم وہ ٹھیک ہیں۔صرف تمہیں بلا رہے ہیں۔میں زرا باہر آہل سے بات کر کے آتا ہوں اوکے۔۔"

اسکے سوال پر وہ مدھم لہجے میں بولا اور اسکا کندھا تھپتھپا کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔آہل اور اسکے گھر والے کل صبح ہی حویلی پہنچ گئے تھے۔۔۔۔اسکی بات پر وہ پر سوچ انداز میں آنکھیں سکیڑتا اندر وارڈ کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

"آسلام علیکم چاچو۔۔۔ کیسی طبیعت ہے آپ کی۔۔ "

وہ کمرے میں داخل ہوا تو سامنے نرس انھیں انجیکشن لگا رہی تھی بھاری گمبھیر آواز پر اسنے اور بابر صاحب نے سامنے دیکھا جہاں وہ بلیک پینٹ اور بلیک ہی شرٹ میں بالوں کی پونی کیے جس میں سے کچھ لٹیں اسکے ہلکی شیو والے گالوں پر جھولتیں اسکی وجاہت کو مزید نمایاں کر کر رہیں تھیں ۔نیند کے خمار سے سرخ آنکھیں اور گھنی مونچھوں تلے دبے ہونٹ۔اس پورے کمرے میں واحد وہی قدرت کا شاہکار لگ رہا تھا۔۔جسے دیکھ کر کم ازکم ایک بار کوئی ٹھٹک کر رکتا ضرور تھا۔۔۔اب بھی اسے دیکھ کر نرس ساکت کھڑی تھی۔اسکی نظروں کی تپش پر اسنے ناگواری سے اسے گھور کر دیکھا۔جس پر وہ سٹپٹا کر اپنا

سامان سمیٹتی کمرے سے نکل گئی اسکی نظریں اتنی سرد اور اور ناگوار تھیں کہ وہ ٹھہر ہی نا سکی۔۔

آف !شکر بچ گئی۔کیسے دیکھا تھا اسنے۔۔ اتنی سرد نظریں تھیں اسکی۔لیکن اتنے حسن " پر یہ بے نیازی اچھی لگتی ہے۔۔"

باہر آکر وہ اپنی سانسیں بحال کرتی ہلکا سا بڑبڑاتی کمرے پر آخری نگاہ ڈال کر آگے بڑھ گئی۔۔۔

اسکے چلے جانے پر وہ مشکل سے اپنا غصہ قابو کرتا بابر صاحب کی طرف متوجہ ہوا جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"کیسا محسوس کر رہے ہیں آپ !؟ "

ان کے پاس آکر وہ ہلکا سا جھکتا پوچھ رہا تھا۔ انھوں نے ماسک اتارنا چاہا.جس میں ابران ان کی مدد کی ۔۔۔۔۔

"میں ٹھیک تبھی ہو سکتا ہوں ابران جب مجھے سکون مل جائے۔۔ "

وہ مدھم اور نقاہت بھرے لہجے میں اسکا ہاتھ اپنے کپکپاتے بائیں ہاتھ سے تھام کر بولے--ان کی بات پر وہ کچھ چونکا----

"ایسا کیا ہے چاچو جو آپ کو سکون نہیں لینے دیتا؟ "

وہ مضبوطی سے ان کا ہاتھ تھام کر سوالیہ لہجے میں بولا۔

روحا !روحا کی فکر مجھے چین نہیں لینے دیتی ابران--- وہ تنہا کب تک جیے گی کسی نا "

"کسی کا سہارا تو چاہیے ہوتا ہے میں کب تک رہوں گا۔

وہ کانپتے لہجے میں مدھم آواز میں بولے---

ان کی بات اور لہجے میں موجود اندیشوں پر ابران کے سینے میں موجود دل لرزا تھا----ان کے چہرے پر سجی بے بسی پر وہ لب بھینچ گیا--

"میں چاہتا ہوں کہ اسے تم سہارا دو ابران !اور انکار مت کرنا-- "

اسے چپ دیکھ کر وہ وقت ضائع کیے بنا جلدی سے بولے--

ان کی بات تھی یا کوئی صور اسرافیل جو ابران کے کانوں میں گونجا--- اسے لگا کہ سات آسمان اسکے سر پر آگرے تھے --اسے اپنی زندگی میں دیکھنا کیا اتنا آسان تھا --کم ازکم

ابران کے لیے تو یہ ناممکن تھا۔۔وہ قسمت کی اس ستم ظریفی پر ششدر تھا کہ ان کے کھانسنے پر ہوش میں آیا۔۔۔۔۔

سرد وسپاٹ نظروں سے اسنے ان کا چہرہ دیکھا جو امید بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔

ان کی نظروں میں کیا کچھ نا تھا جس نے چند پل کے لیے ابران کو گونگا کر دیا۔۔۔کچھ کہنے کی کوشش میں اس کے لب پھڑپھڑا کر رہ گئے تھے۔۔۔۔وہ اسے اپنی زندگی میں دیکھنا چاہتا تھا لیکن اسکے پیچھے وجہ اسکی محبت ہرگز نہیں تھی۔اسے دیکھ کر وہ اپنے اندر بسی وحشتوں میں کمی پاتا تھا۔۔اپنے اندر لگی آگ میں کمی پاتا تھا۔۔مگر اچانک بابر صاحب کے کہنے پر اسے جھٹکا لگا تھا کہ جس بارے میں اسکے وہم و گمان بھی نا تھا وہ یوں حقیقت بن کر اسکے سامنے جائے گا۔۔اور اب بھی اسکا زہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا

---ہوش میں تو وہ تب آیا جب بابر صاحب کی سانسیں اکھڑنے لگیں --اسنے جلدی سے آگے جھک کر ان کا ماسک چڑھایا جس سے ان کی سانسوں میں اعتدال آیا۔

"تم نے جواب نہیں دیا ابران !!کیا تم بھی اسے قصوروار سمجھتے ہو ؟اگر ایسا ہے تو مت سوچو کیونکہ وہ بہت معصوم ہے--اسنے آج تک صرف تنہائی اور اذیت جھیلی ہے---اسے تھام لو میرے یار ورنہ وہ بکھر جائے گی مجھ میں ہمت نہیں بچی کہ میں اسے سنبھال سکوں---"

کافی دیر تک جب وہ نا بولا تو وہ مدھم لہجے میں بے چینی سے بولے---ان کی بات سن کر وہ لب بھینچ گیا اور جب بولا تو لہجہ بے حد سپاٹ تھا اور چہرہ ہر قسم کے تاثر سے پاک تھا--------

"اگر میری ہاں آپ کو سکون پہنچاتی ہے تو میں تیار ہوں چاچو ---آپ اسے بلوائیں میں قاضی اور گواہوں کا انتظام کرتا ہوں"

ان کے مزید کچھ کہنے سے پہلے وہ اپنا فیصلہ سنا کر باہر نکل گیا اور پیچھے وہ اتنے سالوں بعد پرسکون ہو کر آنکھیں موند گئے ۔وہ شائد وعدہ وفا کرنے میں کامیاب ہونے والے تھے ۔۔مگر وقت کی چالوں کو کون سمجھ سکا ہے کب کیا ہو یہ کوئی نہیں جان سکتا۔۔۔۔۔

اب روحا کی زندگی میں بہار آئے گی یا وہ مزید خزاں کا شکار ہو گی یہ وقت نے طے کرنا تھا مگر وہ اس سب سے انجان وقتی سکون پر اللہ کے شاکر تھے۔۔۔۔۔

ہال میں اس وقت موت کی سی خاموشی تھی نیم اندھیرے میں وہ فرش پر بچھی جائے نماز پر بیٹھا اذیت کی شدت سے کانپتا وجود روحا کا تھا سیاہ آنکھیں آنسؤوں سے بھیگی اور سوجی ہوئیں تھیں جو اسکے کافی دیر سے رونے کی غماز تھیں .. ہچکیوں سے بدن ہولے ہولے لرز رہا تھا۔۔اور لب بابر صاحب کی صحت کے لیے دعاگو تھے۔۔ بی اماں بھی مصلے پر بیٹھیں مسنون دعائیں میں مشغول تھیں ۔۔ان دونوں کی محویت کو فون کی گھنٹی نے توڑا تھا ۔۔اماں بی کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ بھاگ کر فون سٹینڈ تک گئی۔۔۔اور فون کان سے لگایا۔۔۔بابر صاحب کی آواز نے اس کے مردہ تن میں جان ڈال دی تھی۔۔۔۔۔

" بابا آپ ٹھیک ہیں نا مم۔۔میں "

بولنے کی کوشش میں ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔اور دوسری طرف بابر صاحب لب بھینچ گئے۔۔ اسکی اذیت کا اندازہ وہ کر سکتے تھے کافی دیر وہ اسکا رونا برداشت کرتے رہے تاکہ غبار نکل جائے

بس میری جان میں ٹھیک ہوں تم ایسا کرو اماں بی اور ڈرائیور کے ساتھ ہوسپٹل آجاؤ " میں انتظار کر رہا ہوں ۔۔"۔۔

وہ مزید اسکا رونا نہیں برداشت کر پائے تھے تبھی بات بدل دی اور اسے ہسپتال کا نام بھی بتا کر الوداعی کلمات کہہ کر فون بند کر گئے۔۔۔۔

" اماں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہوسپٹل آجاؤ چلیں ابھی مجھے ان سے ملنا ہے "

وہ فون رکھ کر مڑی تو اماں بی کو اپنی طرف متوجہ پایا۔۔انھیں ساری بات بتا کر وہ اسی عام خلیہ میں ہی باہر کی طرف بھاگی۔۔۔۔

سیاہ سوٹ اور سفید چادر میں اسکا نازک سراپا چھپا ہوا تھا ۔۔۔بی جان بھی دروازے بند کر کے باہر آئیں اور اسکے ساتھ گاڑی میں بیٹھیں ۔۔گاڑی کو اپنی منزل پر رواں ہوتے دیکھ روحا کا دل انجانے خدشوں تلے دبا کانپ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔

اللہ کا شکر ہے بی جان۔۔ بابر اب ٹھیک ہیں میں تو کہتی ہوں کہ قران خوانی کروا لوں "
۔۔آپ کیا کہتی ہیں "وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے جب ابران کا فون آیا اور اسنے بابر صاحب کے ہوش میں آنے کی خوشخبری سنائی۔۔جس پر سب نے سکون کی سانس لی۔۔۔اور اب ذکیہ بیگم نے بی جان سے اجازت چاہی جس پر وہ سر ہلا کر وہاب صاحب کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔۔

میں چاہتی ہوں وہاب کہ کچھ بکرے صدقے کے لیے نکالے جائیں ۔۔اپ زرا اسکا "
"انتظام کریں پھر ہوسپٹل کے لیے نکلیں گے

ان کی بات پر وہ سر ہلاتے فون نکال کر باہر کی طرف بڑھ گئے ۔۔۔

ماہی اور عالیہ کیسی ہیں عائشہ۔۔ ان کی طبیعت ٹھیک ہے نا "ہال میں داخل ہوتیں "
عائشہ بیگم سے بی جان نے پوچھا۔۔

اب کافی بہتر ہیں بی جان بھابی تو سو رہی ہیں اور ماہی کے ساتھ عنایہ ہے وہ "
سنبھال لے گی اسے آپ بے فکر رہیں اور اب تو ماشاءاللہ بھائی صاحب ٹھیک ہیں۔
"۔۔۔

وہ مدھم سا مسکرا کر ذکیہ بیگم کے ساتھ بیٹھ گئیں ۔۔۔۔۔

اس وقت صرف عورتیں ہی بیٹھیں تھیں باقی ضیغم اور آہل ضروری کام کا کہہ کر چلے گئے
تھے۔۔۔۔

" اللہ شفا دے اسے۔۔۔میرا دل بڑا بے چین تھا "

بی جان خاصی رنجیدگی سے گویا ہوئیں ۔۔۔۔۔

" انشاء اللہ ۔۔اللہ بہتر کرے گا۔ "

ان کی بات پر سب نے زیر لب آمین کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روحا شاہ ولد بابر شاہ آپ کو ابران شاہ ولد اورنگزیب شاہ سے پچاس لاکھ حق مہر سکہ "رائج الوقت قبول ہے"

مولوی کے الفاظ سیسہ بن کر روحا کی سماعتوں میں اترے تھے۔

بھیگی آنکھوں میں کچھ دیر پہلے کا منظر اترا جب وہ اور اماں بی ہسپتال پہنچی تھیں۔۔۔۔ایک قیامت انکی منتظر تھی۔۔۔ وہاں پہنچ کر بابر صاحب نے اسکے بولنے سے پہلے ہی اپنی درخواست بیان کی جس نے روحا کے قدم اکھاڑ دیے تھے ۔۔وہ ہک دک ان کا چہرہ دیکھتی رہی جہاں امید کا ایک جہاں آباد تھا ۔۔انکار کی کوئی گنجائش نہیں تھی یہ بات تو وہ ان کی پہلی بات سے ہی جان گئی تھی اسی لیے وہ خاموشی سے سر جھکا گئی اور آدھے گھنٹے کے بعد وہ تمام گواہوں اور مولوی کو لے کر خاضر تھا۔۔۔ روحا نے سر اٹھا کر ایک بار بھی اسکی طرف نا دیکھا ۔۔۔مولوی صاحب کے دوبارہ بولنے پر وہ ہوش میں آئی اور سر اثبات میں ہلا دیا تینوں بار اسنے سر ہلا کر رضامندی دی اور کانپتے ہاتھوں سے نکاح نامے پر دستخط کر دیے۔۔۔ خود کو ہمیشہ کے لیے اسکے نام کر دیا جس سے وہ صرف دو دفعہ ملی

تھی۔۔اسکا بایاں ہاتھ بابر صاحب کی گرفت میں تھا سائن کر کے وہ اسی ہاتھ پر سر ٹکا کر رو دی۔۔اسکے رونے نے ابران کی آنکھیں سرخ کر دیں تھیں ۔۔۔۔

وہ لب بھینچ کر نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔۔

مولوی صاحب کے پوچھنے پر اس نے سردوسپاٹ لہجے میں اقرار کر کے نکاح نامے پر دستخط کر دیے۔۔ اسے مکمل طور پر خود پر حلال کر لیا مگر اندر اب بھی سناٹے چھائے ہوئے تھے۔کسی احساس کا نام ونشان تک نا تھا اسکے اندر ۔۔۔دل ساکن تھا۔۔ بھوری انکھوں میں ایک بے نام سی تپش اتری ہوئی تھی جسے محسوس کرتے اسکا پورا وجود اندیکھی آگ کی لپیٹ میں تھا۔۔۔۔۔۔

"جلدی کریں وہاب ...جلدی نکلیں گے تو ہی تو وقت پر پہنچ پائیں گے ۔۔۔ "

ہال میں داخل ہوتے وہاب صاحب کو دیکھ کر بی جان گویا ہوئیں ۔۔۔جس پر وہ سر اثبات میں ہلاتے گیسٹ روم کی طرف بڑھ گئے اور بی جان تیار ہونے اپنے کمرے کی طرف چل دیں۔۔۔۔

وہ وہاب صاحب عالیہ بیگم اور ماہی ہوسپٹل جا رہے تھے سب اکھٹے نہیں جاسکتے تھے تو اسلیے آج یہ لوگ جارہے تھے اور باقی سب نے کل جانا تھا پرسوں تو ڈاکٹر کے مطابق بابر صاحب نے ڈسچارج ہو جانا تھا ۔۔۔کیونکہ ابران اور براق انھیں ہوسپٹل رکھنے کے حق میں نا تھے انھوں نے سارا انتظام گھر پر اریج کر لیا تھا ۔اسی لیے ڈاکٹر فاروق کو بھی اعتراض نا تھا ۔۔۔۔۔

ضیغم اور آہل تو پہلے ہی ہسپتال میں موجود تھے "ماہی بچے جلدی کریں کافی دیر ہو گئی ہے

سب تیار ہو کر لاؤنج میں کھڑے تھے اور ماہی کا انتظار کر رہے تھے جو عصر کی نماز پڑھ رہی تھی ۔

" چلیں بی جان میں تیار ہوں "

تھوڑی دیر بعد لاؤنج میں دھیمی آواز گونجی جس پر سب نے سامنے دیکھا جہاں سیاہ سوٹ اور سیاہ ہی دوپٹے کا حجاب کیے متورم آنکھیں سوجے لبوں سمیت ماہی کھڑی تھی اسکا ستا ہوا چہرہ اسکے بے تحاشہ رونے کا واضح ثبوت تھا۔۔۔۔۔

" ہمم چلیں مگر ایک وعدہ کرنا ہو گا کہ وہاں جا کر آپ روئیں گی نہیں ٹھیک ہے نا "

وہاب صاحب نے اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لے کر کہا جس پر وہ سر جھکا گئی۔۔۔۔۔

سب اسکے پژمردہ چہرے کو دیکھ کر افسردہ تھے کہ وہ گھر کہ رونق تھی اسکی وجہ سے گھر میں ہمہ وقت ہنسی کی چھنکار گونجتی رہتی تھی لیکن اب ایک ہی دن میں وہ مرجھا گئی تھی۔۔۔۔۔۔

بابر انشاءاللہ ٹھیک ہو جائیں گے آپ فکر مت کریں آپ کو ایسے دیکھ کر وہ پریشان " ہوں گے۔"

بی جان نے اسکی پیشانی چوم کر اسے تسلی دیتے ہوئے کہا جس پر اس سمیت سب نے مدھم آواز میں انشاء اللہ کہا۔۔۔وہ سب پورچ کی طرف چل دیے جہاں گارڈ کی گاڑیاں

اور دو پراڈو تیار تھیں ۔۔۔۔جس میں سے ایک میں بی جان ماہی اور عالیہ بیگم بیٹھیں تھیں جبکہ دوسری میں وہاب صاحب اور سیف سوار ہوئے ۔۔۔۔

چار گاڑیوں کا یہ قافلہ ہسپتال کی طرف روانہ ہوا

پیچھے کھڑیں عائشہ بیگم زکیہ بیگم اور عنایہ نے دھول اڑاتی گاڑیوں کو دیکھ کر بابر صاحب کی صحتیابی کی دعاگو تھیں کیونکہ وہ گھر کا ایک مضبوط ستون تھے جو اگر ڈھے جاتا تو اس حویلی کو بکھرنے سے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مولوی صاحب کو رخصت کر کے وہ ابھی واپس آیا تو براق ضیغم اور آہل کو اپنی طرف متوجہ پا کر ایک گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔۔۔۔۔

اسنے اہل اور ضیغم کو ایمرجنسی میں بلوایا تھا وہ تو انھیں وہاں آکر اسکے ارجنٹ نکاح کا پتا چلا تھا براق تو خیر وہیں تھا اور تمام حالات سے باخبر تھا اور فلحال بلکل چپ تھا مگر وہ دونوں چپ بیٹھنے والی مٹی نہیں تھے۔۔۔ اب بھی ان کی نظروں میں کئی سوالات تھے

جن کے جواب دینے کے وہ موڈ میں نہیں تھا اسی لیے وہ انھیں نظرانداز کر کے براق کی طرف متوجہ ہوا جو اپنے فونمیں مگن تھا۔۔

"کیا بات ہے کافی چپ ہو وجہ جان سکتا ہوں "

اسنے جان بوجھ کر اسے بولنے پر اکسایاجب کہ وجہ سے وہ انجان نہیں تھا۔۔۔۔۔

" بس ایسے ہی !!خیر مبارک ہو نکاح کی "

سنجیدہ سے لہجے میں کہہ کر اسنے بات بدل دی اسکے لہجے میں کچھ تھا جسنے اسے چونکایا۔۔۔لیکن کچھ کہنے سے باز رہا اور اسکی مبارکباد پر محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔۔۔۔ سر گھما کر ان دونوں کی طرف دیکھا جو خشمگیں نظروں سے اسی کی طرف متوجہ تھے۔۔۔

ابھی کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے میں کچھ نہیں بتائوں گا سمجھ گئےنا!اسلیے اپنی یہ "تفتیشی نظریں مجھ سے ہٹا لو یہ نا ہو کہ ان سے محروم ہو جائو۔۔۔۔۔"

اسنے اپنی آنکھیں سکیڑ کر سرد لہجے میں بے زاری سے انھیں دھمکی سے دی۔۔۔جس پر وہ خون کے گھونٹ بھر کر رہ گئے ۔۔۔۔۔۔۔

ابھی آہل کچھ کہتا کہ اسکی نظر سامنے اٹھی اور ساکت ہو گئی ۔۔۔اسے یوں بت بنے دیکھ کر ابران نے بھی مڑ کر دیکھا۔۔سامنے دیکھتے اسکا دل بھی کانپا تھا۔۔مگر اسے اپنے تاثرات پر خاصا کنٹرول تھا تبھی وہ اپنے چہرے کو بے تاثر کر گیا کوئی دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسکے اندر کیا چل رہا ہے۔۔۔اسے معمہ کہا جاتا تو غلط نا ہو گا ۔۔آج تک اسے کوئی بھی نہیں جان پایا تھا ۔۔کیونکہ وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔۔۔اسکی مرضی کے بغیر کوئی اسکے اندر جھانک تک نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔

براق خاموش کھڑا سامنے دیکھ رہا تھا ۔۔۔ اپنی ماں کا سوچ کر اندر کہیں یہ خوف بھی تھا کہ انکا ریکشن کیا ہو گا اور ماہی؟؟؟

ادھر ضیغم کا حال بھی آہل سے مختلف نا تھا ۔۔ ماہی کو دیکھ اسے لگا کسی نے اسکا دل نوچ لیا ہو۔۔اسکی متورم آنکھوں اور سوجے لبوں نے نئے سرے سے اسے اذیت پہنچائی۔۔ایک ہی دن میں وہ کیا سے کیا ہو گئی۔۔کل تو مہکتا ہوا پھول لگ رہی تھی جسے دیکھ کر اسکا دل نئے سرے سے دھڑکا تھا اور آج وہ دل اسے دیکھ کر رک سا رہا تھا۔۔۔۔۔

"اسلام علیکم بی جان "

ان کے قریب آتے ہی ابران نے سرعت سے انھیں سلام کیا۔۔۔ باقی سب تو خیر صدمے میں تھے وہ کیا بولتے؟؟؟

" وعلیکم السلام بابر کیسے ہیں ابران "

اسکے سلام کا جواب دے کر انھوں نے بابر صاحب کا پوچھا ۔۔۔۔۔۔

"وہ ٹھیک ہیں آپ سنائیں سفر خیریت سے رہا۔۔؟ "

بابر صاحب کا بتا کر اسنے ان سے سفر کی بابت پوچھا ۔جس پر انھوں نے مدھم آواز میں ٹھیک تھا کہا ۔۔ان کے جواب پر ابران سر ہلا گیا۔۔

اور کوئی نہیں آیا ؟ "ان تینوں کو اکیلا دیکھ کر ابکی بار براق نے پوچھا۔۔جس پر وہ اسکی طرف متوجہ ہوئیں۔۔۔

نہیں وہاب اور سیف ساتھ ہیں گاڑی پارک کر رہے ہیں آتے ہی ہوں گے۔۔اپ " ہمیں بابر کے پاس لے چلیں۔۔۔

وہ اسے جواب دے کر جلدی سے گویا ہوئیں۔جس پر ابران اور براق نے بے ساختہ ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔۔

انھیں چپ دیکھ کر ماہی نے سر اٹھایا اور سامنے سیاہ پینٹ سیاہ شرٹ اور پونی میں بندھے بالوں میں ابران براق کی طرف متوجہ تھا اسنے اسے نظر انداز کر دیا تھا۔۔جس پر ماہی کا ننھا دل ٹوٹ سا گیا۔۔اب بھی وہ ملگجے سے خلیے میں ماہی کا دل دھڑکا رہا تھا مگر مقابل اسکی حالت سے انجان بڑے آرام سے ماہی کا دل اپنے قدموں میں روند رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔اور وہ بے بس سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔درد کی شدت سے اسکی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں جو اسنے جلدی سے صاف کیں کسی اور نے دیکھا ہو یا نا ہو مگر ضیغم کی نظروں سے یہ سب چھپا نہیں تھا۔اسے یوں روتے دیکھ کر اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کچھ کر گزرے۔۔۔۔

"کیا بات ہے براق بابر ٹھیک تو ہیں نا "

انھیں یوں چپ دیکھ کر وہ بے چینی سے بول اٹھیں۔۔۔۔۔

"بابا ٹھیک ہیں آپ فکر نہیں کریں۔۔وہ روم میں ہیں آئیں اس طرف "

انکی بات کا جواب دے کر ابران کے بولنے سے پہلے وہ انھیں اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر آگے بڑھ گیا جس پر سب نے اسکی تقلید کی ۔۔۔ پیچھے ابران بے تاثر چہرے سے کھڑا اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے جو فیصلہ کیا ہے روحا وہ تمہارے حق میں بہترین ثابت ہو گا تم دیکھ لینا "
۔۔۔ابران سے بڑھ کر کوئی تمہارے لائق نہیں ہے میری جان ۔۔۔رونا بند کرو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔۔۔۔۔"

نکاح خواں اور باقی سب کے جاتے ہی وہ انکے سینے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی ۔۔۔اور اب تک رو رہی تھی مزید برداشت نا کرتے ہوئے انھوں نے اسے تسلی دی۔۔۔مگر وہ خود اپنی حالت نہیں سمجھ پا رہی تھی چپ کیا ہوتی مزید رونے لگی جس پر بابر صاحب نے بے چارگی سے اماں بی کی طرف دیکھا۔۔۔

روحا بس کرو بیٹا۔۔۔شاہ صاحب پریشان ہو رہے ہیں ان کی طبیعت بگڑ جائے گی "
۔۔شاباش چپ کر جاؤ۔۔۔ "اسے زبردستی ان سے الگ کر انھوں نے اسکے آنسو پونچھے اور پانی کا گلاس اسکے لبوں سے لگایا۔۔۔
پانی پی کر اسکی حالت سنبھلی اور اپنے آنسو دوپٹے سے صاف کر کے ان کی طرف دیکھ جو دکھ بھری نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہے تھے۔۔ان کی نظروں میں کچھ تھا جس نے روحا کو بے چین کر دیا۔۔۔۔
میں آپ کے فیصلے پر نہیں رو رہی بابا ۔۔۔آپ کو حق ہے میری زندگی کے تمام فیصلے " لینے کا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ چاہے کسی سے بھی میری شادی کر دیتے
۔۔میں اچانک یہ سب کچھ ہو جانے پر پریشان ہو گئی تھی آپ فکر مت کریں مجھے آپکے فیصلے سے کوئی اعتراض نہیں ہے""""
وہ ان کے پاس بیٹھ کر انکے ہاتھ تھام کر دھیمی آواز میں بولتی چلی گئی۔اسکی تمام باتوں نے بابر صاحب کے دل کو پرسکون کر دیا۔ وہ پورے دل سے مسکرائے تھے اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا تھا وہ کب اتنی بڑی ہو گئی کہ اسے کسی اور کو سونپنے کی نوبت بھی

آگئی۔۔۔۔اج سہی معینوں میں انھیں زونیرہ کی کمی محسوس ہوئی تھی۔۔۔بے ساختہ انکی آنکھیں نم ہو گیئں تھیں۔۔۔۔

چلو شاباش اب آپ کو جانا چاہیے ورنہ رات ہو جائے گی اور رات کو سفر کرنا ٹھیک " نہیں ہے۔۔ اماں بی لے جائیں روحا کو انشاء اللہ کل میں گھر جاؤں گا اسلیے پریشان "نہیں ہونا ٹھیک ہے نا

وہ روحا کا ماتھا چوم کر اماں بی سے بولے جو مسکراتی آنکھوں سے اپنی روحا کا روشن مستقبل دیکھ رہیں تھیں ان کی بات پر وہ سر ہلا گیئں اور اٹھ کھڑیں ہوئیں۔۔۔۔

روحا بھی ان کی تسلی پر سر ہلا کر اٹھی اور بابر صاحب کا ماتھا چوم کر اللہ خافظ کہتی اماں بی کے پیچھے چل دی جو دروازے کو کھول رہیں تھیں۔۔۔۔۔۔

دروازے کھولنے کے لیے بی جان نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ اپنے آپ کھل گیا اور سامنے جو چہرے انھیں نظر آئے انھوں نے انھیں ساکت کر دیا۔۔وہی نین نقش سب کچھ وہی تھا انھیں ایسا لگا کہ وقت انھیں بیس سال پیچھے لے گیا ہے جہاں وہ اسی طرح ان کے

سامنے دہلیز پر کھڑی تھی ۔۔آج بھی منظر وہی تھا صرف کردار بدلے تھے اور شاید جگہ بھی

۔۔۔۔۔

پیچھے کھڑیں عالیہ بیگم اور ماہی کی حالت بھی کم وبیش یہی تھی وہ بھی ساکت نظروں سے اسکے گلاب چہرے کو دیکھ رہیں تھیں ۔۔جو خود بھی حیران نظروں سے انہی کی طرف متوجہ تھی۔۔۔۔۔۔اس سب میں اگر کوئی پرسکون تھا وہ براق تھا جو خاموش مگر سرد نظروں سے روحا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔دل میں فلحال اا کے لیے کچھ نہیں تھا ۔۔اگر کچھ تھا بھی تو اپنی موت آپ مر گیا تھا کیونکہ اب اسکی خصیت مستحکم تھی۔۔۔ تبھی تو وہ خاموش تھا۔۔۔۔

وقت بھی کیسی عجیب چالیں چلتا ہے۔۔۔۔انسان محض بے جان پتلے کی مانند اسکی بساط کا مہرہ بن کر رہ جاتا ہے۔۔وہ جو چاہے اس سے کروا سکتا ہے وجہ چاہے حالات ہوں یا یا

کچھ اور مگر وقت کے آگے انسان ہمیشہ ہار جاتا ہے ۔۔پچھلے بیس سالوں سے جس سچ سے وہ بھاگ رہیں تھیں وہ اب ایک کڑی حقیقت بن کر ان کے سامنے آکھڑا ہوا تھا اور وہ بے بس و بے جان کھڑیں اسے دیکھ رہیں تھیں جو ان کا اپنا خون تھا ۔۔۔۔۔وہ ہوبہو اسکی طرح تھی جسے وہ آج بھی اپنی دہلیز پر کھڑا محسوس کرتیں تھیں ۔۔وہ آج بھی انکے تخیل میں زندہ تھی ۔۔۔وہی سیاہ آنکھیں ستواں ناک بھرے بھرے لب فرق بس صحت اور رنگت کا تھا ۔۔۔وہ بھی سرخ وسفید تھی مگر اسکا چہرہ زرد تھا ایسا لگتا تھا کہ خون کی آخری بوند بھی اسکے وجود سے نچوڑ لی گئی ہو۔۔۔۔انکھوں میں چمک کے بجائے صدیوں کی تھکن تھی۔۔جس نے ان کا دل کھینچا تھا ۔۔۔وہ بے قصور تھی یہ بات وہ ازل سے جانتیں تھیں مگر احساس اسے سامنے پا کر ہوا تھا کہ اسنے ناحق سزا کاٹی تھی۔۔۔

"آسلام علیکم !!بی جان "

ان کی محویت کو اماں بی کی آواز نے توڑا تھا وہ چونک کر انکی طرف متوجہ ہوئیں ۔۔اور خود کو سنبھالتے جواب میں سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔۔۔

"چلیں روحا دیر ہو رہی ہے۔۔۔ "

بے نام سی خاموشی سے گھبرا کر اماں بی نے روحا سے کہا جو اردگرد سے بے نیاز بی جان کے چہرے کو یک ٹک دیکھ رہی تھی --اماں بی کے بلانے پر وہ چونک کر حواسوں میں آئی اور اپنے کانپتے لبوں پر زبان پھیری----اسکا دل سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا اچانک انھیں سامنے پا کر اسکی حالت غیر تھی -- کہیں امید تھی کہ وہ اسے گلے نا سہی سر پر ہاتھ پھیر لیں گی مگر انھیں ساکت اپنی جگہ کھڑے دیکھ کر اسکی تمام امیدیں اسکے ننھے دل کی طرح ٹوٹ گئیں --تیزی سے نم ہوتی آنکھوں کو جھپک کر وہ اماں بی کا ہاتھ تھام کر باہر کی طرف بڑھ گئی------

عالیہ بیگم کی حالت بھی بی جان سے کم نا تھی ۔بیس سال بعد اسی چہرے کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ لرز گئیں تھیں یہ وہ چہرہ تھا جس سے وہ چاہ کر بھی نفرت نا کر پائیں تھیں --ایک چہرہ تو بارہ سال پہلے ہی منوں مٹی کے بوجھ تلے دب گیا تھا مگر اب اسکی بیٹی وہی روپ لے کر ان کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی جہاں وہ قسمت کے اس انوکھے کھیل پر ساکت کھڑیں تھیں----

دل کی زمین پر برسوں سے دفن ایک دھیمی سی کسک پھر جاگ اٹھی تھی جس نے انھیں بے چین کر دیا تھا۔۔۔انھوں نے بے ساختہ مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں وہ اماں بی کا ہاتھ تھام کر کاریڈور مڑ رہی تھی۔۔۔۔۔۔اسکے جانے کے بعد وہ کافی دیر اس جگہ کو دیکھتیں رہیں ہوش میں وہ براق کے ہلانے پر آئیں جو ان سے کچھ پوچھ رہا تھا۔۔۔

"کیا دیکھ رہیں ہیں مورے؟؟ "

اسکا سول سمجھ کر وہ سر نفی میں ہلاتی اندر کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔۔۔

ماہی حیران کھڑی اب تک قسمت کے کھیل کو دیکھ رہی تھی کہ وہ اسکی بہن تھی اسکی اکلوتی بہن مگر صدیوں کے فاصلے پر۔۔اسکے دل میں اسکے لیے کوئی بغض کوئی کینہ نہیں تھا۔۔بس ایک کسک تھی کہ اس سے اسکے باپ کو چھیننے والی اسکی ماں تھی اسکے دادا چاچو تایا تائی سب کو قبر کی تہوں میں اترنے کا موجب اسکی ماں تھی نا وہ آتی اور نا وہ سب ان سے دور ہوتے۔۔۔۔اسلیے اسکے دل میں اسکے لیے نا نفرت تھی نا محبت بس خاموشی تھی جو آگے چل کر ناجانے کیا بنتی یہ وقت نے طے کرنا تھا۔۔۔۔۔۔

یہ براق بہت کمینہ ہے۔۔۔ کیا ضرورت تھی ان سب کو اندر لے کے جانے کی کوئی "
بہانہ بھی تو کیا جا سکتا تھا مگر نہیں اپنی کمینگی جب تک ظاہر نہیں کرے گا وہ براق کیسے
"کہلائے گا۔۔۔۔

تپ کر بولتے آہل نے دانت کچکچائے تھے گویا براق کو دانتوں میں پیسا ہو۔۔۔
"سہی کہہ رہا ہے زرا گھر چلنے دے اسکی سہی سے مرمت کریں گے۔۔کمینہ کہیں کا "
آہل کی بات سن کر ضیغم نے بھی اپنے عزائم سے انھیں آگاہ کیا۔۔ کب سے انکی لن
ترانیاں سنتے ابران نے بیزاری سے آنکھیں گھمائیں تھیں کہ نگاہ سامنے سے آتی روحا پر
ٹک گئیں۔۔۔۔۔

سیاہ سوٹ میں سفید چادر سے اپنے نازک سے سراپے کو ڈھکے نظریں جھکائے سامنے سے
اپنی دھیمی چال چلتی ہوئی آرہی تھی ۔۔اسکا ہر اٹھتا قدم ابران کو اپنے دل پر اٹھتا محسوس
ہو رہا تھا ۔۔۔اپنے دل کی بدلی حالت پر وہ حیران تھا ۔۔۔۔

پل بھر کی بات تھی اسنے اپنےچہرے کے تمام تاثرات بڑی مہارت سے چھپا لیے --اب اسکے چہرے پر سوائے سرد پن کے کچھ نا تھا ---ایک بار جو کوئی اسکی آنکھوں میں جھانک لیتا وحشت اور جنوں کے آباد ہوئے جہاں پر جھرجھری لے کر رہ جاتا ----اسکی بھوری آنکھوں میں سوائے جنوں اور وحشتوں کے کچھ نا تھا ------

اب بھی سامنے روحا کو دیکھتی اسکی آنکھیں خالی تھیں---

وہ اپنے دھیان میں گم صُم چلی آ رہی تھی--اچانک ان سب کا سامنا اسکے قدموں کو اکھاڑ گیا --- وہ اسی ادھیڑ بن میں محو تھی کہ کسی کی نظروں کی تپش نے اسے بے چین کیا سر اٹھا کر دیکھنا چاہا تو نگاہ سامنے کھڑے ابران سے ٹکرائی--اس اچانک تصادم پر روحا کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی--وہ سر سے پاؤں تک کانپ گئی اسکی نظروں میں بسی وحشت سے--------

اسنے سوکھے لبوں پر زبان پھیر کر انھیں تر کرنے کی اپنی سی کوشش کی------اور بے ساختہ اماں بی کا ہاتھ زور سے پکڑ لیا اسکی سخت گرفت پر اماں بی نے چونک کر اسکے ہوائیاں اڑتے چہرے کو دیکھا----

"کیا بات ہے روحا طبیعت ٹھیک تو ہے نا؟ "

انھوں نے کچھ بے چین ہو کر اس سے استفار کیا --- اسنے نامحسوس انداز میں اپنا پسینہ صاف کرتے ہوئے سر نفی میں ہلایا-------

وہ تیزی سے ان کا ہاتھ تھام کر چلتی ہوئی باہر نکل گئی مگر اسکے سامنے سے گزرتے ہوئے اسکا دل تیزی سے دھڑکا تھا-------

وہ سامنے سے اسکی غیر ہوتی حالت دیکھ رہا تھا اسکا کانپنا لبوں پر زبان پھیرنا اور گھبرا کر راہ فرار اختیار کرنا اسکے لبوں پر ایک دھیمی مسکان بکھیر گیا----دل نے ایک بیٹ مس کی تھی --- وہ ہوا کے ایک جھونکے کی مانند اسکے سامنے سے گزر گئی تھی اسنے تادیر اسکی پشت دیکھی تھی اور روحا اپنی پشت پر گڑی نظروں سے بے خبر نا تھی------

اسکے مڑنے پر اسنے گہرا سانس لے کر رخ پھیرا کہ سامنے آہل اور ضیغم کو آنکھیں پھاڑے اپنی طرف متوجہ پایا-----

" ناٹ اگین "

آنکھیں گھما کر بے زاری سے کہتا وہ سیل نکال کر کال ملاتے ہوئے مڑ کر باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔

پیچھے وہ اسکا ایسی اگنورنس دیکھ کر حیران وپریشان ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر رہ گئے مگر حالات کے پیش نظر بدلہ کسی اور وقت پر رکھتے مڑ کر اندر وارڈ کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔۔۔۔

ہمارا ایک مقام ہے معاشرے میں اور ہم ایسے نیچ ذات رکھنے والوں سے ملنا پسند نا " کریں اور تم ہمیں اپنا رشتہ دار بتا رہی ہو اوقات مت بھولو اپنی خاتون۔۔۔

وہ اسکی بات سن کر خود پر قابو کھو کر غیض وغضب سے گرجے تھے۔۔۔۔ہال میں کھڑے تمام نفوس انھیں اتنے غصے میں دیکھتے گم صم تھے۔۔۔۔۔۔روشن بائی اتنی بے عزتی پر سرخ ہوتی بے ساختہ آٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ مقابل کھڑے آغا ذولفقار عالم شاہ کو چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔

اسے کچھ دن پہلے ہی زونا کے نکاح کی خبر ملی تھی ۔۔ زونا سے پوچھا تو اسنے اقرار کر لیا جس پر وہ اشتعال کا شکار ہوتی آغا جان سے ملنے حویلی آن پہنچی۔۔اپنی بات کے جواب

میں انکا حقارت بھرا رویہ دیکھ کر آج سے پہلے اتنی ذلت محسوس نہیں ہوئی تھی جتنی آج ان کے منہ سے اپنے لیے نیچ ذات کا لقب سن کر آنکھوں اور دل میں گویا کانچ کے ٹکرے چبھے تھے۔۔۔۔۔۔

"ہم اگر اتنے ہی نیچ ہوتے تو آپ کا نام نہاد عزت دار بیٹا میری بیٹی کو اپنے نکاح میں نا لیتا۔۔۔بلائیے اپنے بیٹے اور پوچھیں اس سے میرے سامنے کہ زونا کون ہے اسکا جواب آپ کو بہت اچھی طرح ذات کی پہچان کروائے گا۔۔۔۔۔آغا صاحب۔۔"

اسکی بات سن کر وہ شدید غضب کی شکار ہوتے ملازم خے ہاتھ بابر کو بلاوہ بھیجا۔۔۔بی جان صدمے سے گنگ کھڑیں تھیں ۔۔۔عالیہ بیگم کی آنکھوں سے سیل رواں جاری تھا۔۔۔اتنا بڑا دھوکا۔۔ انھیں لگا ان کا وجود کسی نے بارود سے باندھ کر اڑا دیا ہو۔۔۔۔۔اتنا ہی ارزاں لگ رہا تھا اپنا آپ۔۔۔۔عائشہ بیگم زکیہ بیگم سب حیران کھڑے تھے۔۔۔بچوں کو کمرے میں بھیج دیا گیا تھا۔۔۔اس سے پہلے ملازم وہاں سے جاتا آغا جان کی نگاہ سامنے کھڑے بابر صاحب پر پڑی جس کا ہاتھ چاند کو مات دیتے حسن کی ملکہ نے تھام رکھا تھا۔۔۔اسکے اتنی دیدہ دلیری سے ہاتھ تھامنے پر وہ حقیقت سمجھتے اپنی جگہ

ساکت تھے۔۔۔۔جبکہ اس حسن کی دیوی کے ہوائیاں اڑتے چہرے نے بی جان کو حیران کر دیا تھا۔۔۔۔۔اسکے چہرے پر کسی قسم کی مکاری نہیں تھی بلکہ ایک الگ ہی معصومیت تھی۔۔۔ جس نے بی جان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ ۔۔۔۔۔

"وہیں رک جائو بابر۔۔۔ اس دہلیز کو پار کرنے کا حق تم کھو چکے ہو۔۔۔۔ "

اسے سامنے ایک اجنبی لڑکی کا ہاتھ تھام کر کھڑا دیکھ کر وہ اندر سے ڈھے گئے تھے ۔۔۔۔انھیں اس قدر ذلت اپنی پوری زندگی میں محسوس نا ہوئی تھی۔۔ جتنی آج روشن بائی کی تمسخر اڑاتی نظروں سے محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔غضب سے کانپتے وہ اپنی پوری جان سے دھاڑے تھے ان کی دھاڑ سے حویلی کے درودیوار لرز گئے تھے۔۔۔۔۔

بی جان باپ بیٹے کے مقابل آنے پر لرز گئیں تھیں۔۔۔۔اپنی دہلیز پر کھڑے طوفان نے ان کے قدموں کو اکھاڑ دیا تھا۔۔۔۔۔۔

بلیک کلر کی پراڈو ایک گورنمنٹ میڈیکل کالج کی ایک سائیڈ پر کھڑی تھی ۔۔۔جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود 26 سالہ مرد بے انتہا گوری رنگت کا حامل تھا۔۔۔گہری سبز آنکھیں جن میں ہلکی سرخی انھیں اور خوبصورت بناتی تھی۔۔روشن کشادہ پیشانی پر لاتعداد بل اس کے خفیف غصے کا اعلان کر رہے تھے۔۔۔گھنے سیاہ بال سائیڈ سے سیٹ تھے کھڑی مغرور ناک جو اس کے مضبوط ارادوں کا پتا دیتی تھی۔۔ وہ تھا بھی بے انتہا ضدی "اور اکھڑ و بدلحاظ۔۔۔۔ ہوتا بھی کیوں نا آخر "شاہ حویلی "کا لاڈلا سپوت "سردار براق شاہ تھا ہلکے عنابی ہونٹ کثرت سے سیگرٹ نوشی کے گواہ تھے ۔۔جو اس وقت بھینچے ہوئے تھے۔۔۔۔۔چوڑا سینہ اور مضبوط بازو اس کی باقاعدگی سے جم جانے کے غماز تھے مضبوط لمبی انگلیاں سٹیرنگ ویل پر بجتی کسی کے انتظار میں تھیں۔۔۔اچانک اس کی آنکھوں کی چمک بڑھی اور لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ آئی۔۔۔ جس سے اس کے ہلکے شیو والے بائیں گال پر ڈمپل پڑا جس نے اس کی وجاہت میں اور اضافہ کیا تھا۔۔۔ یہ مغرور شہزادہ شازو ونادر مسکراتا تھا لیکن ایسی مسکراہٹ صرف "اسی "کے لئے مختص تھی جو اب بھی اس کے سامنے موجود گیٹ پر کھڑی اپنی دوست سے مل رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سفید یونیفام جو خاصہ کھلا تھا مہرون حجاب سفید دو پٹے کی پٹی جس کے اطراف میں مہرون فال لگی تھی سفید اوورآل اور سادہ بلیک شوز میں ملبوس گندمی رنگت بڑے بڑی شہد رنگ آنکھیں تیکھی ناک اور باریک لبوں کے عین نیچے سیاہ تل جو اس کی گندمی رنگ پر بڑا پرکشش لگتا تھا۔۔۔۔ یہ تھی "علینہ احمد "میڈیکل کے فورتھ ائیر کی سٹوڈنٹ جو اس مغرور شہزادے کی یہاں موجودگی کی وجہ تھی۔۔ جسے اس نے 6 مہینے قبل اسی کالج کی ایک فیئرویل سرمنی میں دیکھا تھا۔۔۔جب وہ وہاں اپنے باپ کی جگہ "چیف گیسٹ "کی خیصیت سے ان کے بے حد اصرار پہ آیا تھا ۔۔۔آتے وقت وہ جتنا بے زار تھا جاتے وقت اتنا ہی مسرور تھا ۔۔۔ جسے آمریکہ جیسے آزاد ملک میں وہاں کی لڑکیوں نے اٹریکٹ نہیں کیا وہ عام نقوش والی اس ساحرہ کے سامنے کیسے ہار گیا ۔۔۔ پر کہتے ہیں ناکہ محبت رنگ و نسل ،مقام و مرتبہ کہاں دیکھتی ہے ۔۔۔

اسے اس سے محبت ہو گئی تھی۔۔۔ جس کے آگے گھٹنے ٹیکنے میں اسے محض ایک ہفتہ لگا تھا تبھی تو اس کی چھان بین نام و پتہ ڈھونڈنے کے بعد اسے دیکھنے کے لئے آتا ایک

دو بار اس نے علینہ سے بات کر نے کی کوشش کی مگر ہر بار وہ اسے کلاس ڈفرنس کا طعنہ دے کر راستہ بدل لیتی اور وہ ہر بار اسے دیکھ کر رہ جاتا کچھ اپنے سٹیٹس اور کچھ اس کی عزت کے خیال سے اس نے زبردستی نہیں کی تھی--- ورنہ دومنٹ میں اس کا دماغ درست کر دیتا آخر اس کی اگنورنس وہ اپنی ضدی فطرت کے خلاف بڑی مشکل سے برداشت کر رہا تھا ----لیکن آج وہ ہر صورت اس سے بات کرنا چاہتا تھا کیونکہ گھر میں مورے زور وشور سے عنایہ کے لئے راستے ہموار کر رہیں تھیں--- وہ سرعت سے باہر نکلا سیاہ ٹو پیس میں اس کی 6 فٹ کی ہائیٹ واضح ہوئی---- لمبے لمبے ڈاگ بھرتا وہ اس کی طرف بڑھا----------

روز کی طرح آج بھی اسے سامنے دیکھ کر علینہ کا حلق کڑوا ہو گیا ----مگر آج خلاف توقع وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلی شاید وہ بھی اس ڈرامے سے تنگ آ چکی تھی--- وہ تب تک کھڑی رہی جب تک وہ سامنے آکر رک نا گیا

سامنے موجود شخص اپنی لمبی ہائیٹ چوڑی بلٹ اور بے انتہا پرکشش نقوش سے کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل ہو سکتا تھا مگر سامنے "علینہ احمد "تھی جسے خوابوں میں رہنے کی عادت نہ تھی حالات نے اسے وقت سے پہلے بڑا کر دیا تھا---------

میں کئی مرتبہ آپ سے کہہ چکی ہوں کہ ہماری کلاس میں بے تحاشہ فرق ہے-- یہ" بات آپکو سمجھ نہیں آتی کیا ؟؟اور کس زبان میں سمجھاؤں جو آپ کو سمجھ آ جائے"----

نتھنے پھلا کر وہ دبا دبا چلائی تھی ----------

وہ اس کے نقوش ازبر کرنے میں مگن تھا کہ اسکے چلانے پر چونک گیا---نظر بے ساختہ اسکے لبوں کی طرف اٹھی اور لبوں سے پھسلت اس سیاہ "پہرے دار "پہ آ ٹھہری

----------جو ہر بار اسے نئے سرے سے بے چین کر دیتا اب بھی وہ اسے دیکھتے بے خود ہوا تھا --

اپنی بات کے جواب میں اس کی خاموشی اور اس کی بہودہ حرکت پر وہ نئے سرے سے اشتعال کا شکار ہوتی بجائے سخت بات کہنے کے جی بھر کر اس پر لعنت بھیجتی آگے

بڑھی۔۔۔کہ اس نے کمال جرائت سے ہاتھ بڑھا اس کی دائیں کلائی پکڑ لی جس پر وہ کرنٹ کھا کر مڑی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اگر میری بات تم تحمل سے سن لو گی تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔۔۔"

وہ اپنی بھاری گھمبیر آواز میں گویا ہوا۔۔الفاظ کے برعکس لہجہ وارنگ دیتا ہوا تھا

اطراف میں موجود کافی لڑکیوں اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر علینہ ذلت کے احساس سے مر جانے کی دعا کر رہی تھی۔۔۔ کسمسا کر ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی مگر مقابل شاید اسکے لئے تیار نا تھا لوگوں کی دلچسپ نگاہوں اور دبی دبی ہنسی نے علینہ کا فشار خون بڑھا دیا سخت طیش میں دانت پر دانت جما کر اس نے رکھ کر بائیں ہاتھ کا تھپڑ براق کے دائیں گال پر دے مارا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ مقابل اس جرات پر سناٹے میں گھرا کھڑا رہ گیا تھا کہ دھان پان سے اس وجود سے کہاں اسے یہ امید تھی؟؟؟ اسی لئے اسکے ہاتھ سے اس کی کلائی چھوٹ گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔

آج بابر صاحب شفٹ ہو کر گھر آرہے تھے اسلیے گھر میں افراتفری مچی تھی۔۔۔ابران نے گھر پر ہی ان کے لیے وارڈ بوائے کا انتظام کر لیا تھا جس کی وجہ سے ڈاکٹر نے انھیں ڈسچارج کر دیا تھا۔

انھیں لانے کے لیے ابران براق ہی گئے تھے باقی سب گھر میں تھے۔۔۔اس دن کے ہوئے سامنے کا ذکر کسی نے بھی بابر صاحب سے نہیں کیا تھا نا ہی انھوں نے بات کو چھیڑا تھا۔۔۔

اس دن روحا کو سامنے دیکھ کر بی جان کی جو حالت ہوئی سو ہوئی مگر ماہی کا دل ناجانے کیوں بے چین تھا اسیلیے وہ گم صم تھی سب نے اسکی اداسی کو بابر صاحب کی صحت سے مشروط کیا تھا۔۔مگر عنایہ انجان نہیں تھی۔۔۔وہ اسکے لیے فکرمند تھی۔۔۔مگر اصل پریشان تو وہ خود کے لیے تھی۔۔ ان دنوں آہل یہیں تھا اور اسکی پیغام دیتی

نظروں نے عنایہ کو سخت مشکل میں ڈال دیا تھا۔۔۔ بابر صاحب کی طبیعت خراب ہونے سے پہلے عالیہ بیگم نے ذکیہ بیگم سے رشتے کی بات کی تھی۔ اسے پورا یقین تھا کہ یہ بات یہیں ختم نہیں ہوئی تھی۔۔۔ ماموں کے ٹھیک ہوتے ہی یہ بات دوبارہ شروع ہو گی۔۔اور اگر اسے پتا چل گیا تو اسکا ریکشن کیا ہو گا اس بارے میں سوچتے اس کا دل بیٹھتا جا رہا تھا۔۔۔

اس کے دل میں نا براق کے لیے کچھ تھا نا ہی آہل کے لیے۔۔۔مگر پھر بھی وہ آہل کے منہ زور ہوتے جذبات سے خوفزدہ تھی۔۔۔اب اسکا جنون دیکھتے اسکا خوفزدہ ہونا بنتا تھا۔۔ان دنوں اسکی پوری کوشش تھی کہ جہاں وہ موجود ہو وہ وہاں سے غائب ہو جائے ۔۔۔آہل بھی اسکی فرار سے واقف تھا مگر صرف بابر صاحب کی وجہ خاموش تھا ورنہ دو منٹ میں اسکے فرار کے تمام راستے مسدود کر دیتا۔۔۔

حالات کس کروٹ بیٹھتے ہیں اس سے کو ئی واقف نا تھا اور یہی عنایہ کی پریشانی کا باعث تھا۔۔۔

اللہ کے کرم سے اب آپ ٹھیک ہیں۔۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ عنایہ کو براق اور ماہی کو "
"!!ابران کے عقد میں دے دیا جائے اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے بابر؟؟۔۔۔
وہ سب اس وقت بابر صاحب کے کمرے میں ان کے پاس بیٹھے تھے جو کافی بہتر نظر آرہے تھے۔۔۔جب بی جان نے بات کا آغاز کیا۔۔بات کے آغاز نے ہی سب پر بجلی گرائی تھی وہ سب حیران و پریشان بی جان کا چہرہ دیکھنے لگے تھے ۔۔۔۔
آہل کو لگا کسی نے اسکے وجود کے گرد بمب باندھ دیا ہو جو پھٹ کر اسکی زات کے پرخچے اڑا گیا تھا۔۔۔ اسکی ہستی لرز گئی تھی عنایہ کو براق کے ساتھ سوچتے ہوئے
بھی۔۔۔۔۔۔۔اسنے پتھرائی نظروں سے عنایہ کو دیکھا جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔۔ کسی نے اسکی انکھوں میں مرچیں بھر دی تھیں۔رگوں میں جیسے ابال آیا تھا اس سے پہلے کہ وہ غصے میں سب کچھ تہس نہس کرتا سرعت سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

کسی نے محسوس کیا ہو یا نا ہو مگر عنایہ نے نگاہیں اٹھا کر دور ہو تی اسکی پشت کو دیکھا تھا۔اسے خدشہ تو تھا مگر یہ سب اتنا جلدی ہو گا وہ یہ نہیں جانتی تھی۔۔۔آہل اگلے اقدام کو سوچتے ہی اسکا دل خوف سے بیٹھتا جا رہا تھا۔۔

ابران تو خیر موجود ہی نہیں تھا مگر دل کی خواہش کو یوں پورا ہوتے دیکھ کر ماہی خوشگوار حیرت میں مبتلا تھی۔۔وہ رب کا جتنا شکر کرتی کم تھا جس نے اسکی سن لی تھی اسکا دل تشکر کے احساس سے سجدہ ریز تھا۔۔۔۔

براق نے تو سن کر ہی چبھتی ہوئی نظروں سے عالیہ بیگم کو دیکھا جنہوں نے فورا نظریں چرائیں تھیں۔۔ان کو یوں فرار اختیار کرتے دیکھ وہ لب بھینچ گیا۔۔۔بابر صاحب کی صحت کے پیش نظر اس نے بات کو کسی اور وقت پر ٹال دیا۔۔

بابر صاحب کو روبہ صحت ہوتے دیکھ کر ابران آج ہی میٹنگ کے لیے کراچی گیا تھا۔۔۔آنے والے حالات اور ابران کے ریکشن کا سوچتے وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔۔۔

ضیغم تو اپنے دل کو اوائل مراحل پر ٹوٹتا دیکھ کر ساکت تھا کہ دل نے ابھی تو دھڑکنا سیکھا تھا کہ بی جان کی بات نے اسے روک دیا اور اوپر سے ماہی کے چمکتے چہرے نے باقی کسر پوری کر دی وہ سمجھ گیا کہ وہ اکیلا ہی اس آگ میں جلے گا۔۔۔۔

"جیسا آپ کو مناسب لگے بی جان !!۔۔ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ "

بابر صاحب کے بولنے سے پہلے ہی عالیہ بیگم نے حامی بھر لی۔۔۔اور وہ صرف خاموش بیٹھے انھیں دیکھ کر رہ گئے۔۔۔۔ ان کی بات سن کر ضیغم اپنے دل کی اس بربادی پر وہ اف بھی نا کر سکا تھا۔۔۔۔

میں تمہیں بتا نہیں سکتی عنا کہ میں آج کتنی خوش ہوں ۔۔۔اللہ سائیں نے کتنی "

" جلدی میری دعاؤں پر کن کہہ دیا ہے

کمرے میں آتے ہی عنایہ کے گلے لگتے ماہی بولتی چلی گئی۔۔۔۔اسے تین دن بعد پھر کلکھلاتے دیکھ عنایہ بھی مسکرا دی تھی۔۔۔

"اللہ تمہیں اسی طرح خوش رکھے تمہارا دامن خوشیوں سے بھر دے آمین۔۔۔۔۔ "
اسکے گال چوم کر عنایہ نے صدق دل سے دعا دی تھی ۔۔جس پر وہ آمیں کہتی اسکے گلے لگ گئی۔۔۔۔
ابران کے ریکشن کا سوچتے ہوئے عنایہ کشمکش کا شکار تھی کہ کیا وہ اس رشتے کو قبول کرے گا کیوں کہ اسکا سابقہ رویہ اسکے کے سامنے تھا ۔۔۔لیکن وہ یہ سب ماہی سے نہیں کہہ سکتی تھی ۔۔۔۔بس اسکے حق میں دعا کر سکتی تھی جو وہ پورے دل سے کر رہی تھی باقی اب جو
اس زات نے طے کیا تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔۔

آپ ریسٹ کریں مجھے کچھ کام ہے شام میں آپ کی اپوئنٹمنٹ ہے پھر چلیں گے "
"اوکے

وہ اور بابر صاحب اج کراچی آئے تھے جہاں انکا کمپلیٹ چیک اپ ہونا تھا انھیں ڈسچارج ہوئے آج ہفتہ ہو گیا تھا اسلیے وہ انھیں لے کر یہاں کے مشہور کارڈیالوجسٹ کے پاس آیا تھا۔۔۔وہ صبح یہاں پہنچے تھے شام کی اپوئینٹمنٹ تھی۔۔۔یہاں آنے کا مقصد صرف اور صرف علینہ سے ملاقات تھیتاکہ وہ اس سے دو ٹوک بات کر سکے۔۔۔۔اب بھی بابر صاحب کو آرام کا کہہ کر وہ گاڑی لے کر اسکے کالج کی طرف روانہ ہوا تھا۔۔۔ ابھی صرف ڈیڑھ بجا تھا اسکا آف ہونے میں آدھا گھنٹہ تھا اسی بارے میں سوچتے اسنے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔۔۔ 20 منٹ کی ڈرائیو کے بعد گاڑی عین اسکے کالج کے سامنے روک دی تھی اور نظریں سامنے ٹکا دیں جہاں گیٹ سے لڑکیاں نکل رہیں تھیں۔۔۔۔

سفید رنگت سبز آنکھیں ان میں موجود سرخ ڈورے ہلکی بڑھی ہوئی شیو سیاہ سوٹ اور گھنی مونچھوں میں وہ رف سے خلیے میں ماحول پر چھانے کی اہلیت رکھتا تھا۔۔۔انتظار سے اکتا کر اسنے سیگریٹ سلگایا۔۔۔

تھپڑ تھا یا بے عزتی کی انتہا ۔۔براق کو ایسا محسوس ہوا جیسے سرے عام علینہ نے اسے برہنہ کر دیا ہو۔۔۔ وہ تھپڑ کی شدت سے ساکت نہیں ہوا تھا بلکہ وہ اس ذلت سے پتھر ہوا تھا جو اس مجمعے کی نگاہوں سے اسے محسوس ہوئی تھی ۔۔اسی صدمے کی وجہ سے اسکے ہاتھ سے علینہ کی کلائی چھوٹ گئی ۔۔۔۔رگوں میں خون کی جگہ انگارے دوڑنے لگے تھے اسے لگا ضبط سے اسکی نسیں پھٹ جائیں گی ۔۔دانت پر دانت جما کر اسنے علینہ کو دیکھا جس کی رنگت فق تھی۔۔۔اسکے چہرے کو دیکھ کر اسنے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں

تھپڑ تو جوش میں اکر اسنے مار دیا تھا مگر اپنی فاش غلطی کا احساس اسے ہو گیا تھا کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ۔۔اگر جوابا وہ اسے تھپڑ جھڑ دیتا تو؟؟ اسکی کیا عزت رہ جاتی ۔۔مگر اسے خاموش کھڑے دیکھ کر وہ خوف سے زرد پڑ گئی تھی کہ اسکے چہرے پر چھایا غضب ہی اسکی زبان بند کر گیا تھا۔۔۔اسکی یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ تھی اسکی سرخ ہوتی انکھوں بھنچی ہوئی مٹھیوں اور گردن کی ابھرتی رگوں نے اسکا خون خشک کر دیا تھا۔۔۔۔وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔۔۔

" u will pay for it aina dear "

اسے یوں ڈر کر پیچھے ہٹتے دیکھ اور لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے اسنے گہرا سانس لے کر ضبط کیا۔۔۔ اور خاموشی سے آگے بڑھتے اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اپنی کار کی طرف چلا گیا۔۔۔

پیچھے اسکی دہکتی سانسوں کی گرمی اور لفظوں میں بسی وحشت اور جنون محسوس کرتی وہ اپنی جگہ ساکت ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ آگ کا گولا بنا سیدھا فلیٹ پر آیا تھا ۔ٹھاہ کی آواز سے دروازہ کھول کر اندر بڑھا ہی تھا کہ نظر سامنے ضیغم اور آہل پر پڑی۔۔ اور اسے دیکھتے ہی اسکا پارہ آسمان کو چھونے لگا۔۔۔۔۔ہفتہ پہلے ہوئی بات کے بعد وہ اب اسے دیکھ رہا تھا اس دوران اسنے اسے ہزاروں فون کیے مگر جواب ندارد۔۔ ضیغم سے پوچھنے پر جوب یہی ملتا کہ وہ گھر نہیں ہے

---وہ عنایہ کے لیے اسکے جزبات سے بے خبر نہیں تھا--پہلے اسے صرف شک تھا مگر اسکا یوں فرار اختیار کرنا اسکے شک کو یقین میں بدل گیا تھا-----اول تو اسکے چھپانے پر اسے غصہ آیا تھا لیکن اب اسکی انگنورنس نے اسے جلتے توے پر بٹھا دیا تھا------
وہ پچھلے ہفتے سے اسی فلیٹ پر تھا گھر سے فون آتا تو ضروری کام کا کہہ کر ٹال دیتا براق کا فون تو وہ سرے سے نظرانداز کر رہا تھا---اسے عجیب طرح کا اس پر غصہ تھا--آج ضیغم کے آنے پر وہ کمرے سے باہر آیا تھا ورنہ پچھلے ایک ہفتے سے وہ بند کمرے میں سیگریٹ پی پی کر اپنی جان ہلکان کر رہا تھا--
بکھرے بال ملگجے سے کپڑے ہلکی بڑھی شیو اور کثرت سے کی گئی سیگریٹ نوشی کی وجہ سے عنابی ماءل ہونٹ اسکی بکھری حالت نے ضیغم کا دل چیر دیا تھا وہ ابھی اپنے غم سے نہیں نکلا تھا کہ اس نئے انکشاف نے اسے ہلا دیا----
اسکی بکھری حالت دیکھ کر براق کا دل بھی دکھا تھا مگر اسکی بے اعتنائی پر غصہ غالب آگیا تھا---

دروازے کھلنے کی آواز پر دونوں نے سامنے دیکھا جہاں براق سرخ چہرے سمیت کھڑا آہل کو چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا ۔۔۔اسے دیکھ کر وہ بھی لب بھینچتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اس وہ آگے بڑھ کر اسکے مقابل آیا ہی تھا کہ اس کے کترا کے نکلنے پر وہ مزید غضب کا شکار ہوتا اسکی کلائی تھام گیا۔ جھٹکا دے کر اسے اپنے مقابل کھڑا کیا ۔۔براق کی اس حرکت نے آہل کا ٹمپر بھی لوز کیا وہ سنبھل کر سیدھا ہوتا جھٹکے سے اپنی کلائی آزاد کروا گیا۔۔۔۔

کیوں بزدلوں کی طرح منہ چھپا رہے ہو مرد بن کر حالات کا مقابلہ کیوں نہیں کرتے؟؟ "یوں فرار اختیار کرنے سے وہ تمہیں مل جائے گی؟ ۔"

اسکی اجنبی بن کر ہاتھ چھڑانے پر ضبط کھو کر چیخا ۔۔۔۔۔

"اپنی حد میں رہو براق۔۔۔۔میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔۔۔اسلیے بہتر یہی ہے مجھ سے دور رہو۔۔۔اور رہی بات اسکی تو۔۔ اسے تو میں حاصل کر ہی لوں گا دیکھتا ہوں وہ تمہاری کیسے ہوتی ہے۔۔"

اسکے چیخنے پر وہ بھی بلند آواز میں غرایا تھا۔۔
اسکی بے گانگی پر وہ غصے سے پاگل ہوتا اسکا گریبان پکڑ گیا۔۔۔
"میں بھی دیکھتا ہوں کیسے تم میری شکل نہیں دیکھتے ۔۔۔میں نے بی جان کو نہیں کہا کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔تو تو کیوں اتنا بھڑک رہا ہے۔۔۔بول؟؟۔۔"
وہ اسکے منہ پر چلایا تھا۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی اپنی صفائی پیش کی۔۔۔مگر وہ تو اسکے گریبان پکڑنے پر ہی آگ بگولا ہو گیا تھا۔۔۔۔
"تو نے نہیں کہا بی جان کو مان لیا مگر تو نے انکار بھی نہیں کیا کمینے۔۔۔۔یہ تیری غلطی ہے سنا تو نے ۔۔۔"

وہ اپنا گریبان چھڑا کر اسکے منہ پر مکا مارتے چیخا تھا۔۔۔

اسکے مکے پر وہ درد سے زرا سا جھکا تھا اپنے لبوں پر خون دیکھ کر وہ انگاروں پر لوٹتا لب بھینچ کر اس پر بل پڑا کم اہل بھی نہیں تھا آخر بلیک بیلٹ تھا دونوں ہار ماننے کو تیار نا تھے اس بیچ وہ لہو لہان ہو چکے تھے ۔۔۔۔۔

انھیں یوں ایک دوسرے کے مقابل دیکھ کر ضیغم اپنی جگہ ساکت تھا۔وہ یاروں کے یار تھے مگر یوں آج انھیں لڑتے مرتے دیکھ وہ حیرت سے مر جانے کو تھا ۔۔۔۔

دفتا وہ ہوش میں آتا ان کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

یہ کیا جاہلوں کی طرح لڑ رہے ہو ہاں؟؟؟۔۔۔براق نے بولا ہے نا کہ اسنے بی جان کو " نہیں کہا شادی کا تو تو کیوں بات کو بڑھا رہا ہے آہل۔۔ ہم بیٹھ کر بات کا حل نکال سکتے ہیں یوں لڑنے سے کیا ہو گا۔بس کرو۔۔۔"

دونوں کو ایک دوسرے سے دور رکھتے ہوئے وہ چلایا تھا۔۔اسے چلانے پر وہ ہوش میں آئے ۔۔۔لہو لہو ہوتے چہروں اور گہرے سانس لیتے ایک دوسرے کو خشمگیں نظروں سے

گھورتے وہ اپنے اپنے کمروں میں گھس گئے ۔۔پیچھے ضیغم اپنے سر پر ہاتھ رکھتا صوفے پر ڈھے گیا تھا۔۔۔۔

"اماں کیا بابا کا فیصلہ صحیح تھا۔۔؟؟ ؟۔۔۔ "

وہ عشاء کی نماز پڑھ کر باہر آئی تھی کہ اماں بی کو وظائف میں مشغول پایا ان کے فارغ ہونے پر وہ دل میں اٹھتے سوال کو زبان دے گئی۔۔ اسکے سوال پر انھوں نے بے ساختہ گہرا سانس لیا۔۔۔۔۔

" قسمت کا کسی کو نہیں پتا ہوتا میری جان ۔صرف دعا کی جاتی ہے لیکن شاہ سائیں نے اگر تمہیں اسے سونپا ہے تو سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ کیا ہو گا ۔۔کچھ تو ہو گا نا ورنہ وہ تمہیں اسے سونپتے ؟؟وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں تمہارے لیے غلط فیصلہ نہیں کر سکتے ۔تم بس اللہ پر بھروسہ رکھو۔۔۔"

وہ اسکی پیشانی چومتیں تسلی دیتے لہجے میں بولیں تھیں۔۔۔

ان کی بات پر وہ اندر ہی اندر پر سکون ہوتی سر ہلا گئی۔۔۔لیکن دل میں کہیں یہ بات بھی دبی تھی کہ کیا وہ اس گھر میں خوش رہ پائے گی جہاں اسکی ماں نا رہ سکی تھی۔۔۔ بابا کو دیکھ کر وہ سب کچھ ہار گئی تھی ۔۔۔ماں باپ کا رشتہ ہی کچھ ایسا ہوتا ہے جو انسان کو بے بس کر دیتا ہے ۔۔وہ بھی بے بس ہو گئی تھی۔۔۔اسنے سب کچھ اللہ کی زات کے سپرد کر دیا جو بہترین کارساز ہے ۔۔۔۔۔

اماں بی کے کھانا لگانے پر وہ کھانا کھا کر کمرے میں آگئی پچھلے کئی دنوں کی تھکن سے اسی لباس میں بستر پر لیٹتے ہی سو گئی۔۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا ۔۔۔اور ابران نے اپنے قدم آندر رکھے سامنے وہ نازک جان سو رہی تھی ۔۔۔۔وہ کراچی سے آرہا تھا ۔۔جب راستے میں اسے دیکھنے کا خیال آیا۔۔۔دل کی خواہش پر لبیک کہتے اسنے گاڑی شاہ ولا کی طرف موڑ دی۔۔جب وہ وہاں پہنچا رات کا ایک بج رہا تھا گارڈز نے اسے دیکھتے ہی دروازے کھول دیے تھے ۔۔وہ سیدھا روحا کے کمرے کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔۔۔جہاں وہ بے خبر سو رہی تھی۔۔ اب بھی اسے دیکھتے اسکی بھسری آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا ۔۔قدم قدم چلتا وہ اسکے بیڈ پر

دائیں طرف بیٹھ گیا۔۔وہ سیدھی سو رہی تھی نماز کے سٹائل میں کیا گیا سکارف جو ڈھیلا ہو گیا تھا مگر پھر بھی اس ہتھیار کو چھپا رہا تھا جس نے اسے اس دن بے چین کیا تھا ۔۔۔۔ہاتھ بڑھا کر اسنے دوپٹہ کھول دیا اور نگاہ سامنے سیاہ تل پر ساکت ہو گئی جو بڑی شان سے اسکی شہ رگ پر چمک رہا تھا۔۔۔اس تل کو دیکھتے اسکی آنکھیں دہکنے لگیں۔۔لب بھینچ کر اسکی بند پلکوں کو دیکھتے وہ اسکی شہ رگ پر جھکا اور بڑی نرمی سے وہاں اپنے لب رکھ دیے ۔۔۔لبوں کا اسکے وجود کو چھونا تھا کہ اسکا ساکت دل تیزی سے دھڑک اٹھا اور ابران کو ساکت کر گیا ۔۔۔اپنے دل کی بدلتی کیفیت پر وہ جھٹکے سے پیچھے ہٹتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔سامنے اسے ہنوز سوتا دیکھ کر اسکی آنکھیں جلنے لگیں۔۔۔ وہ اسکی تنہائیوں اور وحشتوں کی ساتھی تھی اسے سامنے پا کر وہ اپنے جنون میں کمی پاتا تھا مگر آج اسے زرا سا چھونے پر اپنے دل کی اس کیفیت پر وہ پریشان ہو گیا تھا ۔۔یہ سب نہیں ہوں چاہیے اسے دیکھ کر اسے وہ سب یاد آتا جو اسے پاگل کر دیتا تھا مگر اسے چھونے پر جو احساس اسنے محسوس کیا وہ بلکل نیا تھا ۔۔اس سے پہلے وہ ہار جاتا اور اپنا ضبط کھو دیتا ۔۔اس پر آخری نگاہ ڈالتے واپس مڑ گیا ۔۔۔

وہ واپس کس طرح آئی تھی یہ صرف وہ جانتی تھی اسکے آخری جملے نے اسے خوفزدہ کر دیا تھا۔اگر وہ وڈیرہ کچھ بھی کرتا تو وہ کیا کر لیتی اسکے تو پیچھے کھڑے ہونے والا بھی کوئی نہیں تھا۔۔تھپڑ تو مار دیا تھا مگر اب آیئندہ آنے والے حالات نے اسے خوفزدہ کر دیا تھا۔۔۔۔۔ گھر آنے تک اسنے خود پر قابو پا لیا تھا۔۔شام تک ان کے ساتھ باتیں کرتے وہ کافی حد تک بہل گئی تھی۔۔رات کا کھانا بھی خوشگوار ماحول میں کھایا گیا۔۔کھانا کھا کر سب کے اٹھتے ہی وہ بھی اٹھ گئی۔۔۔۔۔۔

وہ اندر سونے کے لیے آئی تھی۔۔آج جو کچھ ہوا تھا اسنے عصابی طور پر اسے تھکا دیا تھا۔وہ کپڑے چینج کر کے باہر آئی ہی تھی کہ سامنے کھڑے وجود نے اسکے ہوش اڑا دیے اس کی وہاں موجودگی اسکے وہم وگمان میں بھی نہیں تھی۔۔۔وہ پتھر کی مانند ساکت تھی۔سامنے کھڑے وجود کے چہرے پر سجی طنزیہ مسکراہٹ علینہ کا خون خشک کر رہی

تھی حیرت کی زیادتی سے وہ آواز تک نا نکال سکی۔۔۔اور نا اسکے قریب آنے پر حرکت کر سکی۔۔۔

وہ قدم قدم چلتا اسکے قریب آکر رکا اور بغور اسکے ہوائیاں اڑتے چہرے کو دیکھا۔۔ آنکھوں کی وحشت میں اضافہ ہوا تھا۔۔اسے اپنی جگہ ساکت دیکھ کر وہ ہلکا سا مسکراتا اسکی طرف جھکا۔اور گردن سے اٹھتی مہک میں گہرا سانس لیا۔۔۔اسکے کلون کی خوشبو اور بے باک حرکت نے علینہ کی دھڑکنیں روک دیں تھیں۔۔وہ اسکے مزید جھکنے پر سختی سے انکھیں میچ کر سانس روک گئی۔۔۔۔

اسے یوں سانسیں روکتا دیکھ کر براق نے ہولے سے اسکے کان کی لو کو دانتوں میں دبا لیا۔۔۔

"!!!سانس لو عینا !!!ورنہ تمہاری سانسیں میں خود روک دوں گا۔ "

لو کو لبوں سے سہلاتے اسنے پر حدت سرگوشی کی۔۔۔اسکے لمس اور جان لیوا سرگوشی پر وہ جو پہلے ہی حواس باختہ تھی اسکے بازوئوں میں جھول گئی۔۔۔

اسے یوں بے ہوش ہوتے دیکھ وہ بھی بوکھلا گیا سرعت سے اسے بانہوں میں بھر کر بیڈ پر ڈالا ۔۔۔اور نبض چیک کی جو معمول کے مطابق چل رہی تھی وہ خوف کی وجہ سے بے ہوش ہوئی تھی۔۔۔پانی چھڑکنا چاہا مگر پھر ارادہ ملتوی کر دیا۔بیڈ پر اسکے قریب بیٹھا بغور اسکے چہرے کو دیکھتے اسکے لبوں پر مسکان مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔۔۔ وہ صرف باہر سے بہادر بنتی تھی مگر اندر سے بلکل بزدل تھی ۔۔۔

تمہاری اس بہادری کا اوارڈ تو تمہیں میں ضرور دوں گا۔۔لیکن تب جب تم مکمل طور پر "میری ہو گی تب تک کے لیے آرام کرو ۔۔۔"

اسکی پیشانی چوم کر وہ اس پر آخری نظر ڈال کر کھڑکی کے راستے باہر کود گیا مگر کودتے ہوئے اس کمینے کی گئی دھلائی نے اسے تارے ضرور دکھا دیے تھے ۔۔۔۔اسے صلواتوں سے نوازتا گھر کی طرف مڑ گیا۔۔۔۔۔

"کہاں سے آ رہے ہو تم اس وقت؟؟ "

وہ پانی پینے کچن میں آیا تھا۔۔ داخلی دروازہ کھول کر براق کو اندر آتے دیکھ بری طرح چونکا وقت دیکھا تو رات کا تیسرا پہر تھا۔۔۔۔

وہ علینہ سے ملنے کے بعد سڑکوں پر آوارہ گردی کر کے ابھی لوٹا تھا ۔۔آہل کی آواز پر چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔۔

وہ سفید شرٹ اور بلیک ٹرائوزر میں ملبوس تھا۔۔ ماتھے اور گال پر نیل کے نشان تھے ہونٹ بھی سوجا ہوا تھا ۔۔۔۔

براق کا اپنا گال بھی سوجا ہوا تھا اور ٹانگ بھی درد کر رہی تھی جس پر اس کمینے نے کافی بے دردی سے مارا تھا ۔۔۔۔

دوپہر کے بعد وہ اسے اب دیکھ رہا تھا ۔۔ دوپہر اس سے لڑنے کے بعد وہ کمرے میں چلا گیا تھا ۔۔رات تک وہ خود پر ضبط نا کرتے ہوئے علینہ سے ملنے پہنچ گیا تھا ۔۔اسکا ارادہ اسے معمولی سا ڈرانے کا تھا مگر وہ تو بے ہوش ہو گئی تھی۔۔

"کام تھا"

اسکے سوال پر وہ گہرا سانس لیتا مختصراً گویا ہوا تھا ----

اسکے مختصر جواب پر آہل لب بھینچ گیا ---

"کافی پیو گے؟-- "

اسے کمرے میں جاتے دیکھ وہ جلدی بولا جس پر براق ایڑیوں پر گھوما تھا -- اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھا---

"کافی کا پوچھا ہے بت بننے کے لیے نہیں کہا میں نے------ "

اسے یوں ساکت دیکھ کر وہ چڑ کر بولا ----

اسکے چڑنے پر وہ حیرت سے نکلتا سر ہلا گیا --اور بالکونی کی طرف مڑ گیا۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ کافی کے دو بھاپ اڑاتے کپ لیے آہل بھی وہاں چلا آیا ----

"مل آئے اس سے ؟--- "

کافی دیر وہ خاموشی سے کافی پیتے رہے ۔۔مگر اس خاموشی سے اکتا کر آہل نے سنجیدگی سے پوچھا ۔۔براق بھی بغیر چونکے سر اثبات میں ہلا گیا ۔۔۔۔جب وہ عنایہ کے بارے میں جان سکتا تھا تو اسکے ہاتھ بھی کافی لمبے تھے ۔۔۔۔

"ایم سوری مجھے تمہیں یوں اگنور نہیں کرنا چاہیے تھا ۔۔ "

اسے پھر چپ ہوتے دیکھ آہل سے رہا نا گیا تو بول پڑا جس پر سوچوں میں گم براق چونک گیا ۔۔۔۔

"ہمم کوئی بات نہیں مجھے بھی اختیاط کرنی چاہیے تھی۔۔ "

کافی کا کپ خالی کر کے اسے ریلنگ پر رکھتے وہ آرام سے بولا ۔۔اسکا یہ آرام دہ جواب آہل سے ہضم نا ہوا تھا ۔۔

"کمینے یہ کیا معصوم بننے کی ایکٹنگ کر رہا ہے ؟۔میں تو جیسے تجھے جانتا نہیں نا۔۔۔۔ "

اسے زبردستی گلے لگا کر اسکی کمر تھپتھپا کر وہ ملامت کرتے ہوئے بولا ۔۔اسکی مضحکہ انگیز بات پر کافی دیر سے سنجیدہ رہنے کی ایکٹنگ کرتے براق کی ہنسی چھوٹ گئی ۔۔۔۔

وہ ایسے ہی تھے ایک دوسرے سے ناراض نہیں رہ سکتے تھے ۔۔۔۔

ان دونوں کو یوں چونچیں لڑاتے دیکھ ضیغم صدمے سے گنگ کھڑا تھا ----

واہ کیا بات ہے !!اس محبت پر میں قربان جائوں --کوئی دوپہر میں تم دونوں کو "
مرتے دیکھتا اور اب تمہیں چونچیں لڑاتے دیکھے---مجھے تو کسی قطار میں نہیں رکھا تم
دونوں نے--- تو نے بھی اپنی معشوقہ کا چھپایا اور اس کمینے نے بھی نہیں بتایا وجہ کیا
"ہے اس پردہ پوشی کی-؟

ان دونوں کو باری باری ملامت کرتے ہوئے وہ دکھ بھرے لہجے میں اپنے نادیدہ آنسو
صاف کرتا بولا تھا --اسکی تقریر سنتے ان دونوں ایک دوسرے کو اشارہ دیا اور "اٹیک "کا
نعرا لگاتے اسے دبوچ لیا ---رات کے اس وقت بھی فلیٹ ان تینوں کے قہقہوں اور
چیخوں سے گونج اٹھا تھا --------

آغا جان کی دھاڑ پر وہ دونوں وہیں رک گئے تھے-- زونا خوف سے کانپتی ان کا بازو دبوچ
گئی-----

یہ میرا بھی گھر ہے آغا جان اور میری بیوی ہونے کی حیثیت سے زونیرہ بھی یہیں "
"رہے گی-----

ان کی بات کے جواب میں بابر بھی تحمل سے بولے تھے مگر انکی بات نے آغا جان کو جلتے کوئلوں پر بٹھا دیا تھا-----وہ غضب سے کانپتے سرعت سے انکی طرف بڑھے تھے---------

اسے یوں اپنے سامنے گردن تان کر کھڑا دیکھ انھوں نے بغیر لحاظ کیے کھینچ کر دائیں ہاتھ کا تھپڑ انکے بائیں گال پر دے مارا ------تھپڑ کی آواز پورے ہال میں گونجی تھی ----بی جان نے لرز کر اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لیا ----عالیہ بیگم ڈھے جانے کو تھیں عائشہ بیگم نے سرعت سے تھام لیا ----

تھپڑ اس قدر زور کا تھا کہ بابر کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ گھلتا ہوا محسوس ہوا-----

اور زنیرہ تو اپنی جگہ ساکت تھی----

ہال میں واحد وجود جس کے چہرے پر مسکان تھی وہ روشن بائی تھی -- جو وہ چاہتی تھی وہ ہو گیا تھا -----

"حیثیت کی بات مت کرو بابر ---اس نیچ کی اتنی حیثیت نہیں ہے کہ وہ اس خاندان کی بہو بن سکے -- اس گھر کی بہو صرف عالیہ ہے اور میرے جیتے جی یہ ممکن نہیں کہ یہ بدزات اس گھر میں رہ سکے اگر تمہیں اتنا شوق ہے تو ان بدزاتوں کو لے کر اس گھر سے دفعان ہو جاؤ ---میں اس گھر میں یہ گندگی برداشت نہیں کر سکتا ---"

آغا جان اشتعال کا شکار ہوتے بولتے چلے گئے----ان کی بات نے جہاں روشن بائی کی مسکراہٹ غائب کی وہیں زونیرا مر جانے کو تھی ---اور بابر وہ تو ان کی اس قدر نفرت پر ساکت و جامد تھے --

بی جان نے ان کی اس قدر بے رحمانہ باتوں پر دل تھام لیا تھا---اس قدر سفاکیت کی امید نہیں تھی۔وہ انھیں روکنا چاہتیں تھیں مگر قدم انکاری تھے---

"بابا پلیز !!آپ کو کوئی حق نہیں کہ آپ کسی کی نسل کو جج کریں ---اب زونیرہ میری بیوی ہے میں اسکی بے عزتی برداشت نہیں کروں گا---"

زونیرہ کی فق رنگت دیکھ کر بابر سے رہا نا گیا تو بول اٹھا-----

یہ اگر تمہاری بیوی ہے تو وہ سامنے کھڑی وہ عورت بھی تمہاری بیوی ہے دو بچے ہیں "
"اسکے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے----
اسے زونیرہ کے حق میں بولتے دیکھ آغا جان سے برداشت نا ہوا تھا تو وہ عالیہ بیگم کی طرف اشارہ کرتے طنزیہ گویا ہوئے----
جو آنکھوں میں بے تحاشہ نمی لیے انھیں شکوہ کرتی نظروں سے دیکھ رہیں تھیں--ان کی آنکھوں میں موجود اذیت نے بابر کا دل دکھ سے بھر دیا------
میں دونوں بیویوں کو ایک ساتھ رکھنے کی اہلیت رکھتا ہوں بابا---اور آپ اس چیز سے "
"مجھے روک نہیں سکتے-----
ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ بغاوت بھرے لہجے میں بولے تھے --جس نے آغا جان کو انتہا پر پہنچنے پر مجبور کر دیا-----
عالیہ تمہارے ساتھ کہیں جائے گی یہ تمہاری بھول ہے --ہاں اگر تم اسکے ساتھ رہنا "
چاہتے ہو تو اسے بد زات اور اسکی بد نسل ماں کو یہاں سے دفع کرو ---ہم سب بھول

جائیں گے۔۔۔ورنہ دوسری صورت میں یہاں سے نکل جاؤ ہم سمجھ لیں گے کہ تم ہمارے لیے مر گئے۔۔۔۔۔"

انھوں نے غضب بھرے لہجے میں شرط رکھی ۔۔جسے سن کے زونیرہ کے اوسان خطا ہو گئے۔۔بی جان نے انکی بات پر سہارے کے لیے زوہیب صاحب کا ہاتھ تھام لیا جو خاموش تھے کہ آغا جان کے سامنے بولنے کا حق نہیں تھا۔۔۔۔۔۔جبکہ بابر کا خون بھی ابل اٹھا۔۔۔وہ بھی ہوش کو کھو کر جوش سے بولے تھے۔۔۔۔

"میں زونیرہ کو نہیں چھوڑوں گا بابا اور عالیہ بھی میرے ساتھ جائے گی ۔۔آگر آپ اسے نہیں بھیجیں گے تو ٹھیک ہے اسے یہیں رکھیں میں یہاں سے چلا جاتا ہوں ۔۔۔۔"

ان کے جزباتی فیصلے نے جہاں آغا جان کے قدم اکھاڑے تھے وہیں عالیہ بیگم ہوش سے بیگانہ ہوتیں عائشہ بیگم کی بانہوں میں جھول گئیں۔۔۔اور بی جان اپنے آشیانے کو یوں بکھرتا دیکھ کر اپنی دھڑکن رکتی محسوس کر رہیں تھیں۔۔۔۔

"بابا پلیز رک جائیں یہ سب ٹھیک نہیں ہے ۔ہم بیٹھ۔۔ "

زوہیب صاحب سے رہا نا گیا تو بول پڑے پر آغاجان کی دھاڑ نے ان کی زبان تالو سے چپکا دی۔۔۔۔

"نہیں زوہیب بیٹھ کر معاملات سلجھانے کا وقت گزر چکا ہے۔۔۔ٹھیک ہے اگر تم ایسا چاہتے ہو تو نکل جاؤ یہاں سے اور رہو ان نیچ لوگوں کے بیچ جب ان سے دل بھر جائے تو مڑ کر یہاں مت آنا۔۔ ایسی عورتیں اپنی روش نہیں بدلتیں بابر شاہ ۔۔۔۔۔نکل جاؤ اس گھر سے۔۔۔۔"

انھوں نے اسے اپنے دل پر پتھر رکھ کر فیصلہ سنا دیا تھا۔۔ان کے فیصلے نے بابر شاہ کا چہرہ متغیر کر دیا دل ایک پل کو لرزا۔۔۔اور آنے والے وقت میں یہ سچ ثابت کر دیا کہ یہ فیصلہ شاہ حویلی کی بربادی کا آغاز تھا۔۔۔اس بربادی کے آثار اگلے بیس سال بعد بھی تازہ تھے جس نے حویلی کے مکینوں کے دلوں کو زخمی ناسور بنا دیا تھا۔۔۔۔۔جو آج تک رستے تھے۔۔۔

روشن بائی نے اپنے لیے ایسے الفاظ سن کر دل میں ایسا غبار پالا جو طوفان بن کر حویلی کی جڑوں کو بہا کر لے گیا ۔۔۔جس نے تمام گھر والوں کے قدم اکھاڑ دیے تھے۔۔۔۔۔۔۔

آغا جان کا فیصلہ سن کر بابر نے بھی غصے میں آکر گھر کی دہلیز پار کر لی دل میں ماں کا باپ کا حتی کہ بیوی بچوں کا خیال بھی نا آیا ۔۔۔۔۔۔بی جان نے دھندلاتی نظروں سے اپنے لخت جگر کو اپنی نظروں سے دور ہوتے دیکھا روکنے کی سکت تک نا تھی ۔۔۔۔ جبکہ آغا جان اسے یوں اپنے لخت جگر کو دور ہوتے دیکھ کر کھڑے قد سے ڈھے گئے تھے

۔۔۔۔۔

کمرے میں گھپ اندھیرا تھا ایسے میں راکنگ چیئر پر بیٹھا وجود سیگریٹ پر سیگریٹ پھونک رہا تھا ۔۔۔جب سے وہ وہاں سے آیا تھا کسی کل چین نا تھا ۔۔۔ محض اسکی زرا سی قربت نے دل کی دنیا بدل دی تھی ۔۔۔ وہ اسکا جنون تھی اسکی وحشتوں کا قرار تھی۔۔ اسے دیکھ کر اسکا تڑپتا مچلتا دماغ پر سکون ہو جاتا تھا ۔۔۔۔مگر اسے دیکھ کر اسے اپنے خسارے

کے علاوہ اور بھی بہت کچھ یاد آتا تھا جو اسکی اذیت میں اضافے کا باعث تھا۔۔یہ حقیقت تھی کہ وہ اس وجود کا حصہ تھی جو اسکی بربادی کی وجہ تھا۔۔۔محبت کرنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔اسنے جس سے محبت کی وہ اس سے دور ہو گیا تھا اسلیے وہ اس جذبے سے کتراتا تھا۔۔اب بھی اپنے دل کی دنیا بدلنے سے پہلے وہ وہاں سے چلا آیا تھا۔۔۔۔۔۔

اسے سوچتے اسکی آنکھیں مزید سرخ ہو گئیں تھیں ایسا لگتا تھا ان سے لہو بہہ جائے گا ۔۔۔اسنے مزید ایک گہرا کش لیا اور اٹھ کر کھڑکی میں آکھڑا ہوا۔۔ سامنے آسمان پر موجود چاند کو دیکھا۔۔۔وہ جب بھی پریشان ہوتا اسی طرح چاند کو دیکھتا تھا۔۔۔بھوری آنکھوں میں غضب کی سرخیاں تھیں۔۔وہ سمندر کی مانند تھیں جو اوپر سے پرسکوت تھا۔۔ مگر اندرکیا کیا طوفان مچے تھے یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔۔۔۔

دفتا چاند میں کسی اور کا عکس ابھرا جسے دیکھ کر کھڑکی پر اسکی گرفت مظبوط ہو گئی ۔۔۔۔۔خفیف سے اشتعال کا شکار ہوتا وہ کھڑکی کا پردہ گرا گیا اور بیڈ کی طرف بڑھا ۔۔۔۔سائیڈ ٹیبل سے سلیپنگ پل لے کر لیٹ گیا جانتاتھاکہ ان کے بغیر سونا محال

ہے۔۔۔۔انکھیں موندنے سے پہلے جو شبیہ اسکی آنکھوں میں تھی وہ روحا کی تھی

۔۔۔۔۔

ایک قیامت تھی جو اس پہ ٹوٹی تھی۔ایسا لگتا تھا کہ وہ آج صحیح معینوں میں اکیلی ہو گئی ہے۔۔ آج لگ رہا تھا کہ اسکی ماں آج مری تھی۔۔ یہ سچ تھا کہ وہ اسکے لیے ماں سے بڑھ کر تھیں انھوں نے اسے تب سنبھالا تھا جب وہ بھری دنیا میں اکیلی ہو گئی تھی ۔۔ آج انھیں یوں سفید کفن میں انکھیں موندے دیکھ کر روحا کا دل پھٹ رہا تھا ۔۔ابھی دو دن پہلے ہی تو وہ بلکل ٹھیک تھیں مگر ایک بخار نے انھیں ہمیشہ کے لیے آنکھیں موندنے پر مجبور کر دیا تھا نا اسکی آہیں انھیں جگا پائیں نا اس کا چیخنا انھیں روک سکا ۔۔رات اسنے انھیں دوائی دے کر سلایا تھا مگر وہ ایسی سوئیں کہ صبح اٹھ ہی نا سکیں اور اسے تنہا کر کے ایسے سفر پر روانہ ہوئیں جہاں سے واپسی ناممکن تھی۔۔ جہاں سے آج تک کوئی نا لوٹ سکا تھا تو وہ کیسے لوٹتیں ۔۔۔۔

صبح وہ جب انھیں اٹھانے گئی تو انھیں ساکت دیکھ کر وہ خود پتھر ہو گئی تھی۔۔۔ ایسے میں رشیدہ تھی جس نے بڑی حویلی کال کر کے بابر صاحب کو اطلاع دی جو براق اور ابران کے ساتھ فورا وہاں آئے تھے ان کی اپنی کنڈیشن بھی ایسی نہیں تھی کہ انھیں اکیلا چھوڑا جاتا اسلیے براق اور ابران ساتھ تھے انھوں نے مل کر انکی تدفین کا کام سرانجام دیا تھا ۔۔روحا کو ساکت دیکھ کر انکا دل پھٹ رہا تھا اماں بی سے اسکی اٹیچمنٹ سے وہ بخوبی واقف تھے مگر جنازہ اٹھتے وقت سے لے کر اب تک اسکی خاموشی انھیں ہولا رہی تھی۔ انھیں ڈر تھا کہیں اسکی طبیعت نا بگڑ جائے ۔۔۔وہ اسکے پاس بیٹھے جو صوفے پر بیٹھی خلائوں میں گھور رہی تھی ۔۔۔اسکی انکھوں میں موجود ویرانی انھیں دہلا رہی تھی ۔۔۔

جانے والے کو روکا نہیں جاتا روحا۔۔ ان کے لیے دعا کی جاتی ہے۔۔ تم خاموش کیوں "ہو رو لو دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا ۔۔۔"

اسکا سر اپنے سینے سے لگاتے وہ بھرائے لہجے میں بولے تھے وہ انکے لیے بھی اہمیت کی حامل تھیں آخر انھوں نے ان کے دل کو اپنے سینے سے لگا کر رکھا تھا ۔۔۔۔ان کے سینے لگتے ہی اسکے ضبط کی انتہا ہوئی تھی وہ جو صبح سے نا روئی تھی اب روئی تو ہال میں

موجود لوگوں کی انکھیں نم کر گئی اسکے رونے میں اس قدر درد تھا جس نے سامنے کھڑے ابران کی آنکھیں سرخ کر دی تھیں۔۔ پشت پر بندھے ہاتھوں کی رگیں ابھر ائیں تھیں وہ صبح ہی کراچی سے آیا تھا جب بابر صاحب نے اسے یہ اطلاع دی وہ لوگ جب یہاں ائے تو اسے اسی طرح ساکت پایا تھا اور اب اسکا رونا اسکا ضبط آزما رہا تھا۔۔۔۔

روحا کی سسکیوں نے براق کا دل دکھ سے بھر دیا تھا۔۔۔ وہ واقف تھا سب سے زیادہ خسارہ اسکے نصیب میں تھا۔۔دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسنے اسکے سر پر ہاتھ رکھنا چاہا مگر وہ بابر صاحب کے بازوئوں میں بے ہوش ہو گئی ۔۔۔۔بابر صاحب کے اشارے پر فورا براق نے آگے بڑھ کر اسے بازوئوں اٹھایا اور اوپر کمرے میں لے گیا پیچھے سب لوگوں سے معذرت کر کے بابر صاحب بھی اوپر اسکے کمرے میں چلے گئے ۔رفتہ رفتہ ہال خالی ہو گیا تھا ایسے میں وہ وہاں اکیلا کھڑا تھا ۔۔اسکا زرد چہرہ نگاہوں کے سامنے سے ہٹ ہی نہیں رہا تھا ۔۔اسے اس وقت ناجانے کیوں غصہ آرہا تھا مٹھیاں بھینچ کر ایک سلگتی نگاہ اوپر کمرے پر ڈالی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا ۔۔۔گارڈ کے دروازہ کھولتے ہی اسکہ

کار گولی کی رفتار سے باہر نکل تھی ٹائر کی چرچراہٹ اوپر بابر صاحب نے باخوبی سنی تھی۔۔۔۔۔۔

بابا مجھے لگتا ہے کہ آپ کو اسے بتا دینا چاہیے کہ بی جان کیا چاہتی ہیں کیوں کہ اب " "روحا یہاں اکیلی نہیں رہ سکتی اور یہ بات آپ بھی جانتے ہیں ۔

ڈاکٹر کے جانے کے بعد براق روحا خے چہرے پر نظریں جمائے سنجیدگی سے بولا۔۔۔اسکی بے ہوشی کی وجہ بی پی لو تھا صبح سے وہ بھوکی تھی اسلیے بے ہوش ہو گئی تھی ڈاکٹر نے آرام کا کہا تھا۔۔۔ اسکی بات پر وہ سر اثبات میں ہلاتے بیڈ کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔۔۔

تمہارے معاملے میں مجھ سے بہت سی زیادتیاں ہوئیں ہیں میری جان-- وجہ صرف "
یہ تھی کہ تمہارا باپ مجبور تھا --میں نے ہمیشہ تم سے محبت کی ہے --آخر تم اسکی
نشانی ہو جو ازل سے میرے دل میں بستی ہے تو پھر تم سے میں نفرت کیسے کر سکتا
"ہوں روحا --

اسکی پیشانی چوم کر وہ اپنی کوتاہیاں گن رہے تھے مگر سننے والی سننے کی حدود سے مبرا تھی
--لیکن براق سب سن رہا تھا ان کی بات سن کر دل میں کہیں ٹیس سی اٹھی تھی ---
یہ سب قدرت کے فیصلے تھے یہ سوچ کر وہ خود کو کمپوز کر گیا اور گہرا سانس لے ان کی
طرف بڑھا جو آنسوؤں سے رو رہے تھے---
وہ سب جانتی ہے بابا اور آپ مجرم نہیں ہیں بس حالات آپ کے حق میں نہیں تھے "
"--پلیز خود کو سنبھالیں ----
وہ انھیں اپنے سینے سے لگا کر انھیں تسلی دیتے لہجے میں بولا --اسکی تسلی نے ان کا
دل مزید بوجھل کر دیا تھا --اسکے سینے میں منہ چھپا کر وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر

رو دیے --ان کی تڑپ محسوس کرتے براق کی آنکھیں بھی نمی سے بھر گئیں تھیں---یہ نمی برسوں کی دبی ہوئی تھی جو آج باہر نکلی تھی اسنے انھیں رونے دیا تاکہ وہ اپنا غبار نکال سکیں ----

وہ ناجانے کون کون سے دکھوں کو رو رہے تھے --سب سے بڑا دکھ تو یہی تھا کہ وہ اس وقت اس کے پاس نہیں تھے جب اسے ان کی سب سے زیادہ ضرورت تھی --انکی محبت نے کب آخری سانسیں لیں یہ وہ جان ہی نا پائے تھے--بے خبر رہے اور یہ بے خبری انھیں بے موت مار رہی تھی----وہ تب وہاں پہنچے جب وہ ان کے انتظار سے تھک کر آنکھیں موند گئی تھیں ---ان کا لٹھے کی مانند سفید چہرہ آج بھی انکے تخیل میں زندہ تھا --وہ آج بھی دل کے ہر کونے میں ازیت کی لہریں اٹھتیں محسوس کرتے تھے---

کاش وہ اس وقت اس کے پاس ہوتے وہ انکی بانہوں میں دم توڑتی مگر یہ ان کے نصیب میں نہیں تھا جس کی کسک وہ پچھلے بیس سال سے محسوس کر رہے تھے --ان کے ایک جزباتی فیصلے نے ان کے سارے خاندان کو اجاڑ دیا تھا -----

کافی سارا رونے کے بعد وہ خود کو کمپوز کرتے سیدھے ہوئے تھے۔۔ براق کو دیکھا جو لب بھینچے خاموش نظروں سے انھیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

" میں تم سے بھی تو زیادتی کی ہے براق۔۔کیا تمہیں مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہے؟ " اسکی خاموشی پر وہ اسکا ہاتھ تھام کر بولے تھے۔۔

یہ سب قسمت کے کھیل تھے بابا اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں تھا۔۔خود کو ہلکان " "مت کریں۔۔

ان کے لہجے میں اٹھتی تڑپ پر وہ سرعت سے انکے ہاتھ چومتا بولا تھا۔۔۔ اسکی بات پرانھوں نے اپنے اندر سکون اترتا محسوس کیا تھا۔۔۔۔۔

ہمم تم اب جائو میں آج یہیں رکوں گا۔۔۔اور شاید ابران بھی یہاں آجائے ۔۔تو تم گھر " "جائو سب پریشان ہوں گے۔۔۔

وہ اسے کہہ کر روحا کی طرف متوجہ ہوگئے ۔۔اور براق سر ہلا کر باہر نکل گیا۔۔۔۔یہ تو وہ بھی جانتا تھا کہ اسکا گھر ہونا ضروری تھا۔۔۔۔۔

سڑکوں پر آوارہ گردی کرتے اسے کافی دیر ہو گئی تھی۔۔۔ مگر سکون تھا کہ آکر نہیں دے رہا تھا ایک بے چینی نے اسکے پورے وجود کا احاطہ کیا ہوا تھا ۔۔۔ آج اسے یوں ساکت و جامد دیکھ کر وہ اپنے اندر سناٹے اترتے محسوس کر رہا تھا ۔۔۔۔دل کو کسی کل قرار نا تھا ۔۔۔وہ خود بھی نہیں جانتا کہ وہ کیا چاہتا تھا۔۔ اپنی یہی لاعلمی اسے بے سکون کیے ہوئے تھی ۔۔وہ وہاں سے تو نکل آیا تھا مگر اپنا دل و دماغ سب وہیں چھوڑ آیا تھا ۔۔مگر اپنے اس خالی وجود کا کیا کرتا اسے لگتا تھا بابا مورے کے جانے کے بعد وہ پتھر ہو گیا ہے مگر آج اسکی آنکھوں میں موجود درد نے اسکے دل میں شگاف ڈال دیے تھے ۔۔۔وہ سالوں سے سمجھتا رہا اسکے سینے میں دل نہیں بلکہ پتھر دھڑک رہا ہے مگر آج حد سے بڑھتی بے چینی گواہ تھی کہ ابران شاہ کے سینے میں موجود پتھر جذبات رکھتا ہے۔۔۔۔اسکی بے ہنگم دھڑکن اسے عجیب طرح سے بے چین کیے ہوئے تھی۔۔۔لیکن دل کا یہ دھڑکنا کسی کی

سانسوں میں رکاوٹ بنتا ہے یا انکی روانگی کا سبب بنتا ہے یہ وقت نے طے کرنا تھا

کافی دیر خود سے لڑنے کے بعد تھک کر اسنے کار شاہ ولا کی طرف موڑ دی۔۔تھوڑی دیر پہلے براق کہ کال آئی تھی۔اور اسنے بتایا تھا وہ گھر جارہا بابا وہاں اکیلے ہیں اسلیے وہ وہاں چلا جائے۔۔۔۔۔اب وہاں واپس جاتے ہوئے اسکا دماغ مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وقت نے پھر خود کو دہرایا تھا۔۔۔فرق صرف دہلیز پر کھڑے نفوس میں پڑا تھا ۔۔بیس سال پہلے وہاں بابر صاحب کھڑے تھے اور آج وہاں ابران کھڑا تھا ۔۔۔بیس سال پہلے ان کے ساتھ جو چہرہ کھڑا تھا وہ چہرہ آج ابران کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔فرق کیا تھا تباہی تب بھی آئی تھی اور تباہی اب بھی آئی تھی ۔۔بی جان کا دل بیس سال پہلے بھی ساکت ہوا تھا اور ان کا دل آج بھی ساکت تھا ۔۔کسی کا دل تب بھی ٹوٹا تھا اور کسی کا دل آج

بھی ٹوٹ کے بکھرا تھا اور کسی کو کانو کان خبر بھی نا ہوئی تھی۔۔۔۔شاہ حویلی کا شیرازہ تب بھی بکھراتھا اور اب بھی بکھرتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

لیکن وہ یہ بھول گئیں تھیں کہ تب مقابل بابر صاحب تھے مگر آج مقابل ابران شاہ تھا جو حالات کو اپنے مطابق ڈھالنا جانتا تھا ۔۔۔آج تک اسکے آگے کون ٹھہرا تھا جو آج ٹھہرتا۔۔۔وہ ٹکر لینے والوں میں سے تھا۔۔۔ ہوائوں کا رخ بدلنا جانتا تھا کیوں کہ وہ ابران شاہ تھا ۔۔اور بے شک اسے ایسا ہی ہونا تھا ۔۔۔۔

گاڑی پارکنگ میں کھڑی کرتے وہ سیگریٹ بجھا کر اندر کی طرف بڑھ گیا ۔۔ماتھے پر بے شمار سوچوں کے جال بچھے تھے ۔۔ بھوری آنکھوں میں غضب کی سرخیاں تھیں جو اسے مزید پر کشش بناتیں تھیں۔۔۔ وہ سیاہ سوٹ اور سیاہ ہی مردانہ شال میں اپنی دراز قامت سے پورے ماحول پر چھایا ہوا تھا ۔۔بالوں کی پونی جس میں سے کچھ لٹیں اسکے بائیں گال

پر جھول رہیں تھیں ۔۔سیگریٹ نوشی سے سیاہی مائل ہوتے لب بھینچے ہوئے تھے ۔۔۔مضبوط چال چلتا وہ جانے کیا سوچ کر سیدھا روحا کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔جہاں کی روشن لائٹ اس بات کی گواہ تھی کہ بابر صاحب وہیں موجود تھے ۔۔اسنے اپنی کلائی پر موجود رولیکس میں وقت دیکھا جہاں رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا ۔۔

دروازہ کھولا تو نظر سامنے روحا پر پڑی جو دنیا مافیہا سے بے خبر سو رہی تھی سوتے میں اسکے چہرے پر اس قدر معصومیت تھی جسے ابران بھی کئی پل بنا پلکیں جھپکائے دیکھتا رہا۔۔۔ راکنگ چیئر پر بیٹھے بابر صاحب ہلکا سا کھانسے تو وہ ہوش میں آتا سرعت سے نظروں کا زاویہ بدل گیا۔۔۔ اپنے جذبات پر اسے کافی کنٹرول تھا۔۔۔کیا ہوا اگر اسکا دل روحا کے معاملے میں دغا دے گیا تھا۔۔مگر وہ اپنے دل کی لگامیں کسنا اچھی طرح جانتا تھا اب بھی وہ بڑے آرام سے اپنے دل پر پائوں رکھ کر کھڑا تھا ۔۔اور ایسا صرف وہی کر سکتا تھا کیونکہ وہ ابران شاہ تھا جسے لوگ اتنا ہی جانتے تھے جتنا وہ چاہتا تھا۔۔۔ وہ ایک سمندر کی مانند تھا جس کی تہوں میں دفن رازوں سے کوئی بھی واقف نا تھا اور نا ہی اسنے کسی کو اتنا اختیار دیا تھا ۔۔۔۔۔

"آگئے تم !کھانا کھایا ہے ؟؟رشیدہ سے بولوں-- "

اس کی طرف متوجہ ہو کر بابر صاحب نے نرمی سے پوچھا ---

" نہیں بھوک نہیں ہے چاچو لگے گی تو کھا لوں گا آپ بے فکر رہیں "

وہ بھاری لہجے میں سہولت سے انکار کر گیا جس پر وہ سر ہلا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی شال درست کرتے باہر بالکونی میں نکل گئے --صاف اشارہ تھا وہ بھی پیچھے آئے اسلیے وہ بھی گہری سانس بھرتا روحا کو ایک نظر دیکھ کر انکے پیچھے باہر آگیا جہاں ٹھنڈی ہوئیں چل رہیں تھیں ----لیکن وہ دونوں اس سب سے بے نیاز تھے --

"کیا بات ہے چاچو---آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟؟ -- "

انھیں کافی دیر خلائوں میں گھورتا پا کر وہ سنجیدگی سے بولا---اسکی درست کیاس آرائی پر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئے---

" میں نے روحا تمہیں نہیں سونپی ابران---اپنا دل سونپا ہے اس یقین کے ساتھ کہ تم اسے سنبھال کر رکھو گے --چاہے حالات کیسے بھی ہوں ۔ کیا میرا یہ یقین غلط ہے؟--"

سامنے دیکھتے ہوئے انھوں نے پوچھا --

" سب کے جانے کے بعد آپ میرے لیے محترم ہیں چاچو--- آپ کے روحا کو لے کر احساسات سے بھی میں واقف ہوں-- اگر آپ نے اسے میرے حوالے کیا ہے تو جو بھی سوچ کر کیا ہے اس میں مجھے ثابت قدم پائیں گے --میں لمبے لمبے وعدے نہیں کروں گا --بس اتنا کہنا چاہوں گا کہ مجھے رشتوں کا پاس رکھنا آتا ہے----"

انکے عدم تحفظات کو سمجھتے ہوئے اسنے لمبی مگر ٹھوس بات کی جس نے بابر صاحب کا دل سکون سے بھر دیا تھا--- وہ پرسکون ہوتے مسکرا دیے --

انھوں نے حالات کو سمجھتے اسے بی جان کی خواہش کا بتا دیا --انکی بات بغور سنتے اسکے مسکراتے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی چھائی تھی --لب بھینچ کر اسنے اپنے غصے کو ضبط کیا تھا--- پشت پر بندھے ہاتھوں کی نیلی رگیں ابھر آئیں تھیں ----

میں تمہیں ان کے خلاف کھڑے ہونے کے لیے نہیں کہہ رہا۔۔۔ میں صرف اتنا چاہتا" ہوں جو حق روحا کو میں نہیں دلا سکا وہ تم دلا دو ۔۔اور وہ بس میری نظروں کے سامنے "رہے۔۔

انھوں نے مدھم آواز میں بولے۔انکے لہجے میں گزرے برسوں کی کسک تھی۔۔۔۔

میں سب جانتا ہوں چاچو آپ بے فکر رہیں سب بہتر ہو گا ۔۔اب اجازت دیں صبح ملتے " ہیں ۔۔

آنکھیں چراتے اسنے مختصر کہہ کر اجازت چاہی۔۔۔وہ سمجھ گئے تھے وہ مزید اس ٹاپک پر بات نہیں کرنا چاہتا اسلیے انھوں اس کا کندھا تھپتھپایا اور اسے اجازت دی ۔۔۔ وہ مضبوط قدموں سے چلتا باہر نکل گیا ۔۔۔اسکے جانے کے بعد وہ آسمان کی طرف متوجہ ہو گئے جہاں چاند میں ابھرتا ایک مسکراتا چہرہ انکے دل کو بے چین کر گیا تھا۔۔۔۔

"کیا بات ہے وہ دونوں رات وہیں رکے تھے؟؟ "

سب اس وقت ڈائینگ ہال میں بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے جب براق کو دیکھ کر انھوں نے ابران اور بابر صاحب کی غیر موجودگی کا پوچھا۔۔۔۔ ۔۔۔۔

بابا رات کو وہیں رک گئے تھے اور ابران کا مجھے نہیں پتا کے وہ کہاں ہے کیونکہ وہ " "وہاں سے نکل آیا تھا ۔۔

کندھے اچکا کر براق نے بڑی صفائی سے جھوٹ بولا تھا۔۔۔ جس پر کچھ کہنے کے بجائے بی جان سر ہلا گئیں ۔۔۔

میں نے کچھ کہا تھا جس کا مجھے خاطر خواہ جواب نہیں ملا ۔۔۔عالیہ کیا تم نے بابر سے " "اس بارے میں کوئی بات کی وہ کیا کہتا ہے ۔۔؟؟۔۔

انھوں نے عالیہ بیگم کو دیکھ کر سوال کیا جنھوں نے شکوہ کناں نظروں سے براق کو دیکھا تھا۔۔

نہیں بی جاں میں نے بات نہیں کی واپس آئیں گے تو بات کر لوں گی اور جہاں تک " ماننے کے بات ہے ہم اگر مان بھی جائیں تو بچے نہیں مانیں گے اسلیے آپ ایک بار ان "سے پوچھ لیں وہ کیا کہتے ہیں ۔۔

انھوں نے مدھم لہجے میں ساری بات بی جان کے گوش گزار کی جس پر وہ چونک گئیں تھیں ---

"کون ہے جسے یہ فیصلہ قبول نہیں ہے کیا بچیوں نے کچھ کہا ہے عالیہ--؟-- "

انھوں نے سنجیدگی سے عالیہ بیگم سے سوال کیا تھا ہال میں موجود باقی نفوس خاموش تماشائی تھے --ان کے سوال پر وہ خاموش رہیں تھیں ---

بات دراصل یہ ہے بی جان بچیوں نے کچھ نہیں کہا آپ ایک بار ابران اور براق سے "پوچھ لیں ان کی کیا رائے ہے---"

انھیں چپ دیکھ کر عائشہ بیگم نے دبے لفظوں میں انھیں معاملہ سمجھانے کی کوشش کی جس پر بی جان سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئیں تھیں ---

ہمم !سہی ہے اس بارے میں بعد میں بات کریں گے کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے شروع کریں " سب"

ماہی اور عنایہ کو کچن سے باہر آتے دیکھ انھوں نے بات بدل دی تھی۔۔سب خاموشی سے ناشتہ کرنے لگے تھے ۔۔۔باقی بچے سکول چلے گئے تھے عنایہ اور ماہی ان دنوں گھر پر تھیں ۔۔۔۔

کھانا کھاتے بی جان کے چہرے پر بے شمار سوچوں کے جال تھے ۔۔۔ان کا دل ناجانے کیوں خدشات تلے دبا کانپ رہا تھا ۔۔جیسے کچھ ہونے والا ہو ۔۔۔

شام کو آپ میری سٹڈی میں آیئے گا براق آپ سے بات کرنی ہے"۔۔ "

کھانا کھا کر اٹھتے ہوئے انھوں نے اسے حکم دیا جو خاموش تھا جانتا تھا یہ وقت ضرور آئے گا جسکے لیے وہ ذہنی طور پر تیار تھا۔انکے حکم پر وہ سر ہلا گیا ۔۔۔اپنی شال جھٹکتیں وہ ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گئیں۔۔ باہر ابران کی گاڑی کا ہارن بجا تھا ۔۔انکے اٹھتے ہی باقی سب بھی آہستہ آہستہ اٹھ گئے ۔۔۔

"اسلام و علیکم بی جان!!۔۔ "

وہ ہال میں کھڑیں ابران کا انتظار کر رہیں تھیں جب اسکے بھاری آواز گونجی وہ چونک کرمڑیں تھیں مگر سامنے کے منظر نے انھیں پتھر کر دیا تھا ----

وقت نے پھر خود کو دہرایا تھا---فرق صرف دہلیز پر کھڑے نفوس میں پڑا تھا --بیس سال پہلے وہاں بابر صاحب کھڑے تھے اور آج وہاں ابران کھڑا تھا ---بیس سال پہلے ان کے ساتھ جو چہرہ کھڑا تھا وہ چہرہ آج ابران کے ساتھ کھڑا تھا---فرق کیا تھا تباہی تب بھی آئی تھی اور تباہی اب بھی آئی تھی --بی جان کا دل بیس سال پہلے بھی ساکت ہوا تھا اور ان کا دل آج بھی ساکت تھا --کسی کا دل تب بھی ٹوٹا تھا اور کسی کا دل آج بھی ٹوٹ کے بکھرا تھا اور کسی کو کانو کان خبر بھی نا ہوئی تھی----شاہ حویلی کا شیرازہ تب بھی بکھراتھا اور اب بھی بکھرتا محسوس ہو رہا تھا----

لیکن وہ یہ بھول گئیں تھیں کہ تب مقابل بابر صاحب تھے مگر آج مقابل ابران شاہ تھا جو حالات کو اپنے مطابق ڈھالنا جانتا تھا ---آج تک اسکے آگے کون ٹھہرا تھا جو آج ٹھہرتا---وہ ٹکر لینے والوں میں سے تھا--- ہوائوں کا رخ بدلنا جانتا تھا کیوں کہ وہ ابران شاہ تھا --اور بے شک اسے ایسا ہی ہونا تھا ----

ابران کے ہاتھ میں موجود روحا کا ہاتھ ماہی کی ہستی اجاڑ گیا تھا پکڑنے کے استحقاق نے اس پر واضح کر دیا تھا ان دونوں کے مابین رشتہ کمزور ہرگز نہیں ہے --وہ آج اپنی ہستی سمیت زلزلے کی زد میں تھی ---گرے آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گیئں تھیں--

ابھی تو اسکے سنگ زندگی گزارنے کے خواب دیکھنا شروع کیے تھے مگر وہ خواب تو اس کی آنکھوں میں ہی ٹوٹ کر کرچیوں کی صورت بکھر گیئے-- جن کی چبھن سے اسکی آنکھوں سے سیل رواں ہوتا گالوں پر بہنے لگا ---جو اسکی ہار کا واضح اعلان تھا ----

براق جانتا ان کی آمد سے ایک طوفان آٹھے گا مگر وہ طوفان اتنی جلدی آجائے گا یہ اسکے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا --اب انھیں یوں دہلیز پر کھڑے دیکھ کر اسے بھی حالات کی سنگینی کا احساس ہو رہا تھا کہ حالات کس قدر بگڑ سکتے تھے ----

یہ سب کیا ابران یہ یہاں کیا کر رہی ہے اور اگر آ بھی گئی ہے تو تمہارے ہاتھ میں اسکا "ہاتھ کیوں ہے ؟؟--"

انھوں نے کانپتے لہجے میں استفار کیا تھا ان کے لہجے کی لرزش ابران نے بھی محسوس کی تھی --وہ جانتا تھا حالات کا مقابلہ تو کرنا ہی تھا کبوتر کی طرح انکھیں بند کر لینے سے کچھ

نہیں ہونا تھا ۔۔اسلیے اسنے گردن اکڑا کر اپنے مخصوص دوٹوک لہجے میں جواب دیا جو ہال میں کھڑے تمام لوگوں پر بجلی بن کے گرا ۔۔۔

"یہ میری بیوی ہے بی جان اسلیے جہاں میں رہوں گا یہ بھی وہیں رہے گی ۔۔ "

اسنے واضح لفظوں میں اسکی حیثیت واضح کر دی تھی اسکے واضح جواب نے ماہی کو کھڑے قد سے ڈھا دیا تھا وہ زمین بوس ہو جاتی اگر پاس کھڑی عنایہ اسے نا سنبھالتی ۔۔۔۔

بی جان نے آج سہی معینوں میں خود کو بے بس پایا تھا کہ آج انکے مقابل ان کی اپنی جان تھا جس سے وہ قطع تعلق نہیں کر سکتیں تھیں ۔۔بہتی آنکھوں سے انھوں نے شکوہ کناں نظروں سے بابر صاحب کو دیکھا جو خاموش کھڑے یہ سب دیکھ رہے تھے ۔۔۔انھیں مشکل لگا تھا کوئی بھی فیصلہ لینا اس پہلے کہ وہ ڈھے جاتیں لرزتے قدموں سے مڑ کر وہ اپنے کمرے کی جانب چلیں گئیں تھیں۔۔ان کی پشت دیکھتے روحا کی آنکھوں کی نمی بڑھ گئی تھی وہ بڑی مشکل سے اسکے سہارے کھڑی تھی جو سب پر اسکی خیثیت واضح کر گیا تھا۔۔ مگر بی جان کی خاموشی نے اسکے دل میں خنجر گھونپے تھے ۔۔ صبح سے

بھوکے پیٹ اور حالات کی سنگینی نا برداشت کرتے ہوئے وہ ابران کے بازئوں میں جھول گئی ۔۔جسنے سرعت سے اسے سنبھالا تھا ۔۔

بس کر دو ماہی۔۔۔ یہ سب قسمت میں تھا یوں رو کر خود کو ہلکان مت کرو ۔۔رونے سے کیا ہو گا۔۔"

وہ جب سے کمرے میں آئی تھی روئے جا رہی تھی کافی دیر سے اسکا رونا برداشت کرتے عنایہ نے نرمی سے سمجھایا تھا۔۔۔

میں جانتی تھی وہ میری قسمت میں نہیں ہے۔۔ مگر بی جان کی بات کے بعد لگا شاید" وہ میرا ہو جائے ۔۔۔میں نے 4 سال خود کو تسلیوں سے بہلایا ہے عنا۔۔مجھے امید تھی ایک دن وہ میرا ہو جائے گا ۔۔مگر آج اسکی بانہوں میں اسے دیکھ کر مجھے سمجھ آگئی ہے

کہ میں سراب کے پیچھے بھاگتی رہی اور دیکھو آج منہ کے بل ایسی گری ہوں کہ چاہوں بھی تو اٹھ نا پاؤں۔۔۔۔"

وہ یاسیت سے بولتی اس وقت واقعی قابل رحم لگ رہی تھی ۔۔اسکی سوجی سرخ آنکھیں اسکا درد سے بھرپور لہجہ عنایہ کو ساکت کر گیا تھا ۔۔۔وہ چاہ کر بھی اپنی آنکھیں نم ہونے سے بچا نہیں پائی تھی ۔۔یک طرفہ محبت بہت درد دیتی ہے اور اسکی زندہ مثال اس وقت ماہی لگ رہی تھی۔۔۔سیاہ سوٹ میں زرد رنگت اور کپکپاتے لب اسکی ہار کا چیخ چیخ کر اعلان کر رہے تھے۔۔۔وہ ایک ایسے مسافر کی مانند لگ رہی تھی جو اپنا سب کچھ لٹا چکا ہو۔۔۔۔۔

"اگر تم جانتی تھی کہ وہ تمہارا نصیب نہیں تھا تو اپنے قدم پیچھے کیوں نہیں لیے تم نے؟۔۔"

وہ چاہ کر بھی خود اس سوال سے روک نا پائی تھی۔۔۔اسکے سوال پر ماہی نے آنسوؤں بھری نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

"میرے بس میں کچھ نہیں تھا عنا !!میں اسے جب جب دیکھتی تھی تو مجھ سب بھول جاتا تھا حتی کہ اپنا آپ بھی اور دیکھو اللہ نے آج کیسے مجھے منہ کے بل گرایا ہے کیونکہ وہ شراکت پسند نہیں کرتا---"

اسکے جواب نے عنایہ کو گونگا کر دیا تھا واقعی وہ محبت میں اسقدر آگے نکل گئی تھی کہ آج جو دھکا اسے لگا تھا اسنے اسکی ہستی اجاڑ دی تھی --اور ماتم کرنا تو بنتا تھا نا --بے ساختہ عنایہ نے بلکتی ماہی کو سینے سے لگا لیا اور یہ تھی اسکے ضبط کی انتہا وہ جو گھٹ گھٹ کر رو رہی تھی عنایہ کے گلے لگ کر اسقدر وحشت سے روئی کہ ایک پل کے لیے وہ بھی گھبرا گئی تھی ---اسکے رونے میں اسقدر درد تھا جس نے عنایہ کا دل دکھ سے بھر دیا تھا----

اسے روتے دیکھ کر عنایہ کا دل اسکی آسانی کے لیے دعا گو تھا کہ وہ رب عظیم اسکے تمام درد مٹا کر اسکا دامن خوشیوں سے بھر دے ---اب اس زات کے دربار میں عنایہ کی دعا

قبول ہونی تھی یہ وقت نے طے کرنا تھا یا پھر ماہی کی زندگی میں ابھی اور امتحان لکھے تھے

میں سوچتی تھی کہ ماہم کے بعد ہم نے آپ کی پرورش بہترین طریقے سے کی تھی ابران "
مگر آج آپ کو اپنے مقابل کھڑے دیکھ کر ہم جان گئے کہ کہیں کوئی کمی ضرور رہ گئی !!
"تھی--

بابرصاحب بی جان ابران اور براق اسوقت بی جان کے کمرے میں تھے ان کا بی پی
اچانک ہائی ہو گیا تھا --روحا کو چیک کرنے آئی ڈاکٹر نے انھیں بھی چیک کر کے دوا
تجویز کی اور چلی گئی تب سے سب ان کے پاس ہی تھے خواتین تو کمرے سے جا چکیں
تھیں اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے ----

وہ دوا لے کر نیم دراز تھیں نظر سامنے خاموش کھڑے ابران پر جمی تھی۔ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ کر گئیں ان کی بات پر اسنے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا اور انکی طرف دیکھا جو بھیگی آنکھوں سے اسی کی طرف متوجہ تھیں بابر صاحب اور براق خاموش کھڑے تھے۔۔۔۔۔

بات پرورش میں کمی کی نہیں ہے بی جان --یہ آپ کی پرورش ہی تھی کہ ایک بستر " مرگ پر پڑے شخص کی التجا کا مان رکھا میں نے ---اب آپ بتائیں اگر میں انھیں انکار "کر دیتا تو آپ کی پرورش میں کمی نہیں آتی؟؟---
وہ سرد و سپاٹ نظروں سے انھیں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تھا اسکے لہجے کی کاٹ کو بی جان نے بخوبی محسوس کیا تھا ---اسکی آنکھوں میں ہلکورے لیتے ایک الگ ہی جزبے کو دیکھتے بی جان چپ رہ گئیں اور اسکے سوال کو اگنور کیا کیونکہ وہ جانتیں تھیں کہ وہ سوال نہیں تھا ---

جو بھی تھا مگر آپ کو ہمیں اس بات سے اگاہ کرنا چاہیے تھا -- ہم کونسا آپ کو روک "
لیتے کیونکہ محض ایک بستر مرگ پر لیٹے ہوئے شخص کی التجا کا مان نہیں رکھا آپ
"نے----- یہ آپ کے دل کی بھی خواہش تھی ہم کیا اپ کو جانتے نہیں ہیں --
انھوں نے اسکی وضاحت کو اگنور کرتے اسکے راز کو بڑی سنجیدگی سے افشا کر دیا تھا --آخر
وہ انکی گود میں پل کر جوان ہوا تھا --اپنی مرضی کے خلاف کوئی کام بھی اسکی طبیعت
پر گراں گزرتا تھا تو وہ کیسے کسی کی بات آرام سے مان لیتا -- اسکی انکھوں میں ہلکورے
لیتے جنون کو دیکھ کر ہی وہ سمجھ گئیں تھیں کہ اس سب میں اسکی دلی رضامندی شامل
تھی ورنہ وہ اتنا نیک ہر گز نہیں تھا --ان کی اتنی صاف بات نے ایک پل کے لیے
اسکے تاثرات بدلے مگر جلد ہی وہ اپنے جزبات پر قابو پا گیا --ان کی بات سن کر براق اور
بابر صاحب کے لبوں پر گہری مسکراہٹ ابھری جو ابران کی نظروں سے پو شیدہ نہیں تھی

سب کافی جلدی میں ہوا تھا بی جان میں آپ کو بتانے ہی والا تھا مگر میں چاہتا تھا "
"ابران خود اس چیز کو سامنے لائے ---
اسے خاموش دیکھ کر بابر صاحب آہستگی سے بولے ان کی بات پر بی جان نے سر ہلا دیا
---اگرچہ وہ دل سے راضی نا تھیں مگر چپ تھیں کیونکہ اس سب میں ابران کی
رضامندی شامل تھی جس نے ان کی زبان پر تالے ڈال دیے تھے-----
روحا میری بیٹی اور آپ کی پوتی ہے بی جان اس گھر پر اسکا اتنا ہی حق ہے جتنا ماہی کا "
ہے ---میں تو اسے یہ سب حق نا دلوا سکا مگر چاہتا ہوں کہ پوتی نا سہی مگر ابران کی بیوی
"کو ہی آپ قبول کر لیں ---آپ اسے بہترین پائیں گی بی جان ---
انھیں چپ دیکھ کر بابر صاحب نے روحا کے لیے انکا دل صاف کرنے کی کوشش کی
--انکی بات پر بی جان کی آنکھوں میں ایک زخمی تاثر ابھرا تھا --جو ابران سے چھپا نہیں
تھا--
"ہم سب جانتے ہیں بابر آپ بے فکر رہیں ---- "
انھوں نے مختصر کہہ کر بات ختم کر دی --

اور تم بتاؤ تمہیں بھی اگر ہمارا فیصلہ ناگوار ہے تو --یہ نا ہو کل کو تم بھی دلہن لے "
"آئو اور ہم دیکھتے رہ جائیں

اب کے انھوں نے توپوں کا رخ براق کی طرف کیا جو خاصہ ریلیکس کھڑا تھا ان کی طنزیہ بات پر ہڑ بڑا کر سیدھا ہوا ----

عنایہ میرے لیے ماہی کی طرح ہے بی جان --میں اس سے شادی نہیں کر سکتا "
"---

انکے سوال پر اسنے سنجیدگی سے اپنی بات ان کے گوش گزار کی جس پر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئیں ---

"اگر وہ بہن ہے تو ایسی کون ہے جو تمہاری بہن نا ہو وہ بتا دو --- "

انھوں نے اسکی پسند جاننی چاہی آخر وہ اسکی رگ رگ سے واقف تھیں ---

"ہے ایک میں جلد ہی آپ کو اسکے گھر جانے کا بتائوں گا --- "

بی جان کو کمپوز دیکھ اسنے جلدی سے اقرار کر لیا ۔۔۔اسکے ڈھٹائی سے اقرار کرنے پر بی جان نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھا جس پر وہ محض مسکرا کر رہ گیا ۔۔۔۔۔

" بہر حال جو بھی ہے ابھی آپ سو جائیں جا کر ۔۔اور تم !!جب وہاں جانا ہو بتا دینا خود ہی منہ اٹھا کر مت نکل جانا "

انھوں نے انھیں جانے کئ اجازت دی اور جاتے جاتے براق کی طبیعت بھی صاف کی جس پر وہ ابران کو گھورا ۔۔۔ اس کمینے کی وجہ سے اسے آج اتنا کچھ سننے کو ملا جبکہ خود کیسے آرام سے کھڑا ہے ۔۔۔۔اسکے گھورنے پر وہ شانے اچکا گیا اور وہ اس پر جی بھر کر لعنت بھیج کر باہر نکل گیا ۔۔۔۔بابر صا حب پہلے ہی جا چکے تھے۔۔۔۔۔۔

" میں نے کوئی غلطی نہیں کی بی جان مگر پھر بھی اگر آپ کا دل دکھا ہے تو ایم سوری ۔۔۔"

وہ بیڈ پر ان کے مقابل بیٹھتے ان کے ہاتھ تھام کر ازلی سنجیدگی سے بولا تھا اسکی بات پر وہ اسے دیکھ کر رہ گئیں تھیں لیکن وہ جانتیں تھیں وہ اللہ کے بعد صرف ان کے سامنے ہی جھک سکتا تھا۔۔آگے جھک کر نرمی سے اسکی پیشانی چوم گئیں ۔۔۔

ہمیں صرف دکھ ہوا تھا ابران اور اب آپ کی معافی سے وہ بھی ختم ہو گیا آپ بے " فکر ہو کر جائیں اور سو جائیں۔۔۔چیزوں کو اپنی جگہ پر آنے میں وقت لگے گا مگر سب انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔

انھوں نے سنجیدگی سے بات مکمل کی لہجے میں ایک آنچ تھی جسے سمجھتے وہ سر ہلا کر اٹھا اور باہر نکل گیا اسکی پشت دیکھتے بی جان کی آنکھیں ماضی کو یاد کرتے بھیگ گئیں تھیں

۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں آیا تو سامنے خالی بیڈ کو دیکھ کر پیشانی پر لاتعداد بل پڑے ۔۔اتنی رات کو وہ کہاں جا سکتی تھی۔۔۔۔دروازہ لاک کر کے اندر بڑھا واشروم دیکھا جو خالی تھا بالکونی بھی

لاک تھی تو پھر وہ کہاں گئی۔۔۔وہ کمرے کے وست میں کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ اسے ہچکی کی آواز آئی جو کھڑکی کے پاس پڑے صوفے کے پیچھے سے آئی تھی وہ آرام سے اگے بڑھا اور ہلکا سا جھکا تو نظر زمیں پر گھٹنوں میں سر دیے روتی روحا پر پڑی ۔۔۔وہ گہرا سانس بھر کر آگے بڑھا ۔۔۔۔۔۔

وہ ہوش میں آئی تو خود کو ایک انجان کمرے میں پایا ۔۔کچھ دیر تو حواس ٹھکانے آنے میں لگے۔۔ سب یاد آگیا تو ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی ۔۔۔۔شاہ حویلی آنا بی جان کا سامنا ابران کا بولنا اور اسکا حواس کھونا ۔۔۔سامنے دیوار پر لگے اسکے بڑے سے پورٹریٹ نے یہ واضح کر دیا کہ یہ اسی کا کمرہ تھا ۔۔وہ گھبرا کر اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی مگر دروازہ کھولنے کی خوشش کی پر جب وہ نا کھلا تو وہ مزید گھبراہٹ کا شکار ہوتی وہیں بیٹھ کر ہچکیوں سے رونے لگی۔۔۔۔کافی دیر رونے کے بعد اسے قدموں کی آہٹ سنائی دی تو وہ گھبرا کر صوفے کے پیچھے جا چھپی ۔۔۔وہاں بیٹھے اسنے دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنی تھی۔۔قدموں کو ادھر ادھر ہوتے محسوس کرتے مزید ڈر کا شکار ہو کر اسکی ہچکی نکلی جو

شاید مقابل نے سن لی تھی ۔۔۔کیونکہ قدم اب اپنی طرف آتے وہ محسوس کر سکتی تھی۔۔۔بے بسی سے اسنے کبوتر کی طرح آنکھیں موند کر سر گھٹنو میں چھپا دیا کہ شاید اس طرح وہ بچ جائے گی۔۔۔۔۔

اسکے لرزتے سراپے کو بغور دیکھتے وہ پنجوں کے بل اسکے مقابل بیٹھا ۔۔۔ سیاہ بالوں میں چھپی اسکی مانگ کو دیکھا ۔۔۔سامنے بیٹھا وجود شاید اسکی موجودگی کو محسوس کر گیا تھا تبھی اسنے سر اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔سفید پیشانی سرخ بھیگی اور سوجی سیاہ آنکھیں ۔۔ ستواں ناک گلابی دہکتے گال جن پر آنسو موتیوں کی طرح بکھر رہے تھے۔۔ بری طرح لرزتے سرخ لب ۔۔اتھل پتھل ہوتی سانسیں اسکی غیر ہوتی حالت کی گواہ تھیں ۔۔۔۔
اسکی بھوری آنکھوں میں اسکی یہ حالت دیکھ کر سرخی ابھر آئی تھی۔۔لب بھینچ کر اسنے ہاتھ بڑھایا اور اسکے گال پر بہتے آنسو صاف کیے ۔۔۔اسکے لمس میں اتنا استحقاق تھا جس نے روحا کی بولتی بند کر دی ۔۔اسکے بولتے لمس نے اسکے آنسو ٹھٹھرا دیے تھے وہ ساکت

سی اسے دیکھ رہی تھی جو بے تاثر نظروں اور بے تاثر چہرے سمیت اسکے آنسو بڑی نرمی سے پونچھ رہا تھا ---

اسکے گال کو اسکا ہاتھ چھوا تو اسے لگا اسنے روئی کو چھو لیا ہو اتنا نرم اور انوکھا احساس تھا جس کے زیر اثر وہ دونوں خاموش تھے ----اسے حیرت سے مجسمہ بنے دیکھ کر اسکے عنابی ہونٹ ہلکا سا مسکرائے تھے ----

اسے مسکراتے دیکھ وہ ہوش میں آتی کسمسائی تھی جس پر ابران بھی جلدی سے سیدھا ہو کر اٹھا اور اسکا ہاتھ تھام کر اسے بھی اٹھا دیا ------

جہاں زندگی بھر رہنا ہو وہاں چھپا نہیں جاتا ----اسلیے حالات کا سامنا کرنا سیکھو--میں " "آئیندہ تمہیں یوں چھپتے ہوئے نا دیکھوں ---

وہ اسے بیڈ پر لٹا کر کمبل اوڑھا کر سنجیدگی سے بولا اسکے لہجے میں چھپی وارننگ محسوس کرتے روحا نے جلدی سر ہلایا --وہ سرعت سے اپنے خول میں سمٹ گیا تھا ---اسے کمبل اوڑھا کر نائٹ بلب جلا کر اپنا سیگریٹ کا پیکٹ اٹھاتے وہ سٹڈی میں چلا گیا

تھا۔۔۔اسکی پشت دیکھتے روحا کا دل ایک نئے احساس تلے دبا تیزی سے دھڑک رہا تھا ۔۔۔۔۔گھبرا کر اپنی آنکھیں موندیں پر آنکھوں کے پردوں پر بھی اسی کا عکس تھا۔۔۔۔۔

"میں یہ تو نہیں چاہا تھا کہ آپ گھر ہی چھوڑ دیں۔۔۔ "

وہ اس وقت بابر کے دوست کے فلیٹ پر تھے ۔۔ بابر صاحب کے چہرے پر چھائے تاثرات نے پورے راستے اسکی زبان بند رکھی تھی۔۔۔اب رات کا کھانا کھا کر وہ بستر پر آئے تھے جب زونا نے دل مسوس کر ان سے کہا۔۔ وہ دیکھ رہی تھی جب سے واپس آئے تھے تب سے ہی بابر صاحب خاموش تھے ان کی خاموشی کے پیچھے کیا طوفان چھپے تھے ان سے وہ انجان نہیں تھی۔۔۔۔

وہ سوچوں میں گم تھے زونا کی آواز پر چونک کر اسکی طرف دیکھا۔۔۔

اس وقت حالات کا یہی تقاضہ تھا زونیرا۔۔۔اگر میں وہاں سے نا نکلتا تو آغا جان مجھے تم " سے دور کر دیتے ۔۔۔۔ میں ان کی اولاد ہوں وہ زیادہ دیر مجھ سے دور نہیں رہ سکتے ۔۔وہ ضرور مجھ تک آئیں گے تم بے فکر رہو۔۔۔"۔۔

انھوں نے اسے تو تسلی دے دی تھی مگر آغا جان کی ضد سے وہ باخوبی واقف تھے۔۔اور دل میں کہیں عالیہ کو لے کر درد سا اٹھتا تھا۔۔ اس سب میں وہ اسکے ساتھ زیادتی کے مرتکب ہوئے تھے ۔۔۔

ان کی بات پر وہ سر ہلاتی .ان کے سینے پر سر رکھ گئی۔۔دل بے چین تھا کیونکہ اس سب کی وجہ وہ تھی ۔۔اگر وہ درمیان میں نا آتی تو یہ سب نا ہوتا۔۔لیکن کیا وہ ان سے دور رہ پاتی۔؟؟۔۔ سرآٹھا کر ان کی طرف دیکھا جو آنکھیں موندے پڑے تھے۔۔۔انکے وجیہہ چہرے کو دیکھتے اسکے دل نے سینے میں ادھم مچایا۔۔۔اسکے ہاتھ تلے دبا ان کا دل بھی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔جس نے اسکے گال تیزی سے لال کر دیے ۔۔۔۔

کیا دیکھ رہی ہو ؟ ..تمہارہ ہی ہوں چھپ کر دیکھنے کی کیا ضرورت ہے سرے عام دیکھا " کرو "۔۔

وہ آنکھیں موندے مسکاتے ہوئے بولے ۔۔۔۔ان کے لہجے میں اٹھتی آنچ محسوس کرتے وہ گھبرا کر سر نفی میں ہلاتی کروٹ بدلنے لگی تھی مگر اب ایسا کہاں ممکن تھا ۔۔۔آنکھیں موندنے سے پہلے اسنے انہیں خود پر سایہ بنتے دیکھا تھا ۔۔۔ایک دوسرے کی قربت میں گم وہ آنے والے حالات سے بے خبر تھے جو تباہی لے کر آنے والا تھا۔۔۔جس میں انکی خوشیاں بہہ جانی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کون ہے باہر علینہ؟؟ جسے دیکھ کر تم اس طرح بت بن کر کھڑی ہو گئی ہو۔۔"۔۔۔۔ "

وہ صبح کالج کے لیے تیار ہو کر ناشتہ کر رہی تھی کال بیل پر دروازہ کھولا مگر سامنے کوریئر سروس کو دیکھ کر وہ تعجب کا شکار ہو گئی۔۔ بھلا اسے کسنے پارسل بھیج دیا۔۔سائن کر کہ جو کورئر اسے ملا اسنے اسکے ہوش اڑا دیے تھے ۔۔۔سرخ گلاب کے پھول جس میں لگا کارڈ اور اس پر لکھا نام یہ واضح کر رہا تھا کہ وہ پھول اسکے لیے ہی آیے تھے۔۔۔اس سے پہلے

وہ اس لڑکے سے پوچھتی کہ کسنے بھیجے ہیں وہ وہاں سے تیزی سے نکلتا چلا گیا
۔۔۔سرعت سے کارڈ کھولا تھا مگر جو کچھ پڑھنے کے لیے ملا اسنے اسے ساکت کر دیا تھا۔۔۔

" Good Morning My love!! Hope U'll fine today I'm not coming to see u but me and my family will come at ur home very soon!!..so be ready for that ...."
your lover Burak Shah

وہ پڑھ کر ساکت کھڑی تھی۔۔مگر عقب سے ابھرتی نور بیگم کی آواز پر چونک کر ہوش میں آئی تیزی سے باہر پڑے ڈسٹبن میں بکے پھینکا اور کارڈ نکال کر اپنے اوورآل کی جیب میں ڈال لیا۔جلدی سے دروازہ بند کرتے وہ مڑ کر اندر بڑھ گئی۔۔۔
"کوئی نہیں تھا امی۔۔۔راستہ پوچھ رہا تھا کوئی "
وہ انھیں مطمئن کرتی چیئر پر بیٹھی اور کانپتے ہاتھوں سے چائے کا کپ اٹھا لیا۔۔۔دفتا میسج کی ٹیون بجی سامنے نور بیگم کو دیکھا جہاں وہ سر ہلاتیں کچن کی طرف جا رہیں تھیں

انگلی سے میسج کھولا وہ اسی نمبر سے تھا جس سے اس دن براق کی کال آئی تھی۔۔۔ میسج نے اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ بھر دی ۔۔۔۔کپ ہاتھوں سے چھوٹتے چھوٹتے بچا۔۔۔۔

پھول پھینکنے سے کیا ہو گا جان ! ۔۔اسطرح کے تحفے روز تم تک آجایا کریں گے۔۔؟ "

میسج پڑھ کر اسکے ہاتھوں میں تھاما کپ لرزا جس سے چائے چھلک کر اسکے کپڑے داغدار کر گئی۔۔۔۔۔اسنے خوف سے زرد پڑتے میسج ڈلیٹ کیا اور فون سوئچ آف کر دیا ۔۔۔۔اور تیزی سے اندر بڑھی۔۔۔۔۔

"امی میں آج کالج نہیں جاؤں گی صبا بھی نہیں جائے گی اسلیے ۔۔۔ "

وہ ہانک لگا کر انکے کچھ بولنے سے پہلے اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔۔۔پیچھے وہ اسکی تیزی پر سر آفسوس میں ہلاتیں ٹیبل سمیٹنے لگیں۔۔۔۔۔۔

کمرے میں آکر وہ لاک لگا کر تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھی جہاں سامنے اسی پھول والے لڑکے کو دیکھ کر اسکا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔۔وہ اب اسکے گھر تک پہنچ گیا تھا اس رات کے بعد 3 دن اسکی طرف سے خاموشی محسوس کر کہ وہ سنبھل گئی تھی مگر آج

اسکی دیدہ دلیری نے اسے بہت سے خدشوں میں ڈال دیا تھا وہ خوف سے زرد پڑتی آپنی آنکھوں کو بھیگنے سے روک نہیں پائی تھی۔۔وہ کیا کر سکتا تھا اور کیا کر چکا تھااس سب نے اسے صیحح معینوں میں خوفزدہ کر دیا تھا۔۔۔۔بے جان ہوتی ٹانگوں سے وہ بیڈ پر ڈھے گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح اسکی آنکھ کھلی تو نگاہ سیدھی وال کلاک پر گئی جہاں صبح کے دس بج رہے تھے ۔۔وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی سامنے ابران کو آئینے کے سامنے تیار ہوتے پایا تو دل یک بارگی تیزی سے دھڑکا۔۔۔

برائون سوٹ اور کریم کلر کی مردانہ چادر اوڑھے۔۔سیاہ لمبے بالوں کی پونی اور ہلکی بھوری شیو میں نکھرا نکھرا وہ بہت پیارا لگ رہا تھا ۔۔۔اسے محویت سے دیکھتے یکلخت وہ چونکی۔پیارا ؟؟؟ وہ بھلا اسے کب سے پیارا لگنے لگا ۔۔۔ سرخ ہوتے چیرے سمیت وہ بیڈ پر پڑا دوپٹہ اٹھا کر اوڑھنے لگی۔۔۔۔وہ خود پر پرفیوم سپرے کر رہا اور اسکی تمام حرکات

سے بے خبر نہیں تھا۔۔جہاں اسے ٹکٹکی باندھے خود میں محو پاتے وہ مسکرایا وہیں اسے خوامخواہ سرخ اور ہڑبڑاتے بڑی حیرت سے دیکھا تھا بھلا اسنے ایسا کیا کر دیا جو وہ ایک دم سے شرمانے لگی۔۔

اسے بیڈ سے اٹھتے دیکھ وہ مظبوط قدموں سے چلتا عین اسکے سامنے آکر رکا۔۔۔ وہ نیچے دیکھتی اپنے سلیپر پہن رہی تھی اچانک اسکے سامنے آنے پر ہڑبڑا کر پیچھے ہٹی بیڈ سے ٹکرا کر گرنے ہی لگی تھی کہ ابران کے مظبوط بازو اسکی پشت میں حائل ہو کر اسے تھام گئے۔۔۔ ہراساں ہو کر اسے دیکھا سامنے بھورے کانچ بڑے توجہ سے اسکی سیاہ آنکھوں میں جھانک رہے تھے ۔۔کیا کچھ نا تھا اس وقت ان آنکھوں میں۔۔۔۔ رتجگے کا خمار اور سرخی دونوں مل کر اسکی آنکھوں کو مزید خوابناک بنا رہے تھے وہ بے خود سی اسکی آنکھوں میں دیکھے جا رہی تھی۔۔اسے یوں اردگرد سے غافل اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اسکے عنابی لبوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ آئی۔۔۔ ہوش کی دنیا میں آتے اسنے جلدی سے پیچھے ہونا چاہا مگر گرفت مظبوط تھی ۔۔ بے چینی سے اسکی طرف دیکھا جو لب بھینچے بے تاثر چہرے سے اسکی طرف دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔۔

" چھو۔۔چھوڑ دیں "

کہنے کی کوشش میں اسکے لب محض پھڑپھڑا کر رہ گئے۔۔اسکے ہکلانے پر وہ اسے مزید خود سے قریب کر گیا۔۔خود کو اسکے نزدیک ہوتے دیکھ روحا خوف سے زرد پڑ گئی۔۔۔

" تم ابران شاہ کی بیوی روحا ابران شاہ !!اس طرح گھبرانا اور خوفزدہ ہونا تمہیں زیب نہیں دیتا۔۔اسلیے خود کو مظبوط کرو ورنہ میں نے مظبوط کیا تو سہہ نہیں پاؤ گی۔۔۔10 منٹ میں تیار ہو جاؤ نیچے چلنا ہے سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔اور ہم نیچے ہی جائیں گے روح !اب چپ چاپ جا کر تیار ہو جاؤ۔۔""""

وہ اسکی خوفزدہ صورت دیکھ کر بے تاثر لہجے میں دوٹوک بولا۔۔ نیچے جانے والی بات پر اسے منہ کھولتے دیکھ سختی سے اسے ٹوکا اور اپنے حصار سے آزاد کر دیا۔۔۔ گھڑی پہنتے وہ چلتا ہوا سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

وہ جو اسکی باتوں پر ساکت سی کھڑی اسے دیکھ رہی تھی کہ اسے واشروم کی طرف اشارہ کرتے دیکھ وہ پیر پٹختی واشروم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔اسے یوں پیر پٹختے دیکھ وہ ہلکا سا مسکرا کر اپنے فون کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔

آج وہاب صاحب کی فیملی آئی ہوئی تھی ۔۔بی جان نے خود فون کر کے انھیں بلایا تھا ۔سب اس وقت ڈائینگ ہال میں بیٹھے تھے بی جان سربراہی کرسی پر بیٹھیں تھیں اور باقی خواتین کھانا ٹیبل پر چن رہیں تھیں ماہی سفید کپڑوں میں سوگوار سی بیٹھی سیدھی ضیغم کے دل میں اتر رہی تھی اسکے چہرے پر چھائی سوگواریت اس بات کی گواہ تھی اس رشتے سے اسکا تعلق جزباتی تھا وہ ابران سے محبت کرتی تھی یہ بات ضیغم جان گیا تھا اور یہ جان لینا آسان نہیں تھا۔۔۔ آخر وہ بھی تو ایسی راہ کا مسافر تھا۔۔۔وہ بھلا کیسے نا جان پاتا لیکن وہ اسے سنبھال لے گا یہ اسکا خود سے وعدہ تھا۔۔۔ وہ اسکا دامن خوشیوں سے بھر دے گا محبت میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ محبوب آپ سے محبت کرتا ہے یا نہیں بلکہ اسکی نفرت کو بھئ دل سے قبول کر لیا جاتا ہے۔۔ وہ گھر جا کر وہاب صاحب سے ضرور بات کرے گا اسنے خود کو تسلی دی۔۔۔نظریں پھیریں ہی تھیں کہ سامنے سے آتے ابران اور اسکے پیچھے چلتے نازک سے نسوانی وجود پر ساکت ہو گئیں۔۔۔۔ وہ اسکے پہلو

میں ایک بچی کا مانند لگ رہی تھی۔۔۔اسے یوں ابران کے پیچھے چھپ کر چلتے دیکھ اسکے لبوں پر مسکراہٹ ابھری جسے چھپانے کے لیے اسنے پانی کا گلاس لبوں سے لگا لیا۔۔۔۔آہل نے بھی اسکی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا تو سامنے دیکھ کر اسکے لبوں پر بھی ایک مسکان ابھری۔۔۔ وہ دونوں ساتھ لگ ہی اتنے پیارے رہے تھے کہ حد نہیں وہ اس سٹون مین کے پہلو میں موم کی گڑیا لگ رہی تھی ہلکے گلابی سوٹ میں وہ خود بھی گلابی گلابی سی لگ رہی تھی ۔۔۔ وہ بے ساختہ مدھم سا ہنسا اسکی ہنسی کو عنایہ نے حیرانگی سے دیکھا ایسا کیا دیکھ لیا کہ وہ ہنسنے لگا۔۔

بی جان نے ابھی بابر صاحب سے کچھ کہنے کے لیے سر اٹھایا تھا کہ سامنے کا منظر انہیں 29 سال پیچھے لے گیا جہاں اورنگزیب صاحب کے پہلو میں اسی طرح ماہم چلتیں ہوئیں آرہیں تھیں مگر ابران کے پہلو میں اس چہرے کو دیکھ کر ان کے دل میں ہوک سی اٹھی تھی۔۔۔وہ بے ساختہ اپنی نظروں کا زاویہ بدل گئیں

اس کمبخت بڈھے کی ہمت بھی کیسے ہوئی میری بے عزتی کرنے کی؟؟ اسنے میری یعنی " روشن بائی کی بے عزتی کی وہ بھی سب کے سامنے ----میرے سامنے اس جیسے کئی لوگ سر جھکاتے ہیں اور وہ مجھے نیچ اور گھٹیا کہہ رہا تھا---- "

کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتے وہ طیش سے غرا رہی تھی --چوٹ آج اسکی انا پر لگی تھی وہ کیسے بھول جاتی ---

میری اپنی بیٹی نے آج میرا سر جھکا دیا بالی میں کیسے معاف کر دوں اسے؟؟ -اس شاہ " فیملی کو حساب دینا ہو گا اور ان سے میں ایسا حساب لوں گی کہ ان کی سات نسلیں یاد رکھیں گی----

اسکے لہجے میں انتقام کی آگ دہک رہی تھی جو ناجانے اب بھڑک کر کس کس کو جلانا چاہتی تھی --وقت نے ثابت کر دیا تھا کہ اس انتقام نے شاہ حویلی کی بنیادوں کو ہلا دیا تھا

-- حویلی والوں کے دلوں میں آج بھی اس کا دیا زخم ناسور بن کے رس رہا تھا-------,

انھوں نے مجھ سے میری بیٹی کو چھینا ہے نا میں ان سے سب کچھ چھین لوں گی "
---تم دیکھنا میں نے انھیں خون کے آنسو نا رولایا نا تو میرا نام بھی روشن بائی نہیں
---"--

وہ ناگن کی طرح پھنکاری-- اس کے لہجے میں آگ کی لپٹیں اٹھ رہیں تھیں جس کی لپیٹ میں شاہ خاندان کے مکینوں نے اگلے بیس سال جلنا تھا----------

---

" اسلام علیکم "

وہ بلند آواز مین سلام کرتا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا جبکہ روحا منہ کھولے اس بے مروت انسان کو دیکھ کر رہ گئی جو آرام سے اسے نظرانداز کیے جوس ڈال رہا تھا--- وہ خاموش سر جھکائے کھڑی تھی کہ اب کہاں بیٹھے تبھی بابر ساحب نے اسے مخاطب کیا----

"بیٹھ جاؤ روحا!اور ناشتہ شروع کرو شاباش--"

انھوں نے محبت سے اسے ابران کے برابر بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر وہ جلدی سے بیٹھ گئی۔۔ سب ہی تقریبا اسکی طرف متوجہ ہو گئے تھے ۔۔۔ابران کے لبوں پر ایک مدھم مسکراہٹ ابھری ۔۔۔اسے آرام سے ہاتھ پر ہاتھ دھرے دیکھ ابران نے ایک نگاہ اس پر ڈالی جس سے وہ ہڑبڑا کر جوس گلاس میں ڈال کر پینے لگی۔۔ ایک چور نگاہ سب پر ڈالی انھیں آرام سے ناشتہ کرتے دیکھ کر وہ بھی ریلیکس ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دفتا اسکی نظر ماہی پر پڑی اور اسے یوں حسرت سے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر وہ چونک گئی۔۔ کیا کچھ نا تھا اسکی نظروں میں دکھ،تکلیف، ازیت اور خوابوں کے ٹوٹے کانچ جو مل کر اسکی خوبصورت گرے آنکھیں نم کر گئے تھے اس سے پہلے کہ وہ نمی اسکے گالوں پر بہتی وہ سرعت سے اٹھ کر اندر چلی گئی۔۔روحا کی نظروں نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا اور اسکی بے بسی تو کسی اور نے بھی دیکھی تھی۔۔۔۔ ضیغم نے اسے یوں جاتے دیکھ کر کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور ضبط سے سرخ پڑتی آنکھوں سے ایکسکیوز کرتا باہر لان میں نکل گیا۔۔۔سب نے حیرت سے اسے اٹھ کر جاتے دیکھا۔۔ابران نے ماہی کو یوں بھاگتے اور ضیگم کو بھی فرار ہوتے دیکھ کر لب بھینچ لیے۔۔ اسکے ہاتھ کی گرفت گلاس پر

سخت ہو گئی۔۔اس سے پہلے کہ وہ گلاس اسکے ہاتھ میں ٹوٹتا وہ گہرا سانس بھر کر خود کو کمپوز کر گیا۔۔۔۔

میں نے آج سب کو یہاں اسلیے جمع کیا ہے کیونکہ جو ہو گیا سو ہو گیا۔۔۔اب اسے " سنبھالنا کس طرح ہے یہ سوچنا ہے تو اسلیے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے اس اتوار کو ابران کا ولیمہ کر دیا جائے۔۔۔تاکہ سب کو خبر ہو جائے اور سنت بھی ادا کر دی جائے تو بہتر "ہے اس سب میں آپ کی کیا رائے ہے۔۔۔۔

بی جان ناشتے سے فارغ ہو کر سب کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا۔۔۔ کسی کو کیا اعتراض ہونا تھا بھلا۔۔۔۔

"آپ جیسا مناسب سمجھیں بی جان۔۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔۔"

بابر صاحب متانت سے بولے جس پر وہ سر ہلا کر ابران کی طرف متوجہ ہوئیں ۔۔۔

"تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے نا ابران؟۔۔"

انھوں نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں اس سے استفار کیا۔۔۔ وہ سر نفی میں ہلاتے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

"مجھے جرگے میں کچھ کام ہے بی جان۔۔۔شام تک آجائوں گا۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولتا ان کے سامنے جھکا۔۔۔ انھوں نے اسکی پیشانی چوم کر دعا پڑھ کر اسکے گرد حصار باندھا۔۔۔۔۔

ان سے دعا لے کر اسنے روحا کی طرف دیکھا جو اسکے جانے کا سن کر حواس باختہ ہو گئی تھی۔۔اسکے ہوئیاں اڑتے چہرے کو دیکھ کر وہ متبسم ہوتا آنکھ دبا گیا۔۔وہ پریشان سی اسے دیکھ رہی تھی سرے عام اسکی بے باکی پر ہڑبڑا گئی۔۔۔سرخ یوتے چہرے سمیت وہ سرعت سے اٹھتی اندر کمرے میں چلی گئی ۔۔۔ دل سو کی سپیڈ سے بھاگ رہا تھا ۔۔۔اسے یوں فرار ہوتے دیکھ کر ابران کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہو گئی ۔۔جسے دیکھتے عالیہ بیگم کے دل میں ہوک سی اٹھی تھی وہ ان کی ماہی کا نصیب بننے والا تھا لیکن قدرت کے فیصلوں آگے کون ٹکا ہے جو وہ ٹھہرتیں۔۔گہرا سانس بھرتے وہ عنایہ اور عائشہ بیگم کے ساتھ ٹیبل سمیٹنے لگیں ۔۔۔۔

وہ اسے دیکھتے مسلسل مسکرا رہا تھا کہ اسے دروازے کے پار گم ہوتے دیکھ گردن موڑ گیا۔۔۔ نظر سامنے اٹھی جہاں براق اور آہل شرارتی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

اس پہلے وہ اسے گھیرتے جلدی سے سیدھے ہوتے وہ خدا خافظ کہہ کر باہر نکل گیا ۔۔۔۔اسے یوں تیزی سے بھاگتے دیکھ وہ قہقہ لگا کر ہنستے چلے گئے۔۔۔انکے جناتی قہقے اسنے بھی سنے تھے انھیں یوں ہنستے دیکھ کر سب ان کی طرف حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔۔۔بڑوں کی کڑی نظروں پر وہ شرمندہ ہوتے سر جھکا گئے۔۔۔۔

وہ اٹھ کر باہر آیا ہی تھا کہ ماہی کو سامنے کیاری میں لگے پھولوں کے سامنے کھڑا پایا۔۔۔بے ساختہ اسکی طرف بڑھا۔۔۔۔ لیکن اسے یوں وہاں روتے دیکھ کر وہ لب بھینچ گیا۔۔۔

رونے سے مسائل حل نہیں ہوتے ماہی !اگر ہوتے تو آج ساری دنیا رو رہی"
" ہوتی۔۔لیکن دیکھو لوگ ڈٹ کر حالات کا مقابلہ کر رہے ہیں

وہ رونے کا شغل فرما رہی تھی کہ پیچھے سے آتی سنجیدہ آواز پر ساکت ہو گئی ۔۔اسکے لفظوں میں چھپا مفہوم اسکی جان لبوں پر لے آیا کہ کیا وہ سب جانتا تھا؟؟

وہ جلدی سے آنسو پونچھ کر مڑی اوراسے اپنی طرف نرم نظروں سے دیکھتے پایا۔۔۔۔

"یکطرفہ محبت بہت تکلیف دیتی ہے ضیغم !!تم نہیں سمجھ سکتے۔۔"

وہ مدھم لہجے میں بولتی ضیغم کا دل چیر گئی تھی۔۔۔۔ ناجانے کیسے وہ اپنے دل کا حال اسکے سامنے بیاں کر گئی تھی۔۔۔وہ یاسیت بھری نظروں سے اسے دیکھتی کہیں اور گم تھی۔۔۔۔

"ہاں سہی کہا یکطرفہ محبت بہت تکلیف دیتی ہے۔۔۔"

اسکے چہرے کو دیکھتا وہ گہرے لہجے میں بولا اسکے لہجے میں کچھ تھا جس نے ماہی کو چونکنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔۔وہ حیرانگی سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔۔وہ جو اسکے چہرے کے نقوش میں گم تھا اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر جلدی سے سیدھا ہوا۔۔۔۔۔

میرا مطلب ہے میں نے بھی ایسا ہی سنا ہے لیکن یہ بھی تو سچ ہے ناکہ ٹوٹے دل"

"اللہ کو بڑے پسند ہیں وہ بڑی نرمی سے انھیں جوڑتے ہیں ۔۔

نامحسوس طریقے بات بدل کر اسنے اسے تسلی دی۔۔اسکی گہری بات پر وہ اپنے دل میں سکون اترتا محسوس کر رہی تھی وہ کیسے بھول گئی کہ وہ زات اسے تنہا نہیں کر سکتی۔۔۔وہ

جو ستر مائوں سے بھی زیادہ چاہتا ہو وہ زات بھلا کیسے اسکے دل کوتڑپنے دے سکتی تھی جس دل میں وہ خود اپنا بسیرا کرنا چاہتا ہو وہ اسے توڑ کر ہی تو سنوارتا ہے۔۔۔۔

وہ پرسکون ہوتی مسکرا دی اوراسے یوں روتے روتے مسکراتے دیکھ ضیغم مسمرائز ہو گیا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے شفاف آسمان بادلوں سے جھانک رہا ہو اسکی مسکراہٹ تھی ہی اس قدر شفاف کہ وہ سب بھول کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔اسے یوں اپنی طرف متوجہ دیکھ کر ماہی نے اسکے سامنے چٹکی بجائی سرت سے خود کو سنبھالتے اس سے پہلے وہ کچھ بولتا کہ عقب سے ابھرتی بھاری مردانہ آواز پر چونک کر مڑا۔۔۔

"!! مجھے ماہی سے کچھ بات کرنی ہے ضیغم"

اپنے سامنے ابران کو کھڑے دیکھ کر وہ چونکا۔۔۔ اسکے دوٹوک لہجے میں کی گئی بات پر وہ سر ہلا کر خاموشی سے اندر بڑھ گیا۔۔۔اسے یوں اپنے سامنے دیکھ کر ماہی کے دل کی حالت سوا تھی۔۔۔دھڑکنوں میں طلاطم بھرپا تھا۔۔۔۔

کیسی ہو؟۔۔ "غور سے اسکے چہرے کو دیکھتے وہ نرمی سے بولا۔۔۔۔ "

میں ٹھیک ہوں -- "وہ مدھم آواز میں بولی نظریں جھکی ہوئیں تھیں--ہاتھوں کی " کپکپاہٹ روکنے کے لیے مٹھیاں بھینچ رکھیں تھیں جنھیں دیکھتے وہ تمہید چھوڑ کر سیدھا موضوع پر آیا----

تمہیں ٹھیک ہی رہنا ہے ماہی --میں نے تمہیں کبھی بھی عنایہ سے کم نہیں سمجھا اور " "مجھے امید ہے کہ تم بھی مجھے براق سے کم نہیں سمجھو گی-- ؟؟--

وہ سنجیدگی سے بولتا ماہی کا دل ہزار ٹکڑوں میں توڑ گیا لیکن یہ ضروری بھی تھا--- روحا کے حوالے سے ڈرائیکلی اسنے اسکا اپنے ساتھ رشتہ واضح کر دیا تھا جسے ماہی اچھی طرح سمجھ گئی تھی----

جی !جو ہو گیا میں سب بھول جانا چاہتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ آپ بھی بھول" "جائیں گے۔

وہ بڑے ضبط سے بولی تھی اسکا لہجہ مظبوط مگر کپکپاہٹ کا شکار تھا-- جسے محسوس کرتے ابران نرمی سے مسکرا دیا---

"ہمم انشاء اللہ ضرور---"

وہ اسکے سر کو نرمی سے تھپتھپاتا مسکرا کر کہتا پورچ کی طرف بڑھ گیا اور پیچھے اسکی پشت دیکھتے ماہی کے آنسو ناچاہتے ہوئے بھی گالوں پر اتر آئے تھے۔۔۔

"یہ اتنے غور سے کیا دیکھا جا رہا ہے؟؟؟؟۔۔۔"

وہ فون پر علینہ کو میسج کر رہا تھا لیکن جواب نا ملنے پر اسے کال کرنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ پیچھے سے آتی آہل کی آواز پر چونک کر مڑا جہاں سامنے وہ مشکوک نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"کچھ نہیں بس ایویں ہی سیل چیک کر رہا تھا۔۔'

وہ سنجیدگی سے بولا لیکن سامنے بھی آہل تھا۔۔جو منٹوں میں اسکا جھوٹ پکڑ لیتا تھا۔۔۔

"سیدھا کیوں نہیں کہتا کہ وہ فوں نہیں اٹھا رہی۔۔"

وہ مضحکہ خیز انداز میں بولتا سامنے سے آتے ضیغم کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بولتے وہ دونوں قہقہ لگا کر ہنسے ان دونوں کو جاہلوں کی طرح ہنستے دیکھ براق کا پارہ ہائی ہوا۔۔۔۔

وہ دانت پیس کر سیل جیب میں رکھتا سرعت سے انکی طرف بڑھا مگر وہ بھی ہوشیار تھے مڑ کر تیزی سے بھاگے۔۔۔ ضیغم تو باہر لان کی طرف بھاگ گیا پر آہل اندر لاؤنج کی طرف مڑا باہر آتی عنایہ سے بری طرح ٹکراتا اسے ساتھ لیتے زمین بوس ہو گیا۔۔جبکہ براق ان دونوں یوں زمین پر پڑے دیکھ کر مسکراہٹ دباتا فرار ہو گیا۔۔۔۔

وہ مدہوش سا اسکے چہرے کے نقوش میں کھویا ہوا تھا۔۔ہلکی سرخی لیے اسکا چہرہ آج اتنے دنوں بعد اسکے سامنے تھا اور وہ ارد گرد سے بے نیاز دیکھے جا رہا تھا۔۔۔ اور عنایہ اس آفتاد پر حیران و پریشان تھی۔۔ اسکی لو دیتی نظروں سے گھبراتی ارد گرد دیکھنے لگی۔۔۔ کہیں کوئی آگیا تو کیا سوچے گا؟؟۔۔گرنے سے جو درد کا احساس جاگا تھا وہ تو اسکی جزبے لٹاتی نظروں سے ہی ختم ہو گیا تھا۔۔۔کمر میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہیں تھیں آخر ڈھائی من وزن سمیت وہ اس پر گرا تھا اور ٹھہری نازک سی لڑکی کہاں سے برداشت کرتی لب بھینچ کر ہلکا

سا کسمسائی تو آہل بھی ہوش کی دنیا میں آتا سرعت اٹھ کھڑا ہوا۔۔ اسکی مدد کے لیے ہاتھ بڑھایا پر وہ نظر انداز کرتی خود اٹھنے لگی مگر اچانک اٹھنے پر اس سے پہلے وہ لڑکھڑا کر گرتی وہ آگے بڑھ کر اسے تھام گیا۔۔جبکہ وہ اسکے مظبوط حصار میں ساکت ہو گئی۔۔آہل کی بے خود نظریں اسکے سرخ چہرے کا طواف کر رہیں تھیں۔۔ اسکے چہرے کی سرخی حیا اور پلکوں کا اٹھنا گرنا بڑا دلفریب منظر تھا۔۔نظروں کی بے باکی سے گھبرا کر وہ جلدی سے پیچھے ہوئی لیکن مقابل شاید اس کے لیئے رضامند نہیں تھا ہراس ہو کر اسے دیکھا جو لبوں پر ہلکی مسکان سجائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"کوئی آجائے گا !!پلیز چھوڑ دیں۔۔۔ "

وہ التجائیہ لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

"تو کیا ہوا آنے دو !!کوئی آئے گا تو ہی تو میرا راستہ آسان ہو گا۔۔ "

اسکے ہوائیاں اڑتے چہرے کو دیکھتے وہ شرارت سے بولتا اپنا نچلا لب دانتوں میں دبا گیا -- وہ تو اسکی بات سن کر ہی زرد پر گئی --بے بسی سے اسکی بھوری آنکھوں میں آنسو بھر آئے--- جبکہ وہ اسے روتے دیکھ کر بوکھلا گیا --- سرخ لباس میں سر پر سفید دوپٹہ اوڑھے جو گرنے سے ڈھلک گیا تھا ---روتے ہوئیے وہ خود بھی سرخ ہو رہی تھی--وہ جلدی پیچھے ہٹا------

وہ سرعت سے وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی مگر اسکے ارادے سمجھتا آہل اسکی کلائی تھام گیا وہ دہل کر رکی----

"رو کیوں رہی ہو !!ہمم "

اسکا رخ موڑتے نرمی سے اسکے گالوں پر بہتے آنسو پونچھے اور سنجیدگی سے بولا-- اسکے لہجے میں جذبات کی آنچ محسوس کرتے عنایہ نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا جو نرمی سے اسے دیکھ رہا تھا--

تمہیں شاید پتا ہو یا نا ہو لیکن تمہارے آنسو میرے دل پر گرتے ہیں عنا !!یوں رو کر "
"مجھے تکلیف مت دیا کرو--

اسے چپ دیکھ کروہ نرمی سے بولا--- اسکے لہجے میں کچھ تھا جسے محسوس کرتے عنایہ نے سرعت سے اپنے آنسو صاف کرنا چاہے مگر اسکے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے وہ اسکی دونوں کلائیاں اپنی گرفت میں لے کر اسکے گالوں پر جھکا---دونوں گالوں پر اپنا نرم پر حدت لمس چھوڑا اسکے دہکتے لمس کو محسوس کر کے وہ اپنی جگہ ساکت ہو گئی تھی---پیچھے ہٹتے بغور اسے دیکھا جو سرے عام اسکی بے باکی پر مجسمہ بنی ہوئی تھی---

اسے یوں مجسمہ بنا دیکھ کر وہ ہلکا سا مسکرا کر آنکھ دبا گیا جس پر وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوتی وہاں سے بھاگی مگر جاتے جاتے دھیمی آواز میں غرائی----

"بہت برے ہو تم!!--"

اسکے چڑنے پر وہ قہقہ لگا کر ہنسا۔۔۔ اسکے اوجھل ہوتے وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے مڑا ہی تھا کہ سامنے براق اور ضیغم کو دیکھ کر بوکھلا گیا۔۔۔۔۔

""""ایسا کیا کر دیا تو نے کمینے کہ وہ تجھے برا کہہ کر بھاگی ہے؟؟ "
آنکھیں سکیڑ کر براق معنی خیزی سے بولا تھا کہ اسکی بات کا مطلب سمجھتا ضیغم قہقہ لگا کر ہنسا۔۔ان دونوں کمینوں کی ہنسی نے اسکا پارہ ہائی کیا۔۔ دانت پیس کر آگے بڑھا ۔۔اسے آگے بڑھتے دیکھ ضیغم دونوں ہاتھ اٹھا کر سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔

دیکھ آہل شرافت سے بتا دے کیا کیا ہے تو نے !!ورنہ یہ نا ہو ہم بی جان کو تیرے "
"کرتوتوں سے آگاہ کر دیں کہ تو بچی کو ہراس کر رہا تھا۔۔۔
وہ چبا چبا کر بولتا آہل کا پارہ آسمان پر پہنچا گیا اس کی کمینگی نے اسے جلتے توے پر بٹھا دیا تھا۔۔ساری خوش اخلاقی کا بیڑا غرق کر دیا تھا کمینوں نے۔۔۔۔ منہوس کہیں کے۔۔۔۔

کچھ نہیں کیا میں نے۔ گرا دیا تھا اس کمینے کی وجہ سے۔۔ تو وہ چوٹ کی وجہ سے مجھے " برا کہہ رہی تھی۔۔اب بس اور کوئی بکواس کی تو تم دونوں کے یہ منحوس چوکھٹے پھوڑ دوں گا!!""""

وہ خون کے گھونٹ پیتا غرا کر بولا اسکی وضاحت وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے معنی خیزی سے ہنسنے لگے۔۔ ان دونوں کی بے غیرتی پر وہ ضبط کھو کر سرعت سے انکی طرف بڑھا تھا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ لاؤنج میں آئے تو براق کا گال اور ضیغم کا ہونٹ سوجا ہوا تھا۔۔۔ سب نے ان سے وجہ پوچھی تو وہ آہل کو خونخوار نظروں سے دیکھتے "گر گئے تھے "کہہ کر جان چھڑا گئے۔۔مزے سے انگور کھاتے آہل نے انھیں چڑانے کے لیے دل جلاتی ہنسی ہنستے آنکھ ونک کی۔۔۔ جس پر وہ دونوں اسے کچا چبا جانے والی خواہش کو بڑی مشکل سے دباتے اپنے اپنے موبائل کی طرف متوجہ ہو گئے'۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سخت پریشان سی کھڑکی میں کھڑی تھی جہاں اسکی گاڑی نکل کر گئی تھی۔۔۔ وہ اسے ان سب کے بیچ چھوڑ گیا تھا جو اسے دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے ۔۔۔وہ ضرورت سے زیادہ حساس ہوتی رونے لگی ۔۔۔کاش اماں یہاں ہوتیں انھیں سوچ کر اسکے آنسوئوں میں روانی آگئی۔۔۔وہ وہیں دیوار سے کمر ٹکاکر بیٹھتی روتی چلی گئی کیا اسکی قسمت میں ساری عمر تنہائیاں لکھیں گئیں تھیں ۔۔۔؟؟؟؟

وہ تڑپ تڑپ کر روتی اپنی ماں کو یاد کر رہی تھی جب بابر صاحب نے کمرے میں قدم رکھا اسے یوں بے دردی سے روتے دیکھ کر وہ تڑپ کر اسکی طرف بڑھے تھے۔۔

"کیا ہوا روحا !!کسی نے کچھ کہا ہے؟؟۔۔ "

اسے اپنے حصار میں لیئے انھوں نے پریشانی سے پوچھا۔۔ وہ جواب دینے کی پوزیشن میں ہوتی تو جواب دیتی ۔۔۔ان کا سہارا پا کر وہ بکھرتی چلی گئی ۔۔اسکے سنبھلنے کے انتظار میں وہ خاموش ہو گئے۔۔

کافی دیر رونے کے بعد وہ اپنی آنکھیں صاف کرتے پیچھے ہٹی۔۔۔ اسکے چہرے پر شرمندگی کے آثار تھے اب وہ انھیں کیا وجہ بتائے کہ وہ کیوں رو رہی تھی ۔۔وہ ناجانے کیوں آج کل اتنی حساس ہو رہی تھی ۔۔۔

"ہمم!اب بتائو کیوں رو رہی تھی تم؟؟۔۔ "

نرمی سے اسکا گال صاف کرتے سنجیدگی گویا ہوئے جس پر وہ سوچ میں پڑ گئی اب انھیں کیا بتائے کہ ابران کے چھوڑ کے جانے پر رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں بس امی کی یاد آرہی تھی۔۔ "

شرمندگی سے اسنے جھوٹ کا سہارا لیا۔۔ مگر یہ سچ بھی تھا وہ اپنی ماں کو بہت یاد کرتی تھی ان کے ساتھ بتائے وہ آٹھ سال آج بھی اسکے زہن میں تازہ تھے اور وہ انھی بھولتی بھی کیسے وہی تو زندگی کا حاصل تھے۔۔۔۔

اسکی بات نے بابر صاحب کو ساکت کر دیا دل میں کہیں دور ویرانے میں محبت کی چنگاری بھڑکی تھی جس نے انکے پورے وجود کو دہکا دیا تھا۔۔۔۔ اسکی یاد نے انھیں پل میں بے چین کیا وہ بھلا کب اسے بھلا پائے تھے اول روز سے وہ ان کے دل کے تخت

پر بڑی شان سے براجمان تھی ۔۔خالی خالی نظروں سے اسکا چہرہ دیکھا جو ہوبہو اس کا عکس تھی وہی نین نقش وہی جسامت سب کچھ وہی تھا۔۔۔ وہ وقت کی اس چال پر پتھر کی مانند ساکت تھے۔۔۔۔

"اسکے لیے دعا کیا کرو روح اور میرے لیے بھی۔۔ "

وہ بھاری ہوتی آواز سے بمشکل بول پائے لہجے میں انکہی اذیت کا راج تھا۔۔جھک کر اسکا ماتھا چوما اور اٹھ کھڑے ہوئے ۔۔کہنے کے لیے بہت کچھ تھا لیکن لب انکاری تھے ۔۔وہ لڑکھڑا کر چلتے باہر نکل گئے۔۔۔پیچھے وہ ان کے لہجے اور آنکھوں میں ازیت محسوس کرتی تڑپ اٹھی تھی۔۔ لمحہ لمحہ دور ہوتی پشت کو اسنے بھرائی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔۔

وہ آیا تو اس ارادے سے تھا کہ کام جلدی ختم ہو جائے گا مگر پھر بھی اسے چار بج گئے ۔۔۔اب واپسی کے سفر میں اسے تین گھنٹے لگ جانے تھے ۔۔۔تب تک رات ہو جاتی سردیوں کے دن تھے رات جلدی گہری ہو جاتی تھی سوچا رات فارم ہائوس پر رک جائے

لیکن زہن کے پردوں پر روحا کا ہراساں چہرہ ابھرا جس پر وہ اپنے خیال کی نفی کرتا گاڑی کی طرف بڑھا --ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے وہ لب بھینچ کر گاڑی کی رفتار بڑھا گیا --ڈھائی گھنٹوں کا سفر اسنے ڈیڑھ گھنٹے میں طے کیا تھا ---گاڑی جب شاہ حویلی میں آکر رکی تب رات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا ---پورے راستے اسنے سیگریٹ کا آدھا پیکٹ خالی کر دیا تھا-----شال وہ گاڑی میں ہی اتار چکا تھا کف کہنیوں تک فولڈ تھے اور پونی میں بندھے بال ماتھے اور گال پر بکھرے تھے --وہ اس عام سے خلیے میں بھی خاص لگ رہا تھا --- لبونمیں دبے سیگریٹ سے دھواں اڑاتے وہ اندر بڑھا لاؤنج خالی تھا اسکا مطلب کے سب لوگ کمروں میں تھے اور بی جان کا وہ جانتا تھا کہ وہ نماز پڑھ کر وظائف میں مشغول ہوں گی اسلیے ان کے پاس جانے کا ارادہ ملتوی کرتے وہ کمرے کی طرف بڑھ گیا ---- کمرے میں آیا تو کمرہ خالی تھا واش روم میں پانی گرنے کی آواز آرہی تھی گہرا سانس لیتے وہ کھڑکی کی طرف بڑھ گیا-- اپنے اندر وحشت کا ایک جہاں آباد ہوتا محسوس ہو رہا تھا اس وقت اسکی سوچوں کا محور صرف روحا کی زات تھی----

کھڑکی کے سامنے کھڑے وہ سیگریٹ پھونک رہا تھا جب وہ واشروم سے باہر آئی۔۔کھٹکے پر چونکا اور مڑ کر دیکھا۔۔ اسے ہلکے پیلے رنگ کے ڈھیلے ڈھالے کپڑوں میں دیکھ کر ابران کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی ۔۔ روحا اسے یوں کمرے میں دیکھ کر حیران تھی ۔۔وہ بھلا کب آیا اور اسے پتا تک نا چلا ۔۔ اپنے حلیے پر شرمندہ ہوتی سرعت سے بیڈ پر پڑے دوپٹے کی طرف بڑھنا چاہتی تھی کہ وہ دھیمی چال چلتا عین اسکے سامنے آکر رکا ۔۔۔۔برائون سوٹ میں وہ بازوئوں کے کف موڑے عام سے حلیے میں بالوں کو پونی میں قید کیے ہوئے تھا مگر کچھ لٹیں اسکے گالوں پر جھول کر اسکی وجاہت میں مزید اضافہ کر رہیں تھیں ۔۔۔یہ ہیئر سٹائل اس پر بہت اچھا لگتا تھا یہ روحا نے آج جانا تھا ۔۔ بھوری آنکھیں ہلکی سی سرخی لیے ہوئے تھیں اور عنابی ہونٹوں میں سیگریٹ دبا تھا۔۔جسکے دھویں سے سانسوں کی روانی میں رکاوٹ پیدا ہو رہی تھی۔۔۔ وہ خفیف سا پیچھے ہوئی کہ ابران کا مظبوط بازو اسکی کمر میں حائل ہوتا رکاوٹ پیدا کر گیا ۔۔۔اسنے کھینچ کر اسے پاس کرتے تمام فاصلے مٹا دیے جس سے روحا کی جان لبوں پر آگئی۔۔۔۔

ہراساں ہو کر اسے طرف دیکھا جو سرخ خمار آلود نظروں سے اسکا ایک ایک نقش ازبر کر رہا تھا ۔۔۔اسکی نظروں میں اس قدر تپش اور لپک تھی جس سے روحا کا چہرہ تپ کر انگارہ ہو گیا اور پلکیں لرز کر رخساروں پر جھک گئیں ۔۔۔

یہ دل کو چھوتا منظر ابران نے پرشوق نظروں سے دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر اسکے سرخ لرزتے لبوں پر اپنی شہادت کی انگلی پھیری ۔۔وہ اسکا لمس اپنے لبوں پر محسوس کرتی مچل کر دور ہونا چاہتی تھی مگر پشت پر بندھے حصار نے یہ کوشش ناکام بنا دی ۔۔۔۔اسکی دہکتی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتے بے بسی کے شدید احساس تلے وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔ ابران کے لبوں پر ایک جاندار مسکراہٹ ابھری ۔۔بغور اسکے لبوں کی لرزش دیکھتے سیگریٹ کا گہرا کش لیا اور جھک کر دھواں اسکے چہرے پر چھوڑا۔۔۔روحا نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اور کھانسنے لگی چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا ۔۔۔ وہ خاموش مگر پرحدت نظروں سے اسے ہلکان ہوتے دیکھ رہا تھا۔۔آنکھوں میں عجیب سا جنون ہلکورے لے رہا تھا۔اسے یوں تڑپتے دیکھ اندر لگی آگ میں کمی آنے لگی ۔۔۔

تمہیں میری سانسوں کی ضرورت ہے روح!۔۔۔"۔۔ "

بغور اسکے لبوں کو دیکھتے وہ بھاری گھمبیر آواز میں سرگوشی کرتا اسکے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے اسکے لبوں پر جھک گیا۔۔۔اور اسکے پرشدت لمس سے اسکی دھڑکن پل میں ساکت ہوئی۔۔۔۔۔۔اسکے لمس میں اس قدر شدت اور جنوں کی آگ تھی جسنے اسے جھلسا کر رکھ دیا تھا وہ لرزتی اسکے کندھوں پر گرفت سخت کر گئی۔۔کافی دیر جب وہ پیچھے نا ہٹا تو وہ اپنی سانسوں کو رکتا محسوس کرتے اسکے کندھوں پر ہاتھ جمائے اسے خود سے دور کرنے لگی ۔۔مگر ابران کے اندر ناجانے ایسی کون سی آگ تھی جو بجھ کر نا دے رہی تھی ۔۔اسے خود سے الگ کرنے کی کوشش اسے اور خنونی بنا رہی تھی۔۔۔ اسکے تنگ ہوتے حصار میں اسنے خود کو اسکے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔۔اسے یوں بے بس محسوس پا کر وہ ہلکا سا پیچھا ہٹا اور اسے سانس لینے کی مہلت دیتے دوبارہ اس پر جھک گیا۔۔۔اس بار اسکے لمس میں نرمی تھی وہ بڑی نرمی سے اسے چھو رہا تھا۔۔۔۔وہ نڈھال ہوتی اسکے رحم و کرم پر تھی۔۔۔ پیچھے ہٹتے بغور اسکے سرخ چہرے کو دیکھا جو سانس لینے کے لیے ہلکان ہو رہی

تھی ۔۔۔اسکے سرخ بھیگے ہونٹوں کو دیکھتے اسکے لبوں کو ایک دلکش مسکراہٹ نے چھوا تھا ۔۔۔لبوں سے پھسلتی نگاہ اسکی شہ رگ پر موجود تل پر گئی جس نے اول روز سے اسے بے چین کر رکھا تھا عجیب احساس سے مغلوب ہوتے اسنے جھک کر اسکی گردن پر اپنا پرحدت لمس چھوڑا ۔۔۔اپنی گردن پر اسکے دہکتے لب محسوس کرتے صیح معنوں میں اسکا دل بند ہوا تھا۔۔۔۔وہ اتنا بے باک نہیں تاھ جتنی بے باکی کا مظاہرہ وہ کر رہا تھا۔۔۔۔۔دفتا اپنی کمر پر اسکی کمزور ہوتی گرفت کو محسوس کرتے وہ اپنی پوری جان سے اسکا حصار توڑ کر واش روم میں بھاگی۔۔۔اور ابران جو مدہوش سا اسکی خوشبو میں کھویا ہوا تھا اسکے دھکا دینے پر سرعت سے ہوش میں آیا۔۔۔ خاموش مگر سرد نظروں سے اسے بھاگتے اور واشروم میں بند ہوتے دیکھا۔۔ آنکھیں پل میں سرخ ہوئیں تھیں۔۔۔ بڑی مشکل سے اپنے اعصاب پر قابو پاتے وہ مڑ کرسٹڈی میں چلا گیا۔۔۔۔۔

وہ آج دو دن بعد کالج آئی تھی ورنہ ڈر سے تو وہ گھر میں ہی بند رہی تھی ۔۔۔ اسکی سبز آنکھوں میں اس قدر جنوں اور وحشت ہوتی تھی جس سے وہ خائف ہو جاتی۔۔۔ کافی دنوں کی غیر حاضری کے بعد آج وہ جی کڑا کر کے کالج آ تو گئی تھی مگر دل کہیں نا کہیں خوفزدہ تھا ۔۔اور وہ خوف سچ ثابت ہوا۔۔۔ آف ہونے پر باہر آئی ہی تھی کہ اس مصیبت کو اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے دیکھ وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔۔آج تو صبا بھی نہیں آئی تھی۔۔۔پورا بدن پل میں لرزا تھا اور ماتھے پر پسینے کے قطرے ابھر آئے۔۔۔

سفید کلف لگے سوٹ میں وہ آنکھوں پر شیڈز لگائے سیٹ پر بیٹھا کسی بھی لڑکی کا خواب ہو سکتا تھا۔۔سفید رنگ ہلکی بیرڈ اور گھنی مونچھوں میں وہ اپنے لباس اور رکھ رکھاؤ سے عام نہیں لگتا تھا ۔۔مگر وہ حقیقت میں کیا تھا یہ تو علینہ ہی جانتی تھی۔۔اب بھی اسے یوں دیکھ کر وہ ہراساں ہوتی پلٹ کر بھاگنا چاہتی تھی۔۔مگر وہ گاڑی عین اسکے سامنے آکر روک گیا وہ دہل کر رکی۔۔۔ گاڑی سے نکل کر عین اسکے سامنے آکھڑا ہوا۔۔اور وہ ساکت سی اسے خود پر سایہ بنتے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

میں کوئی ڈرامہ نہیں چاہتا عینا !!اسلیے شرافت اسی میں ہے کہ چپ چاپ گاڑی میں"
" بیٹھ جاؤ ورنہ اگر میں نے بیٹھایا تو تمہیں اچھا نہیں لگے گا

اسکے ہوائیاں اڑتے چہرے کو نظرانداز کیے وہ بھاری گھمبیر آواز میں دوٹوک بولا تمہید کی زحمت نہیں کی گئی تھی۔۔۔اسکے لہجے میں اس قدر وخشت اور تحکم تھا جیسے وہ اس کی غلام ہو۔۔وہ تڑپ کر انکار کرنا چاہتی تھی مگر اسکے ارادے کو سمجھتے براق نے سرعت سے اسکی کلائی تھام لی۔۔۔اسے یوں زبردتی کرتے دیکھ علینہ کا دل اچھل کر خلق میں آیا۔۔۔کھینچ کر اسے فرنٹ سیٹ پر بیٹھایا اور خود گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔۔۔یہ سب اتنی جلدی میں ہوا تھا کہ وہ اپنے بچاؤ میں کچھ کر بھی نا پائی۔۔۔۔

وہ ہکا بکا سی اسے دیکھ رہی تھی جو لب بھینچے گاڑی چلا چکا تھا۔۔معا ہوش کی دنیا میں قدم رکھتے وہ چیخ پڑی اور سرعت سے اس پر جھپٹی۔۔۔۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے !!یہ سب کر کہ تم کیا ثابت کرنا چاہتے ہو کہ تم بہت طاقتور ہو۔۔وحشی انسان!!!!۔۔"

وہ خوف غصے سے پاگل ہوتی غرائی اور ساتھ اپنے لمبے ناخنوں کا استعمال کر کے اسکے کندھوں کو بھی نوچ لیا۔۔۔۔ درد کی شدت سے لب بھینچ کر اسکے سرخ چہرے کو دیکھا جو غصے کی شدت سے دہک رہا تھا۔۔۔شیڈز کے پیچھے چھپی آنکھوں میں اسکے سرخ چہرے کو دیکھ کر تبسم اترا جس سے وہ انجان ہی رہی۔۔

"یہ سب کرنے کے لیے تم نے مجھے مجبور کیا ہے عینا ڈارلنگ!!!۔۔اور آگے تمہاری ممنانی سے کیا حالات پیش آسکتے ہی اس سب کو ٹریلر ہی سمجھ لو اسکا۔"

وہ گردن موڑ کر سامنے دیکھتا سرد لہجے میں بولا۔۔۔ اسکے لہجے کا سرد پن محسوس کرتی علینہ کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی۔۔لہجے کی معنی خیزی اور لفظوں کی لپک نے اسے کانپنے پر مجبور کر دیا وہ خوفزدہ ہوتی کار کے دروازے سے جا لگی۔۔اسکا چہرہ دیکھا جو بے تاثر تھا۔۔۔نظریں پھیر کر راستہ دیکھا جو انجان تھا۔۔ایک اجنبی کے ساتھ اجنبی راستوں پر خود کو محو سفر دیکھ کر اسکی آنکھوں میں بے بسی کے مارے انسو آگئے۔۔ وہاں سب نے اسے اسکے ساتھ زبردستی کرتے دیکھا ہو گا۔۔ بھلا کیا عزت رہ گئی تھی ۔؟؟

وہ تو اس سب سے بے نیاز تھا لیکن اسکے لیے یہ سب بے حد اہم تھا۔۔کتنی ہی زہریلی سوچیں اسکے زہن میں ابھریں۔خود کو بے بسی کے مقام پر محسوس کرتے اسکے آنسو آنکھوں سے بہتے گالوں پر لڑھک آئے ۔کافی دیر کوشش کے بعد بھی کمبخت لاک نہیں

کھل رہا تھا۔۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھتی دبی آواز میں رونے لگی۔۔اسکی سسکیوں اور رونے سے وہ انجان نہیں تھا۔وہ رو کر اسکے دل پر کیا ستم ڈھا رہی تھی اس سے وہ انجان تھی۔۔ اسکی اذیت اور تڑپ محسوس کرتے شدت ضبط سے گردن کی نسیں ابھر آئیں تھیں۔۔ دانت پر دانت جما کر خود کو کمپوز کرتے گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔۔۔۔۔

کافی دیر بعد گاڑی سمندر کے سامنے آکر رکی تھی۔۔۔۔ جھٹکے سے رکنے پر اسنے ہراساں نظروں سے آس پاس دیکھا اور خود کو سمندر کنارے دیکھ کر اسکا دل بے ساختہ ڈوبا تھا۔۔۔ سرعت سے مڑ کر براق کی طرف دیکھا جو اسی کی طرف متوجہ تھا۔۔آنکھوں میں خمار آلود سرخی موجود تھی۔۔لیکن شیڈز ہونے کی وجہ سے چھپی رہی ۔۔۔

"یہ کہاں لے آئے ہو تم مجھے !!مجھے گھر جانا پلیز جانے دو۔۔ "

غصے سے بولتے آخر میں بے بسی کے مارے اسکی آواز بھرا گئی ۔۔۔اسکی بات کو اگنور کرتے براق نے دراوزہ کھولا اور گاڑی سے اتر گیا ۔۔۔گھوم کر اسکی طرف کا دراوزہ کھولا ۔۔جو بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"مجھے کہیں نہیں جانا سمجھے تم !!تم۔۔۔۔۔۔ "

"تم نہیں آپ !!شاباش اترو گاڑی سے۔۔۔ "
وہاں موجود ویرانی کو دیکھتے اسنے تڑک کر انکار کیا ہی تھا کہ اسکے ٹوکنے پر ساکت ہو گئی۔۔۔لب بھینچ کر اسکا ریلیکس انداز دیکھا۔۔۔

"اترو عینا !!ورنہ میں نے اتارا تو تمہیں اچھا نہیں لگے گا سو کم آن۔۔ "
اسے وہیں ساکت بیٹھے دیکھ کر اسنے سنجیفگی سے دھمکی دی جس پر وہ ہڑبڑا کر گاڑی سے اتری۔۔۔مبادا وہ گود میں نا اٹھا لے ۔۔اس کمینے کا کیا بھروسہ۔۔مگر قسمت نے

یہاں دغا دے دیا وہ پراڈو سے بے دھیانی میں اترتی لڑکھڑا کر گر جاتی کہ پاس کھڑے براق نے سرعت اسے تھام لیا۔۔۔تھامنا کیا تھا اسنے تو سیدھا بانہوں میں بھر لیا تھا۔۔

سیگریٹ اور کلون کی ملی جلی مہک نے مل کے اسکے ہواسوں پر حملہ کیا وہ اسکے دہکتے لمس پر وہ سن رہ گئی تھی۔۔۔اسکے حصار میں کیا کچھ نا تھا۔۔۔
جنون تڑپ اور جزبات کی گرمی۔۔وہ ساکت کھڑی اسکے سینے میں ابھرتی دھڑکنوں کا شور سن رہی تھی۔۔۔۔وقت جیسے تھم سا گیا تھا۔۔۔دل دھڑکنے سے انکار کر رہا تھا
۔۔اسکا مظبوط مردانہ لمس اسے عجیب سے احساس سے دوچار کر رہا تھا۔۔۔۔

اور وقت تو براق کے لیے بھی رک گیا تھا اسے لگا اسکئ بانہوں میں کوئی وجود نہیں کوئی مہکتا پھول تھا۔۔کوئی نرم ونازک پھول جسے چھونے سے بھی دل ڈر جائے ۔۔۔اسے یوں اپنی آغوش میں محسوس کرتے اس کا دل سینے سے باہر آنے کو مچل رہا تھا۔۔ سکون سے آنکھیں موند لیں کہ یہ احساس اسکے لیے اچھوتا اور انوکھا تھا۔۔۔۔

معا دھکے پر وہ لڑکھڑا کر ہلکا سا پیچھے ہوا۔۔آنکھیں کھول کر اسکا سرخ چہرہ دیکھا جو ضبط کی انتہا کو چھوتا آگ کی مانند دہک رہا تھا ۔۔

کیا چاہتے ہو تم !!کیوں میری زات کا تماشا بنا رہے ہو؟؟؟مجھے میری ہی نظروں سے "
"مت گرائو پلیززز۔۔۔
وہ ضبط کھو کر ہذیانی انداز میں چیخی تھی ۔

اسکے گستاخ لہجے کے برعکس اسکے الفاظ میں چھپی نفرت نے براق کا پارہ ہائی کیا تھا ۔۔۔
غصے سے مٹھیاں بھینچ کر گلاسس اتارتے وہ جارحانہ تیوروں سے اسکی طرف بڑھا
۔۔اسے یوں اپنی طرف آتے دیکھ وہ خوف سے لرزتی گاڑی سے جا لگی ۔پیچھے موجود کار کو پا کر اسنے ہراساں ہوتے اسکی غصے طیش سے لال ہوتی سبز آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں جنون کا ایک الگ ہی جہاں آباد تھا ۔۔

میں تماشہ بنا رہا ہوں ؟؟ بولو جواب دو !!مجھے تماشہ بنانا ہوتا نا عینا تو آج تم یوں نظریں "
"اٹھا کر مجھ سے بات نا کر رہی ہوتی۔۔۔

اسے کندھوں سے جکڑتے وہ خلق کے بل غرایا۔۔۔ اسکے لہجے میں شعلوں کی لپک تھی۔۔کندھوں کی گرفت جان نکال رہی تھی درد کی شدت سے بے حال ہوتے وہ لب بھینچ گئی۔۔اسکے جارحانہ انداز نے اسکی بولتی بند کر دی تھی خوف سے کپکپاتے وہ سر جھکا کر رونے لگی۔۔۔اسے یوں روتے دیکھ وہ مزید غصے سے بھڑکا۔۔اسکی ٹھوڑی جکڑتے چہرے کو بلند کیا۔۔آنکھیں سختی سے میچے وہ لب بھینچ کر رو رہی تھی اسکے سرخ گالوں پر بہتے آنسو براق کا خون ابال رہے تھے ۔۔

اب رونے کا کیا فائدہ؟؟ انسان کو وہی بولنا چاہیئے جس کا وہ خمیازہ بھگت سکے ۔۔اور "
نظروں سے گرانے کی بھی خوب کہی تم نے۔۔جبکہ میں تو تمہیں یہاں بسانا چاہتا ہوں عینا !!تم کیوں نہیں سمجھ رہی۔۔ "اسکے آنسوئوں پر وہ نرم پڑتا محبت سے بولا۔اسکے لہجے

میں جزبوں کی دھیمی آنچ تھی جسے محسوس کرتی علینہ نے اسکی سبز آنکھوں میں دیکھا ان میں سلگتے جذبات گواہ تھے اس کی بے انتہا محبت کے۔۔۔۔۔۔۔

اسکے لہجے کی سچائی علینہ کی زبان تالو سے چپکا گئ ۔۔لیکن نہیں لڑکیوں کو اپنے جال میں پھانسنے کے لیے لڑکوں کے یہی طور طریقے ہوتے ہیں دفتا دماغ میں ابھرتی سوچ پر وہ لب بھینچ کر اسکے ہاتھوں کو کندھے سے ہٹانے لگی مگر گرفت مظبوط تھی۔۔فرار ناممکن تھا وہ سلگتی نظروں سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں واضح لکھا تھا کہ اسکی گرفت سے آزادی اسکے لیے ناممکن تھی وہ چاہ کر بھی اسکے حصار سے نکل نہیں سکتی۔۔۔

"مجھے گھر چھوڑ دو !!ہمارا میل ممکن نہیں ہے۔۔تم یہ۔۔۔ "

"تم نہیں آپ۔۔ "

وہ سنجیدگی سے بول رہی تھی کہ اچانک وہ سرد لہجے میں ٹوکتا اسکی روشن پیشانی پر جھکا۔۔اور وہ اچانک اسے اپنے ماتھے پر جھکتے دیکھ کر پیچھے ہٹی پر پیچھے موجود کار نے اسکی کوشش ناکام بنا دی بے بسی سے آنکھیں موند لیں۔۔

وہ نرمی سے اسکا ماتھا چوم گیا۔ لمس میں موجود اسکے جذبات کی آنچ مان اور عقیدت نے علینہ کے دل کی دھڑکن تیز کر دی ۔۔اور براق وہ تو اسے چھو کر ہی ساکت تھا کہ آج سے پہلے اسکا دل اس تیزی نہیں دھڑکا تھا کہ لگے وہ اچھل کر اسکے خلق میں آ جائے گا اپنی کیفیت سے گھبرا کر وہ سرعت سے پیچھے ہٹا ۔۔اسکے اپنے جزباتوں نے اسے خوفزدہ کر دیا تھا ۔۔اسکے دہکتے لمس سے اسے اپنی پیشانی جلتی محسوس ہوئی اسکے ایکدم پیچھے ہٹنے پر آنکھیں کھول کر اسے دیکھا جو سر کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا مظطرب لگ رہا تھا ۔۔اسکی اپنی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی۔۔۔جسے اپنی دھڑکنی سنبھالتے وہ محسوس ہی نہیں کر پائی ۔۔۔۔۔

"بیٹھو گاڑی میں تمہیں گھر چھوڑ دوں -- "

سنجیدگی سے اسے دیکھے بنا وہ اسکے لیے دروازہ کھول گیا وہ بھی وقت ضائع کیے بنا سرعت سے گاڑی میں بیٹھ گئی---

گھوم کر گاڑی میں بیٹھتے اسنے کار اسکے گھر کے راستے پر ڈال دی راستہ خاموشی سے کٹا تھا --علینہ خود بھی خاموش تھی اور براق خود سے جنگ لڑنے میں مصروف تھا--اسکے گھر کے سامنے والی گلی میں گاڑی روکی وہ حیران تھی بھلا اسے اسکے گھر کا کیا پتا --مگر پوچھنے کی جرات نا کر سکی---

میں بہت جلد تمہارے حقوق اپنے نام کروانے آؤں گا اسلیے خود کو ذہنی طور پر تیار کر "

"لو ڈئیر !اور جتنا جلدی کرو گی اتنا تمہارے لیے اچھا ہو گا کہ مجھے تو تم روکنے سے رہی--

وہ سامنے دیکھتا اٹل اور مظبوط لہجے میں بولا----وہ ساکت سی اسکی وارنگ سنتے تیزی سے دروازہ کھول کر اپنی گلی میں بھاگی اور براق اسکی جلدی پر قہقہ لگاتا اسکی پشت دیکھنے

لگا تب تک جب تک وہ غائب نا ہو گئی۔۔اسکے غائب ہوتے ہی اسنے سر جھٹکتے گاڑی فلیٹ کی طرف موڑی ۔ کل ان تینوں نے واپس جانا تھا وہ یہاں ابران کے ولیمے کی شاپنگ کرنے پرسوں آئے تھے ۔۔۔۔۔علینہ کی یاد آئی تو اس سے ملنے چلا آیا اور ملاقات اتنی خوبصورت ہو گی وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

وہ کھڑکی میں کھڑی تھی ۔۔ابران کی گئی بے باکی نے اسے خوفزدہ کر دیا تھا۔۔۔ اسکے لمس میں کیا کچھ نہیں تھا ۔۔جنوں اور شدت نے اسکے ننھے دل کو سہمنے پر مجبور کر دیا تھا تبھی تو وہ تاب نا لاتے باتھروم میں بند ہو گئی۔۔کافی دیر بعد جب وہ باہر آئی تو کمرہ خالی تھا اور سٹڈی روم کی لائٹ روشن تھی وہ موقع غنیمت جان کر سرعت سے کمبل میں گھس گئی۔۔دھڑکتے دل سے وہ ابران کو سوچے جا رہی تھی جس کی پل بھر کی قربت نے اسکے حواس جھنجھوڑ دیے تھے ۔۔اسکی اس مختصر سی قربت نے اس کا یہ حال کیا تھا تو خود کو مکمل اسکا ہوتے سوچنا اسکی پیشانی عرق آلود کر گیا۔۔۔ صبح ناشتے کی ٹیبل پر اس کا

کراچی جانے کا سن کر وہ ساکت رہ گئی وہ اسے بتا کر کیوں نہیں گیا --وہ تب سے بے چین تھی اسکے آنے کا بھی تو اسے پتا نا تھا --اب بھی کھڑکی میں کھڑی اسکی سوچوں کے تمام دھاگے اس سے مل رہے تھے --پرسوں ان کا ولیمہ تھا اور وہ غائب تھا---
تنہائی اور کسی پر مسلط کیے جانے کے احساس تلے اسکی سیاہ آنکھیں نم ہو گئی تھیں --وہ اس پر مسلط ہی تو کی گئی تھی -- بھلا ایک بیمار لڑکی سے وہ کیوں شادی کرے گا اسے تو کوئی بھی مل جاتی --احساس محرومی تلے اسکی سیاہ انکھوں سے نمی بہتی گال پر لڑک آئی تھی--
لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اسکی قسمت اوج پر ہے کیونکہ اسکی قسمت کا ستارہ ابران کی پیشانی پر چمک رہا تھا وہ بھلا لاوارث کیسے ہو سکتی تھی اسکی قسمت میں قدرت نے قیمتی ہیرا لکھا تھا جس سے انجان وہ رو رہی تھی-----

---

وہ ابھی میٹنگ سے فارغ ہوا تھا ۔۔پرسوں اسے رات کو کال آئی کہ فارن ڈیلر آئے ہیں اور وہ ارجنٹ میٹنگ کرنا چاہتے ہیں اسلیے وہ یہاں آئے ۔۔تبھی صبح وہ بنا کسی کو بتائے کراچی کے لیے نکلا تھا ۔۔صرف بی جان اس بات سے واقف تھیں کیونکہ وہ ان سے مل کر آیا تھا ان کی دعاؤں کے بغیر وہ کہیں نہیں جاتا تھا ۔۔پرسوں اپنی کی گئی بے اختیاری پر وہ ہزار دفعہ خود کو کوس چکا تھا ۔۔کیا ضرورت تھی اسے ڈرانے کی ۔۔لیکن یہ بھی سچ تھا کی اسکی سرخ پنکھڑیوں نے اسے بے چین کر رکھا تھا۔۔۔اور پرسوں انھیں اپنے سامنے دیکھ کر وہ بے اختیار ہوا تھا ۔۔ صبح آتے وقت اسے دیکھا جو سوئی ہوئی بہت معصوم لگ رہی تھی وہ اسکے سامنے گڑیا کی مانند تھی بمشکل اسکے سینے تک آتی تھی۔۔ سوتے ہوئے اس قدر پیاری لگ رہی تھی دراز بال تکیے پر بکھرے تھے اور سیاہ آنکھوں پر سایہ فگن پلکیں گلابی لب آپس میں پیوست آہستگی سے جھک کر اس کی سفید بے داغ پیشانی چومی ۔۔آخری دہکتی نظر اس پر ڈالی جو اسکے سلگتے لمس پر کسمسا کر کروٹ بدل گئی تھی۔۔وہ مدھم سا مسکرا کر باہر نکل گیا جہاں گاڑی تیار کھڑی تھی ....

وہ گھر میں داخل ہوتے سیدھا کمرے میں بھاگ گئی وہ تو شکر تھاکہ نور بیگم گھر سے باہر تھیں۔۔کمرے میں آتے ہی آنسو قطار در قطار اسکے گالوں پر بہنے لگے۔۔اسنے زندگی میں خود کو کبھی اتنا بے بس نہیں پایا تھا جتنا آج محسوس کیا تھا۔۔اسکی بے باک جسارت اور اسکی معنی خیز باتیں اسکا دل دہلا رہیں تھیں۔۔وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ یوں سرے عام اس کا ہاتھ تھام کر زبردستی لے جائے گا۔۔اگر وہ یہ سب کر سکتا تھا تو اسکا اسکے گھر آنا کون سا مشکل تھا وہ تو کبھی بھی اسکے گھر آسکتا تھا۔۔نور بیگم کو وہ کیا جواب دیتی کہ وہ کون تھا انھوں نے بہت بھروسے سے اسے کالج بھیجا تھا تو کیا وہ ان کا بھروسہ توڑ دیتی؟؟۔۔۔

نہیں وہ یہ نہیں کر سکتی اسے کچھ کرنا ہوگا اس وڈیرے سے پیچھا چھڑانا ہو گا مگر کیسے وہ یہی سوچتی کمرے میں ادھر ادھر چکر کاٹ رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ بجا۔۔۔ہڑبڑا کر اسنے اپنے آنسو صاف کیا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔۔۔۔۔
سامنے نور بیگم کھڑیں تھیں۔۔وہ میں گیٹ کھلا دیکھ کر سمجھ گئیں تھیں کہ وہ آچکی ہے تبھی اسکے پاس آئیں تھیں ۔۔ان کی نظر اسکے متورم چہرے پر پڑی تو چونکیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیا بات ہے علینہ !!تمہارا منہ کوں سوجا ہوا ہے اور آنکھیں اتنی لال؟؟طبیعت تو ٹھیک ہے نا بیٹا؟؟۔۔۔۔"

وہ پریشان ہوتیں اسکا ماتھا چیک کرنے لگیں کہ کہیں بخار تو نہیں۔۔۔ ان کے سوال پر آنسوئوں کا گولا نگلتے وہ ضبط سے مسکرائی تھی۔۔۔۔

"کچھ نہیں امی بس سر میں درد ہے آپ اندر آئیں نا"
وہ ٹالتی ان کا ہاتھ تھام کر اندر لے آئی۔۔ انہیں بیڈ پر بیٹھایا اور خود انکی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔وہ مسکراتیں اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگیں ان کے سہلانے سے وہ پرسکون ہوتی آنکھیں موند گئی۔۔۔۔بدن کی تھکن پل میں ہوا ہوئی تھی۔۔۔

میں آج صوبیہ کے گھر گئی تھی !!اسنے اپنی جاننے والی کا بتایا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے " لیے تمہارا رشتہ چاہتے تھے۔۔لڑکا دبئی میں ہوتا ہے۔۔۔ فیملی اچھی ہے ۔اور چھان بین بھی کی ہے بھائی صاحب نے مجھے ہر طرح سے مناسب لگا یہ رشتہ اور وہ ابھی نکاح کا کہہ رہے ہیں تو میں نے سوچا کہ تم سے بات کر لوں کہیں تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ۔۔۔۔؟؟"

ان کی بات نے آسمان علینہ کے سر پر گرا دیا تھا۔۔وہ پتھرائی نظروں سے ان کا خوشی سے دمکتا چہرہ دیکھتی رہ گئی۔جو ان کی اندرونی خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔۔۔وہ اس رشتے کے

لیے رضامند تھیں یہ بات ظاہر تھی۔۔۔ انکے بازو سے ہلانے پر ہوش میں آتی سر اثبات میں ہلاتی انکے سینے میں چھپ گئی۔یہی ایک راستہ تھا براق سے پیچھا چھڑانے کا دل کے شور کو نظرانداز کیے وہ حامی بھر گئی۔۔اور نور بیگم اسکی رضامندی پر نہال ہوتیں اسکا سر چوم گئیں انکی آنکھیں خوشی کی شدت سے چمک رہیں تھیں وہیں علینہ کی آنکھوں سے کئی قطرے بے مول ہوتے ان کے آنچل میں جذب ہوگئے۔۔۔۔

وہ کمرے میں بیٹھی تھی ابھی بابر صاحب اسکے پاس سے اٹھ کر گئے تھے ایران کی غیر موجودگی میں اسکے پاس بابر صاحب اور عنایہ کے علاوہ سیف عون عدید آئے تھے۔۔وہ سب اس سے کافی پیار سے ملے تھے اور وہ تینوں شیطان تو آفت کی پرکالہ تھے۔۔مجال ہے جو لگا ہو کہ وہ اس سے پہلی بار ملے ہوں ۔۔کافی ہنس مکھ اور جولی تھے۔۔مگر اسے شدت سے ماہی کا انتظار تھا جو ایک بار بھی نا آئی تھی۔۔۔بی جان اور عالیہ بیگم کا وہ

جانتی تھی ۔۔عائشہ بیگم شادی کی تیاریوں میں گھن چکر بنی ہوئی تھیں ۔۔کیونکہ عالیہ بیگم بیمار تھیں اسنے کئی بار سوچا کہ وہ ان کے پاس جائے مگر ہمت جواب دے جاتی ۔۔۔۔

ابھی وہ تھوڑی دیر لیٹنے کا سوچ رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔۔اسکی اجازت سے نوری بڑے سے تھال میں اسکی شادی کا جوڑا اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی۔۔ اور اس طرح کے کئی تھال دوسری ملازمائوں کے ہاتھ میں تھے ۔۔ان سب کے پیچھے بی جان اور عائشہ بیگم بھی تھیں وہ سرعت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔اور دوپٹہ سر پر اوڑھا۔۔

"اسلام علیکم بی جان!!!۔"
مدھم آواز میں ہچکچا کر سلام کیا جس پر انھوں نے اسکی طرف دیکھا ۔۔۔وہ اس وقت نیلے رنگ کے گرم سوٹ میں بالوں کا جوڑا بنائے کھڑی تھی۔۔وہ کہیں سے بھی نوبیاہتہ دلہن نہیں لگ رہی تھی اسکے خلیے کو ناقدانہ نظروں سے دیکھتے سر ہلا کر اسکے سلام کا جواب دیا اور نوری کی طرف متوجہ ہوئیں جو سب تھالوں سے کپڑے ہٹا رہی تھی۔۔۔۔

سب سے پہلے جس تھال سے کپڑا ہٹا وہ اسکے ولیمے کا جوڑآ تھا۔۔۔سفید رنگ کا بے حد خوبصورت برائیڈل ڈریس جس پر بنے کام کو دیکھ کر آنکھیں چندھیا گئیں۔۔ وہ اس قدر پیارا تھا کہ روحا کی نظریں اس پر ٹھہر سی گئیں ۔۔اسکے ساتھ ہیرے کے زیوارت تھے جو اپنی قیمت خود بتا رہے تھے ۔۔ان کی چمک دور سے آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی ۔۔وہ سب اتنا خوبصورت تھا کہ روحا سن سی سب دیکھ رہی تھی اور باقی سب حیران تھے شادی کا جوڑا وہ بھی سفید رنگ میں ۔۔۔اور اصل بات سے تو صرف بی جان واقف تھیں کہ یہ کس کی پسند پر آیا تھا ۔۔۔اور وہ اس سے اختلاف نہیں کرسکتیں تھیں وہ ان کا جگر گوشہ ابران تھا ۔۔اور اسکی خوشی میں وہ کیوں نا راضی ہوتیں؟؟

یہ سب تمہارا ہے روحا !!شام کو پارلر والی آجائے گی تمہیں تیار کرنے کے لیے ۔۔اور " "اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہے تو بتا دو ۔۔۔

بی جان متانت سے گویا ہوئیں --اور وہ جو ساکت تھی انکی آواز پر ہوش میں اتی سر نفی میں ہلا گئی---اسکے انکار پر وہ نوری کو چند ہدایات دیتیں مڑ گئیں ---
ان کے جاتے ہی عائشہ بیگم آگے بڑھیں اور اسکی پیشانی چوم کر دعائیں دیتیں باہر نکل گئیں -- پیچھے ان کی پشت دیکھتے روحا کی انکھیں نمی گھسیٹ لائیں تھیں---وہ تھکن زدہ سی بیڈ پر ڈھے گئی----------

---

وہ 5 بجے حویلی پہنچا تھا --وہ سیدھا لاؤنج میں آیا جہاں تیاریاں عروج پر تھیں --یہ اسکے بھیجے گئے ایونٹ اورگنائزر تھے جن کی محنت حویلی کے درودیوار سے جھلک رہی
تھی-----سب اس قدر شاندار تھا کہ حد نہیں اور ہوتا بھی کیوں نا آخر حویلی کے لاڈلے سپوت اور بی جان کے جگر گوشے "سردار ابران شاہ "کی شادی تھی جس کا پورے

گائوں کو شدت سے انتظار تھا۔۔۔ حویلی کو دلہن کی طرح سجا دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا ستارے زمیں پر اتر آئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

وہ بی جان کے کمرے کی طرف بڑھا جو بیڈ پر بیٹھیں زیورات سے الجھی ہوئیں تھیں ۔۔۔

"اسلام علیکم بی جان ۔۔ "

وہ بھاری گھمبیر آواز میں بولتا اندر داخل ہوا اس کی آواز پر نوری اور بی جان بیک وقت اس کی طرف متوجہ ہوئیں ۔۔۔بالوں کا مخصوص سٹائل سیاہ مرادنہ سوٹ پر سیاہ ہی شال اوڑھے وہ کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا ۔۔ اسکی بھوری آنکھوں میں جمی برف سی جمی تھی جہاں ہر سو وخشت ازیت اور جنوں کا ایک الگ ہی جہان آباد تھا ۔۔۔جسے چھپائے وہ بڑی شان سے کھڑا کسی ریاست کا فاتح لگ رہا تھا ۔۔۔۔

"وعلیکم اسلام !!آئو شاہ دیر کر دی تم نے۔۔۔ "

" وہ پیار سے بولیں۔۔انھیں جب بھی اس پر شدت سے پیار آتا وہ اسی طرح اسے "شاہ کہہ کر بلاتیں تھیں ۔۔۔۔ وہ دھیرے سے چلتا ان کے پاس بیڈ پر بیٹھا ۔۔۔

"کام تھا بی جان !!آپ سنائیں طبیعت کیسی ہے آپ کی--؟؟--- "
وہ مدھم لہجے میں انکی طبیعت کا پوچھا جس پر وہ شفقت سے مسکرائیں ---
میں ٹھیک ہوں--اور کافی خوش نصیب ہوں کہ اللہ سائیں نے مجھے یہ دن دکھایا "
"ہے-- آج میرے اورنگزیب کا لاڈلا بیٹا دلہا بنے گا---
آگے جھک کر اسکی پیشانی چومتے محبت سے بولیں---ان کی بات پر وہ دل کے کسی کونے میں ایک درد سا اٹھا تھاجسے محسوس کرتے وہ لب بھینچ گیا---

"جائو تیار ہو جائو کافی وقت ہو گیا ہے -- مہمان آتے ہی ہوں گے--- "
وہ نرمی سے موضوع بدل گئیں -- اصل مقصد تو اسے ان دکھی باتوں سے نکالنا تھا جسکی پرچھائیاں اسکے وجیہہ چہرے پر چھا گئیں تھیں وہ نہیں چاہتیں تھیں کہ وہ ان باتوں کو آج کے دن سوچے ---

ان کی بات سن کر اس نے سرعت سے اپنے جذبات پر قابو پایا اور اٹھ کھڑا ہوا ۔۔ جھک ان کی پیشانی چومتے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔اسکی پشت دیکھتے وہ نم آنکھوں سے مسکرا دیں تھیں۔۔۔۔

کمرے میں آیا تو پالر والیوں کو بیٹھا پایا۔۔ڈریسنگ روم کے بند دروازے کو دیکھتے انھیں باہر جانے کا اشارہ کرکے الماری سے اپنا ٹاول نکال کر وہ واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔

وہ ڈریس چینج کر کے باہر نکلی تھی کہ کمرہ خالی دیکھ کر حیران رہ گئی ۔۔وہ سب کہاں گئیں۔۔وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ واشروم کا دروازہ کھلنے پر سرعت سے پیچھے مڑی۔۔

سامنے ہی وہ سیاہ ٹرائوزر میں تولیہ کندھے پر لٹکائے اسکے شعائیں بکھیرتے سراپے کو یک ٹک دیکھ رہا تھا۔۔۔اپنے منتخب کردہ لباس میں وہ اس قدر خوبصورت لگے گی وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔سفید رنگ ایسا لگتا تھا کہ اسی کے لیے بنا تھا۔۔۔بنا دوپٹے کے اپنے ہوشربا سراپے میں وہ ابران کو بہکانے پر تلی تھی۔۔۔اور وہ تو بن پیے بہک رہا تھا۔۔آنکھیں اچانک دہکنے لگیں تھیں۔۔۔

اپنے جذبات کسی پر نا آشکار کرنے والا وہ اسکے سامنے ان پر قابو نہیں رکھ پاتا تھا۔۔اب بھی اسکے سرخ لبوں کی کپکپاہٹ دیکھتے وہ مدھم سامسکرایا۔۔۔

اسے مسلسل اپنی جانب دیکھتے روحا اپنے دل کو رکتا محسوس کر رہی تھی۔۔ اسکی نظروں کی تاب لانا اسکے بس کی بات نہیں تھی۔۔۔اسکی نظروں کی تپش پر وہ لرزتی اپنی آنکھیں جھکا گئی۔۔۔۔

قدم قدم چلتے وہ عین اسکے سامنے آرکا جو سفید برائیڈل ڈریس میں اسکے دل کی دنیا تہہ بالآ کر رہی تھی کمر پر بکھرے سیاہ بال رات کی سیاہی کو مات دے رہے تھے ۔۔۔اسے دیکھتے ابران کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئیں۔۔سرخ لبوں نے اسکے خلق میں کانٹے اگا دیئے تھے ۔۔۔لبوں کی حرکت کپکپاہٹ جانلیوا تھی۔۔بے خود ہوتے آگے بڑھ کر وہ اسے کمر سے تھامتے اس پر جھکتا اسے ساکت کر گیا۔۔۔اسکے دہکتے لمس نے روحا کی جان نکال دی تھی۔۔

اسکے لمس میں اتنا استحقاق تھا کہ وہ سر سے پائوں تک لرزتی اسے کندھوں سے تھام گئی۔۔لیکن اسکے برہنہ بھیگے کندھے اسکے نقوش میں حیا کی لالی بھر گئے۔۔ اسکے لمس میں نرمی چاہت اور جنوں کی ایک داستان رقم تھی۔۔۔وہ فسوں خیز لمحات کے زیر اثر مکمل طور پر خود کو اسکے سہارے پر چھوڑتی سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔۔

وقت تھم گیا تھا۔۔۔۔۔۔روحا اپنے بالوں میں چلتی اسکی مظبوط انگلیوں کے لمس پر ساکت سی اسکے حصار میں کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔دل کی دھڑکن حد سے سوا تھی۔۔۔

اسکے نرم لبوں کا لمس ابران کو کسی اور ہی جہاں میں پہنچا رہا تھا اور وہ خود کو جذبات کے سپرد کر بھی دیتا اگر دروازے پر دستک نا ہوتی۔۔۔۔۔۔ہوش میں آتے اسنے نرمی سے اسے خود سے الگ کیا۔۔۔ اسکے سرخ ہوائیاں اڑاتا چہرہ اسکے جزبات کو مزید بھڑکا رہا تھا۔۔۔مگر اسکی حالت کے پیش نظر وہ خود پر قابو پا گیا۔۔۔۔

"آنکھیں کھولو روح۔۔۔ "

اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے اسنے پرحدت سرگوشی کی۔۔وہ اسکے لمس پر پور پور لرز رہی تھی کہ اسکی بھاری آواز میں کی گئی سرگوشی پر آنکھیں اور سختی سے میچ گئی۔۔۔اسکے کبوتر کی طرح آنکھیں موند لینے پر اسکے گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پر جاندار مسکراہٹ ابھری۔۔۔ دانتوں تلے لب دبائے اسکے بھیگے سرخ لبوں پر اپنے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا پھیرا۔۔ روحا بوکھلا کر آنکھیں وا کر گئی جو سیدھا خود پر جھکے ابران کی بھوری آنکھوں سے جا ٹکرائیں سیاہ آنکھوں میں درد کا ایک جہاں آباد تھا۔۔گہرائی جانلیوا تھی اور ان کی تہہ میں دفن راز انکے سوز میں اضافہ کر رہے تھے۔۔۔۔اسکے دل میں ان سیاہ آنکھوں کی ہر اذیت کا ازالہ کرنے کی خواہش ابھری ۔۔۔۔۔۔

کئی طوفان چھپے تھے ان بھوری آنکھوں میں جن کی شدت نے اسکی آنکھوں کو ایک سرخی بخشی تھی جو اسکی انکھوں میں بسے انگنت رازوں کو اپنی آغوش میں چھپائے اسکی زات کو مزید پراسرار بناتی تھی ۔۔۔۔

میں نے آج تک خود کو اتنا بے بس نہیں پایا مگر اب یہ بے بسی بھی لطف دیتی "
"ہے--

مدھم آواز میں اسکی گردن پر موجود سیاہ تل کو چھوتے وہ عجیب سے لہجے میں گویا ہوا---اسکا لہجہ بے تاثر تھا آنکھیں بے جان تھیں جس سے روحا اندازہ نہیں لگا پائی کہ اسکے دل میں کیا ہے -- وہ اس کے لیے ایک پہیلی سے کم نہیں تھا -----

اسکی انگلیوں کا مظبوط لمس روحا کی سانسوں میں ہلچل مچا رہا تھا --- دوبارہ ہوتی دستک پر وہ کسمسا کر دور ہونا چاہتی تھی مگر وہ اسے اسی طرح تھامے کھڑا رہا--- بے چارگی سے اسکی طرف دیکھا--ابران اسکی سوالیہ نظروں میں سنجیدگی سے جھانکتا ہلکے سے اسکی گردن پر جھکا--اور اس سیاہ تل کو چھوا جو اسکی نگاہ کو بھٹکا رہا تھا --- اسکی بے باک جسارت پر سانس روک گئی تھی-----

"سانس لو روح۔۔۔ "

اسکے کان میں حدت بھری سرگوشی کی اور کان کی لو لبوں سے چھوا۔۔۔اسکی غیر ہوتی حالت کو دیکھتے آہستگی سے اسے خود سے الگ کرکے ڈریسنگ کی طرف بڑھ گیا۔۔۔
پیچھے وہ اسکے جنون اور سلگتے شدت بھرے حصار میں گھری ساکت سی اسکی چوڑی پشت دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔

بیوٹیشنز کے آنے تک وہ خود کو سنبھال چکی تھی ۔۔ابران اپنا ڈریس لے کر دوسرے کمرے میں چلا گیا تھا۔انھوں نے آتے ہی مہارت سے اسکے تیکھے نقوش سنوارنے شروع کیے۔۔۔

آدھے گھنٹے کی محنت کے بعد جب انھوں نے اسے انکھیں کھولنے کے لیے کہا تو وہ خود کو بھی پہچان نا سکی۔۔میسی جوڑا سیاہ سموکی میک اپ سے سجی آنکھیں گلابی گال اور سب سے بڑھ کر لبوں پر ڈارک ریڈ لپ اسٹک نے اسکے حسن کو مزید نکھار دیا تھا۔۔اپنے لبوں کو دیکھتے روحا سر سے پاؤں تک سرخ پڑ گئی۔۔۔

اسے یوں شرماتے دیکھ کر وہ لڑکیاں معنی خیزی سے مسکرا دیں ۔۔وہ اسکے نصیب پر رشک کر رہیں تھیں بلاشبہ اسکے نصیب میں اللہ تعالیٰ نے بے حد خوبصورت چاند لکھا تھا ۔۔جسنے اسکے آسمان کو روشنی بخشی تھی۔۔۔۔

"تیار ہو گئیں بیٹا ۔۔ "

عنایہ کے ہمراہ کمرے میں آتے بولیں۔۔۔۔

۔۔

"ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو "

محبت سے جھک کر اسکی پیشانی چومتے تعریف کی--ان کی تعریف پر وہ شرماتی سر جھکا گئی اسکی اس ادا پر بیوٹیشنز سمیت عائشہ بیگم بھی مسکرا دیں-----

"چلو سب انتظار کر رہے ہیں-- "

اسے تھام کر نرمی سے بولتے وہ باہر کی طرف بڑھیں--روحا کو چلنے میں مدد کے لیے عنایہ بھی آگے بڑھی تھی----

وہ جب لان میں آئیں تو کتنی نگاہوں نے حسن اس شاہکار کو دیکھا جو سفید ایوننگ گاؤن مین کتنی نظروں کو ٹھٹکا گئی تھی----براق اور آہل کے ساتھ کھڑے ابران نے ساکن

ہو کر اسے دیکھا جو اسکی پسند میں ڈھلی اسکے دل کے ایوانوں کو پاگل کر رہی تھی۔۔۔۔وہ براق کے اشارے پر چلتا اسکے سامنے آ رکا۔۔

بلیک ٹکسیڈو میں بالوں کو پونی میں باندھے ہلکی بیرڈ اور گھنی مونچھوں میں کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔۔۔لبوں پر رقص کرتی مدھم مسکان اسکی وجاہت میں چار چاند لگا رہی تھی۔۔۔۔

وہ دونوں پرفیکٹ کپل تھے۔۔انکی جوڑی کو دیکھتے کئی آنکھوں میں حسد تھا۔۔۔ اسکا ہاتھ اپنی مظبوط گرفت میں تھامے وہ سٹیج کی طرف بڑھا۔۔۔لان ہوٹنگ سے گونج اٹھا تھا

۔۔۔۔۔

وہیں کونے میں کھڑی ماہی کی آنکھیں ضبط سرخ تھیں۔۔ دل خون کے آنسو رو رہا تھا ۔۔۔مگر اسنے اپنے آنسوئوں کو گالوں پر بہہ کر بے مول نہیں ہونے دیا تھا۔۔۔۔۔وہ گلابی فراک میں خود بھی گلابی گلابی ہو رہی تھی۔۔اور اسکی یہ حالت ضیغم سے چھپی ہوئی

نہیں تھی۔۔۔دل میں خواہش سی ابھری کاش ان گرے نم آنکھوں کو لبوں سے چھوا لے۔۔مگر افسوس ابھی کوئی حق حاصل نہیں تھا۔۔۔۔

وہ دل مسوس کر سٹیج کی طرف متوجہ ہوا جہاں وہ دونوں چاند سورج کی جوڑی کو مات دے رہے تھے دل ہی دل میں ماشاءاللہ کہتے آہل کی طرف بڑھا جو عنایہ کو پیار بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

پیچھے سے آتے رکھ کر مکا اسکی کمر میں مارا جو اس مکے سے تو کم تھا جو اس کمینے نے اسکے منہ پر مارا تھا سارا جبڑا ہلا ڈالا تھا پورا دن وہ صیح سے کچھ کھا بھی نہیں سکا۔۔۔

وہ عنایہ کو نرم گرم نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ کمر میں پرنے والے حملے پر بلبلا اٹھا۔۔۔۔۔۔مڑ کر دیکھا تو کمبخت دل جلاتی مسکان چہرے پر سجائے کھڑا تھا۔۔۔آہل کا دل کیا ایک اور مکہ مار کر اسکے دانت توڑ دے۔۔مگر تقریب کے خیال سے سہ گیا۔۔۔۔۔۔

"کیا تکلیف ہے تجھے کبھی تو سکون سے بیٹھا کر

وہ دانت پیس کر غرایا --

"میں بس یہ پوچھ رہا تھا کہ دوربین لا دوں بلکل کلیئر نظر آئے گا--- "

۔اسکے تپتے چہرے کو دیکھتے وہ بتیس دانتوں کی نمائش کرتا بولا--- جبکہ اسکی بے ہودہ بات نے آہل کا پارہ ہائی کر دیا۔۔ضبط کے گھونٹ پیتے اس پر جی جان سے لعنت بھیج کر براق کے پاس چلا گیا مگر اپنے پیچھے آتی اس افت سے وہ انجان نہیں تھا ----کمینا بے غیرتی کا ریکارڈ توڑ رہا تھا ---مگر ستم تو یہ تھا کہ وہ اسے کچھ بھی نہیں سکتا تھا گھر میں فنکشن جو جاری تھا ---اسلیے اس بھی کھلی چھوٹ ملی ہوئی تھی------

براق اس آتے دیکھ کر ہی معاملہ سمجھ گیا ۔مسکراہٹ دبائے آہل کو دیکھ کر وہ ضیغم کی طرف متوجہ ہوا جو اس کے متوجہ ہوتے آنکھ دبا گیا -- سر جھکا کر قہقہ ضبط کیا ---

دیکھ براق اس کمینے کو تو سمجھا لے کہ سدھر جائے ورنہ ماحول کا لحاظ بھی نہیں کروں گا "
"کمبخت کو میں ہی ملتا ہوں ---
وہ جھنجھلا کر بولا اور دانت کچکچائے گویا دانتوں میں ضیغم کی گردن کچل رہا ہو--اسکی جھنجھلاہٹ پر وہ دونوں بلند قہقہ لگاتے اسکا فشار خون بڑھا گئے----
لب بھینچ کر خون کے گھونٹ پیتے وہ پیر پٹختا اندر لاونج کی طرف بڑھ گیا---وہ دوں یقینا اس دن کی مار کا بدلہ لے رہے تھے---ایویں کمبختوں نے بی پی ہائی خر دیا تھا وہ بڑبڑاتے ہوئے کچن میں آیا تاکہ ٹھنڈا پانی پی سکے--

مگر اندر لہراتے سرخ آنچل نے اس پر ٹھنڈی پھوہار کا کام کیا تھا لب دانتوں میں دبائے وہ اسکے عین پیچھے آکھڑا ہوا جو کاونٹر پر کھڑی شاید چائے بنا رہی تھی---
"کیا کر رہی ہو عین ڈارلنگ--- "

پیچھے سے اس پر جھک کر سرگوشی کی۔۔ اور وہ جو مگن سی ماہی کے لیے چائے بنا رہی تھی بھاری گھمبیر آواز پر بوکھلا کر چلاتی پر اس سے پہلے ہی وہ اسکے لبوں پر ہاتھ جما گیا۔۔۔۔

اسکی حد سے پھیلی آنکھیں اسکے دل کو گدگدا رہی تھیں۔۔مدھم سا مسکراتے اسکے لبوں سے ہاتھ ہٹا لیا۔۔اور وہ اسکے چھوڑنے سرعت سے مڑی پر پیچھے موجود کاونٹر سے جا لگی۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ڈر کیوں گئی؟ میں کون سا تمہیں کھا جاتا۔۔ "

وہ شرارت سے قدرے جھک کر بولتا عنایہ کو بوکھلانے پر مجبور کر گیا مگر اسکی فضول بات پر غصے سے سرخ ہوتی اسے گھورنے لگی۔۔۔۔۔

اسکی گھوری پر وہ دل پر ہاتھ رکھتا ہلکا سا اور جھکا اور وہ جو اسے گھور رہی تھی ہڑبڑا کر مزید پیچھے لٹک گئی۔۔۔

"کیا یار رات کو سوئی نہیں تم جو اب کچن کاونٹر پر سونا چاہتی ہو۔۔کہو تو بستر لگا دیتا ہوں "
"

اسکے پیچھے ہونے پر وہ کچھ بدمزہ ہوتا پیچھے ہٹا اور جل کر بولا۔۔اسکی بات پر وہ کھلکھلا کر ہنستی اسے ساکت کر گئی۔۔۔

"نا تو یہ وقت مناسب ہے اور نا ہی یہ جگہ ۔۔اس خوبصورت منظر پر نظرانہ ضرور دیتا مگر "
"وہ وقت بھی دور نہیں جب یہ ہنسی چھونے کا حق مجھے حاصل ہو گا۔۔۔

وہ ٹرانس سے نکلتا اسکے نچلے لب کو چھوتے جذبات کے سلگتے لہجے میں بولا۔۔۔اور کسی کے قدموں کی آہٹ سنتا پچھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔۔اور وہ اسکی جسارت اور بے باک بات پر کانوں کی لو تک سرخ پڑتی اپنی دھڑکنیں شمار کرتی رہ گئی۔۔۔

سفید گرارے میں جب بی جان سٹیج پر آئیں تو ابران اور روحا اٹھ کھڑے ہوئے ۔۔انھوں نے ابران کا ماتھا چوما اور روحا کے سر پر ہاتھ پھیرا جسے اسنے بڑی شدت سے محسوس کیا تھا ۔۔۔ان کے بعد عالیہ بیگم بھی ملیں انھوں نے اسکا ماتھا چوما تو وہ اس باظرف عورت کو دیکھ کر رہ گئی۔۔سیاہ ہلکوں سے بھری آنکھیں اور ان کی مسکراہٹ جبری تھی۔۔۔انھیں دیکھ کر بے ساختہ اسے اپنی ماں یاد آئی۔۔دونوں میں کیا فرق تھا؟؟؟۔۔ محبت بھی کیا چیز تھی۔۔اسنے ان تینوں کو آگ کے دریا میں سفر کروایا تھا۔۔۔اور اسکے اثرات آج بھی ان کی زندگی میں رقم تھے جن سے رہائی ناممکن تھی۔۔۔

اور رہائی تو اب اسکے لیے بھی ناممکن تھی۔۔۔ محبتوں کو ترسی ہوئی ایک بیمار لڑکی جس کی قسمت میں اللہ نے ہیرا لکھا تھا مگر کیا وہ اس کے قابل تھی۔۔۔؟؟؟

ابران کے روشن چہرے کو دیکھتے وہ احساس کمتری کا شکار ہونے لگی۔۔۔۔ بھلا وہ اسکے قابل تھی۔۔۔۔

"یہ تو بابر کی وہی بیٹی ہے نا جو طوائف سے تھی۔۔۔ "

وہ لایعنی سوچوں میں گم تھی بائیں طرف سے ابھرتی آواز نے صور اسرافیل کی طرح اسکے کانوں میں سیسہ انڈھیلا۔۔۔۔الفاظ تھے کہ زہر میں ڈوبے ہوئے تیر جو ٹھک سے روحا کے سینے میں پیوست ہوئے۔۔۔۔وہ سانس لینا بھول گئی۔۔۔یہ تعارف اسکے لیے دار پر چڑھنے کے مترادف تھا۔۔۔۔

لوگ بولتے وقت کیوں یہ بھول جاتے ہیں کہ سننے والے پر کونسی قیامتیں برپا ہوتی ہیں۔۔۔۔۔اسکا دل یہاں سے بھاگ جانے کو چاہا اس سے پہلے کہ وہ مڑ کر وہاں سے بھاگ جاتی کمر میں حائل ہوتے مظبوط بازو نے اسکی کوشش ناکام کر دی۔۔گردن پھیر کر ابران کو دیکھا جو سامنے دیکھتے مسکرا رہا تھا۔۔۔اسکے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ دیکھ کر اسے خود سے گھن آئی۔۔۔کیا تھی وہ؟ کیچڑ میں لتھڑی ہوئی۔۔۔دل پر ٹوٹتی قیامت نے اسکا چہرہ پل میں متغیر کیا تھا۔۔۔ ابران نے اسکے ہوائیاں اڑتے چہرے کو دیکھا اسکی

ہراساں آنکھیں اور زرد رنگت دیکھ کر وہ چونکا۔۔۔اسکے کپکپاتے لب اسکے اندر ہوتی توڑ پھوڑ کے گواہ تھے۔۔۔۔

"کیا ہوا ! ! ۔۔۔ "

ہلکا سا جھکتے وہ اسکے کان میں بولا ۔۔مگر وہ جواب دینے کی پوزیشن مین ہوتی تو جواب دیتی نا۔۔۔ چپ چاپ سی سر نفی میں ہلا گئی۔۔۔
اسکے جواب پر غیر مطمئن ہوتے وہ اسے تھام کر پیچھے صوفے پر بیٹھ گیا اور ویٹر سے پانی منگوایا۔۔ جو روحا نے ایک سانس میں پی لیا تھا۔۔۔اسکی غیر ہوتی حالت پر وہ حقیقتا پریشان ہو گیا تھا۔۔ بھوری آنکھوں تفکر کے سائے تھے۔۔۔جبکہ وہ اسکی اتنی کیئر پر وہ بمشکل اپنے آنسو روکتی سر جھکا گئی۔۔۔مگر دل پر ٹوٹتے قہر نے اسے بے جان سا کر دیا تھا۔۔۔۔

"ٹھیک ہو نا اب؟؟ "

اسکے جھکے سر کو دیکھتے وہ نرمی سے بولا --

"ٹھیک ہوں-- "

مختصر سا جواب تھا اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا کسی کے بلانے پر سٹیج سے اتر گیا ۔آنسو کہیں اندر ہی اندر گر رہے تھے مگر وہ ضبط کیے بیٹھی تھی--کیا وہ کبھی اس سب سے پیچھا چھڑا پائے گی بھی یا نہیں ؟؟؟اسکی پشت دیکھتے اسکا روم روم سوال کر رہا تھا--- مگر جواب ندارد جس نے اسکا دل چیر دیا---جس کی آذیت اسکی سیاہ آنکھوں میں اٹھتی انھیں پل میں سرخ کر گئی---

---

"کیسی ہو؟؟ "

وہ سٹیج پر روحا کو پانی پلاتے ابران کی طرف متوجہ تھی کہ عقب سے ابھرتی آواز پر چونک کر مڑی----

سامنے ضیغم کو دیکھتے وہ گہرا سانس لے کر رہ گئی۔۔۔

"ٹھیک ہون تم سنائو۔۔۔ "

وہ مصنوعی مسکراہٹ لبوں سجائے گویا ہوئی۔۔۔جبکہ اسکی گرے آنکھوں میں تیرتی نمی ضیغم کے دل پر قہر ڈھا گئی۔۔۔وہ لب بھینچ کر بمشکل خود پر قابو پاتے ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

"ٹھیک ہوں مگر رہ نہیں پائوں گا ۔۔ "

وہ اسکی سرخ ہوتی گرے آنکھوں میں جھانکتے معنی خیزی سے بولا ۔۔۔اسکی بات پر ماہی نے آنکھیں سکیڑ کر اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔ آخر وہ کہنا کیا چاہتا تھا۔۔

مگر اسکے چہرے پر کوئی تاثر نا تھا جس سے وہ اندازہ لگا پاتی۔۔۔۔

" ابران اور روحا کی جوڑی کافی اچھی ہے نا ماہی؟؟ "

وہ سامنے دیکھتے عام سے لہجے میں بولا تھا مگر در حقیقت ماہی کے دل پر ستم ڈھا گیا وہ اذیت سے لب بھینچ کر سرعت سے مڑی تھی مگر کلائی پر مظبوط گرفت نے اسکی فرار کی کوشش ناکام کر دی ------

وہ کرنٹ کھا کر پلٹی--- اسکے چہرے کو دیکھا جو سامنے دیکھ رہا تھا--چہرے پر ناقابل فہم تاثرات سجے تھے جن سے گھبرا کر وہ ہاتھ چھڑانا چاہتی تھی مگر گرفت مظبوط تھی---

تم ہر بار فرار حاصل نہیں کر سکتی۔ حقیقت کا سامنا کرنا سیکھو----اور آگے بڑھو کہ " "کیا پتا کوئی شدت سے تمہارا منتظر ہو----

اسکی گرے آنکھوں میں جھانکتے وہ عجیب سے لہجے میں بولا---آنکھوں چاہت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا--جن کی طغیانی نے اسکے دل کی دنیا تہہ بالا کر دی--

اسکے جذبوں سے گھبرا کر وہ بھاگنا چاہتی تھی مگر پیر زمین نے جکڑ لیے تھے---چہرہ پل میں زرد ہوا۔اسکے متوحش چہرے کو دیکھتے ضیغم نے جھک کر بڑی دیدہ دلیری سے اسکے

گال پر انگلی پھیری۔۔ اسکی اس قدر جرات نے ماہی کو لرزنے پر مجبور کر دیا تھا اسکی حالت کو دیکھتے ضیغم نے نرمی سے اسکی کلائی چھوڑ دی۔۔۔۔۔

"فرار ناممکن ہے ماہی ! ! اپنی ہر راستے پر تم مجھے کھڑا پاؤ گی۔۔۔ "
اسکے کان میں جھک کر ہولے سے سرگوشی کرتے وہ آگے بڑھ گیا جبکہ ماہی دھندھلائی نظروں سے اسکی پشت دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

"کیسی ہیں روحا آپی۔۔۔ "
وہ سٹیج پر بیٹھی اپنی سوچوں میں گم تھی کہ سیف کی آواز پر چونک گئی۔۔۔۔۔سامنے دیکھا جہاں اسکے ساتھ عون اور عدید بھی تھے۔۔۔۔ان کی چہروں پر سجی معصوم مسکراہٹ انہیں مزید پیارا بنا رہی تھی جبکہ حقیقت میں وہ کیا تھے یہ شاید وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں تم لوگ کیسے ہو۔۔ "
وہ مدھم سا مسکرائی اور خوشدلی سے بولی۔۔

"ہم بھی ٹھیک ہیں اور کافی بدنصیب ہیں جو آپ کو ابران بھائی لے اڑے ورنہ یہ چاند ہمارے پہلو میں بیٹھا ہوتا۔"

اسکے سوال کے جواب میں عون اتنی رقت سے بولا کہ وہ حیرت سے گنگ انھیں دیکھتی رہ گئی۔۔ ایک بار تو اسے بھی لگا کہیں اسنے غلطی تو نہیں کر دی ابران سے شادی کر کے۔۔مگر ان کے چھت پھاڑ قہقوں نے اسے ہوش دلایا کہ وہ کیا آفت تھے ۔۔۔

امڈتی ہنسی کو روکنے خے لیے وہ لب بھینچ کر انھیں گھورنے لگی ۔۔مگر انھیں کیا اثر ہونا تھا مزید ہنسنے لگے ۔۔جس سے اسکے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔۔۔

"شرم آنی چاہیے تم لوگوں کو میں تم سے کتنی بڑی ہوں۔آپی ہوں تم سب کی۔۔۔ "
وہ سنجیدگی سے گویا بولی کہ وہ آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگے۔۔انھیں صدمے سے گنگ دیکھ کر وہ حیرا رہ گئی۔۔۔۔مگر پھر اچانک ہی انکے بھیانک انداز میں لگائے گئے قہقے اسے سٹپٹا کر رکھ گئے ۔۔۔۔

انکی بدمعاشی کو بریک براق کی آمد بریک لگایا۔اسنے اشارے سے ویٹر کو کیک لانے کا کہا اور انھیں ایک گھوری سے نوازہ جس پر وہ پل میں غائب ہوئے تھے۔۔۔
اسے دیکھتے اسکے لبوں سے ہنسی سمٹ گئی۔۔۔

"شادی مبارک ہو روحا۔۔۔ "
اسکے سر پر ہاتھ رکھتے وہ نرمی سے بولتے اسکی آنکھیں نم کر گیا جھنیں چھپانے کے لیے وہ سر جھکا گئی خلق میں آنسوئوں کا گولا سا اٹکا۔۔۔۔مگر خود پر قابو پاتے اسنے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔جسے دیکھتے وہ لب بھینچ کر مڑا اور نیچے اتر گیا۔۔۔۔

تالیوں کے شور میں کیک کاٹا گیا ۔۔ابران جانا مانا بزنس مین تھا جس کے تحفے میں پورے شہر کی کریم اکٹھی ہوئی تھی۔۔۔اور اتنے شور شرابے کو دیکھتے روحا کے اندر سناٹے اترنے لگے۔۔۔۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے نگاہ سامنے ڈریسنگ سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھی روحا پر پڑی جو بکھرے بال اور بکھرے خلیے سمیت گھٹنوں میں سر دیے رونے میں مشغول تھی اسکا ہولے ہولے لرزتا سراپا اسکے کافی دیر رونے کا گواہ تھا۔۔۔

ابران نے اسے دیکھ کر دوسری نظر سامنے وال کلاک پر ڈالی جہاں رات کے 2 بج رہے تھے ۔۔۔یعنی وہ کافی دیر رو رہی تھی۔بے چین ہوتے وہ سرعت سے آگے بڑھتے عین اسکے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا۔۔۔

"کیا ہوا روح ! ! رو کیوں رہی ۔۔۔۔۔ "

وہ پریشانی سے گویا ہوا ہی تھا کہ اچانک وہ اس کے سینے میں آسمائی جس سے وہ پل میں ساکت ہوا اور باقی کے الفاظ اسکے ہونٹوں میں رہ گئے۔۔اپنے سینے پر اسکے آنسوئوں کی نمی نے اسے عجیب سے احساس سے دوچارکر دیا تھا ۔۔۔وہ سناٹے میں گھرا اسکے لرزتے سراپے کی تڑپ محسوس کر رہا تھا۔۔۔

✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵

سینے پر نمی کا احساس بڑھتا ہی جا رہا تھا مگر وہ ساکت سا بیٹھا تھا ۔۔دل میں اسے بے قراری سے روتے دیکھ کر طوفان سا اٹھ رہے تھے۔۔۔لیکن اسے تسلی دینے کہ ہمت وہ نہیں کر پا رہا تھا۔۔
ضبط سے اسکی آنکھیں پل میں سرخ انگارہ ہوئیں تھیں۔۔۔

"ہشش!!!بس چپ--رو مت-- "

اسکی پشت سہلاتے وہ سرد پن سے بولا --لہجے کے برعکس الفاظ میں حدت تھی --
اسکے دہکتے لمس پر وہ مزید بکھرتی اسکے سینے میں تقریبا گھسنا چاہ رہی تھی-- اسکی یہ بچگانہ حرکت اس ماحول میں بھی ابران کے لبوں پر تبسم بکھیر گئی---

"ادھر دیکھو میری طرف-- "

اسے زبردستی کندھوں سے تھام کر خود سے الگ کیا اور نگاہ اسکے سرخ چہرے پر دوڑائی---
سرخ بھیگی آنکھیں جو کناروں سے سوج چکیں تھیں۔دہکتے گال اور ان پر بہتے آنسو اور سوجے گلابی لب وہ روتی ہوئی اس قدر پیاری لگ رہی تھی کہ اسکے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہو گئی-----

اسکے لبوں پر ابھرتی مسکان دیکھتے وہ مزید دکھ کا شکار ہوتی ہونٹ مروڑ گئی اسے چپ کروانے کے بجائے وہ خود ہنس رہا تھا۔۔اسکے لبوں کی حرکت پر ابران کا جاندار قہقہ کمرے میں گونجا۔۔۔۔

وہ حیرانگی سے اسے قہقہ لگاتے دیکھ رہی تھی۔۔اسکی مسکراہٹ اتنی خوبصورت تھی کہ روحا نے اپنی سانسوں کو رکتا محسوس کیا۔۔۔وہ مسمرائز سی اسکے سحر میں گم تھی جو سیاہ ٹکسیڈو میں بالوں کی پونی جس میں سے کچھ لٹیں اسکے گالوں پر جھول رہیں تھیں ۔۔سرخ خمار آلود بھوری آنکھیں ۔۔عنابی لب اور ان پر مچلتی مسکان حقیقت میں اسکا دل روک رہی تھی۔۔۔ اسکی محویت پر لب دانتوں میں دباتے وہ اسکے گالوں پر جھکا ۔۔۔نرمی سے انھیں چھو کر انگلیوں کے پوروں سے آنسو صاف کیے۔۔اسکے بکھرے بال سنوارے۔۔اسکا ماتھا چوما اور اسے تھام کر اٹھایا۔۔۔

اور وہ اسکے سلگتے لمس پر ساکت رہ گئی۔۔اسکے اٹھانے پر بے حس و حرکت اسکے ساتھ کھینچتی چلی گئی۔۔۔۔۔

واشروم کے دروازے کے سامنے اسے کھڑا کیا اور ورڈروب سے اسکا نائیٹ سوٹ نکال کر اسکے ہاتھ میں تھماتے اسے اندر دکھیل کر دروازہ بند کر گیا۔۔اسکی اتنی کئیر پر وہ سرخ سی چینج کرنے بڑھ گئی۔۔

اسکے فریش ہونے تک وہ بھی ڈریسنگ میں اپنے کپڑے چینج کر چکا تھا۔۔۔باہر آیا تو وہ نروس سی کھڑی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔۔۔سر جھٹک کر اسکے نزدیک آتے اسکی کلائی تھام کر اسے بیڈ پر لیٹا دیا۔۔۔۔۔۔

سو جائو فضول سوچوں کو سوچ کے روئو گی تو دنیا صرف رولائے گی روح۔۔ !!ہمیں خود مظبوط بننا پڑتا ہے کوئی ہمیشہ ساتھ نہیں رہتا۔ سایہ بھی اندھیرے میں ساتھ چھوڑ جاتا اسلیے حالات کا ہمت سے سامنا کرو۔۔ سمجھ گئی نا؟؟"!!!۔۔

اسکے پاس بیٹھتے اسکے بالوں کو سہلائے نرمی سے بولتا چلا گیا۔۔اور وہ ساکت سی اسے سن رہی تھی جو اتنا خوبصورت بولتا تھا۔۔۔۔اسکے الفاظ دل میں اترتے چلے گئے تھے۔اور آخر میں سوال پر وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔۔۔
اسکی انگلیوں کے لمس سے وہ پرسکون ہوتی آنکھیں موند گئی۔۔۔کچھ دیر بعد اسکی بھاری ہوتی سانسیں اسکے نیند میں جانے کی گواہ تھیں ۔۔۔۔

اسکے معصوم بے ریا چہرے کو دیکھتے وہ ہلکا سا جھکا اور اسکی ٹھوڑی چومتے اٹھ کھڑا ہوا ۔کسی تسلی دلاسے کی ضرورت پیش نا آئی تھی اور نا ہی اسکے پاس تسلی دینے کے لیے کچھ تھا بھی نہیں۔۔۔تھکی چال سے چلتے وہ سٹڈی میں چلا گیا۔۔آج رات بھی اسکی جاگ کر گزرنے والی تھی۔۔
ماضی کے زہریلے ناگ اسے ڈس کر نیلو نیل کرتے سونے نہیں دیتے تھے اور آج روحا کے آنسوؤں نے اسکے زخموں کو چھیڑ دیا تھا جن پر بڑی مشکل سے کھرنڈ آسکا تھا۔۔بھوری آنکھوں کی تہہ میں انگنت ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھیں جو روز اسے تڑپاتیں تھیں۔۔

یہ بات اسکے علاوہ صرف اسکا خدا جانتا تھا کہ اسکے دل میں کتنی قبریں موجود تھیں جن کی وحشت اسکی روح کو بے جان کرتی تھی۔۔ سینے میں دھڑکتا دل آج بھی ساکت تھا جیسے بیس سال پہلے اپنی آنکھوں کے سامنے اٹھتے چار جنازوں کو دیکھ کر ہوا تھا۔

۔اس میں ہلچل تب بھی نہیں ہوئی تھی اور ہلچل آج بھی مفقود تھی۔۔صرف روحا کو دیکھ کر دل معمول سے ہٹ کر دھڑکتا تھا جس نے ابران کو احساس دلایا کہ وہ بھی دل نامی بلا رکھتا تھا ورنہ وہ تو اسکے لیے محض خون کا سرخ لوتھڑا تھا۔۔جس میں جزبات نامی چیزیں نہیں تھیں ۔۔۔

سٹڈی کی کھڑکی میں کھڑے وہ اذیت ناک ماضی ایک بار پھر اسکی آنکھوں میں ابھرا جسنے اسکی کنپٹی کی رگیں پھولا دیں ۔۔راکنگ چیئر پر بیٹھتے اسنے خود کو مکمل طور پر ماضی کے

سپرد کر دیا جہاں اسکے لیے سوائے اذیت کے کچھ نا تھا۔۔لیکن اس سب سے رہائی ممکن بھی تو نہیں تھی۔۔۔۔

"مورے آپ کہاں جا رہی ہیں؟؟۔۔ مجھے بھی ساتھ جانا ہے۔۔ "
وہ نو سال کا بھوری آنکھوں والا معصوم بچہ تھا اور وہ سامنے بیٹھی حسن کی شاہکار سے مخاطب تھا بات کے آخر میں اسنے غصے سے پاؤں پٹخے۔۔اسکے تپنے پر وہ مسکرائیں بلا شبہ انکی مسکراہٹ بھی بے حد خوبصوت تھی۔۔اور انکی مسکراہٹ کو دیکھ کر ہی تو وہ جیتا تھا وہ اسکے لیے آئیڈل تھیں ۔۔۔بے حد نرم خو نرم گو۔۔۔۔

وہ جب بھی مسکراتیں ان کی بھوری آنکھیں چمک اٹھتیں --اسنے بھوری آنکھیں ان سے ہی چرائی تھیں--لیکن تب اسکی آنکھوں میں وہ سرد برف نہیں تھی جسے اگلے بیس سالوں میں ہر کسی نے جمتے دیکھا تھا---انکی زندہ دلی کو مردہ ہونے میں 20 سال لگے تھے---

آپ کی مورے شہر جا رہی ہے جان !!آغا جان اور آپ کے بابا کو ضروری کام ہے " ---اور میرا جانا ضروری ہے---آپ کے ایگزام ہیں نا تو آپ گھر پر رہیں ہم جلدی آجائیں گے----"

وہ نرمی سے بولتے اسے بہلا رہیں تھیں --وہ اسے یہ تو نہیں بتا سکتیں تھیں کہ اورنگزیب صاحب کا چیک اپ کروانا تھا وہ دل کے عارضے کا شکار تھے --بابر صاحب کے جانے بعد وہ پریشانی کی وجہ سے مزید بیمار ہو گئے تھے اس دن وہ اور زوہیب صاحب شہر گئے تھے جب یہ قیامت ٹوٹی واپسی پر جب انھیں ساری بات بتائی تو ان کی خاموشی نے ماہم کا دل دہلا دیا--ایک طرف انکے شہزادے بھائی تھے --اور دوسری طرف آغا

جان تھے جو اپنے فیصلے سے ایک انچ ہٹنے کو تیار نہیں تھے۔۔ٹینشن نے ان کی طبیعت مزید بگاڑ دی۔۔اسلیے وہ آغا جان اور زوہیب صاحب ان کے چیک اپ کے لیے جا رہے تھے۔۔۔۔

"پرامس کہ جلدی آجائیں گی آپ ۔۔۔ "
ان کے سامنے اپنا ننھا سا ہاتھ پھیلاتے وعدہ لے رہا تھا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس وعدے نے ایفاء نہیں ہونا تھا ۔۔اسکی آنکھیں انتظار کرتی رہ جائیں گی۔۔۔
بے ساختہ اسکے ہاتھ کو چومتے انھوں نے وعدہ کیا اور دور کھڑی قسمت انکے وعدے پر دکھ سے مسکرائی۔۔۔۔۔

جانے سے پہلے آغا جان نے اسےگلے لگایا جیسے وہ ہمیشہ کہیں جاتے ہوئے لگاتے تھے۔۔۔اورنگزیب صاحب نے پیار سے اسکے گال اور ماتھے کو چوما ۔۔۔ماں کو چومتے وہ چچا سے ملا وہ سب کا چہیتا تھا براق کے باوجود اسے سب سے زیادہ محبت ملتی تھی۔۔اسکی

شخصیت ہی ایسی تھی کہ ہر کسی کو اسے دیکھ کر پیار آتا ۔۔لیکن آج ان سب کے پیار کو دیکھتے ناجانے کیوں بی جان کا دل دہل رہا تھا جبکہ آنکھوں میں تفکر تھا۔۔۔

مگر وہ یہ نہیں جانتیں تھیں یہ پیار بھرا منظر آخری تھا وہ دوبارہ انکے مسکراتے چہرے نہیں دیکھ پائیں گی۔۔اگر جانتیں ہوتیں تو کبھی بھی انھیں جانے نہیں دیتیں ۔۔۔لیکن بات وہی تھی کہ وہ انجان تھیں یہ سب قسمت میں لکھا تھا اور بے شک ہونی کو آج تک کون ٹال سکا ہے۔۔ ان کی تمام خوشیوں کو نگلنے کے لیے ایک قیامت منہ پھاڑے کھڑی تھی۔۔۔۔بے چین نظروں سے انھوں نے گاڑیوں کو حویلی کے داخلی دروازے سے نکلتے دیکھا تھا۔۔۔

لیکن ان کی بوڑھی آنکھوں نے ابھی کئی قیامت خیز منظر دیکھنے تھے ۔۔ جھنوں نے ان کے دل کو چیر دینا تھا۔۔۔۔

"میں میڈیسن لے کر آتا ہوں -- "

ڈاکٹر نے اونگزیب صاحب کو شدید ٹینشن بتائی تھی۔سامنے مخڈیکل سٹور سے میڈیسن خریدنی تھی۔۔۔۔۔ زوہیب صاحب نے کہہ کر دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فضا گولیوں کی ترتراہٹ سے گونج اٹھی۔۔وہ ایک مصروف شاہرہ تھی مگر انکے تعاقب کاروں نے ماحول کو بھلائے ایک ہی خاندان کے کئی چراغ بجھا دیے تھے۔۔فضا اچانک اٹھتے شور سے گونجتی پھر ساکت ہو گئی تھی۔۔۔وہاں موجود لوگوں نے یہ خونی کھیل پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

گاڑیاں پہچانی نہیں جا رہی تھیں۔۔پیچھے کھڑی گارڈز کی گاڑی پر بھی حملہ کیا گیا ان میں جو بچے تھے انھوں نے جوابی کاروائی کی مگر وہ تب تک بھاگ چکے تھے۔۔۔جو بچے تھے وہ

سرعت سے گاڑی کی طرف بڑھے تاکہ انھیں بچا سکیں مگر موت اپنے ظالم پر پھیلا چکی تھی۔۔۔

پورے ایک خاندان کی بنیادوں کھوکھلا کیا گیا تھا کہ ان پر کھڑی عمارت پورے قد سے زمین بوس ہوگئی تھی۔۔۔
کتنی ہی آنکھوں کا انتظار، انتظار ہی رہ گیا۔۔ایک پھول اپنی ماں، اپنے عشق سے محروم ہوا تھا۔۔وہ جس نے ابھی اپنے باپ کی انگلی پکڑ کر دنیا دیکھنی تھی کہ باپ کی میت کو کندھا دینے کا وقت آگیا۔۔
وہ جسنے اپنی ماں سے واپسی کا وعدہ لیا تھا اپنی ماں کے ساکت سپید چہرے کو دیکھنا تھا جن چہروں کو دیکھ کر وہ جیتا تھا وہ خاموش ہو چکے تھے۔۔۔

اسکی ننھی آنکھوں کا انتظار انتظار ہی رہنا تھا۔۔۔اور اس انتظار کی اذیت اگلے بیس سالوں میں اسکے دل میں ناسور بن گئی تھی۔۔۔

اسکی بھوری آنکھوں میں چمک کی جگہ وحشت نے ڈیرے لگائے تھے۔۔اسکے چہرے کی مسکراہٹ نوچ لی گئی تھی۔۔۔۔

گاڑی میں ماہم بیگم کے زخمی وجود میں ابھی جان باقی تھی وہ شاید اپنا کیا وعدہ پورا کرنا چاہتی تھیں مگر نا زندگی کا چراغ بجھنے کو تیار تھا اور نا ہی موت پیچھے ہٹنے کو تیار تھی۔۔انھوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے شوہر باپ اور بھائی جیسے دیور کو آخری سانس لیتے دیکھا تھا۔۔۔کئی آنسو انکے خون آلود چہرے پر بکھرے تھے۔۔۔۔

سانس سینے میں اٹک رہا تھا مگر وہ ایک بار اپنے بچے کا چہرہ دیکھنا چاہتیں تھیں اسکی بھوری آنکھوں کو چومنا چاہتیں تھیں جن میں وہ اپنے ہاتھوں سے انتظار سونپ آئیں تھیں۔۔
مگر قسمت کو یہ منظور نہیں تھا سانس سینے سے خلق میں میں آپہنچا تھا اور وہ بے بس ہوتیں خود کو موت کے حوالے کر گئیں۔۔۔۔آنکھیں موندنے سے پہلے جو چہرہ انکی

آنکھوں میں ابھرا تھا وہ ابران کا تھا۔۔۔پھر وہ آنکھیں بند ہو گئیں وہ دو آنسو ٹوٹ کر بہتے ان کے گالوں پر لڑک گئے۔۔۔

کافی کوشش کے بعد گاڑی سے تمام لوگوں کو نکالا گیا مگر تب تک موت اپنے پنجے گاڑ چکی تھی۔۔وہاں کھڑے تمام لوگوں نے اس خولناک موت پر اپنے دل تھام لیے تھے۔۔۔اتنی بے دردی قاتلوں کا دل تک نا کانپا تھا مگر وہ یہ نہیں جانتے تھےکہ اس عورت کے سینے میں دل کی جگہ پتھر تھا۔۔جس میں احساس نامی کوئی چیز نا تھی۔۔

وہ ہال میں تخت پر بیٹھیں سامنے کھیل رہے بچوں کو دیکھ رہیں تھیں ۔۔۔جن کی کلکاریوں سے حویلی گونج رہی تھی۔۔۔

وہ مسکرا کر ان کے کھیل دیکھ رہیں تھیں ایک ساتھ وہ چاروں پھول انکے باغ میں مہکتے اسکی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔۔

دفتا فضا ایمبولینس کے سائرن سے گونج اٹھی وہ بوکھلا کر اٹھیں اور داخلی دروازے کی سمت بڑھیں ان کا دل انہونی کی شدت سے دہل رہا تھا وہ تیزی سے چلتیں دہلیز پر آرکیں۔۔

سامنے دروازہ سے ایمبیولینس اندر داخل ہوتی پورچ میں آکر رکی تھی دروازہ کھلا اور چار سٹریچرز کو اتار کر لان میں رکھا گیا تو انھیں لگا ان کا دل پھٹ جائے گا۔۔وہ دروازے کا سہارا لیتیں لڑکھڑائیں تھیں۔۔دل پل میں ساکت ہوا تھا۔۔اس کی دھڑکن تب رکی تھی جب میتوں پر سے چادر ہٹائی گئی۔۔۔انھوں نے اپنے جسم سے جان نکلتے محسوس کی تھی جب اپنے لخت جگروں اور اپنے سر کے سائباں کو خون میں نہایا ہوا پایا۔۔۔آنکھوں کی سطح بنجر ہوتی انھیں پل میں خالی کر گئی تھی۔۔۔

دل اچھل کر خلق میں آیا تھا جب ماہم کے بے جان چہرے کو دیکھا ۔۔وہ آنکھیں جو انھیں عزیز ہوا کرتیں تھیں وہ بند ہو چکیں تھیں کبھی نا کھلنے کے لیے۔۔

اپنے گھر اور اپنے خاندان پر ٹوٹتی قیامت نے ان کے قدم اکھاڑ دیے تھے وہ بے جان قدموں سے لڑکھڑاتی وہیں ڈھے گئیں تھیں۔۔۔کئی آنسو قطار در قطار انکی آنکھوں سے بہتے گالوں پر بہہ گئے۔۔۔

وہ اپنے کلیجے کو چھلنی ہوتا محسوس کر رہیں تھیں۔۔اس قیامت کو حویلی کے ہر در ودیوار نے دیکھا تھا ۔۔ہر آنکھ اشکبار تھی۔۔سب کا دل شک تھا ۔۔۔

وہ اپنے دل پر ٹوٹتے قہر سے نڈھال وہ صرف یہ سوچ رہیں تھیں کون تھا اس سب کا زمہدار اور جو نام ان کے ذہن میں آرہا تھا اسنے ان کا دل ہزار ٹکڑوں میں بانٹا تھا۔۔

"کیا بات ہے شاہ آپ ایسے کیوں کھڑے ہیں؟-- "

وہ کمرے سے باہر آئیں تو انھیں یوں ساکت کھڑے دیکھ کر پریشانی سے گویا ہوئیں-----

وہ جو فون سے ابھرتے صور اسرافیل کو سن کر پتھر بن گئے تھے زونیرا کی آواز پر خالی ہوتی نظروں سے انھیں دیکھا-- ان کی آنکھوں میں بسی وحشت اور خالی پن سے خائف ہوتیں بے ساختہ وہ ایک قدم پیچھے ہٹیں تھیں --

سرخ آنکھوں میں اتنی ویرانی تھی وہ بے ساختہ دل تھام گئیں--ایسی کیا بات ہوئی؟؟ اس سوال نے انکا دل دھڑکایا---

"حویلی جانا ہے زونا تیار ہو جاؤ۔ "

کافی دیر انھیں دیکھنے کے بعد وہ بولے بھی تو کیا--وہ حیرانی سے انکا چہرہ دیکھنے لگیں۔اس وقت بھلا وہاں کیا کام ان کا اور ویسے بھی آغا جان کچھ دن پہلے ہی ان گھر آنے والی خوشی کی خبر سن کر آئے تھے--وہ آئے تو تھے مگر بابر صاحب کے معافی مانگنے پر ایک مطالبہ رکھا کہ وہ انھیں تبھی گھر آنے دیں گے اگر وہ انھیں الگ کر کے صرف عالیہ کے ساتھ حویلی میں رہیں --ان کا کہنا تھا کہ ایسی عورتیں گھر نہیں بسا سکتیں ---اور وہ اپنی بھانجی کو یوں اجڑتا ہوا نہیں دیکھ سکتے عالیہ بیگم کی شکستہ حالت دیکھ کر وہ یہاں تک آئے تھے ورنہ وہ یہاں قدم بھی نا رکھتے--ان کی ایسی باتیں سن کر زونیرا کا دل اذیت کی اتھا گہرائیوں میں گرا تھا ------

ان کے مطالبے پر بابر صاحب کا دو ٹوک انکار انھیں پر سکون کر گیا تھا-----مگر دل میں کہیں ان کے اور آغا جان کے درمیان آنے پر کسک اٹھتی تھی--جو انھیں بے چین کیے رکھتی--

اور انکے جانے کے بعد وہ کافی پریشان رہے تھے۔مگر آج اچانک کال پر ان کا اتنا عجیب ریکشن ان کے دل میں کئی طرح کے وسوسے اٹھا رہا تھا۔۔۔

"پر یوں اچانک ہم۔۔۔۔ "

"ہمیں اسی وقت جانا ہے زونیرا بس بات ختم۔۔ "

وہ جلدی سے کچھ کہنا چاہتی تھی کہ بابر صاحب کی اچانک دھاڑ پر یکلخت سن ہو گئیں ۔آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں تھیں۔۔۔۔

وہ بات ختم کرکے باہر نکل گئے۔۔انھیں جاتے دیکھ کر وہ مرے مرے قدموں سے کمرے میں آگئی مگر دل انجانے خدشات تلے دبا لرز رہ تھا۔۔۔پتا نہیں کیا ہوا تھا؟؟کچھ تو سیریس تھا اور یہ سوچ کر ان کے ہاتھ پائوں کانپ رہے تھے۔۔

اس راستے پر وہ کبھی اپنے باپ بھائی کی انگلی تھام کر چلتے بڑے ہوئے تھے۔۔ماں جیسی بھابھی کو خوش آمدید اسی راستے پر کیا گیا تھا۔۔اور جس راستے سے وہ دلہن بن کر بھائی کے پہلو میں چلتیں آئیں تھیں۔۔آج اسی راستے پر چلنے کے لیے انھیں چار کندھوں کی ضرورت تھی۔۔یہ سوچ آتے ہی ان کا دل خلق میں آ رہا تھا۔برستی آنکھیں خشک ہونے کے لیے تیار ہی نہیں تھیں۔۔سارے راستے وہ روتے آئے تھے زونیرا کو وہ راستے میں ہی سب بتا چکے تھے۔۔۔

وہ تو اچانک دھچکے پر ساکت رہ گئیں۔۔۔اچانک یہ کیا قیامت ٹوٹ پڑی ان پر۔۔یہ دھچکا اتنا اچانک اور شدید تھا جس نے انکی قوت گویائی چھین لی۔۔۔۔
آنکھیں نمی گھسیٹ لائیں تھیں ان سب کے لیے جو ان سے نفرت کرتے تھے مگر وہ بابر صاحب سے محبت کرتیں تھیں پھر ان کے جاں سے پیارے رشتوں سے کیونکر نا محبت کرتیں۔۔۔۔

گاڑی جب حویلی کے احاطے میں آکر رکی تو بابر صاحب کو لگا ان ک دل پھٹ جائے گا --وہ کیسے ان کے مردہ چہرے دیکھیں گے -- جنہیں انھوں نے کبھی چھوا تھا کبھی دیکھ کر جیتے تھے--وہ چہرے آج کفن میں لپٹے تھے--وہ اندر جانے کی ہمت اپنے اندر نلپید پا رہے تھے--مگر دہلیز تو پار کرنی ہی تھی--گیٹ سے اندر داخل ہوتے ان کی نگاہوں کے سامنے وہ سب پل گھوم رہے تھے جن پلوں میں وہ سب ہنستے مسکرا رہے تھے--

لان میں لوگوں کے رش سے گزرتے ان کا پور پور کانپ رہا تھا---
وہ ڈھگمگاتے قدموں سے سامنے بچھے چار جنازوں کے سامنے آرکے ۔
سفید کفن میں لپٹے ان کے لٹھے کی مانند سفید چہرے دیکھ کر انھیں اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی تبھی بے جان ہوتی ٹانگوں سے وہیں گھاس پر ڈھے گئے اور تڑپ تڑپ کر روتے چلے گئے--

کاش انھیں پتا ہوتا کہ وہ انھیں دبارہ نہیں دیکھ پائیں گے تو کبھی نا جاتے مگر انسان کو کب آنے والے وقت کا پتا چلا ہے جو انھیں چلتا --اب صرف کاش رہ گئے تھے انکی زندگی میں اور یہ کاش انھیں کتنا تڑپا رہے تھے یہ کوئی ان کے دل سے پوچھتا --

وہ جوان مرد بچوں کی طرح آغا جان کے جنازے سے سر ٹکائے روتے وہاں موجود سب لوگوں کی آنکھیں نم کر گئے----

انکے خسارے کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا تھا وہ ساری عمر کے لیے خالی ہاتھ رہ گئے تھے--رونے اور شدت غم سے ان کا پورا وجود لرز رہا تھا --

بابر صاحب کی یہ حالت دیکھ کر زونیرا بھی تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی--سب حیران سے اسے دیکھ رہے تھے کہ آخر وہ ہے کون --سب کے درمیان بیٹھیں بی جان کی نظر جب سامنے اٹھی تو اسے دیکھ کر انکی سرخ آنکھوں میں خون اتر آیا---وہ سرعت سے اٹھتیں اسکی طرف بڑھیں اور عین اسکے سامنے آرکیں-- بابر صاحب کو سہارا دینے کے لیے بڑھتی اسکی کلائی اپنے ہاتھ میں جکڑ گئیں----

کلائی پر سخت گرفت پر چونک اسنے سامنے دیکھا جہاں وہ غیض وغضب سے اسے گھور رہیں تھیں۔انکی آنکھوں سے پھوٹتیں نفرت کی چنگاریوں کو محسوس کرتی زونیرا ریڑھ کی ہڈی تک سنسنا اٹھی۔۔۔

لرز کر پیچھے ہٹنا چاہتی تھی۔مگر کلائی پر سخت ہوتی گرفت سے ناکام ہو گئی۔۔

"آپ۔۔"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ گال پر پڑنے والے زناٹے دار تھپڑ نے اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا پھیلا دیا وہ لڑکھڑائی سن ہوتے گال پر ہاتھ رکھتے اسنے بھیگی آنکھوں سے انھیں دیکھا جو اسے شعلہ بار نظروں سے گھورتیں آنکھوں سے ہی مار دینے کے درپے تھیں۔۔۔

گھر میں ہر طرح کھانے کی خوشبو پھیلی تھی اور وہ بے زار سی صوفے پر بیٹھی تھی۔۔دل خوف سے لرز رہا تھا۔۔۔مگر وہ خوف کو چھپائے نور بیگم کو مسکراتے دیکھ کر خوش تھی آج

لڑکے والے چھوٹی سی رسم (انگھوٹھی پہنانے) کے لیے آرہے تھے۔۔۔شائد وہ شادی کا سن کر جان چھوڑ دے۔۔۔وہ اسی بابت سوچ رہی تھی ۔۔۔

یار لینا اپنی جگہ کی بات ہے!!تم تو شادی ہی نہیں کرنا چاہتی تھی۔تو اب کیسے راضی " ہو گئی ؟؟؟۔۔"۔
وہ اچانک ازلان کی پاٹ دار آواز پر چونکی اور سامنے دیکھا جہاں وہ آنکھیں مٹکاتے ہوئے بول رہا تھا جبکہ ساتھ بیٹھی انوشے کھی کھی کر رہی تھی۔۔ان دونوں کی کمینگی پر وہ غصے سے سرخ پڑ گئی۔

کیوں شادی کے لیے کوئی وجہ چاہیے ہوتی ہے؟؟اور میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے " "امی ایسا چاہتی ہیں۔۔۔
وہ دانت پیس کر بولی۔۔اسکے جواب پر وہ قہقہ لگا کر ہنسنے لگے۔ان کی اس قدر بدتمیزی پر وہ لال پیلی ہوتی اٹھ کر اندر بڑھی۔۔۔

"یار لینا تم کب سے اتنی فرمابردار ہو گئی ڈیئر ؟؟"
وہ شرارت سے بولتا باہر بھاگا اسکی اتنی تیزی پر انوشے قہقہ لگا کر ہنستے علینہ کو دیکھنے لگی جو اسے گھورتے خونخوار تیوروں سے اسکے پیچھے ہی بھاگی تھی۔۔۔۔۔

نائلہ میں سوچ رہا تھا کیوں نا احمد کی بیٹی زویا کا رشتہ آہل کے لیے مانگ لیا "
"جائے۔۔ تم کیا کہتی ہو اس بارے میں۔۔؟؟
وہ اور نائلہ بیگم ہال میں بیٹھے تھے جب سامنے سے آتے آہل کو دیکھ کر وہاب صاحب بولے۔۔۔اور وہ جو مسکرا رہا تھا ان کی بات سن کر اسے سات آسمان اپنے سر پر گرتے محسوس ہوئے۔۔۔۔

یکلخت رکا اور ساکت کھڑے ہو کر انھیں دیکھنے لگا۔۔

"مجھے کیا اعتراض ہونا ہے دیکھی بھالی لڑکی ہے۔۔اور سب سے بڑھ کر آپ کے دوست کی بیٹی ہے تو۔۔ اعتراض کیسا ؟؟"

وہ نرمی سے اپنی رضامندی دیتی آہل کے دل پر ستم ڈھا گئیں۔۔۔وہ شاکی نظروں سے ماں کی طرف دیکھنے لگا جو وہاب صاحب کی طرف متوجہ تھیں۔۔۔

"ہاں تو اگر اعتراض نہیں ہے تو کل۔۔۔۔ "

"مجھے اعتراض ہے بابا !!!۔مجھے زویا سے شادی نہیں کرنی۔۔۔ "

وہ نائلہ بیگم کو کل کا پروگرام بتا رہے تھے کہ آہل کی غراتی آواز پر چونک اسکی طرف متوجہ ہوئے جو انھیں سرخ انگارہ آنکھوں سے گھور رہا تھا۔۔۔

"تو پھر کس سے کرنی ہے؟؟ "

اسکے چہرے پر چھائے خطرناک تیوروں پر وہ سنجیدگی سے بولتے اٹھ کر اسکے مقابل آئے۔جو ڈھٹائی سے انکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔

"عنایہ سے !!!--"

تمہید اگر انھوں نے نہیں باندھی تھی تو زحمت آہل نے بھی نہیں کی تھی-- مظبوط لہجے میں بولتا وہ ٹھہرا نہیں تھا بلکہ ہول ہال سے نکلتا چلا گیا ---اسکی پشت دیکھتے وہاب صاحب کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ بکھری تھی--وہ اسکے باپ تھے ان سے بھلا کچھ چھپ سکتا تھا --وہ جانتے تھے سب اسی لیے جان بوجھ کر اسکے سامنے ایسا زکر کیا جس پر وہ آگ بگولہ ہوتا اقرار کر گیا---

وہ مسکراتے اگلا لائحہ عمل سوچ رہے تھے--جب کہ نائلہ بیگم پریشان سی بیٹھیں تھیں--رات کے اس وقت وہ غصے میں ناجانے کہاں چلا گیا تھا---

"آ جائے گا فکر مت کرو تم --"

وہ انکے پاس آئے اور انکے کندھوں پر بازو پھیلاتے تسلی دیتے کمرے کی طرف بڑھ گئے---"

یار کیا ہے !!کیوں اتنی رات کو بلایا ہے؟؟اور بلایا بھی تو اب منہ سے کچھ پھوٹ "
"کمینے--یہ کیا روٹھی محبوبہ کی طرح بیٹھا ہے بول کچھ--
وہ گھر میں تھا جب آہل نے کال کر کے اسے جلدی آنے کے لیے بولا وہ اس وقت حویلی کے پیچھے بنے دلان میں تھے --اسکے لہجے میں غیر معمولی سنجیدگی محسوس کرتے وہ تیزی سے وہاں پہنچا تھا--

سامنے ہی کھڑی گاڑی کے بونٹ پر آہل بیٹھا تھا اسکے چہرے پر ناقابل فہم تاثرات تھے--اسکے پوچھنے پر وہ بے تاثر نظروں سے اسے دیکھ کر رخ موڑ گیا --اسنے حیرانگی سے اسکی انگنورنس دیکھ کر اسنے ضیغم کو دیکھا جو پاس ہی کھڑا تھا مگر وہ شانے آچکا کر لاعلمی کا اظہار کر گیا---

کافی دیر انتظار کے بعد جب وہ منہ سے کچھ نا بولا تو براق کا پارہ ہائی ہو گیا۔۔چڑ کر دانت پیستے وہ غرایا تھا۔۔۔

اسکی غراہٹ پر جہاں آہل خیالوں سے چونکا وہیں ضیغم قہقہ لگا کر ہنسا۔۔۔جس نے براق کا پارہ آسمان تک پہنچا دیا۔۔وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا نگلنے کے درپے تھا۔۔۔اس سے پہلے وہ اسکی طرف لپکتا آہل کی غراہٹ پر ہڑبڑا کر مڑا۔۔۔۔

یہاں میں کتنی مشکل میں ہوں اور تم دونوں منہ پھاڑ کر ہنس رہے "
ہو۔کمینو!!!۔۔"۔۔

ان دونوں کی نوک جھونک دیکھ کر گاڑی سے اترتے وہ چیخا تھا جس پر وہ بوکھلا کر سیدھے ہو گئے۔۔۔

تو منہ سے کچھ پھوٹے گا تو ہی تیری مشکل کا پتا چلے گا نا!!!۔اب منہ میں دہی جما کر "
رکھنے پر ہمیں الہام تو ہونے سے رہا۔۔۔"۔۔

آہل کے سرخ چہرے کو دیکھتے ضیغم تنک کر بولا جس پر اس نے اسے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔۔۔

"بابا میری شادی کرانا چاہتے ہیں ۔۔ "

ہاں تو کر لے نا اس میں کیا برائی ہے۔۔اور تو اب اتنا بھی نیک نہیں کہ انکار کرے "لے۔۔"

وہ ابھی بات کر رہا تھا کہ براق اسکی بات کاٹ کر غیر سنجیدگی سے بولا اور صیح معنوں میں آہل کو جلتے توے پر بیٹھا گیا۔۔۔۔

"شادی سے انکار نہیں کر رہا میں ۔۔۔لڑکی کے لیے انکار کر رہا ہوں۔۔ "

وہ چبا کر بولا ۔۔۔

کیا مطلب لڑکی سے شادی نہیں کرنی تجھے ؟؟۔۔ابے کیا لڑکے سے شادی کرے گا مردود!!۔۔"۔۔

اسکی بات سن کر ضیغم صدمے سے گنگ اسے ملامت کرتے ہوئے بولا۔۔۔اسکی بے ہودگی نے ٹھیک ٹھاک اسے تپا دیا وہ اسے مارنے کے لیے لپکا مگر براق نے سرعت سے پکڑ لیا۔۔جب کہ ضیغم اسکے خطرناک تیوروں پر قہقہ لگاتا بھاگا تھا۔۔۔۔

چھوڑ براق آج میں اس کمینے کا قصہ ہی ختم کر دوں گا ۔۔چھوڑ !!۔۔"۔۔ "
اسکے قہقہے نے اسے آگ لگا دی تھی وہ اسکے بازوؤں میں مچلتاچیخا ۔۔۔۔۔
کیا ہو گیا آہل۔۔کیوں بھڑک رہا ہے چھوڑ اسکی عادت ہے کمینگی کرنے کی۔۔تو بول کیا " کہہ رہا تھا۔۔"۔۔
وہ اسے تھامتا اپنی مسکراہٹ دبا کر بولا ۔۔۔

بابا اپنے دوست کی بیٹی سے میری شادی کرانا چاہتے ہیں ۔۔جب کہ میں کسے پسند کرتا " ہوں تو جانتا ہے نا۔۔۔"۔۔

وہ اپنا آپ اسکی گرفت سے چھڑاتا شرٹ سیدھی کرتے نروٹھے پن سے بولا ۔۔۔اسکی بات سن کر براق کو بھی معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا۔۔۔

."ہمم تو نے کیا بولا انکل کو۔۔ "

وہ سنجیدگی سے بولا ۔۔۔

یہی کی مجھے اس سے شادی نہیں کرنی۔انھیں تو انکار کر دیا ہے ہے مگر میں اب اور " انتظار نہیں کر سکتا مجھے عنایہ سے شادی کرنی ہے اور ابھی کرنی ہے۔۔۔۔"۔۔

اسکی بات کا جواب دیتے وہ آخر میں جنونی لہجے میں بولتا ان دونوں کو حیران کر گیا تھا۔۔

کیا مطلب ابھی کرنی ہے ؟لڑکی نا ہو گئی گڈی ہو گئی کہ جناب کو ابھی چاہیے اور ہم " اسے ابھی تھما بھی دیں ۔۔یہ دو زندگیوں کا سوال ہے اتنی جلدی کچھ نہیں ہوتا ۔صبر کر "تھوڑا۔۔

اسکی جنونیت نے براق کو پتنگے لگا دئے تھے تبھی چمک کر طنزیہ لہجے میں بولا جبکہ ضیغم نے ہنسی چھپانے کے لیے سر جھکا دیا تھا۔۔۔۔

"صبر ہی تو کر رہا ہوں۔ورنہ تو جانتا ہے مجھے۔۔ "
اسکے طنز پر وہ سر جھٹک کر مضبوط لہجے میں بولتا براق کو بہت کچھ باور کروا گیا۔۔۔۔

"ہاں ہاں جانتے ہیں ہم تجھے ۔۔کسی شدید ترسے ہوئے کی روح بسی ہے تجھ میں۔۔ "
اسکی بات سن کر ضیغم آنکھیں سکیڑ کر بولا اسر بھیانک انداز میں قہقہ لگاتا بھاگ کھڑا ہوا ۔اور اسکی بات سن کر آہل غصے سے چیختے اسکے پیچھے بھاگا اور پیچھے براق اسکی تیزی اور آہل کے خطرناک ارادوں پر ہنستے دوہرا ہو رہا تھا۔۔۔۔
وہ ماحول جہاں سنجیدگی چھائی ہوئی تھی وہاں اب ان تینوں کے قہقے گونج رہے تھے۔۔سچ کہتے ہیں دوست کسی نعمت سے کم نہیں ہوتے۔۔۔۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑا ٹائی باندھ رہا تھا۔۔آنکھیں رتجگے کی سرخی سمیٹے ہوئے تھیں۔۔۔ساری روت اپنے آپ کو اذیت کی بھٹی میں جلانے کے بعد صبح ہوتے ہی وہ پھر سے وہی ابران بن گی تھا جسے دنیا جانتی تھی۔۔۔۔۔پتھر کی مانند سخت اور ناقابل شکست۔۔کسی فاتح کی مانند وہ ڈٹ کر کھڑا تھا۔۔ہر گزرتی رات وہ بچہ بن جاتا تھا جسے اپنی ماں سے عشق تھا۔۔اور صبح ہوتے ہی وہ ایسے ہوتا جیسے اسے کسی کی پرواہ ہی نا ہو۔۔۔۔۔۔

اب بھی ٹائی باندھتے اسکا چہرہ بے تاثر تھا گزری رات کا شائبہ تک نا تھا۔۔۔آئینے میں دیکھتے اسنے نظروں کا زاویہ بدل کر سامنے بیڈ پر کسمساتی روحا کو دیکھا۔۔۔
مندی مندی آنکھوں سے اسنے زوردار انگڑائی لی جسے دیکھتے ابران کی آنکھیں بے ساختہ مسکرائیں۔۔۔۔

اٹھ کر بیٹھتے نظریں اپنی طرف متوجہ ابران پر پڑیں تو ہڑبڑا کر دوپٹہ ڈھونڈا۔۔ سرعت سے اوڑھ کر بیڈ سے اتر گئی۔۔۔۔۔وال کلاک کو دیکھا تو صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔۔۔

شرمندہ ہوتے وہ جلدی سے واشروم میں بھاگی۔۔اسکی بدحواسی پر وہ مسکراتے آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر آخری نگاہ ڈال کر سٹڈی میں چلا گیا۔۔۔۔
وہ دروازے سے ٹیک لگائے اپنے آپ کو کوس رہی تھی کہ جلدی اٹھ جاتی تو کیا تھا وہ تو صبح صبح تیار کھڑا تھا اور وہ سوئی پڑی رہی ۔۔۔۔اورتو اور اسکے سامنے انگڑائی لینے کی کیا ضرورت تھی۔۔یہ سوچ آتے ہی وہ کان کی لوئوں تک سرخ پڑ گئی۔۔۔۔

آئینے کے سامنے آئی تو خیال آیا کپڑے تو لائی ہی نہیں سر پر ہاتھ مارتی وہ باہر بڑھی ۔۔ جھانک کر دیکھا تو کمرا خالی دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔۔ جلدی سے وارڈروب کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ فائل لے کر کمرے میں آیا تو اسے الماری میں سر دیے دیکھا ۔۔۔اسکی تیزی بتا رہی تھی کہ وہ اسکے آنے سے پہلے چھپ جانا چاہتی تھی۔۔اسکی معصوم سی ہوشیاری پر وہ زیر لب مسکراتا فائل بیڈ پر پھینک کر اسکی طرف بڑھا جو اردگرد سے غافل اپنے کام میں محو تھی۔۔۔۔

جلدی جلدی کپڑے نکالتے اسے اپنی گردن پر گرم پرحدت سانسیں محسوس ہوئیں تو ہاتھوں کی رفتار سست پڑ گئی۔۔اپنی کمر پر پڑے بالوں میں چلتی اسکی انگلیاں اسے ساکت کر گئیں تھیں۔۔۔

اسکے کھلے بالوں میں اپنی انگلیاں چلاتے اسکے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ تھی۔۔۔اسے ساکت دیکھ کر اسنے جاندار انداز میں مسکراتے اسکے بال دائیں کندھے سے ہٹا کر بائیں کندھے پر منتقل کیے۔۔اور ہلکا سا اسکی گردن پر جھکا ۔۔۔روحا اپنی گردن پر

اسکی گرم سانسیں محسوس کرتے سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔ اسکی شفاف بے داغ گردن پر اپنے دہکتے لب رکھتے وہ اپنی آنکھیں موند گیا۔۔۔۔

سکون کی ایک لہر اسکے پورے وجود میں دوڑ گئی۔اسکے تڑپتے دل پر جیسے نرم پھوار سی پڑی تھی۔وہ اسکے لیے بے حد ضروری تھی اسکا جنون تھی اسکی وحشتوں کا قرار جسے اسنے ایک دنیا سے لڑ کر حاصل کیا تھا۔۔۔

اپنی گردن پر اسکے دہکتے لب محسوس کرتے روحا پوری جان سے کانپی تھی۔۔لرزتے ہاتھوں کی گرفت کپڑوں پر سخت ہو گئی۔۔۔۔

گردن پر اپنا پرحدت لمس چھوڑ کر کندھوں سے تھامتے اسکا رخ اپنی جانب پھیرا۔۔۔الماری کے پٹ بند کرتے روحا کو الماری سے لگایا۔۔۔اس دوران روحا نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ رکھیں تھیں۔۔۔۔

"اگر حواس برقرار رکھے جائیں تو ہر چیز آسان ہو جاتی ہے۔۔ "
وہ بغور اسکے ہوائیاں اڑتے چہرے کو دیکھ کرنرمی سے بولا۔۔اشارہ اسکی بدحواسی سے بھاگنے پر تھا۔۔۔
اسکے نرم طنز پر وہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی جو ہلکا سا اسکی طرف جھکا ہوا تھا۔۔۔ اسکی بھوری آنکھیں بے تاثر تھیں مگر لبوں پر ہلکی مسکراہٹ تھی۔۔شرمندگی گال مزید لال ہو گئے۔۔اسکے چہرے کے بدلتے رنگ اسنے قریب سے سے دیکھے تھے۔۔منظر اتنا حسین تھا کہ بے ساختہ وہ مزید جھکا اور اسکی جھکی آنکھیں چوم لیں۔۔۔
شنکھوں سے لب ہوتے گال پر آئے ۔۔اور نرمی سے انھیں بھی چھوا۔۔۔۔

اپنے چہرے پر بکھرتے اسکے پر حدت لمس اور سلگتی سنسوں کو محسوس کرتے روحا کی پیشانی عرق آلود ہو گئی تھی۔۔۔اور اب لبوں پر بکھرتی اسکی سانسیں محسوس کرتے اسکا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔۔

جاندار انداز میں مسکراتے وہ اسکے لبوں پر جھکا ہی تھا کہ دروازہ بجا ---
روحا گھبرا کر آنکھیں کھولیں تو سامنے وہ سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا ----

"کوئی ہے باہر آپ پیچ--پیچھے ہوں-- "
اسکی بھوری آنکھوں میں اپنا ہی عکس دیکھتے وہ اٹک کر بولی مگر وہ اسی سنجیدگی سے جھک کر اسکی ٹھوڑی کو چھوا-- ماتھا چوم کر اسے خود سے الگ کیا اور بیڈ پر پڑی فائل اٹھا کر باہر نکلا ----باہر نوری کھڑی تھی۔ جو انھیں ناشتے کے لیے بلانے آئی تھی---

جب کے پیچھے وہ اسکی بے باک جسارت پر اپنی سینے پر ہاتھ رکھتے سختی سے آنکھیں میچے اپنی دھڑکنیں سنبھالتی بیٹھتی چلی گئی----

وہ آج پھر اسکے کالج کے سامنے کھڑا تھا۔۔ مگر سامنے اسکی سہیلی کو اکیلا آتے دیکھ کر وہ بدمزہ ہو کر بے ساختہ سیدھا ہوا۔۔اور سرعت سے چلتے اسکے پاس پہنچا وہ اسے سامنے سے آتے دیکھ کر رک چکی تھی اسکے سامنے آ کھڑے ہونے پر سوالیہ انداز میں آبرو اچکائی۔۔۔

"کیا بات ہے میرا راستہ روکنے کا مقصد؟؟ "

وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی جس پر اپنے شیڈز اتارتے وہ جلدی سے بولا۔۔۔۔

"عینا کہاں ہے!!۔میرا مطلب ہے وہ آج کیوں نہیں آئی۔۔۔ "

وہ بے چینی سے بولا اسکے لہجے میں تڑپ بے چینی محسوس کرتے وہ سوچ میں پڑ گئی۔۔ آیا اسے علینہ کی شادی کا بتائے یا نہیں ؟؟وہ آج ضروری ٹیسٹ دینے آئی تھی اور ویسے بھی منگنی شام کو تھی۔۔مگر وہ کہاں جانتی تھی کہ وہ یوں اسکے سامنے آکر سراپا سوال بن جائے گا۔۔۔۔۔

آج اسکی منگنی ہے شاہ صاحب۔۔اسلیے آپ کے لیے یہ بہتر ہو گا کہ آپ اسکا پیچھا "
چھوڑ دیں۔۔"۔
وہ تنک کر بولتی اسکی سائیڈ سے ہو کر نکل گئی۔۔اور وہ اسکی بات سن کر پتھر کا مجسمہ بن گیا تھا۔۔اسے لگا اسکے وجود کو کسی نے بم سے باندھ کر اسکی زات کے پرخچے اڑا دیے ہوں۔۔۔۔

سات آسمان اسکے سر آگرے تھے ۔۔وہ ساکت کھڑا اپنی محبت کی موت کو دیکھ رہا تھا ۔۔وہ کیسے کسی اور کی ہو سکتی تھی۔۔۔نہیں وہ ہونے ہی نہیں دے گا اسے کسی اور کا ۔۔۔۔یکلخت سبز آنکھوں میں خون اتر آیا سر اور گردن کی نسیں ابھر آئیں تھیں اسے کسی اور کے پہلو میں سوچ کر ہی ۔۔۔۔وہ سرعت سے مڑ کر گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی جہاز کی رفتار سے وہاں سے نکالی تھی۔۔۔اسکا رخ علینہ کے گھر کی طرف تھا۔۔۔۔۔

سٹیرنگ ویل اسکے ہاتھوں میں لٹو کی مانند گھوم رہا تھا۔۔ جھٹکے سے گئیر بدلتے مسلسل گاڑی کی سپیڈ بڑھا کر در حقیقت وہ اپنے اندر ابلتے غصے کو دبا رہا تھا۔۔۔
گاڑی ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔۔یہ سوچ ہی اسے کند چھری سے زبح کر رہی تھی کہ کتنی آسانی سے اسکی محبت کو ٹھوکر مار کر وہ کسی اور کی ہو جائے گی۔۔۔ بھلا وہ اسے کسی اور کا ہونے دے گا؟؟کیا براق شاہ کی محبت اتنی ازراں تھی کہ وہ اسے چھوڑ کر کسی اور کا ہاتھ تھام لے اور وہ دیکھتا رہ جائے گا۔۔۔

ہرگز نہیں وہ ایسا نہیں ہونے دے گا وہ اسے تو ختم کرے گا ہی جو اسکے ساتھ کا خواب دیکھ رہا تھا۔۔ ساتھ ہی ساتھ وہ علینہ کو بھی بتائے گا کہ براق شاہ کیا ہے اسنے آج تک اسکی محبت دیکھی تھی مگر اب وہ اسکا جنون اور وخشت دیکھے گی۔۔۔
وہ اسے بتائے گا نا تو اسکی محبت اتنی ازراں تھی نا ہی براق شاہ اتنا بے مول ہے جو وہ اسے یوں ٹھوکر مار کر کسی اور کا ہاتھ تھام لے گی۔۔وہ صرف اسکی تھی اور صرف اسکی ہی رہے گی ورنہ وہ اس سمیت اس پوری دنیا کو آگ لگا دے گا۔۔۔

خون اسکی کنپٹیوں میں ٹھوکریں مار رہا تھا ۔۔ضبط کے باوجود سبز آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا

۔۔۔۔

گاڑی مسلسل اسکے گھر کی جانب گامزن تھی۔۔۔

وہ سب کے درمیان خاموش بیٹھی تھی اسکے تمام ہونے والے سسرالی آئے تھے۔۔فروٹ میٹھائیوں سے میز سجی ہوئی تھی۔۔لڑکا سامنے بیٹھا تھا مگر علینہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

سر جھکائے اسکا زہن لاتعداد سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔۔۔

سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی مگر اسکے چہرے پر مسکراہٹ تو دور آنکھوں میں چمک تک نا تھی عجیب سی ویرانی چھائی تھی اسکی شہد رنگ آنکھوں میں ۔۔۔دل انجانے خدشوں تل دبا لرز رہا تھا۔۔۔۔

"ماشاءاللہ میری بیٹی بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔ "
اسکی ہونے والی ساس اسکے پاس بیٹھتی اسکی پیشانی چوم کر بولیں۔۔۔۔
وہ اس وقت سرخ انارکلی فراک پہنے بالوں کی سیدھی مانگ نکالے اور انھیں دونوں اطراف میں پھیلائے دوپٹہ سر پر ٹکائے ہلکے پھلکے میک اپ میں بہت پیاری لگ رہی تھی ۔گوری کلائیوں میں سرخ بھر بھر کر چوڑیاں ڈالی گئی تھی۔ ۔۔

"آج سے تم میرے عفان کی امانت ہو ۔۔ "
وہ اسکے ہاتھ میں انگوٹھی ڈالتیں پیار سے بولیں ۔۔اپنے ہاتھ میں موجود انگوٹھی دیکھتے علینہ کی آنکھوں میں ویرانی اتر آئی تھی ۔۔وہ دل کو ساکت ہوتا محسوس کر رہی تھی۔۔دو

سبز آنکھیں جنوں دیوانگی اور محبت کے مچلتے جذبات لیے اسکی آنکھوں کے سامنے لہرائیں

--

ڈھڑ کی آواز سے داخلی دروازہ کھلا جس پر سب چونک کر سامنے دیکھنے لگے--جہاں نیوی" بلیو تھری پیس سوٹ میں اپنے اونچے قد اور غضب کی وجاہت سمیٹے سے براق کھڑا تھا

قیامت تو ایک نا ایک دن ہی آنی تھی مگر آج براق کو اپنے گھر کی دہلیز پر دیکھ کر علینہ کو لگا کہ اسکے لیے قیامت آج ہی آگئی تھی---

اسکا دل اسکی سبز آنکھوں میں موجود سرخی کو دیکھ کر رک گیا تھا-------

قیامت آ چکی تھی اور اسکے سامنے کھڑی اسے مکمل طور پر تباہ کرنے کے لیے تیار تھی---

خوف سے اسکی رنگت لٹھے کی مانند سفید ہو گئی----

وہ ساکت سی اس کی سبز آنکھوں میں اترتی سرخیاں دیکھ رہی تھی جو اسے نگلنے کو بے تاب تھیں ---اسکے چہرے پر پتھریلے تاثرات چھائے تھے----جس نے علینہ کا پورا وجود سن کر دیا---

بھینچے لب ضبط سے سرخ پڑ گئے تھے---تمام لوگ حیران و پریشان اسے دیکھ رہے تھے جو ان کے لیے اجنبی تھا ----اور بڑے دھڑلے سے ان کے گھر گھس آیا تھا----

"کون ہو تم؟؟؟اور ایسے کیسے اندر آ گئے ؟؟۔ "

علینہ کے ہونے والے سسر ہوش میں آتے گویا ہوئے جنھیں وہ اگنور کرتے سیدھا سامنے بیٹھی علینہ کی طرف بڑھا -----

اسے یوں اپنی طرف آتے دیکھ وہ ہوش میں آتی ہراساں ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی------

وہ پیچھے ہٹنا چاہتی تھی مگر کلائی پر ابھرتی سخت گرفت نے اسکی یہ کوشش ناکام کر دی۔۔۔۔

اسکی یہ بے باکی سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھتے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے۔۔۔ وہ کون تھا جو بڑے استحقاق سے اسکی کلائی تھامے کھڑا تھا۔۔۔۔۔سب کے ذہنوں میں مختلف سوالات ابھرے جو علینہ کے کردار کو سوالیہ نشان بنانے کو تیار تھے۔۔۔۔

اے!!۔یہ کیا طریقہ ہے ہاں ہمت بھی کیسے ہوئی اسکا ہاتھ پکڑنے کی ۔۔۔ "
عفان طیش سے بولتا اسکی طرف بڑھا اور اسکا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی جو کہ ناکام تھی کیونکہ براق کی گرفت مظبوط تھی ۔۔۔
اسکی مداخلت نے براق کو جلتے کوئلوں پر کھڑا کر دیا اسنے دانت پیس کے اپنے بائیں ہاتھ سے اسکی کلائی کو پکڑا اور مروڑتے ہوئے جھٹکا دے کر اسے دور کیا۔۔اس کی مظبوط

جسامت کے سامنے عفان بلکل بچہ لگ رہ تھا اسکے دھکا دینے پر وہ اپنی کلائی پکڑ کر چیختا ہوا پیچھے کو گرا۔۔

"یہ سب کیا ہے نور ؟؟یہی سب دیکھانے کے لیے ہمیں یہاں بلایا تھا۔۔۔اگر تمہاری بیٹی پہلے ہی کسی اور کے چکر میں تھی تو ہمیں بے عزت کرنے کے لیے کیوں بلایا تم نے۔۔۔۔"

عفان کی درگت پر اسکی ماں غصے سے بھڑکتی علینہ کی زات کے پرخچے اڑا گئی۔۔۔

اور علینہ اپنا سرے عام تماشہ بننے پر ساکت سی اپنی ماں کو دیکھنے لگی جو بے آواز روتیں اسکا دل چیر گئیں تھیں۔۔۔۔۔

"یہ تماشہ نہیں ہے خاتون !!تماشہ تو آپ لگارہیں تھیں یہ دو کوڑی کی انگوٹھی عینا کو پہنا کر۔۔۔۔

اسلیے اپنا ڈرامہ بند کریں اور اپنے نالائق بیٹے کو اٹھا کر یہاں سے نکل جائیں ۔۔۔جو میرے ایک ہاتھ سے ہی بے ہوش ہو گیا ہے۔۔۔۔"۔

اپنی بھاری گھمبیر آواز میں اچھے سے اس عورت کی طبعت صاف کرتے وہ سب کو سن کر گیا ۔۔بینہ بیگم اپنی کھلی بے عزتی پر خفت سے سرخ پڑتیں باقی سب کو اٹھنے کا کہتیں ایک حقارت بھری نظر نور بیگم پر ڈال کر باہر نکل گئیں ۔۔اور باقی سب بھی انکی تقلید میں نکلتے چلے گئے۔۔

اب وہاں صرف علینہ نور بیگم تھیں جو انوشے کے سہارے کھڑیں تھیں۔۔ ازلان براق کو چھبتی نظروں سے دیکھ رہا تھا جس نے ڈھٹائی سے علینہ کلائی ابھی تک تھام رکھی تھی

۔۔۔۔

"اب بولیں کون ہیں آپ اور ایسے کیوں آئے ہیں ہمارے گھر۔۔۔۔ "

ازلان چلتا عین اسکے سامنے آکر رکا جبکہ وہ بغور علینہ کا چہرہ دیکھ رہا تھا جو اپنی اتنی تذلیل پر ساکت کھڑی تھی۔۔۔۔

"میں سید براق شاہ ہوں اور میں عینا سے محبت کرتا ہوں اسلیے یہاں آیا ہوں -- "
وہ مختصراً اپنا تعارف کرواتا ازلان کی گھوری پر عینا کا ہاتھ چھوڑ کر نور بیگم کی طرف مڑا--جو بے آواز رو رہی تھیں----
آج انگلی ان کی تربیت پر اٹھی تھی ان کی بیٹی کے کردار پر اٹھی تھی جو انھیں کھڑے قدموں سے ڈھا گئی تھی--وہ انوشے کے سہارے کھڑیں بینہ بیگم کی باتوں سے اپنے دل کو ہزار ٹکڑوں میں بٹتا محسوس کر رہیں تھیں---

میں یہاں آکر یہ سب نہیں کرنا چاہتا تھا آنٹی!!--لیکن میں نے کئی بار عینا سے کہا کہ " میں اسکے گھر رشتہ لے کر آنا چاہتا ہوں مگر اسنے انکار کر دیا اور آج اسکی منگنی کا سن کر میں ضبط نا کرسکا تو یہاں چلا آیا ---اگر آپ کو میری کوئی بات بری لگی ہے تو میں "معذرت کرتا ہوں---
وہ دھیمی آواز میں سنجیدگی سے بولتا چلا گیا---

"تماشہ تو لگ چکا ہے براق شاہ اب کس بات کی معذرت کر رہے ہو گھٹیا انسان ۔۔ "
نور بیگم کے بولنے سے پہلے علینہ ہوش میں آتی چلائی تھی۔۔آنسو بھل بھل اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔۔

اسکے چلانے پر وہ اسکی طرف مڑا۔۔

"علینہ خاموش ہو جاؤ بس بہت ہو چکا ۔۔ "

اسے جارحانہ انداز میں براق کی طرف بڑھتے دیکھ کر نور بیگم دہل کر بولیں تھیں ۔۔۔۔۔
میں چپ ہو جاؤں امی!!اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد آپ مجھے کہہ رہی ہیں ۔۔ "وہ "
شاکی ہوتی شکوہ کناں ہوئی۔۔۔۔۔۔

جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب بہتر یہی ہے کہ تم اندر جاؤ میں اکیلے میں اس سے بات کرنا "
"چاہتی ہوں۔۔۔۔

وہ دوٹوک بولتیں علینہ کی آنکھوں میں مرچیں بھر گئیں---

وہ بل کھاتی ان کے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے جھپٹ کر براق کا گریبان تھام گئی---

تمہیں پوری دنیا میں صرف میں ہی ملی تھی برباد کرنے کے لیے ۔ بولو جواب دو--؟"--"

وہ اسے جھنجھوڑتے غرائی تھی--- بھیگی سرخ آنکھیں سرخ چہرہ کپکپاتے لب، سر سے اتر چکا دوپٹہ---اور ہولے ہولے لرزتا سراپا اسکے اندر اٹھتے طوفانوں کا گواہ تھا----

اسکے غرانے پر وہ دانت پر دانت جمائے قہر برساتی نظروں سے اسے دیکھنے لگا-----

میں برباد کر رہا ہوں تمہیں ؟؟..دیکھو میری آنکھوں میں تمہیں کیا نظر آ رہا ہے---بو "

"لو--جواب دو ---

وہ اسکی سرخ بھیگی آنکھوں میں دیکھتے جنونی ہو کر بولا اسکی غراہٹ اور جنون نے علینہ کو روح تک لرزا دیا وہ سن سی اسکی سبز آنکھوں میں اٹھتے طوفانوں کو دیکھتی رہ گئی --

! ! ! ! بولو جواب دو کیا نظر آ رہا ہے ؟؟چپ مت رہو --جواب دو ".ڈیم اٹ

---"

اسے یوں چپ چاپ ساکت کھڑا دیکھ کر وہ آپے سے باہر ہوتا اسے شانوں سے تھام کر چلایا۔۔۔سب ساکت سے کھڑے ان دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل دیکھ رہے تھے ۔۔انوشے نے سہم کر نور بیگم کو تھام لیا۔۔۔۔

"تمہاری آنکھوں میں مجھے صرف دھوکہ،مکاری اور ہوس نظر آ رہی ہے براق شاہ۔۔ تم سے اچھا تو وہ تھا جو آج مجھے عزت سے اپنے نام کرنے آیا تھا۔۔اور ایک طرف تم ہو محبت کے ایسے دعویدار جو میری زات کو تماشہ بنا چکے ہو سب کے سامنے۔۔۔۔یہ ہے تمہاری محبت بولو۔۔۔۔اور اگر یہ تمہاری محبت ہے تو میں تمہاری اس محبت پر لعنت بھیجتے اسکے ساتھ کو ترجیع دوں گی ۔۔سنا تم نے۔۔۔۔۔۔"

وہ اسکے ہاتھ اپنے شانوں سے جھٹکتی نفرت سے بولتے لفظوں سے براق کو گھائل کر گئی۔۔اسکے لہجے کی کاٹ کو اسنے اندر روح تک اترتے محسوس کیا تھا ۔۔ سنہری آنکھوں کی چھبن اسے اپنی روح میں اترتی محسوس ہوئی تھی ۔۔۔۔۔اور سب سے زیادہ تو عینا کا

عفان کے حق میں بولنا اسے جلتے توے پر بیٹھا گیا تھا۔۔۔۔رگوں میں خون کی جگہ انگارے دوڑنے لگے ۔

تم نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ تم کسی اور کی ہو جاؤ گی اور میں تمہیں چپ چاپ کسی " اور کا ہوتے دیکھتا رہوں گا؟؟؟اور کون سی ہوس اور مکاری کا مظاہرہ کیا ہے میں نے تمہارے سامنے جبکہ ایسا کرنے کے لیے میرے پاس کئی مواقع تھے۔۔اور ایک بات صاف صاف سن کو تم صرف براق شاہ کی ہو اور اگر تم نے کسی اور کے بارے میں سوچا بھی تو تمہاری قبر میں اپنے ہاتھوں سے کھودوں گا۔۔۔کیونکہ براق شاہ کی محبت اتنی ارزاں "نہیں کہ تم مجھے چھوڑ کر کسی اور کا ہاتھ تھام لو۔۔سنا تم نے۔۔۔۔

ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر وہ سرد لہجے میں بولا۔۔اور اسکی معنی خیز بات پر وہ ندامت سے سر جھکا گئی کہ ان کے بیچ کتنے ہی تنہائی کے لمحے ہے تھے مگر اسنے کچھ حد پار نہیں کی ۔۔اسکا سوال اسے شرمسار کر گیا تھا۔۔۔

"بزدلوں کی طرح سر مت جھکاؤ عینا حقیقت کا سامنا کرنا سیکھو۔۔ "

وہ اسکی تھوڑی تلے انگلی رکھتا اسکا سر اٹھا گیا۔۔۔۔

مگر اسکی پانی بھری آنکھوں کو دیکھ کر وہ لب بھینچے سر جھٹک کر وہاں رکا نہیں تھا۔۔۔۔اسکے لہجے کے سردپن نے علینہ کے آنسو ٹھٹھرا دیے تھے وہ خوف سے سفید پڑتی سر جھکا گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

میں بہت جلد آوں گا بارات لے کر امید کرتا ہوں تب تک تم سمجھ جاؤ گی۔۔اور آنٹی "

"آپ بھی سمجھ جائیں گی۔۔۔کیوں کہ میری زندگی میں وہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔۔۔

وہ دروازے پر رک کر مڑتا علینہ کے ساکت وجود کو دیکھتے نور بیگم سے بولا اسکے لہجے کی قطعیت نے نور بیگم کی زبان کو تالے لگا دیے تھے۔۔۔۔

بنا ان کے جواب کو سنے وہ آخری نگاہ سب پر ڈال کر باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔

اسکے جاتے ہی علینہ کا ساکت وجود اپنی ہستی کے غرور سمیت دھڑ سے زمین پر گرتا پاش پاش ہوا تھا۔۔

سب علینہ پکارتے اسکے بے ہوش وجود کی طرف لپکے تھے۔۔۔۔۔

"اسلام علیکم!!۔"

وہ بیٹھا جوس پی رہا تھا پیچھے سے ابھرتی مدھم آواز پر ہلکا سا مسکرایا۔۔۔

."وعلیکم السلام۔۔آئو بیٹھو۔۔۔"

سب نے اسکے سلام کی آواز پر سامنے دیکھا جہاں وہ بلیو سوٹ میں بڑی سی شال اوڑھے بالوں کو چوٹی میں گوندھے کہیں سے بھی ایک دن کی دلہن نہیں لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ بابر صاحب نے اسے بیٹھنے کے لیے بولا جس پر وہ سر ہلاتی ابران کے ساتھ والی خالی کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

جوس پیتے وہ سب کو دیکھ رہی تھی جو آرام سے ناشتہ کر رہے تھے ۔کوئی اسکی طرف متوجہ نہیں تھا اسلیے وہ بھی ریلیکس ہوتی آرام سے ناشتہ کرنے لگی۔۔اسکی یہ بے چینی اور پھر ریلیکس ہو جانا ابران کی آنکھوں سے چھپا ہوا نا تھا وہ اس کی معصومیت پر زیر لب مسکراتے اٹھا تھا۔۔۔بی جان سے مل کر وہ اسے مسکراتی نظروں سے دیکھتا باہر بڑھ گیا ۔۔برائون ٹکسیڈو میں اپنی بالوں کو پونی میں باندھے وہ شان سے چلتا روحا کو اپنے دل پر چلتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔

روحا کل ہی تمہارا ولیمہ ہوا ہے اور تم نے یہ کیسا خلیہ اپنایا ہے۔۔کوئی دیکھے گا تو کیا " سوچے گا !!تم ابران شاہ کی بیوی اور شاہ حویلی کی بڑی بہو ہو۔۔۔اسلی خود کو اس سانچے "میں ڈھال لو۔۔۔ہم آیئندہ تمہیں اس خلیے میں نا دیکھیں۔۔۔۔

ابران کے جاتے ہی بی جان نرم مگر سرد لہجے میں بولتیں روحا کو شرمندہ کر گیئں۔۔واقعی میں وہ ایسے ہی سر جھاڑ منہ پھاڑ آگئی تھی۔۔اب ان کے احساس دلانے پر وہ خاموشی

سے سر اثبات میں ہلا کر جھکا گئی۔۔وہ اسکے سر ہلانے پر ہنکار بھرتیں اٹھ کر ہال کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔۔۔

وہ بھی ناشتہ کر کے لان میں آگئی جہاں پہلے ہی عنایہ اور ماہی بیٹھیں تھیں۔۔۔اسے دیکھ کر عنایہ تو خوشدلی سے مسکرائی مگر ماہی خاموشی سے اٹھ کر اندر بڑھی۔۔۔مگر اسکی آواز نے قدم روک لیے۔۔۔۔

"میں انجان نہیں ہوں تمہارے لیے ماہی!!ہماری رگوں میں ایک ہی خون دوڑ رہا ہے۔۔۔یہ فرار کب تک کرو گی اور ایسا کرنے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی۔۔" وہ سنجیدگی سے بولتے بت بنی ماہی کے سامنے آئی جسکی آنکھیں اسکی لہجے میں چھپی یاسیت پر آنسوئوں سے بھیگ رہی تھیں۔۔۔دل کو محبت کی آنچ دی گئی تھی جس پر وہ موم کی مانند پگھلا تھا۔۔۔

"تم میری بہن ہو ماہی!!اور میں تم سے بے انتہا محبت کر------ "
وہ بھی آنسوئوں سے روتی بھیگی آواز میں حسرت سے بول رہی تھی کہ چانک اسکے گلے لگنے پر ساکت رہ گئی-------

"کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے--اور محبت بھی صرف تمہیں نہیں ہے -- "

اسکے کندھے میں منہ چھپاتے ماہی بھرائی آواز میں بولتے روحا کو روح تک پرسکون کر گئی---یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اب بھی جدا رہتیں رگوں میں دوڑتا خون جو ایک تھا جوش کیوں نا مارتا----؟؟؟؟
انکے لمس میں ایک کشش تھی جسے محسوس کرتیں وہ دونوں آنسوئوں سے روتیں عنایہ کو بھی رلا گئیں----
مگر تھوڑی دیر بعد لان ان تینوں کی چہکاروں سے گونج رہا تھا -----

"یار آہل مروا مت دینا یہ نا ہو کہ پکڑے جائیں اور ابران جان سے مار دے ہمیں!!۔یار
ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی۔۔۔"
وہ رات کی تاریکی میں سیاہ لباس میں ملبوس محتاط سے راہداری میں چلتے رات کا حصہ لگ رہے تھے۔۔اہل جو آگے تھا پیچھے ابھرتی اسکی مسکین آواز پر بھنا کر پلٹا اور اسے دیکھا جو اسے ہی ہلکی روشنی میں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"گھور کیا رہا ہے بے!!سچ کہہ رہا ہوں میری شادی بھی نہیں ہوئی اور تو اور لڑکی بھی
نہیں ملی مجھے مرنا نہیں ہے چل واپس چلتے ہیں۔۔.."
وہ اسکے گھورنے پر نروٹھے پن سے بولتا پلٹا تھا کہ پیچھے سے گردن پر ابھرتی اہل کی گرفت نے اسے دن میں تارے دیکھا دیے۔۔

چپ کر کمینے !!کوئی پکڑے نا پکڑے پر تیرا یہ پھٹا ڈھول ضرور پکڑوا دے گا۔۔۔اور " میری کونسی شادی ہوئی ہے بے غیرت جو واویلا مچا رہ ہے۔۔چپ چاپ چل ورنہ دانت توڑ دوں گا!!.."

وہ اسے گردن سے پکڑ کر غرایا۔۔جب کہ اسکی سخت گرفت پر وہ چپ چاپ سر اثبات میں ہل گیا۔۔۔

وہ رات کے اس پہر شاہ خویلی چوروں کی طرح صرف آہل کے اصرار پر آئے تھے۔۔وہ عنایہ سے ملنا چاہتا تھا۔۔اسلیے ضیغم کو دھمکا کر ساتھ لایا تھا جس کی دہائیاں عروج پر تھیں ۔۔ اب اسکے دھمکانے پر وہ سیدھا ہوتا اسکے آگے بڑھنے سے پہلے ہی آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔

اسے جلدی جلدی آگے بڑھتا دیکھ وہ بھی مسکراتے اسکے پیچھے بڑھا۔۔۔سامنے ان کا کمرا تھا آہل نے دھڑکتے دل سے لاک پر ہاتھ رکھا تو وہ لاک نہیں تھا شکر کا کلمہ پڑھتے وہ دونوں

دھیرے سے اندر داخل ہو گئے۔۔۔۔جہاں سامنے ہی بیڈ پر وہ دونوں سو رہی تھیں۔۔آہل تو بنا ادھر ادھر دیکھے سیدھا بائیں طرف بڑھا جہاں عنایہ محو خواب تھی۔۔۔ ہلکا سا جھکتے وہ اسے بازوئوں میں اٹھائے بلکونی میں چلا گیا جہاں کاوچ رکھا تھا۔۔

ضیغم تو اسکی تیزی پر آنکھیں پھیلائے اسے دیکھتا رہ گیا اسکا اپنا دل اسے یوں رات کو کسی لڑکی کے کمرے میں بنا اجازت آنے پر تیزی سے دھڑک رہا تھا۔لیکن اسے یوں بے فکری سے عنایہ کو اٹھاتے دیکھ وہ عش عش کر اٹھا تھا۔۔۔۔

انکے جانے کے بعد وہ ادھر ادھر دیکھتا ماہی کی طرف متوجہ ہوا جو بے فکری سے سوتی اسکے دل میں ہلچل مچا گئی۔۔۔بکھرے بال ایک ہاتھ تکیہ پہ ٹکا تھا اور ایک ہاتھ سینے پر وہ سیدھی لیٹی تھی۔۔سفید بے داغ چہرہ رات کے وقت نائٹ بلب کی روشنی میں چمک رہا تھا۔۔گرے آنکھیں بند تھیں اور ان پر سایہ فگن لمبی پلکیں۔۔۔وہ سراپا شعلہ تھی اور ضیغم دیوانہ وار پروانے کی مانند جلنے کو تیار تھا۔۔۔۔۔۔

وہ دھیرے سے چلتا اسکے سامنے آکر بیٹھا اور بغور اسکے نقوش کو ازبر کرتے مدہوش ہو گیا۔۔۔۔

نظریں بھٹک بھٹک کر اسکی آنکھوں گالوں اور ہونٹوں کو چھوتیں اسکے دل کی دنیا تہہ و بالا کر گئیں۔۔۔وہ ساکت سا بیٹھا سے دیکھ رہا تھا جو اسکے دل کے ایوانوں پر بڑی شان سے براجمان تھی۔۔۔۔اور یہ اچانک ہی تو ہوا تھا ضیغم تو حیران سا اس کاروائی پر ششدر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تم مجھے سانس لینے کے لیے بھی اپنا عادی کر دو "گی!!!۔۔۔

ہلکا سا جھکتے وہ اسکی بند آنکھوں کو دیکھتا بھاری لہجے میں سرگوشیانہ بولا۔۔۔۔

ماہی کی چلتی مدھم سانسیں ضیغم کے چہرے پر پڑتیں اسے پاگل بنا رہی تھیں۔۔۔وہ مدہوش ہوتا مزید جھکا۔۔۔

اسکی گرم دہکتی سانسیں ماہی کا چہرہ جھلسانے لگیں۔جس سے وہ ہلکا سا کسمسائی۔۔۔اسے کسمساتے دیکھ اسکے لبوں پر جاندار مسکراہٹ ابھری۔۔۔۔

اپنے چہرے کو کسی کی تپش دیتی نظروں اور دہکتی سانسوں کے حصار میں محسوس کرتے ماہی نیند میں بے چین ہوئی مگر احساس تھا کہ ختم ہی نا ہو رہا تھا۔۔اسلیے وہ پٹ سے آنکھیں کھول گئی۔۔سامنے ضیغم کو رات کے اس پہر خود پر جھکا دیکھ کر ماہی خوف سے چیختی کہ اسکا بھاری ہاتھ اسکی آواز خلق میں دبا گیا۔۔۔۔۔

اسکی گرے خمار آلود آنکھیں اسکی کچی نیند سے اٹھنے کی گواہ تھیں اس کی حد سے پھیلی آنکھیں اسے بے قابو کر گئیں تھیں ۔۔۔وہ مدہوش سا ہوتا مزید جھکا اور اسکی آنکھوں کو نرمی سے باری باری چوما۔۔۔۔

اپنی آنکھوں پر اسکے دہکتے لب محسوس کرتے ماہی کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔کہاں امید تھی ضیغم سے اس بے باکی کی۔۔۔

سر اٹھ کر اسے دیکھا سنہری بالوں کے ہالے میں چمکتا چہرہ اور اس پر چھائی سرخی اسے بے چین کر رہی تھی ۔۔۔اسکے لبوں پر جمے اپنے ہاتھ کو دیکھ کر وہ مزید بے قابو ہوتا جھکا اور اپنے ہاتھ کی پشت پر دہکتے لب جما دیے۔۔۔اور ماہی خوف سے سرد پڑ گئی۔۔۔۔اگر وہ ہاتھ درمیان میں نا ہوتا تو وہ کیا کرتی۔۔۔گرے آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر بکھرتے کنپٹیوں میں جذب ہونے لگے۔۔۔۔۔۔

" بے فکر رہو اپنی حدود جانتا ہوں!!اور یہ سب ہوس میں آکر نہیں کیا بلکہ یہ میری بے خودی تھی ۔۔۔۔مگر بہت جلد جب تم مکمل میری ہوگی تب یہ ہاتھ درمیان میں نہیں آئے گا۔۔۔"

وہ پیچھے ہوتا نرمی سے اسکے لبوں سے ہاتھ ہٹا کر اسکے بھیگے گال صاف کرتے سنجیدگی سے بولا اور اٹھتے آخری نظر اسے دیکھا جو اسکی بے باکی پر ساکت سی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔اور ہلکا سا مسکرا کر باہر نکل گیا۔۔۔جبکہ ماہی دروازہ بند ہونے کی آواز پر چونکتی

سرعت سے اٹھ کر واشروم کی طرف بھاگی۔۔۔اور دروازہ بند کرتے وہیں بیٹھتی چلی گئی۔۔گرے آنکھیں تیزی سے بھیگتی جا رہیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی۔۔۔جس سے وہ بے چین ہوتی " آنکھیں وا کر گئی۔۔نظر سامنے خود پر جھکے آہل پہ پڑی جو سیاہ لباس میں رات کا حصہ لگ رہا تھا۔۔۔۔

وہ چیخنا چاہتی تھی خوف سے مگر لبوں پر ٹھہرتی اسکی ہتھیلی کی گرفت نے آواز خلق میں دبا دی۔۔وہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی جو اسے چپ ہونے کا کہتا اسکے لبوں سے ہاتھ ہٹا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

"آپ !!!یہاں کیا کر رہے ہیں اور وہ بھی رات کے اس وقت۔۔۔ "

وہ جلدی سے بولتی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ زمین پر بیٹھا اس پر جھکا ہوا تھا ۔۔۔۔گال اسکی اتنی قربت پر سرخ ہو گئے تھے۔۔۔۔

"میں یہاں تم سے کچھ بات کرنے آیا ہوں ۔۔۔ "

وہ سنجیدگی سے بولتا اسے چونکا گیا وہ آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھنے لگی جو سیگریٹ سلگاتا ریلنگ کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔

"!!!رات کے اس وقت "

بابا میری شادی کسی اور سے کروانا چاہتے ہیں عین!!اسلیے میں چاہتا ہوں کہ جب میں " "رشتہ بھیجوں تو تم ہاں کر دو۔۔۔۔۔

وہ طنزیہ لہجے میں اسے ملامت کرتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔مگر وہ اسے اگنور کرتا سنجیدگی سے بولتا چلا گیا۔اسکی بات سن کر عنایہ کا دل اس تیزی سے دھڑکا کہ اسے لگا ابھی باہر اجائے گا۔۔۔وہ دل پر ہاتھ رکھتی ساکت سی اسے دیکھنے لگی جو پیٹھ موڑھے کھڑا سامنے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

کل مورے بابا آئیں گے عین!!اور مجھے انکار نہیں چاہیے تمہارا ورنہ تم جانتی نہیں کہ "
"تمہیں پانے کے لیے میں کس حد تک جا سکتا ہوں۔۔۔۔سو کل ہاں کر دینا۔۔۔
وہ مڑ کر اسکے سامنے آتے اسکی آنکھوں میں جھانک کر سرد لہجے میں وارنگ دیتے لہجے
میں بولا۔۔۔جس سے وہ ریڑھ کی ہڈی تک سنسنا اٹھی۔۔۔۔

"انکار نہیں ہونا چاہیے جان۔۔ "
اسکی سفید پڑتے چہرے کو دیکھتے وہ زیرلب مسکراتا مدھم لہجے میں سرگوشی میں بولا۔۔ اور
اسکے چہرے پر جھک کر ہلکی سی پھونک مار کر اسے چونکاتا باہر کی طرف مڑ گیا۔۔۔۔جبکہ
پیچھے وہ اسکی دھمکی پر بے جان ہوتے کاوچ پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔۔

آٹھ منزلہ عمارت کے ٹاپ فلور پر میٹینگ ہال میں اس وقت سکوت چھایا ہوا تھا وہاں "
صرف ایک آواز گونج رہی تھی۔۔اور اس آواز نے موحول کو اپنے سحر میں لیا تھا۔۔۔۔

پروجیکڑ پر چلتا اسکا پروجیکٹ ایک اعلی شاہکار تھا جس میں غلطی کی گنجائش تک نا تھی۔۔۔روم ہلکے سے اندھیرے میں ڈوبا تھا۔۔

مدھم نیلی روشنی میں ماسٹر چیئر پر بیٹھا وہ ہر کسی کو اپنے روعب میں لے رہاتھا۔۔ ہر کوئی بنا حرکت کیے اسے سن رہا تھا جو اس پروجیکٹ کی ہر ڈیٹیل کو واضح کر رہا تھا۔۔۔ مگر وہاں ایک وجود ایسا بھی تھا جو حسد کے ملے جلے تاثرات لیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔اسکی گدلی آنکھوں میں اسکے لیے نفرت کے جزبات تھے۔۔۔اسنے اسے بزنس کے ہر میدان میں شکست دی تھی۔۔اور آج اس پروجیکٹ میں وہ ایک دوسرے کے خریف تھے۔۔وہ اپنی پرزنٹیشن دے چکا تھا۔۔۔اب باری ابران کی تھی اور فارن ڈیلر کے متاثرکن تاثرات اسکی جیت کا اعلان کر رہے تھے۔۔وہ جانتا تھا وہ ہار چکا ہے اور یہ ہار اسکے تن بدن میں آگ لگا رہی تھی۔۔۔

ہاتھ میں پکڑے پن پر اسکی گرفت اتنی سخت تھی کہ وہ کسی بھی لمحے ٹوٹ سکتا تھا ۔۔مگر اچانک آن ہونے والی لائیٹ نے اسے چونکا دیا وہ جلدی سے سیدھا ہوا۔۔۔

پورا کمرا تالیوں سے گونج اٹھا۔۔اور یہ کوئی نئی بات نہیں تھی ہر بار اسکے لیے اسی طرح تالیاں بجائیں جاتیں تھیں۔۔۔۔۔

اور یہ تالیاں "میر دانیال حیدر "کو خود پر بجتیں محسوس ہوتیں تھیں ۔۔۔ہر بار کی طرح یہ پروجیکٹ بھی "شاہ امپائرز "کو دیا گیا۔۔اور "میر اینڈ سنز "ہر بار کی طرح اسکے مقابل ہار چکے تھے۔۔۔یہ نہیں تھا کہ یہ ایک پلاننگ تھی بلکہ میر کا معیار گرا ہوا تھا اسکے کئی پروجیکٹ فیل ہو چکے تھے۔۔۔جبکہ ابران نے اپنا معیار بلند رکھا تھا اسی لیے تو اسے ایک دنیا جانتی اور مانتی تھی۔۔۔بزنس میں اسکے نام کا ڈنکا بجتا تھا ۔۔۔اور وجہ اسکا رسک لینا تھا وہ رسک لیتا تھا ہر بار رسک لے کر کامیاب نہیں ہوا تھا۔۔بلکہ کئی بار ناکام بھی ہوا تھا مگر اپنی غلطیوں کو سدھار کر آج وہ بزنس کی دنیا میں اپنا نام بنا چکا تھا اسکے قدم مظبوط تھے کیونکہ اسکے ارادے مظبوط تھے۔۔۔۔۔۔

اب بھی اسکے چہرے کی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ کامیاب ٹھہرا ہے ۔۔۔اور ہوتا بھی کیوں نا آخر وہ ابران شاہ تھا جس نے ہارنا نہیں سیکھا تھا۔۔وہ متعدد بار گرا تھا مگر بنا

سہارے کو تلاش کیے وہ اپنے قدموں پہ خود کھڑا ہوا تھا۔۔۔اور آج کامیاب تھا ۔۔۔کیونکہ وہ سید ابران شاہ تھا ۔۔

"مبارک ہو ابران !!آخر پروجیکٹ جیت ہی لیا تم نے۔۔۔ "
سب سے مصافحے لیتا وہ انھیں رخصت کر رہا تھا کہ اچانک سامنے آتے میر کو دیکھ کر اسکے لبوں کی مدھم مسکراہٹ غائب ہو گئی۔۔۔اور تاثرات سردوسپاٹ ہو گئے۔۔۔۔
"ہمم !!جیت تو تم بھی سکتے تھے میر مگر خیر اپنا اپنا معیار ہوتا ہے ۔۔اب معیار سے تو نیچے آیا نہیں جا سکتا نا۔۔۔۔"
وہ اسکے طنز میں ڈوبے تیر کو محسوس کرتا ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتا اسکا کندھا تھپتھپا کر باہر نکل گیا۔۔۔۔
جبکہ اسکی بات میر کو تمانچے کی صورت محسوس ہوئی جس سے اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا وہ اسے معیار کا طعنہ مار کر گیا تھا۔۔۔جو میر کی رگوں میں دوڑتے خون کی گردش تیز کر گیا۔۔۔۔۔

"You will pay for it Abran Shah...."

"وہ مدھم سا بڑبڑایا ---اسکے لہجے کی پھنکار اور نفرت سے سیاہ پڑتا چہرہ اسکے خطرناک عزائم کا گواہ تھا ----

---

وہ عشاء کی نماز پڑھ کر ابھی فارغ ہوئی تھی۔پورا دن تینوں ساتھ رہی تھی--اور وہ خوش تھی کہ ماہی نے اسے قبول کر لیا ورنہ اسکا دل اندر سے خائف تھا ناجانے وہ اسے قبول کرتی بھی ہے یا نہیں مگر آج اسکے ساتھ رہ کر پتا چلا کہ بہنوں کا ہونا بھی ایک نعمت ہے----وہ سوچ کر مسکراتی جائے نماز تہہ کر رہی تھی جب نگاہ سامنے دیوار گیر اسکی فوٹو پر پڑی--یہ فریم زمیں سے دوفٹ اونچا اور چھت سے دوفٹ نیچے تھا---چوڑائی میں وہ تقریبا 5 فٹ تھا---

وہ کسی پارٹی میں کھڑا تھا۔۔بالوں کو مخصوص پونی میں باندھے ہلکی داڑھی،گھنی مونچھیں،عنابی لب جن پر ایک سائیڈ مسکراہٹ تھی۔۔۔سیاہ لباس میں وہ اپنی چوڑی جسامت،اونچے قد سے پورے ماحول پر چھایا ہوا تھا۔۔ایک ہاتھ میں ایپل جوس اور ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں گھسائے وہ ماحول سے لاپرواہ ایک ریاست کا بگڑا شہزادہ لگ رہا تھا۔۔یہ کلک بے شک مکمل تھی۔۔۔۔وہ پورٹریٹ ایسے بن کر لگا تھا ایک نظر دیکھنے پر لگتا جیسے ابران کمرے میں کھڑا ہو۔۔۔وہ کئی بار اسے دیکھ چکی تھی مگر ہر بار وہ ایک پل کے لیے ٹھٹھکتی ضرور تھی ۔۔۔۔

اب بھی وہ ارد گرد سے بے نیاز سامنے دیکھ رہی تھی جب ابران اندر آیا۔۔۔ اسے بت بنے دیکھ کر وہ حیران ہوتا اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے لگا تو سامنے اپنے ہی پورٹریٹ کو دیکھ کر اسکے عنابی لبوں پر جاندار مسکراہٹ ابھری۔۔۔۔

وہ کوٹ صوفے پہ رکھتا اسکی طرف بڑھا۔اور عین اسکی پشت پہ کھڑا ہو گیا۔۔۔۔ہرے رنگ کے سوٹ میں کنٹراس پنک دوپٹے کے حجاب میں ہری اور گلابی چوڑیاں پہنے وہ اسے بدلی بدلی لگی۔۔کہاں وہ سادے کپڑے پہننے والی اور کہاں اب وہ یوں سج کر کھڑی تھی۔۔۔جو سوٹ اسنے پہن رکھا تھا اس پر سوتی دھاگے سے کڑھائی کی گئی تھی۔۔۔۔
وہ سادگی میں بھی ایران کے دل میں اترتی چلی گئی دن بھر کی تھکان اسے دیکھ کر غائب ہو گئی تھی۔۔۔

اسنے مدھم سا مسکراتے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھے اور وی جو بے نیاز سی سامنے دیکھ رہی تھی چونک اٹھی ۔۔

"شش !میں ہوں۔۔۔ "
وہ ڈر کر مڑنا چاہتی تھی کہ عقب سے ابھرتی اسکی بھاری آواز اور کلون کی مہک پر گہرا سانس بھرتی سر ہلا گئی۔۔۔۔

اسے یوں معصومیت سے سر ہلاتے دیکھ کر وہ مسکراتے اسکا حجاب ڈھیلا کر گیا۔۔۔گلابی ریشمی دوپٹہ گرہ کھلتے ہی اسکے سر سے پھسلتا چلا گیا۔۔جس پر وہ گھبراتی اسے تھام گئی۔۔۔

اسکا رخ اپنی جانب موڑتے اسکے ہاتھ سے جائے نماز لے کر صوفے پر رکھتے بغور اسکے چہرے کو دیکھا جو سختی سے آنکھیں میچے سر جھکا کر کھڑی تھی۔۔۔۔

اسکے ہاتھوں سے دوپٹہ چھڑوا کر وہ اسکے وجود سے دوپٹہ الگ کر گیا جس پر وہ ہراساں ہو کر اسے دیکھنے لگی۔۔جو پہلے ہی اسے دیکھ رہا تھا۔۔بھوری آنکھوں میں کوئی تاثر نا تھا ۔۔۔وہ الجھی سی دوپٹے سے بے نیاز اپنے وجود کی تمام تر خشرسامانیوں سمیت اسکے سامنے تھی۔۔۔اور وہ سرد سا کھڑا اسکی سیاہ انکھوں میں جھانک رہا تھا۔۔۔۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں کا بندھا جوڑا کھول دیا۔۔جس سے سیاہ ریشمی بال اسکے کندھوں اور کمر پر بکھرتے چلے گئے۔۔۔۔

وہ حیا سے سرخ پڑتی سر جھکا گئی جس سے بال اسکے چہرے پر بھی گرے۔۔۔سیاہ بالوں کے ہالے میں چمکتا اسکا سفید چہرہ چوددھویں کے چاند کو مات دے رہا تھا۔۔۔۔

اسکی پیشانی پر ابھرتے پسینے کے قطروں کو دیکھتے وہ دلکش سا مسکراتے ہاتھ کی پشت سے پسینہ صاف کرتے وہاں اپنے دہکتے لب رکھ گیا۔۔۔وہ گھبرا کر آنکھیں میچتی اسے کندھوں سے تھام گئی۔۔۔اسکی گھبراہٹ پر ہلکے سے جھک کر اسے بازوئوں میں اٹھایا اور بیڈ کی طرف بڑھا۔ نرمی سے اسے وہاں لیٹا کر وہ خود واشروم کی طرف بڑھ گیا جبکہ پیچھے وہ اپنی دھڑکنیں شمار کرتی رہ گئی۔۔۔۔۔۔

چینج کر کے وہ جب واپس آیا تو وہ سر تک کمبل اوڑھے سو رہی تھی۔۔۔وہ اسکے معصوم فرار پر سر ہلاتا بیڈ کی طرف بڑھا۔۔اور لیمپ آف کر کے اسکے کمبل میں گھسا۔۔جو اسکے

قدموں کو بیڈ کی سمت بڑھتے دیکھ کر پہلے ہی ہراساں تھی اسکے ساتھ لیٹنے پر سانس روک گئی۔۔۔۔

اسے یوں بے جان پڑا دیکھ کر تکیہ پر کہنی جمائے اسکی طرف جھکا اور اس پر سے کمبل ہٹایا جہاں وہ سختی سے آنکھیں میچے پڑی تھی۔۔۔۔

"تم جاگ رہی ہو روح !!!سو آنکھیں کھولو شاباش۔۔۔ "
وہ ہلکا سا اسکے کان کی طرف جھکا اور سرگوشئ سے بولتے اسکے کان کی لو چوم لی۔۔۔جس پر وہ کپکپاتی آنکھیں وا کر گئی۔۔۔لیمپ کی مدھم روشنی میں اسکی سیاہ آنکھوں کو دیکھ کر وہ بے خود ہوتا مزید جھکا اور انھیں بھی نرمی سے چوم گیا۔۔۔جس پر روحا کی پلکیں بوجھل ہو کر رخساروں پر جھک گئیں۔۔۔۔

سیدھا لیٹ کر اسکا سر اپنے بازو پر رکھتے وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔۔۔روحا اسکے لمس اور اپنا سر اسکے بازو پر دیکھتی خود کو مکمل طور پر اسکے حصار میں محسوس کرتی سمٹ سی گئی۔۔۔مگر الگ ہونے کی کوشش نا کر سکی۔۔۔

"آج کیاکیا تم نے پورا دن ہمم۔؟۔ "

وہ کروٹ اسکی طرف لیتے اسکے نقوش مدھم روشنی میں دیکھتے نرمی سے بولا۔۔۔

"کچھ نہیں بس کھانا کھایا اور ماہی عنایہ آپی کے ساتھ وقت گزارا۔۔۔ "

وہ اسے مکمل طور پر خود پر جھکا دیکھ کر مدھم سا بولی جسے ابران مشکل سے سن سکا۔۔۔

"اوو!!ماہی سے کب تمہاری دوستی ہوئی۔۔۔وہ تو کسی سے بات ہئ نہیں کرتی۔۔۔ "

وہ اسکی جھجھک ختم کرنے کے لیے صفائی سے جھوٹ بولتا روحا کو حیران کر گیاکہ ماہی تو ایسی نہیں پھر وہ ایسا کیوں کہہ رہا ہے۔۔۔جبکہ ابران خود بھی جھوٹ بولنے پر جود پر لعنت بھیج چکا تھا۔۔مگر کیا کرتا اسکی مدھم نشیلی آواز سننے کے لیے یہ دل بچہ بنا ہوا تھا۔۔اب یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ روح بولو مجھے سننا ہے تمہیں۔۔۔۔۔۔

ایسا تو نہیں ہے ابر۔۔!!ماہی بہت اچھی ہے آج پورا دن اسنے اور عنایہ آپی نے "
میرے ساتھ گزارا ۔۔بلکہ میرے سامنے آنے پر مجھے گلے بھی لگایا۔۔وہ بہت اچھی
ہے۔۔اور تو اور سیف عون عدید ایون سب ہی بہت اچھے ہیں ۔۔آپ کو ایویں ہی غلط
"فہمی ہوئی ہو گی۔۔۔۔ورنہ ماہی تو ایسی نہیں ہے۔۔۔۔
" وہ ماہی کے فیور میں پرجوش سی بولتی چلی گئی۔۔۔مگر ابران تو اسکے منہ سے نکلتے "ابر
پر ساکت تھا اسکے لبوں سے اپنا نام ایسے سن کر ابران کا دل سینے میں مچل رہا تھا۔۔وہ
ساکت سا اسکے جوش میں ہلتے ہاتھ آنکھوں کے دلنشیں تاثرات اور لبوں کی جانلیوا حرکت
دیکھ رہا تھا جو اسے بہکا رہی تھی۔۔۔
دفتا اسکی خاموشی پر روحا چپ ہو کر اسے دیکھنے گی جو خمار آلود نگاہوں سے اسے دیکھ رہا
تھا اسکی آنکھوں میں ٹھاٹھیں مارتا جذبات کا سمندر اسکا ننھا سا دل سہما گیا۔۔۔۔
"پھر سے بولو۔۔ "
وہ اسکے لبوں پر اپنا انگوٹھا پھیرتا مدھم لہجے میں بولا اسکے لہجے میں سلگتے جذبات روحا کے
دل کی لے بدل گئے۔۔

کیا-- "وہ حیران ہوئی--- "

"میرا نام-- "

وہ سرگوشئ سے بولا--انگلی ہنوز لبوں پر چل رہی تھی--

"ابران--- "

انہوں صرف ابر بولو--"- "

وہ تیزی سے بولی تھی کہ لبوں پہ ٹھہرتی اسکی انگلی اور سرزنش پر خلق تر کرتی رہ گئی---

"ابر!!--- "

وہ سرگوشی میں بولی--- اور ابران کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچلا---وہ بے خود ہوتا اسکے سرخ لبوں پر جھکا اور وہاں اپنا پر شدت لمس چھوڑا کہ روحا بیڈ شیٹ ہاتھوں میں دبوچتی رہ گئی-----

وہ تھوڑی دیر بعد الگ ہوتے اسکے لبوں پر انگلی پھیرتے مدھم سا مسکرایا---

سو جائو۔۔۔"۔ "

وہ نرمی سے اسے مکمل اپنے حصار میں لیتے اسکا سر سینے سے لگا کر آنکھیں موند گیا۔۔۔جبکہ روحا اسکے لمس کو محسوس کرتی حیا سے سرخ پڑتی اسکے سینے میں چھپ گئی۔۔جس پر ابران کے لبوں پر گہری مسکراہٹ ابھری۔۔۔۔

"باہر چھائی رات گہری ہوتی ان کی قربت پر مزید گہری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ سب باہر بیٹھے اندر زیر علاج علینہ کے لیے دعا گو تھے۔۔۔اسے اندر گئے کافی دیر ہو گئی تھی کہ ڈاکٹر نے کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دیا تھا۔۔۔نور بیگم کے لب مسلسل ہل رہے تھے۔۔جبکہ انوشے ان کے ساتھ بیٹھی۔۔زیرلب دعا میں مشغول تھی اور ازلان پلر سے ٹیک لگائے گم صم تھا۔۔۔۔۔۔

دفتعا روم کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر باہر آئی۔۔وہ سرعت سے ان کی طرف بڑھے۔۔۔۔

"کیا بات ہے ڈاکٹر میری بچی تو ٹھیک ہے نا!!۔۔۔۔ "
نور بیگم بے چینی سے بولیں جس پر لیڈی ڈاکٹر ہلکا سا مسکرائیں۔۔۔۔
وہ بلکل ٹھیک ہے ۔۔بس سڑیس کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہے ہم انھیں آج "
دوائوں کے زیر اثر بے ہوش رکھیں گے تاکہ کل انشاءاللہ وہ فریش ہو۔۔۔باقی سب
"ٹھیک ہے خاتون۔۔۔۔
وہ نرمی سے بولتیں نور بیگم کو زندگی کی نوید سنا گئیں ۔۔۔۔وہ ہلکی پھلکی ہوتیں بے ساختہ مسکرائیں تھی اور ان کی بات پر سر اثبات میں ہلایا۔۔ڈاکٹر کا شکریہ ادا کرتے وہ ازلان کی طرف مڑیں۔۔۔۔

"تم اور انوشے گھر جائو میں یہاں رک جاتی ہوں۔۔۔۔ "
نہیں امی آپ جائیں گھر آپ پہلے ہی ٹھیک نہیں ہیں اور یہاں میں رک جاتا ہوں "
ویسے بھی لینا بے ہوش رہے گی تو آپ بے فکر رہیں۔۔اس وقت آپ کو آرام کی ضرورت
"ہے۔۔۔

وہ بول رہیں تھیں کہ ازلان کے ٹوکنے پر انوشہ اور اسکے پر زور اصرار پر سر ہلاتیں اندر بڑھیں کہ اس سے مل سکیں جو سرسوں کا پھول بنی زرد سی بے ہوش پڑی تھی۔۔۔۔

رات کے 10 بج رہے تھے جب وہ اٹھ کر کینٹین کی طرف بڑھا اور وہ جو کب سے اسکے اٹھنے کی تاک میں سیاہ ٹی شرٹ اور سیاہ ہی جینز میں بکھرے بالوں اور سرخی مائل آنکھوں سے ابتر خلیے میں کھڑا تھا ....اسکے جاتے ہی سرعت سے اندر وارڈ میں گھسا۔۔جہان وہ ہنوز بے ہوش تھی۔۔۔۔

اسے اس حال میں دیکھ کر براق کے دل میں ہوک سی اٹھی۔۔۔۔

بکھرے بال بند آنکھیں زرد رنگت۔ آپس میں پیوست لب اور ہاتھوں میں گھونپی سوئیاں براق کو اندر تک کاٹ رہیں تھیں۔۔۔۔۔

وہ لڑتی چلاتی اچھی لگتی تھی اور اب کہاں بے ہوش پڑی براق کے دل پر خنجر چلا رہی تھی۔۔۔

وہ لب بھینچ کر بیڈ کی طرف بڑھا۔۔جہاں اسکا دلکش سراپا بکھرا پڑا تھا۔۔قریب آتے اسکا بایاں ہاتھ تھاما۔۔جو سرد تھا۔۔اور بیڈ پر اسکے ساتھ بیٹھا۔۔قریب سے اسکا چہرہ دیکھا۔۔گھنی پلکیں ساکت اور سختی سے بند تھیں۔۔۔

براق کا دل سینے میں پھڑپھڑانے لگا جب نظر اسکے سوکھے سفید لبوں پر پڑی۔۔وہ ندامت کا شکار ہوتا سر جھکا گیا۔۔۔۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تمہیں تکلیف پہنچاؤں گا عینا!!!۔۔۔۔ "

وہ اسکے ماتھے کو چھوتا اذیت سے بولا۔۔۔۔

مگر آج تمہیں اس حال میں دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میں ہمیشہ سے تمہاری "تکلیفوں کا سبب بنا ہوں۔۔۔

ہاتھ کی پشت اسکے سرد رخسار پر پھیرتے دھیمے لہجے میں بولا۔۔اور ہلکا سا جھکتے پیشانی اسکی پیشانی سے جوڑ دی۔جو ساکت پڑی اسکے دل کی دھڑکن روک رہی تھی۔۔۔اسکی مدھم چلتی سانسیں براق کے چہرے پر پڑ رہیں تھیں ۔۔۔جس پر وہ آنکھیں موند گیا۔۔۔۔

"آنکھیں کھولو عینا !!ورنہ میرا دل رک جائے گا ۔۔ "
وہ مزید اذیت کا شکار ہوتا سرگوشی میں بولا اور آنکھیں بے ساختہ نم ہو گئیں تھیں۔۔۔۔گرم آگ کی مانند دہکتا آنسو اسکی پلکوں کی باڑ توڑ کر علینہ کا گال پر آگرا۔۔۔
وہ بے بس تھا اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا اسے خوش رکھنا چاہتا تھا۔۔مگر اسکی خوشی اس سے دور ہونے میں تھی جو براق کو منظور نا تھی۔۔اسلیے آج وہ اسے کھونے کے خیال سے شائوٹ کر گیا۔۔مگر وہ کہاں جانتا تھا کہ وہ اسکی ہلکی سی ڈانٹ سے ہوسپٹل پہنچ جائے گی۔۔۔۔

اب بھی اسکی بند آنکھوں کو دیکھتے احساس زیاں تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔۔وہ ہنوز اسکی پیشانی پر سر ٹکائے اسے نزدیک سے بھیگی آنکھوں سمیت دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

وہ سمجھتی کیوں نہیں تھی کہ وہ اس سے سچی محبت کرتا تھا آخر کیوں ضد پہ اڑی تھی۔۔وہ مزید اسے خود سے دور نہیں دیکھ سکتا تھا کجا کہ کسی اور کا ہوتے دیکھنا ۔۔۔۔یہ سوچ ہی اسکی سانسیں تنگ کر رہی تھی۔۔۔

دیکھ دیکھ کر بھی تشنگی تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔وہ تھک کر اپنی جلتی انکھیں موند گیا۔۔۔

باہر ابھرتی آوازوں پر وہ ہوش میں آتا اسکا ماتھا چوم کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ کمرے میں نگاہ دوڑائی سامنے کھڑکی کھلی دیکھی تو سرعت سے اسکی طرف بڑھا۔ جھانک کر دیکھا تو اونچائی کم تھی۔۔۔پیچھے مڑ کر علینہ کے ساکت وجود کو آخری بار دیکھتے وہ باہر کود گیا۔۔۔

اسکے کودتے ہی دروازہ کھلا اور ازلان اندر آیا ۔۔۔علینہ کو ہنوز سوتا دیکھ کر وہ تھکان محسوس کرتا سامنے پڑے صوفے پر ڈھے گیا۔۔۔۔

کھڑکی میں کھڑیں وہ سامنے دیکھتیں درحقیقت خیالوں میں گم تھیں۔۔۔سبز آنکھوں میں ویرانی تھی۔۔اور برسوں کی تھکان نے انھیں وقت سے پہلے بوڑھا کر دیا تھا۔۔۔۔
آخر اتنے سالوں کی ریاضت کا کیا صلہ ملا تھا؟؟کچھ بھی تو نہیں وہ ہمیشہ سے خالی ہاتھ تھیں۔۔اور آج بھی خالی ہاتھ ہی تھیں۔۔۔۔۔

تب انکے مقابل زونیرا آئی تھی۔۔اور اج انکی بیٹی کے مقابل اسکی بیٹی آئی تھی۔۔۔انھوں نے تو قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر لیا تھا۔۔مگر دل پر کتنی چھریاں چلی تھیں یہ صرف وہ جانتیں تھیں یا ان کا خدا۔۔۔۔۔۔
اور آج وقت خود کو دوہرا رہا تھا۔۔کیا ماہی کے دل پر بھی یہ قیامت ٹوٹنی لازمی تھی جو انکے دل پر ٹوٹی تھی۔۔۔

کیوں ہر بار خسارہ ان کے ہاتھ میں آتا تھا۔۔۔

وہ کرب سے سوچتیں اذیت کی انتہا پر تھیں۔۔۔مگر آنکھوں سے اشک آج تک نا ٹوٹا تھا۔۔۔نا بیس سال پہلے اور ناہی بیس سال بعد وہ تب بھی ساکت تھیں وہ آج بھی ساکت تھیں۔۔۔۔
آنکھیں تب بھی ویران تھیں اور آنکھیں آج بھی ویران تھیں۔۔۔مگر دل پر گرتے انسو کسی تیزاب سے کم نا تھے۔۔۔۔

" !!کیا بات ہے عالیہ؟؟؟کیا سوچ رہی ہو۔۔۔ "
وہ خیالوں میں گم تھیں کہ بابر صاحب کی آواز پر چونک گئیں مگر مڑیں نہیں تھیں۔۔۔۔۔
کچھ نہیں سائیں کیا سوچنا ہے۔!!۔۔۔ہونا تو وہی ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے یا پھر "جو اللہ کی رضا ہوتی ہے۔۔۔۔۔"

وہ کھوئی کھوئیں بولیں اور بابر صاحب کے دل پر قہر ڈھا گئیں۔۔وہ ساکت سے کھڑے ان کی پشت دیکھ رہے تھے۔۔۔ان کا اشارہ کس طرف تھا۔۔وہ سمجھ گئے تھے۔۔مگر اذیت اس چیز کی تھی کہ ان کے پاس جواب نہیں تھا۔۔۔وہ آج بھی ندامت سے چور تھے۔۔مگر وہ جو ہو چکا تھا بدل نہیں سکتے تھے۔۔۔۔

اسلیے خاموشی سے مڑنا چاہا مگر بازو پر ابھرتی لرزتی گرفت نے انھیں مزید اذیت کی پستیوں میں گرا دیا۔۔۔

"!!!ہر بار میں ہی کیوں سائیں؟؟؟۔۔۔ "

وہ دکھ ،اذیت سے بولتیں انکے کندھے پر سر ٹکا گئیں۔۔ان کا شکوہ بابر صاحب کا دل چیر گیا۔۔وہ سینے میں اٹھتے درد سے بے حال تھے۔۔مگر کیا جواب دیتے۔۔۔ تبھی سختی سے آنکھیں میچ گئے۔۔۔اور انکے سلگتے آنسوئوں سے اپنا کندھا بھیگتا محسوس کرتے رہے ۔۔۔وہ آج برسوں کا غبار نکال رہیں تھیں۔۔

میں تم سے معافی مانگتا ہوں عالیہ!!مگر پلیز کبھی بھی اسے بدعا مت دینا ورنہ میں "
"جیتے جی مر جاؤں گا---!!!--

وہ مڑ کر ان کا سر اپنے سینے سے لگاتے بھرائے لہجے میں منت کرتے ہوئے بولے تھے---انکی بات نے عالیہ بیگم کو مزید بکھیر دیا تھا--وہ پھوٹ پھوٹ کر روتیں چلیں گئیں----

مگر وہ ضبط کا پہاڑ سینے پر ٹکائے خاموشی سے انھیں دلاسہ دیتے رہے---اس امید پر کہ ایک دن اس وحشت بھری رات کا اختتام ضرور ہو گا------

---

وہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی کہ بھلا ضیغم اس سے محبت کیسے کر سکتا تھا؟؟؟ وہ کب،کیسے اور کہاں اسکی طرف متوجہ ہوا--؟؟؟اور اگر ہو بھی گیا تو اسے پتہ کیوں نہیں چلا؟؟-

وہ کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتی بے چینی سے سوچ رہی تھی۔۔۔کل رات اسکے جانے کے بعد وہ باتھروم میں چھپ گئی تھی۔۔۔عنایہ کہیں نہیں تھی شاید پھوپھو سائیں کو دیکھنے گئی ہو کیوں کہ اکثر رات کو وہ اٹھ کر جاتی تھی۔۔

اب بھی وہ کافی پرشان تھی۔۔۔ اب کیا ہو گا۔۔وہ تو سیریئس لگ رہا تھا۔۔اسکے لہجے کی مظبوطی،آنکھوں میں جنوں دیونگی کی تپش سب کچھ واضح تھا کہ وہ اس سے محبت کرتا تھا۔۔۔اور یہ بات ماہی کو بے چین کرنے کے لیے کافی تھی۔۔۔اور جو باتیں وہ کر کے گیا تھا یا اسکی بے باکی۔۔۔۔۔سب مل اسکے دل کو سہما رہے تھے۔۔۔۔
وہ تو ابران سے محبت کرتی تھی اور شاید اندر کہیں اسکے دل میں اسکی محبت کی بے نام قبر بھی موجود تھی۔۔جو اب تمام عمر رہنی تھی۔۔۔

اور اتنا سب کچھ ہونے کے بعد وہ کیسے اسکی محبت قبول کر سکتی تھی۔۔۔کیسے اسے اپنا آپ سونپ سکتی تھی۔۔۔یہی سب کچھ اسے بے چین کرنے کو کافی تھا۔۔۔۔۔ایک دو

بار عنایہ پوچھ چکی تھی اسکی پریشانی کے بارے میں مگر وہ اسے کیا بتاتی کہ وہ مینڈک اسکے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا تھا ----

اب اس دیو سے اپنا پیچھا کیسے چھڑائے-------

اسکے لہجے کی تپش، اسکی جنونی گرفت، آنکھوں میں سلگتے جذبات کو یاد کر کے اسکی پیشانی اب بھی عرق آلود تھی ---ا

اسکی بے باکی یاد آنے پر اسکی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی تھی ----بیتے پل یاد کر کے ماہی سر سے پائوں تک کانپتی حیا سے سرخ پڑ گئی ---پلکوں پر گویا منوں بوجھ آپڑا تھا۔ شرم وحیا کا یہ دلکش منظر نظر ٹھٹھکانے کی صلاحیت رکھتا تھا---

ہال میں اس وقت خاموشی تھی سب ہی بے چینی سے بی جان کو دیکھ رہے تھے جو وہاب صاحب کی عرض سن کر چپ ہو گئیں تھیں ۔۔۔ساری ینگ پارٹی باہر لان میں تھی۔۔۔سوائے ماہی کے جو ضیغم کی وجہ سے اس وقت اپنے کمرے میں بند تھی۔۔عنایہ بھی اسی کے ساتھ تھی۔۔۔۔

ضیغم عون عدید اور سیف باہر بیٹھے تھے کہ بی جان کا سخت آرڈر تھا اندر ہال میں کوئی نا آئے۔۔اسلیے وہ شرافت سے باہر بیٹھے تھے مگر اندر ہوتی بات کو لے کر دل ضرور بے چین تھے آخر بات کیا ہو سکتی ہے۔۔اوران کے چہروں پہ چھایا تجسس ضیغم کو قہقہ لگانے پر مجبور کر رہا تھا۔۔

رہا آہل تو وہ آیا ہی نہیں تھا وہاب صاحب نے منا کر دیا تھا اسکے آنے سے۔۔۔اندر ہال میں اس وقت بی جان ابران بابر صاحب وہاب صاحب اور ان کی بیگمات تھیں روحا بھی وہیں کھڑی تھی کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا آخر ابران کی بیوی اور اس گھر کی بڑی بہو

تھی اسکی خیثیت کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا تھا--اسلیے وہ چپ مگر اعتماد سے عائشہ بیگم کے ساتھ کھڑی تھی----

وہ جانتیں تھیں کہ براق نے عنایہ سے شادی کے لیے منع کر دیا تھا--اب وہاب صاحب کا عنایہ کو لے کر دست دراز ہونا انھیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہا تھا--- سامنے بیٹھیں زکیہ بیگم کو دیکھا تو وہ بھی انھیں ہی دیکھ رہیں تھیں--ان کے چہرے پر کوئی ناگواری نا تھی----

مجھے منظور ہے وہاب !!آہل گھر کا لڑکا ہے مجھے کوئی اعتارض نہیں---ہاں باقی سب " سے پوچھ لو وہ کیا چاہتے ہیں----اور سب سے زیادہ ضروری ہے عنایہ سے پوچھنا "----آخر زندگی اسنے گزارنی ہے---تو اس سے پوچھ کر ہی کوئی فیصلہ کیا جا سکے گا----

دفتا وہ سنجیدگی سے بولتیں اپنی رضامندی ظاہر کر گئیں جس پر سب کے چہرے کھل اٹھے ---

"بے شک بی جان !!!عنایہ سے پوچھیں ضرور پوچھیں مجھے کوئی جلدی نہیں ہے---- "

ان کی بات سن کر وہاب صاحب بھی نرمی سے مسکراتے بولے تھے ----

"جائو زکیہ عنایہ سے پوچھ آئو --- "

بی جان زکیہ بیگم سے بولیں جس پر وہ سر ہلاتیں اٹھ کھڑیں ہوئیں---اور اندر بڑھ گئیں---

---

عنایہ نے ہاں کیا کی سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی--وہ بے حد خوش ہوتے ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے--بی جان آج مدت بعد حویلی کے مکینوں کو خوش

ہوتا دیکھ کر پر سکوں تھیں۔۔ان کے چہرے پر بکھری مسکراہٹ ہر دکھ کا ازالہ تھی کہ اس زات نے ان کے اندھیروں بھرے آنگن میں اجالا کیا تھا۔۔۔۔تو

"پھر شادی کی ڈیٹ رکھ لیں بی جان میں اور انتظار نہیں کر سکتی۔۔ "
نائلہ بیگم مسرت سے بولیں جس کی سب نے تائید کی۔۔۔
"ہمم اگلے مہینے کی کوئی تاریخ رکھ لیں آخر تیاریاں بھی تو کرنی ہیں۔۔ "
وہ پرسوچ لہجے میں بولیں ۔۔۔۔جس پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔

بیس تاریخ رکھ لیں کافی کام نمٹ جائیں گے بی جان ۔۔۔میں سب سنبھال لوں "
"گا۔۔۔
اس دوران ابران پہلی بار بولا تھا جس کی بات میں وزن محسوس کرتے سب نے رضامندی دے دی۔۔۔

چناچہ ڈیٹ فکس ہو بھی گئی اور شاہ خویلی میں ایک بار پھر خوشیوں کے شادیانے بجنے تھے ۔۔۔جس کے بار میں سوچتے بی جان کی بوڑھی آنکھوں میں خوشی اور تشکر کے ملے جلے جذبات تھے جو ان کی چمک بڑھا رہے تھے۔۔۔ہلکی سی نمی لیے ان آنکھوں کی چمک ستاروں کو مات دے رہی تھی۔۔۔

اور لبوں پر مچلتی مسکان نے برسوں سے رستے زخموں پر مرہم رکھا تھا۔۔۔۔

آہل کے اصرار پر ہفتے بعد منگنی کی تقریب رکھی گئی۔۔جس کی تیاریوں سے شاہ خویلی میں رونقیں جاگ اٹھیں تھیں۔۔ہر کوئی تقریب کو لے کر بے چین تھا۔۔ملازمین کی دوڑیں لگ چکیں تھیں۔۔۔بی جان کے چہرے پر برسوں بعد سچی مسکراہٹ سجی تھی،جس کا ساتھ ان کی آنکھیں بھی دے رہیں تھیں۔۔۔۔

تقریبا تمام لوگ ہی خوش تھے۔اور بے صبری سے منگنی کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔
براق کے دل سے بوجھ ہٹ گیا تھا اور وہ بھی عنایہ کے لیے خوش تھا۔

عنایہ کے کورے دل پر آہل کا نام بڑے استحقاق سے لکھ چکا تھا۔۔وہ بھی آنے والے لمحات کو لے کر خوش تھی۔۔ماہی کی چھیڑخانیوں سے اسکے چہرے پر شرمگیں مسکراہٹ رقم تھی۔۔آنکھیں جنگنوئوں کی ماند چمک رہیں تھیں۔۔۔
سیف عون اور عدید کی ضد پر یہ طے پایا گیا کہ ینگ جنریشن کل شہر جائے گی شاپنگ کے لیے۔۔۔ساتھ تھوڑی بہت اوٹنگ بھی ہو جاتی۔۔اسلیے سب شہر جا رہے تھے۔۔۔۔

دوگاڑیاں ساتھ جا رہیں تھیں۔۔ ایک میں ماہی براق سیف اور عون عدید تھے۔۔۔جبکہ ابران اور روحا کے ساتھ عنایہ تھی۔۔ماہی دانستہ ان کے ساتھ نہیں بیٹھی تھی حالانکہ روحا اور عنایہ نے کافی اصرار بھی کیا تھا۔۔۔

روحا کافی پرجوش تھی۔۔اسکی خوشی اسکے چہرے کی چمک سے عیاں تھی۔۔گلابی کپڑوں میں وہ خود بھی گلابی ہوئی جا رہی تھی۔۔۔۔اسکے ایکسائیٹمنٹ دیکھتے ابران کے چہرے پر بھی دھیمی مسکان تھی۔۔سیاہ شیڈز میں چھپی آنکھوں کی تہہ میں اسکا عکس تھا۔۔سفید شلوار قمیض میں کندھوں پر سیاہ چادر اوڑھے وہ بالوں کی پونی بنائے کافی رعبدار لگ رہا تھا۔۔اسکے چہرے پر چھائی سنجیدگی اسکی شخصیت میں مزید نکھار پیدا کر رہی تھی۔۔۔

دوگھنٹے کے طویل سفر کے بعد جب وہ شہر پہنچے تو دن کے دو بج رہے تھے۔۔سفر کی تھکان سے انھوں نے آرام کو ترجیع دی کہ شاپنگ شام کو کر لیں گے۔۔۔اسلیے سب ہی شہر والے بنگلے پر پہنچے جہاں ابران کے حکم پر کک کھانا تیار کر چکے تھے۔۔۔۔کھانا کھا کر لڑکے لاؤنج میں تھے۔۔جبکہ لڑکیاں اندر کمرے میں باتیں کر رہیں تھیں۔۔۔
سب کا ارادہ شام کو ساحل سمندر اور شاپنگ کا تھا۔۔اسلیے سب تقریبا ریلیکس تھے۔۔۔

ویسے میں سوچ رہا تھا ابران کیوں نا تمہارا کوئی سپیشل ڈنر اریج کیا جائے ۔۔کیا خیال "
ہے؟؟؟
سیف لوگوں کو باہر لان کی طرف جاتے دیکھ کر براق اپنی ٹھوڑی کھجاتا ابران سے بولا جو
سیل فون پر اپنے منیجر سے بات کر رہا تھا۔۔۔
اسکے لہجے میں چھپی شرارت اور آنکھوں کی معنی خیزی پر ابران چونکا۔۔۔آنکھیں سکیڑ کر
اسے دیکھا جو چمکتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

"ویسے مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ تمہاری نیت میں فتور آ رہا ہے۔۔ "
اسے سوچ میں گم دیکھ کر وہ دانتوں کی نمائش کرتا آنکھیں مٹکا کر بولا۔۔
بکواس مت کرو !!!۔۔یہ نا ہو کہ تم دانتوں سے محروم ہو جاؤ۔کیونکہ مجھے انھیں توڑنے "
میں زرا برابر افسوس نہیں ہو گا۔۔اب یہ تم پر ہے کہ تمہیں افسوس ہو گا یا
"نہیں۔۔۔؟؟؟۔۔

اسے بی جمالو بنتے دیکھ کر اسنے سرد لہجے میں دھمکایا۔۔۔۔جس پر براق کی بتیسی فورا اندر ہوئی۔۔۔وہ بوکھلا کر سیدھا ہوا۔۔۔کہ یہ نا ہو وہ سچ مچ اسے مار دے۔۔اور تو اور اسکے ساتھی بھی اسکے ساتھ نہیں تھے جو کوئی بچاؤ کرتے۔۔ویسے اسے امید تو نہیں تھی ان دونوں کمینوں سے مگر پھر بھی وہ ہوتے تو وہ ابران کو منہ توڑ جواب دیتا مگر اب انکی غیر موجودگی پر وہ اکیلا معصوم کیا کرتا۔۔۔اسلیے وہ ہڑبڑا کر سیدھا ہوتے سرعت سے دور ہوا۔۔۔

اسے یوں بوکھلاتے دیکھ ابران مدھم سا ہنسا تھا۔۔اسکی ہنسی نے براق کو جل کر راکھ کیا۔۔وہ دانت پیستا خیالوں میں ابران کو پیس رہا تھا۔۔جو حقیقت میں ناممکن تھا۔۔۔

ویسے کیا خیال ہے اس بارے میں ؟؟ کوئی نہیں اگر دل کر بھی رہا ہے تو بتا دے "

"میں کوئی ہیلپ کر دوں گا تیری۔۔۔

"رک تیری ہیلپ میں کرتا ہوں آفت کے پرکالے!!!۔۔ "

اسے مسکراتے دیکھ وہ مزید پھیلا جس پر ابران کف فولڈ کرتے سرد لہجے میں بول کر سرعت سے اٹھتے اسکی طرف بڑھا جو اسکے تپنے پر قہقہ لگا کر اسے مزید چڑاتا اوپر کمرے میں بھاگا۔۔۔۔پیچھے ابران بھی اسکی طرف بھاگا۔۔جبکہ اوپر ریلنگ پر کھڑی وہ تینوں حیرت سے اسے براق کے پیچھے بھاگتے دیکھ رہیں تھی۔۔۔اور سب سے بڑی حیرانگی کی وجہ ابران کے چہرے پر بکھری وہ مسکراہٹ تھی جسے دیکھ کر روحا مسمرائز اور وہ دونوں ساکت تھیں۔۔۔۔۔

عنایہ اور ماہی کی شرارتی نظریں خود پر مرکوز دیکھ کر وہ شرما کر کمرے میں بھاگی۔۔اسے بھاگتے دیکھ وہ دونوں بھی اسکے پیچھے کمرے میں بھاگی تھیں۔۔۔تاکہ اس میسنی سے پوچھ سکیں کہ ایسا کیا جادو کیا اس نے سٹون مین پر جو وہ اتنا بدل گیا۔۔۔۔

یار آہل یہ نا ہو ابران غصہ کرے کہ ہم کیوں آئے۔۔۔اور تو اور بابا کو پتا چلا تو وہ صیح "
"مرمت کریں گے ہماری۔۔انھوں نے منع کیا تھا ساتھ آنے سے ۔۔۔
وہ ڈرائونگ کرتے آہل سے بولا تھا اسکے لہجے میں خوف محسوس کرتےآہل کے لبوں پر
جاندار مسکراہٹ ابھری۔۔

"کچھ نہیں ہوتا یار !!کیا لڑکیوں کی طرح بدک رہا ہے چپ کر ۔۔۔ "
وہ مسکراہٹ دبائے کچھ ڈپٹ کر بولا جس پر وہ منہ بسورتا کھڑکی سے باہر دیکھنے
لگا۔۔۔درحقیقت اسکا اپنا دل ماہی کو دیکھنے کے لیے مچل رہا تھا۔۔مگر دل میں بابا سائیں
اور ابران کا ڈر بھی تھا۔۔اور یہ بات تو وہ جانتا تھا کہ آہل اپنی ہٹ کا کتنا پکا تھا ۔۔اگر
اسنے آج عنایہ سے ملنا تھا تو دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی تھی۔۔اسلیے وہ
مزید ریلکس ہوتا سامنے دوڑتے مناظر دیکھنے لگا۔۔۔۔

اسے کھڑکی سے باہر متوجہ دیکھ آہل بھی مدھم سا مسکراتا سامنے دیکھ کر گاڑی کی رفتار بڑھا گیا۔۔۔

اسے آج ہی عنایہ کو دیکھنا تھا۔۔وہ اسکی ہو جائے گی یہ سوچ ہی اسے کسی اور جہاں میں پہنچا رہی تھی۔۔ایک الگ سا سرور رگوں میں دوڑ رہا تھا۔۔دل ایک نئی لے پر دھڑکتا اسے پاگل کر رہا تھا۔۔ تبھی تو وہ بے چین ہوتا اسے ملنے کے لیے چلا آیا تھا۔۔۔

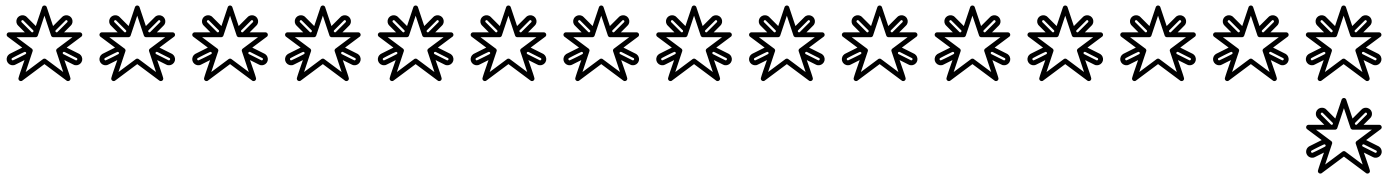

اس کے ہوش میں آتے ہی وہ اسے ڈسچارج کر کے گھر لے آئے تھے۔۔وہ جب سے آئی تھی چپ تھی۔۔پرسوں کے واقع کا اسنے کافی اثر لیا تھا۔۔اسے یوں ساکت و جامد دیکھ کر نور بیگم کافی پریشان تھیں۔۔مگر کچھ کہنے سے گریز برت رہیں تھیں کہیں یہ نا ہو اسکی طبیعت اور بگڑ جائے۔۔

انوشے اور ازلان اسے کئی بار بہلانے کی کوشش کر چکے تھے۔۔مگر اسکی چپ تھی کہ ٹوٹنے میں نہیں آرہی تھی۔۔

اسنے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اسکا کردار یوں اچھالا جائے گا۔۔اور اس سب کا زمہدار کون تھا؟؟۔۔وہ جو اس سے محبت کا دعویدار تھا۔۔۔ ہمیشہ اسنے اپنے کردار کو شیشے کی طرح شفاف رکھنے کی کوشش کی۔۔اور آج اس وڈیرے کی ضد نے اسے کہیں کا نہیں چھوڑا۔۔۔

وہ محبت کا دعویدار تھا۔۔یہ محبت تھی اسکی جس نے اسے سرے عام تماشہ بنا دیا؟؟۔۔اسکے لفظوں میں چھپی دیوانگی،اسکے لہجے کی لپک اب بھی علینہ کو لرزنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔دل کتنے ہی خدشات کا شکار تھا۔۔اگر اسنے اپنا کہا سچ کر دیکھایا تو۔۔وہ کیا کرے گی۔۔کئی طرح کی سوچیں اسکا دماغ ہلا رہیں تھیں۔خوف غصہ چڑچڑاہٹ سب نے مل کر اسے ہلکان کر دیا تھا۔۔سر میں اٹھتیں ٹیسوں سے بے نیاز وہ کھڑکی میں بیٹھی

سامنے ڈوبتے سورج کو دیکھ رہی تھی۔جو اسکی زات کی طرح اندھیروں میں گم ہونے والا تھا۔۔۔۔۔

محبت کے بارے میں اسنے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔۔اور براق سے تو بلکل بھی نہیں ۔۔وہ حقیقت میں رہنے والی لڑکی تھی خواب کیسے دیکھتی؟؟۔۔اسلیے براق کی محبت اسے ٹائم پاس کے علاوہ کچھ بھی نہیں لگ رہی تھی۔۔۔اور اسنے ایسی محبتیں دیکھی ہی کہاں تھیں جو فورا سے یقین کر لیتی۔۔۔اسے تو اپنا خواب پورا کرنا تھا۔۔۔پھر یہ سب کچھ ناقابل قبول تھا

اب بھی ان فضول سی سوچوں نے مل کر اسکی خوبصورت آنکھیں نمی سے بھر دیں۔۔جو دیکھتے ہی دیکھتے گالوں پر لڑک آئی۔۔۔ڈوبتے سورج کر روشنی میں وہ نمی موتیوں کی طرح اسکے گالوں پر چمکی تھی اور نیچے سڑک کنارے موجود براق کی آنکھوں میں آگ بن کر دہکی تھی۔۔

وہ اسے دیکھنے آیا تھا اور سامنے کھڑکی میں اسے ساکت بیٹھے دیکھ کر اسکا دل شرمندگی کی آتھا گہرائیوں میں گرا تھا۔۔۔اسکے آنسو براق کو اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔۔

وہ ٹوٹ کر بکھرتی اس کی زات بھی کئی ٹکڑوں میں بکھیر گئی تھی اور وہ ساکت کھڑا دیکھتا رہ گیا تھا۔۔۔

شام۔کا وقت تھا جب وہ سب ساحل سمندر پہنچے۔۔پرندے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔۔ڈوبتے سورج کا عکس سمندر کے گہرے پانی میں ابھرتا ایک دلکش منظر پیش کر رہا تھا جس نے سب کو مبہوت کر دیا۔۔ سب وہ دلکش منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

صرف ابران تھا جو سامنے دیکھنے کے بجائے روحا کے چہرے میں گم تھا۔۔ آسمانی رنگ کے سوٹ میں سفید دوپٹہ سر پر اوڑھے سیاہ شال کندھوں پر ڈالے،بالوں کا جوڑا بنائے عام سے خلیے میں بھی ابران کو ماحول پر چھائی محسوس ہوئی۔۔وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا جس کا چہرہ سورج کی نارنجی روشنی میں ایک الگ ہی منظر پیش کر رہا تھا اور بے شک وہ سورج غروب ہونے سے زیادہ دلکش تھا۔۔۔ جس نے ابران کی نگاہ کو جکڑ لیا تھا۔۔۔۔

آہل چوری چھپے عنایہ کو دیکھ رہا تھا۔جو پیلے لباس میں سیاہ ہی چادر اوڑھے اسے اپنے حواسوں پر چھائی محسوس ہوئی۔۔۔

وہ لوگ عصر کے وقت شاہ ہائوس پہنچے تھے۔۔ابران سے کافی عزت افزائی بھی ہوئی تھی۔مگر وہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال چکے تھے۔۔۔ انھیں یقین تھا

کہ وہ بابا سائیں کو کچھ نہیں بتائے گا۔۔اب اسکی نرم گرم نظروں کی تپش پر جز بجز ہو رہی تھی مگر پرواہ کسے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ضیغم کی نظروں کا مرکز ماہی تھی۔جو سیاہ سوٹ میں سیاہ ہی چادر اوڑھے رات کا حصہ لگ رہی تھی۔وہ سرے سے اسے اگنور کیے ہوئے تھی۔۔اسکی بے اعتنائی ضیغم کو پاگل کر رہی تھی۔مگر وہ ضبط کیے مسلسل اسے اپنی پرتپش نگاہوں کے حصار میں لیے کھڑا تھا۔۔جنھیں محسوس کرتے ماہی دانت پیس رہی تھی اسکی ڈھٹائی پر۔۔مگر وہ انجان بن کر کھڑا اسکے بے بسی کو انجوائے کرتے اپنے اندر لگی آگ کو کم کرنے میں مگن تھا۔۔۔

صرف براق کی کمی تھی جو ضروری کام کا کہہ کر کہیں غائب تھا۔اسکے ضروری کام سے آہل ضیغم اچھی طرح واقف تھے۔۔۔

"چلو کچھ کھا لو بھوک لگی ہو گی سب کو۔۔ "

ابران کی سنجیدہ آواز سب کو سوچوں کے بھنور سے کھینچ لائی۔۔چونک کر سامنے دیکھا جہاں ویٹرز کھانے کی ٹیبل سجا رہے تھے۔۔۔یہ سب انتظام ابران نے کیے تھے۔۔۔

کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا اور اس دوران براق بھی آگیا تھا۔۔۔سب نے کافی انجوئے کیا۔۔۔ان کی خوشی ان کے دمکتے چہروں سے عیاں تھی۔۔خاص طور پر لڑکیاں تو لگتا تھا جیسے وہ کسی اور دیس میں آگئیں تھیں جو اتنی خوش تھیں۔۔۔۔
رات کے تقریا 8 بجے تھے جب وہ گھر جانے کے لیے اٹھے۔۔

"مجھے کچھ کام ہے تم لوگ جائو مگر دھیان سے جانا۔۔۔ "
ابران سنجیدگی سے بولا اور انھیں نصیحت بھی کی۔۔جس پر وہ سب سر ہلا کر آگے بڑھے۔۔۔۔

"تم کہیں نہیں جارہی روح !!!تم میرے ساتھ جائو گی۔۔انھیں جانے دو۔۔۔ "

وہ ان لوگوں کے ساتھ جانے لگی تھی کہ کلائی پر ابھرتی مضبوط گرفت اور کان کے پاس کی گئی سرگوشی نے اسے ساکت کر دیا وہ دھڑکتے دل سن کھڑی تھی۔۔۔۔

گاڑی کے قریب پہنچنے پر سب کو روحا کا خیال آیا تو براق نے سب کو یہ کہہ کر خاموش کروا دیا کہ وہ ابران کے ساتھ آئے گی۔۔سب ہی شرارتی سے مسکراتے گاڑی میں بیٹھے۔۔ براق نے مسکرا کر سامنے دیکھا جہاں ابران روحا کے کان کے پاس جھکا ہوا تھا۔۔۔

اسے ابران کا میسج آیا تھا جس پر اسنے بیسٹ آف لک کہتے باقی سب کو سنبھال لیا۔۔ان دونوں کی دائمی خوشیوں کی دعا کرتے وہ گاڑی میں بیٹھا تھا اور اگلے ہی لمحے دونوں گاڑیاں تیزی سے وہاں سے نکلیں تھیں۔۔۔۔۔۔

دھیرے دھیرے اندھیرا پھیل رہا تھا۔۔اور فضا میں خنکی بڑھ رہی تھی۔۔اس ٹھنڈ میں بھی روحا اسکی گرم دہکتی سانسیں اپنی گردن پر محسوس کر سکتی تھی۔۔۔اسکے لمس کی تپش اسے لرزا رہی تھی۔۔ماحول سے زیادہ وہ اس پر اثرانداز تھا۔۔۔ وہ شرم وحیا سے سرخ ہوتی سختی سے آنکھیں میچے اسکے سہارے کھڑی تھی۔۔جو اسکی کمر کے گرد دونوں بازوئوں کا حصار بنائے اسکی پشت اپنے سینے سے لگائے کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"چلو روح!!!۔۔۔ "

اسکے کان میں سرگوشی کرتے گھمبیر لہجے میں بولا۔۔اسکا لہجہ بوجھل تھا۔۔اسکی جان لیوا سرگوشی اور سانسوں کی دہکتی تپش روحا کو اپنے کان پر محسوس ہوئی تھی۔۔جس سے اس کا پور پور کانپا تھا۔۔۔۔

اسکا لرزنا، سمٹنا اور بوکھلانا ابران سے چھپا نہیں تھا۔۔اسکی یہ حالت اسکے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ بکھیر گئی۔۔۔وہ سیدھا ہوتے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے لیے آگے بڑھا جہاں ایک ریسٹورنٹ کے اوپن ایریا میں ان دونوں کے لیے ٹیبل سجی تھی۔۔۔۔ ماحول کی خوابناکی ہر چیز پر اثرانداز تھی۔۔بے حد دلکش منظر تھا۔۔سمندر کنارے وہ ریسٹورنٹ اپنی مثال آپ تھا۔۔

جہاں اسنے بکنگ کراوائی تھی۔۔اسکا ارادہ آج روحا کے لیے ایک یادگار دن بنانے کا تھا۔۔کیوں؟؟ یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔مگر براق کی باتیں وہ اپنے زہن سے جھٹک نہیں پایا تھا۔۔۔اسلیے یہ سب کر بیٹھا۔۔بعد میں اسے ہنسی بھی آئی تھی کہ یہ ٹین ایجر ٹائپ ہرکتیں اسے سوٹ نہیں کرتیں تھیں۔۔لیکن روحا کے لبوں کی مسکان نے اسے ہر چیز سے بے نیاز کر دیا تھا۔۔۔۔

وہ مسمرائز سی سامنے دیکھ رہی تھی۔۔اسکی آنکھوں کی چمک اور لبوں کی دلکش مسکان نے اسکی آنکھوں میں جمی برف پگھلائی تھی۔۔وہ لو دیتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔جو اسکی نظروں کی تپش سے سرخ ہوئی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی وحشتوں کا قرار تھی۔۔اسکی بے نور زندگی میں روشنی کی ایک کرن جسے وہ خود کھینچ کر اپنی زندگی میں لایا تھا۔۔۔۔

اسکی ہر اذیت کا سرا اس سے آکر ملتا تھا پھر بھی وہ اسکے لیے بے حد ضروری تھی۔۔

بظاہر وہ سامنے دیکھتے در حقیقت اسکی آنکھوں کی لپک برداشت کر رہی تھی۔۔دل میں الگ ہی پکڑ دھکڑ مچی تھی۔۔ایسا لگتا تھا ابھی سینے سے باہر آجائے گا۔۔۔۔۔۔۔دھڑکنوں کا شور لہروں کے شور سے بلند تھا۔۔اسکا کمر کے گرد حائل ہاتھ ایسا تھا کہ کوئی مظبوط قلعہ۔۔۔۔۔ جسے توڑنے کی کوئی جرات نا کر سکے۔۔وہ اسکے حصار میں آتے ہی خود کو محفوظ محسوس کرتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے دل کی لے تو اول روز سے بدلتی محسوس کر رہی تھی۔۔اسکا لمس ،اسکا ساتھ ،اسکی باتیں،اسکی نظریں سب کچھ ہی اسے اچھا لگتا تھا۔۔دل کے تار الگ ہی راگ الاگتے تھے

۔۔

اسنے ماضی کی کوئی بات نہیں دہرائی تھی جس سے روحا کے دل میں اسکا مقام مزید اونچا ہوا تھا۔۔وہ نم آنکھوں سے ہلکا سا مڑ کر اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔اسکا چہرہ ہر قسم کے تاثرات سے پاک تھا مگر آنکھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آنکھیں سب کہہ رہیں تھیں۔پہلی بار وہ ان آنکھوں میں ابھرتے جذبات محسوس کرتے،اور ان کی چمک برداشت نا کرتے دھڑکتے دل سے سر جھکا گئی۔۔۔گال منٹوں لال ہوئے تھے۔۔ جھنیں دیکھتے ابران پورے دل سے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

بے خود ہوتے وہ ہلکا سا جھکا اور اسکا دایاں گال چوم گیا۔۔۔جب کہ اسکی بے باک جسارت پر وہ بوکھلا کر دور ہوتی یہاں وہاں دیکھنے لگی کہیں کسی نے دیکھ تو نہیں لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب کہ اسے بوکھلاتے دیکھ کر ابران قہقہ لگا کر ہنسا۔۔۔اور اسے یوں پہلی بار قہقہ لگاتے دیکھ روحا ساکت ہو گئی تھی۔۔بے شک اسکی مسکراہٹ بے حد خوبصورت تھی۔۔۔۔۔۔۔دل میں خواہش ابھری کہ اسکی گھنی مونچھوں تلے اسکے مسکراتے گلابی لب چھو لے۔۔وہ خود اپنی ہی خواہش پر حیا سے سرخ پڑتی نظروں کا زاویہ بدل گئی۔۔۔۔۔۔

"کسی نے نہیں دیکھا !!اور اگر دیکھ بھی لیا ہے تو مجھے کوئی فرق پڑتا۔۔۔۔۔ "
اسکے گلابی چہرے کو فوکس میں رکھتے وہ مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔ روحا اسکے لہجے کی معنی خیزی محسوس کرتی تیزی سے مڑ کر سامنے ٹیبل کی طرف بڑھی۔۔وہ بھی دانتوں میں لب دباتا اسکے پیچھے بڑھ گیا۔۔۔۔
اسکا بات بے بات ہنسنا اور بدلتی نظریں دیکھتے وہ حیرت سے مر جانے کو تھی۔۔۔۔

ٹیبل کھانے کے لوازمات سجی تھی جن کی خوشبو نے اسے احساس دلایا کہ اسنے دوپہر میں صرف چاول کھائے تھے اور اب پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے۔۔۔۔۔۔

"چلیں اب کافی وقت ہو گیا ہے سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔ "
کھانا کھا کر وہ بے چینی سے بولتے ابران کو چونکا گئی جو کافی پی رہا تھا۔۔۔نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑتے مشکل سے ہی سہی مگر اسکی طرف متوجہ تھی۔۔۔۔
کھانا اسنے خاموشی سے کھایا تھا کی ایک تو وہ کم ہی کھانے کے وقت بات کرتا تھا اور دوسرا روحا کی جو حالت تھی عین ممکن تھا کی وہ کھانا ہی نا کھاتی۔۔جو وہ چاہتا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔اسلیے خاموش ہی رہا۔۔ مگر اب اسکی بات سنتے وہ آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھنے لگا جو اسکی نظروں سے حائف ہوتی پلکیں جھکا گئی۔۔۔۔۔

"--ہم کہیں نہیں جا رہے آج !!یہیں رکیں گے روم بک ہے روح !!!---"
وہ کافی کا کپ لبوں سے لگاتا سنجیدگی سے بولا--جبکہ آنکھیں اسکے نقوش چھو رہیں تھیں---اسکی بات سن کر روحا نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور حیرت سے اسے دیکھنے لگی

"پر سب لوگ---------- "

"تم نے ان سب کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے؟؟-- "
اسکی سیاہ آنکھوں کے ہراساں تاثرات دیکھتے وہ سرد لہجے میں بولا--لہجے کے برعکس الفاظ نرم تھے-----
اسکی بھوری آنکھوں کی چمک اور لہجے کا سرد پن اسے اسکی زبان تالو سے چپکا گیا--------اسکے سوال پروہ سر نفی میں ہلا گئی-----

جبکہ اسکے معصومیت سے سر ہلانے پر وہ متبسم ہوتا اٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھ کر اسے کلائی سے تھامتے سامنے بنے ہٹ کی طرف بڑھ گیا۔۔۔وہ بھی چپ چاپ گردن جھکائے اسکے ساتھ چل دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے قدموں کے نشانوں پر پاؤں رکھتے وہ کسی اور جہاں میں تھی۔۔۔

"ویٹ!!۔۔ "

وہ لوگ راہداری میں تھے جب ابران نے اسے روکا۔وہ اچانک رکنے پر حیرت سے اسے دیکھنے لگی ۔۔۔۔

" !!!ابر"

اپنی آنکھوں پر بندھا سیاہ رومال محسوس کرتے وہ خوفزدہ ہوتی اسکا نام لے گئی۔۔اور وہ جو اسکے عقب میں کھڑا تھا۔۔اپنا نام اسکے لبوں سے سن کر مسکرایا۔۔

شش !میں یہیں ہوں۔۔ریلیکس۔۔ "وہ اسے کندھوں سے تھامتے سرگوشی میں بولا"
جس پر وہ اپنے لب تر کرتی سر ہلا گئی۔۔۔
"چلو آگے بڑھو!!۔ "
اسے تھام کر کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکے ناک سے گلابوں کی خوشبو ٹکرائی۔۔وہ خوشگور حیرت کا شکار ہوتی مسکرائی تھی۔۔
"آنکھیں کھولو!!۔۔۔ "
وہ اسکی پٹی کھولتا ہولے سے بولا تھا۔۔جس پر آنکھیں کھولتے ہی جو منظر اسنے دیکھا اسنے اسکی نگاہ ٹھٹھکا دی ۔۔جہاں ہر طرف صرف سرخ پھول تھے۔۔۔۔اور ان کی بھینی بھینی خوشبو اسکے حواسوں پر چھاتی اسے ایک نئے احساس سے آشنا کر رہی تھی۔۔۔

دل الگ ہی لے پر دھڑکتا اسے خائف کر رہا تھا۔۔۔۔

"کیسا لگا؟؟۔۔ "

وہ ساکت کھڑی تھی۔۔اچانک کان کے پاس ہوتی بوجھل سرگوشی پر پور پور لرزتی سرعت سے مڑتے اسکے چوڑے سینے میں سما گئی۔۔۔

وہ اسکے اس اقدام پر خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوتا اسکے گرد اپنے مظبوط بازوئوں کا حصار قائم کر گیا۔۔۔

اسکے سر پر اپنی ٹھوڑی ٹکاتے وہ جاندار انداز میں مسکراتا آنکھیں موند گیا۔۔۔

ایک سکون کی لہر تھی جو اسے اپنے رگ وپے میں دوڑتی محسوس ہوئی۔۔برسوں بعد اسکے تڑپتے دل پر کسی نے مرہم رکھا تھا۔۔۔جس کا سکون وہ اپنے پور پور میں اترتا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

"روح ابر ہو تم!!!۔۔۔ "

اسکے بالوں کو کھولتے ان میں چہرہ چھپائے مدھم گھمبیر سرگوشی میں بولا تھا۔۔۔اپنی گردن پر اسکی دہکتی سانسیں اور بوجھل سرگوشی محسوس کرتے روحا اپنی سانسیں رکتی محسوس کر رہی تھی۔۔۔اسکی بے باک جسارت نے اسکی ہتھیلیاں نم کر دیں تھیں۔۔۔جس پر وہ اپنے لب چباتی انکھیں سختی سے میچ گئی۔۔۔۔

انہوں ان پر صرف میرا حق ہے روح!!۔۔تمہیں میں انھیں اذیت پہنچانے کی اجازت " "نہیں دوں گا۔۔

وہ ہلکا سا جھک کر اسکے لب آزاد کرواتا خمار الود لہجے میں بولتے روحا کی جان لبوں پر لے آیا۔۔وہ ہراساں ہو کر اسکی بھوری آنکھوں میں دیکھنے لگی۔۔جہاں جنوں دیوانگی کا ایک الگ جہاں آباد تھا۔۔

"میں آج تمہاری رگ جان سے بھی قریب آنا چاہتا ہوں روح!!۔ "

وہ اسکی سیاہ انکھوں میں جھانکتا اجازت طلب لہجے میں بولا جس سے روحا ریڑھ کی ہڈی تک سنسنا اٹھی تھی انگنت جذبے تھے ان بھوری آنکھوں میں جن کی سچائی پر ایمان لاتے وہ اسکے چوڑے سینے میں چھپ گئی۔۔۔۔۔

اسکی ادا کر وہ جاندار مسکراتے اسکے سرخ لبوں پر جھکتے سائیڈ لیمپ آف کر گیا۔۔اور وہ اسکی شدتوں پر پور پور لرزتی اس کی گردن میں بازو خائل کرتے خود کو اپنے محرم کے سپرد کر گئی جو اسے کسی کانچ کی گڑیا کی طرح سمیٹ رہا تھا۔۔۔۔
باہر آسمان پر چمکتا چاند بھی ان کے پاکیزہ ملن پر شرماتا بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا تھا۔۔

"یار دیکھ جانے دے !!تیرا بھی تو وقت آئے گا نا پلیز مان جا۔۔۔ "

وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔۔ماہی اور عنایہ تو کمرے میں سامان سمیٹ رہیں تھیں جو انھوں نے کل رات کو خریدا تھا۔۔آج ان کی واپسی تھی۔۔روحا اور ابران تھوڑی دیر میں آجانے والے تھے۔۔تو وہ پیکنگ کر رہیں تھیں کہ کوئی سامان رہ نا جائے۔۔۔۔

آہل سامنے صوفے پر بیٹھے براق سے منت کر رہا تھا کہ اسے عنایہ سے ملنے دے۔۔مگر وہ تھا کہ جوس پیتا اسکی بے چینی دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا۔۔۔

ضیغم اور باقی تینوں شیطان اسکی پتلی ہوتی حالت دیکھ کر دانت نکال رہے تھے۔اور آہل کا بس نہیں چل رہا تھا مکہ مار کر ان سب کے دانت توڑ دے ۔۔
جبکہ چوتھا کمینہ اسکا اپنا بھائی تھا جو پارٹی بدل کر ان کے ساتھ مل اسکا تماشہ دیکھ رہا تھا۔۔۔

"دیکھ براق مان جا نہیں تو تو جانتا ہے مجھے۔۔۔ "

کافی دیر اسکی منتیں کرنے کے باوجود اسے ٹس سے مس نا ہوتے دیکھ کر وہ زچ ہوتا غرایا تھا۔۔۔اسکی دھمکی پر جوس پیتے براق نے توصیفی انداز میں آبرو اچکائی ۔۔۔۔ واقعی؟؟؟

دیکھ آہل مجھے تجھ پر بھروسہ نہیں ہے !!اسلیے میں تجھے جانے نہیں دے "

"سکتا۔۔۔معذرت

وہ گلاس ٹیبل پر رکھتا اس سنجیدگی سے بولا کہ آہل کا صدمے کے مارے منہ کھل گیا جبکہ باقی سب اسکی ہونق شکل دیکھتے قہقہ لگا کر ہنسے۔۔۔۔۔

"تو نے کب مجھ میں بے غیرتی دیکھ لی کمینے؟؟۔۔۔۔ "

وہ کافی دیر بعد کچھ بولنے کے قابل ہوا تو اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے دانت پیس کر بولا۔۔بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے کچا چبا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ بول کب نہیں دیکھی۔۔۔تیری کمینگی کا گواہ تیرا اپنا بھائی ہے جس نے مجھے کہا کہ"
"اسے عنایہ سے نا ملنے دوں۔۔اب تو بتا میں تجھ پر بھروسہ کیسے کروں۔۔۔

وہ صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہوتا سبز آنکھوں میں شرارت لیے اتنی سنجیدگی سے بولا تھا کہ آہل حیرت سے گنگ ہوا۔۔۔۔۔۔۔جبکہ ان کی تکرار پر مسکراتا ضیغم اسکے اتنے گھٹیا الزام پر ہڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

یہ جھوٹ بول رہا ہے آہل !!میں نے اسے کچھ نہیں کہا تو میرا یقین کر یہ کمینہ جھوٹ "
"بول رہا ہے۔۔۔تو بے شک ان تینوں سے پوچھ لے۔۔۔۔

اسے خونخوار تاثرات لیے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ بوکھلا کر بولتا صوفے کی دوسری طرف بھاگا۔۔۔

جبکہ اسکی درگت بنتے دیکھ براق بے ساختہ مسکرایا تھا۔۔۔باقی تینوں شیطان تو باقاعدہ ہنس رہے تھے۔۔۔۔

"ہاں ہاں بولو تم تینوں کیا اسنے یہ بکواس نہی کی تھی ؟۔۔۔۔"

"بلکل بھائی ضیغم بھائی نے ہمارے سامنے براق بھائی سے یہ سب کہا تھا۔۔۔۔"

براق نے ان تینون سے گواہی لی جو اسکے اشارے پر سر ہلاتے یک زبان ہو کر بولتے امید سے انکی طرف دیکھتے ضیغم کے ہوش اڑا گئے۔۔وہ صدمے میں گھرتا انھیں دیکھنے لگا جو اس پر فاتحہ پڑھ چکے تھے کہ اب آہل سے وہ بچ نہیں سکتا تھا۔۔۔۔وہ خلق تر کرتا اسے دیکھنے لگا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا
"کمینو۔۔ غدارو !!چھوڑوں گا نہیں تم سب کو۔۔"

وہ ان کی طرف دیکھتا بے بسی سے چیخا۔۔جس پر وہ سب اسے یوں دیکھنے لگے کہ پہلے خود تو بچ جاو پھر ہم سے نمٹ لینا۔۔۔۔

"غدار وہ نہیں تو ہے !!اب تو مجھ سے بچ کے دکھا!!۔۔۔ "

آہل اسکی دھمکی پر غراتا اسکی طرف بھاگا جو اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر تیزی سے مڑ کر باہر لان کی طرف بھاگ گیا۔۔جبکہ اسکی تیزی پر ان سب کے قہقوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔۔۔۔

دیکھ آہل میں سچ کہہ رہا ہوں وہ کمینہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔یار میں یہ سب کیسے بول "
"سکتا ہوں تو خود سوچ۔۔۔

وہ آگے آگے بھاگتا پیچھے بھاگتے آہل پر چلایا تھا عین اسی وقت کاریڈور مڑتے وہ سیدھا سامنے سے آتی ماہی سے ٹکرایا اور اسے ساتھ لیتا گر جاتا اگر بروقت اسنے دیوار نا تھامی ہوتی۔۔۔ایک ہاتھ ماہی کی کمر کے گرد رکھے اور دوسرا ہاتھ دیوار پر ٹکائے وہ مکمل طور پر اسے اپنے حصار میں لیے کھڑا تھا۔۔۔اور ماہی۔۔وہ تو اس اچانک افتاد پر انکھیں پھاڑے حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ بھاگنے کی وجہ سے سرخ تھا۔۔۔۔

دوسری نظر پیچھے کھڑے آہل پر ڈالی جو ان دونوں سے بے نیاز سامنے کھڑی عنایہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ ان دونوں کی موجودگی سے شرمندہ ہوتی اسکا ہاتھ کمر سے ہٹانے لگی جس پر ضیغم جو اس خوشگوار اتفاق پر مسرور کھڑا اسکے معصوم نقوش ازبر کرنے میں مگن تھا۔۔اسکے کسمسانے پر چونکتا جلدی سے پیچھے ہٹا۔۔۔

"مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے عنایہ !!--کیا تم میرے ساتھ چلو گی--- "
وہ اس سے پہلے آگے بڑھ جاتی آہل تیزی سے بولا جس پر وہ بوکھلا کر اسے دیکھنے لگی جو اسے ہی متبسم آنکھوں سے دیکھ رہا تھا-----

"کک--کیا بات کرنی ہے آپ نے--یہیں کر لیں---'
وہ ضیغم اور ماہی کی شرارتی نظروں پر بوکھلاتی ہکلا کر بولی تھی جس سے آہل کے لبوں پر دھیمی مسکان ابھری----------

ہاں آہل بھابھی صحیح کہہ رہی ہیں یہیں کر لے جو بھی بات کرنی ہے--- نہیں میرا"
"!!مطلب ہے کہ اکیلے میں بات کرنا ٹھیک رہے گا بھابھی

عنایہ کی بات سن کر ضیغم شرارت سے بولا تھا کہ آہل کی کھا جانے والی نظروں سے ہڑبڑا کر بات بدل گیا۔۔اسکی تیزی پر ماہی کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔اور آہل مسکراتے ہوئے عنایہ کی کلائی پکڑ کر لان میں چلا گیا۔۔۔۔۔

ضیغم تو ماہی کی ہنسی میں گم اپنی عزت افزائی فراموش کیے اسے لو دیتی نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔۔جس پر ماہی کے مسکراتے لب سکڑ گئے۔۔

کب تک بھاگو گی ماہی !!تمہارا ہر راستہ مجھ تک آتا ہے اس لیے فرار بے معنی "
"ہے۔۔۔۔۔۔۔
وہ اسے وہاں سے جاتے دیکھ مدھم سلگتے لہجے میں بولا جس سے ماہی کے قدم رکے وہ دھڑکتے دل سے ساکت تھی۔

"میں وہ راستہ چھوڑ دوں گی ضیغم !!جو تم تک آئے۔۔۔ "

وہ آنکھیں میچ کر لرزتے لہجے میں بولی جس نے ضیغم کا دل چیر دیا۔۔۔پل میں آنکھیں لہو رنگ ہوئیں تھیں۔۔۔

"تم جس بھی راستے پر چلو گی وہاں مجھے پاؤ گی۔۔تم ہمیشہ مجھے اپنا منتظر پاؤ گی ماہی تب تک جب تک تم تھک نہیں جاتی۔۔۔اور میں ہار ماننے والوں میں سے نہیں ہوں"

وہ دل پر ضبط کے پہاڑ بیٹھائے مظبوط لہجے میں بولا۔۔۔جس سے کتنے ہی آنسو ماہی کے گالوں پر لڑھک آئے۔۔۔وہ بے آواز روتی ساکت تھی اسکے جواب نہیں تھا۔۔وہ کیسے کوئی جواب دیتی؟؟ جب اسکا اپنا دل ہی ویران تھا۔۔کیسے اپنے مردہ وجود کو اسے سونپ دہتی؟؟ جو اتنا زندہ دل تھا کہ اسے دیکھ کر زندگی کا احساس ہوتا تھا۔۔تو پھر وہ کیوں اپنے ویران دل اور ویران وجود سے اسکی ہنستی بستی زندگی اجاڑ دیتی۔۔۔۔۔۔

گرے آنکھیں آنسوئوں سے بھیگی سرخ تھیں۔۔۔اور اسکی پشت دیکھتے ضیغم کی آنکھیں ضبط سے سرخ تھیں۔۔۔لب سختی سے بھینچے وہ سیاہ دوپٹے میں قید اسکے بالوں کو دیکھتا اپنے اندر اٹھتے طوفانوں سے نبردآزما تھا۔۔۔

"تھک جائو گے ۔۔۔ "

وہ کافی دیر بعد کچھ بولنے کے قابل ہوتی دھیمی آواز میں بولی۔۔۔اسکے لہجے میں زمانوں کی تھکن تھی۔۔۔

"نہیں تھکوں گا ماہی !!تم آزما کر دیکھ لو۔۔ "

وہ اسکے لرزتے وجود کو دیکھتا بے تابی سے بولا اسکے لہجے میں چھپی محبت،دیوانگی اور جنون محسوس کرتے ماہی کا دل مزید بے جان ہوتا اسے ڈھانے کو تیار ہوا۔۔

"مگر میں تھک گئی ہوں ضیغم !!میرا دل مردہ ہو چکا ہے اب اس میں جینے کی رمق پیدا نہیں ہو سکتی۔۔اور ناہی مجھ میں اور ہمت ہے۔۔"

وہ ہچکیوں سے بولتی تیزی سے اندر بھاگ گئی۔۔پیچھے اسکے لہجے میں زمانوں کی تھکن محسوس کرتا ضیغم سناٹے میں گھرتا ساکت کھڑا رہ گیا مڑ کر دیکھنے کی ہمت وہ اپنے اندر مفقود پاتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"میں تمہیں سمیٹ لوں گا ماہی !!لیکن تم سے دور رہ کر میں ضرور مر جاؤں گا۔۔ "
وہ پتھرائی نظروں سے سامنے دیکھتا بے تاثر لہجے میں بڑبڑایا تھا۔۔۔
تیزی سے چلتا وہ بنا پیچھے مڑے پورچ کی طرف مڑ گیا۔۔اسکے قدموں کی لڑکھڑاہٹ اسکے اندر ہوتی توڑ پھوڑ کی گواہ تھی۔۔۔

"کیا اس رشتے سے تم دل سے راضی ہو عین!!؟؟۔۔۔ "

وہ دونوں لان میں گلاب کے پھولوں کے سامنے کھڑے تھے۔۔عنایہ نروس سی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔۔جب اسکی بے چینی دیکھتے آہل نرمی سے بولا۔۔۔۔

اسکی بھاری آواز پر وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوئی جو اسے ہی چاہت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔اسکی آنکھوں کی تپش سے گھبراتی وہ نظروں کا زاویہ بدل کر پھولوں کو دیکھنے لگی۔۔۔

"بولو عین جواب دو کیا تم راضی ہو اس رشتے سے؟۔۔ "
وہ اسے چپ دیکھ کر ہاتھ پشت پر باندھ کر سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔۔۔
اسکے دوبارہ پوچھنے پر وہ سر کو جنبش دیتی اندر جانا چاہتی تھی کہ اسکے ایک دم سامنے آنے پر بے ساختہ رکی۔۔۔وہ سن سی اسے دیکھنے لگی پیلے سوٹ مین ملبوس دوپٹہ اوڑھے وہ اسے پیلا گلاب لگ رہی تھی وہ قریب سے دیکھتا اس کے نقوش دیکھ رہا تھا جن میں گھلتی سرخی آہل کے دل کے تار چھیڑ رہی تھی۔۔۔

"تم میرے سینے میں دھڑکتی دھڑکن ہو عین !!جس کے بنا میں ادھورا ہوں --- "
وہ مدھم سلگتے لہجے میں بولتا اسکی پلکیں لرزا گیا----- وہ کسمسا کر پیچھے ہٹی تھی ---

باقی کا اظہار شادی کی رات کروں گا--اورتب تمہیں بھی بولنا ہوگا----ورنہ بلوانا میں "
"جانتا ہوں---
وہ سرعت سے مڑ کر بھاگی تھی کہ اسکی آواز پر بے ساختہ رکی جو شرارت سے بولتا اسے
کان کی لوئوں تک سرخ کر گیا------
اسکی بے باک بات پر وہ لال انگارہ ہوتی جلدی سے اندر بھاگ گئی--اور اسکی پشت دیکھتے
آہل کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی آنکھیں جگنوئوں کی مانند چمک رہیں تھیں-----

---

کمرے میں آتی سورج کی نارنجی کرنیں اسکی نیند مین خلل ڈال گئیں وہ کسمسا کر کروٹ بدل گئی۔۔اسے نیند میں بے چین ہوتے دیکھ کر ابران کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ ابھری وہ کھڑکی میں کھڑا تھا پردے بھی اسنے ہٹائے تھے۔۔۔۔مسکراتے کافی کا کپ لبوں سے لگائے وہ باہر آسمان کو دیکھنے لگا جو سورج کی روشنی سے روشن ہوتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی لہریں ساحل سے سر پٹختیں اور واپس مڑ جاتیں۔۔اسکی بھوری بے تاثر آنکھیں ان کی بے بسی دیکھ رہیں تھیں۔۔۔سپاٹ چہرے سے اسکے لبوں پر بکھری دھیمی مسکان میل نہیں کھا رہی تھی۔۔۔

کافی ختم کر کے وہ کپ ٹیبل پر رکھتا وقت دیکھتے روحا کی طرف بڑھا جو ہنوز سو رہی تھی۔۔گھڑی آٹھ بجا رہی تھی۔۔۔اسکی سائیڈ پر آکر اسکے پہلو میں بیٹھتے وہ اسکا چہرہ دیکھنے لگا جو معصؤمیت کے ریکارڈ توڑ رہا تھا۔۔۔۔

اسکی نظروں کی تپش تھی یا کچھ اور مگر وہ کسمسا کر آنکھیں کھول گئی۔۔اسکی سیاہ آنکھوں میں نیند کا خمار اور سرخی دیکھتے ابران کی بھوری آنکھیں لو دینے لگیں۔۔۔وہ اسکی نظروں سے خائف ہوتی اٹھ بیٹھی۔۔۔۔

"اٹھ جاؤ !!ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔۔روح!!۔۔ "
سیاہ بکھرے بالوں کے حصار میں اسکے دمکتے چہرے کو دیکھتے وہ نرمی سے بولا۔۔جس پر وہ سر ہلاتی اسے دیکھنے لگی جو اسکے سامنے بیٹھا تھا۔۔وہ اٹھتا تو وہ اٹھ پاتی ۔۔اسکی مشکل سمجھتے وہ ہلکا سا مسکراتے اٹھا۔۔

اسکے اٹھتے ہی وہ واشروم کی طرف جانا چاہتی تھی مگر کلائی پر ابھرتی گرفت پر ساکت ہو گئی۔۔۔۔
اسکے دہکتے لمس پر وہ اپنی دھڑکنوں کا بلند ہوتا شور سننے لگی۔۔۔

"تم میری ضرورت نہیں ہو روح !!بلکہ میرے اندر بسے اندھیروں کے لیے روشنی کی وہ کرن ہو جسے میں خود کھینچ کر اپنی زندگی میں لایا ہوں۔۔۔۔"

اسے تھام کر اس کا رخ اپنی طرف کرتے وہ پر حدت لہجے میں بولا تھا۔۔لہجہ نرم تھا مگر لفظوں میں چھپی شدت روحا کو لرزا گئی۔۔۔وہ حیا کے بوجھ تلے دبتی سر جھکا گئی۔۔۔جس سے اسکے بال اسکے چہرے
پر بکھر گئے۔ایسا لگ رہا تھا کہ چاند بادلوں سے جھانک رہا ہو۔۔ابران کی آنکھیں یہ منظر دیکھتیں ساکت تھیں۔۔

میں آج تک کسی چیز کا ایڈیکٹ نہیں ہوا روح!!!۔۔مگر اب لگ رہا ہے کہ تمہارا ایڈیکٹ "
"ہونے لگا ہوں۔۔۔۔
وہ اسکے چہرے کو دیکھتا بلند آواز میں بڑبڑایا تھا۔۔اسکی بات کا مطلب سمجھتی روحا کھلکھلائی کر ہنسی۔۔۔

اسکے قطار در قطار موتیوں جیسے دانتوں،اور سرخ لبوں کو دیکھتے اسکی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔۔وہ دلکشی سے مسکراتا اسکے ماتھے پر جھکا اور نرمی سے وہاں اپنا لمس چھوڑا۔۔۔جسے شدتوں سے محسوس کرتے روحا روح تک شاد ہوتی آنکھیں موند گئی۔۔۔۔۔۔

"آپ میری روح کے مکین ہیں ابر !!میری روح میں بسے ہیں آپ۔۔۔ "
وہ سرگوشی میں بولتی اسکے سینے پر سر ٹکا گئی۔۔جبکہ اسکے اظہار پر ابران سناٹے میں گھرتا اسکا سر دیکھنے لگا جو اسکے سینے پر دھرا تھا۔۔۔

"اسی لیے تو روح ابر ہو تم۔!!!۔۔۔ "

دفتا مدھم سلگتے لہجے میں بولتے وہ اسکے سر پر اپنی ٹھوڑی ٹکاتا اسکے گرد اپنا حصار مظبوط کرتا سکون سے آنکھیں موند گیا۔۔۔۔جبکہ عرصے بعد وہ روح تک ہلکی ہوتی دلکش سا مسکرائی تھی۔۔

شاہ حویلی برقی قمقوں سے سجی اس چاندنی رات میں چمکتے چاند کو مات دے رہی تھی۔۔ہر طرف سجی لاتعد روشنیاں اسکی شان وشوکت بڑھا رہیں تھیں۔۔موحول بے حد خوبصورت تھا۔۔وہاں موجود لوگوں کی آنکھوں میں اس منظر کو دیکھ کر ستائش تھی۔۔۔۔۔۔

سب کے لب مسکراتے شاہ حویلی میں برسوں بعد آنے والی خوشی پر مسرور تھے۔۔۔

بی جان لائیٹ گرے کے سادہ غرارے میں ملبوس سر پر ہمرنگ دوپٹہ اور کندھوں پر کریم کلر کی شال اوڑھے خاندانی مالا، جڑاؤ کنگن پہنے اپنی شاندار شخصیت سمیت ماحول پر چھا رہیں تھیں--چہرے پر سجی مسکان ان کے پرسکون ہونے کی علامت تھی--

عالیہ بیگم پیازی رنگ کے لباس میں،عائشہ بیگم گلابی اور زکیہ بیگم سفید رنگ کے لباس میں ساتھ خاندانی زیوارت پہنے تیار مہمانوں کے استقبال کے لیے دروازے کے سامنے کھڑیں تھیں---انکے چہرے بھی پرسکون تھے--
ہوتے بھی کیوں نا آخر شاہ خویلی ایک بار پھر خوشیوں کا گہوارا بننے جا رہی تھی---

تینوں شیطان ایک جیسی ڈریسنگ کیے بے حد خوبصورت لگ رہے تھے---صرف رنگوں کا فرق تھا--
سیاہ، برائون اور ڈارک بلیو تھری پیس میں بالوں کو سیٹ کیے وہ کافی شاندار لگ رہے تھے--آنکھوں میں چھپی شرارت ان کی پرسنالٹی کو چار چاند لگا رہی تھی----

براق سیاہ ٹکسیڈو میں اپنی سرخ وسفید رنگت اور سبز آنکھوں بالوں کو مخصوص طریقے سے سیٹ کیے ماحول پر چھایا ہوا تھا۔آنکھوں میں چھپا خزن اسکی شخصیت کو نکھار رہا تھا۔۔لبوں پر چھائی دھیمی مسکان کئی نگاہوں کو ٹھٹھکا رہی تھی۔۔۔

ابران برائون آنکھوں سے ہم رنگ ٹیکسیڈو پہنے بالوں کو مخصوص پونی میں مقید کیے ہلکی بیرڈ اور گھنی مونچھوں میں کتنی ہی نظروں کا مرکز تھا۔۔اسکے انداز میں بسی سنجیدگی اسکی شخصیت کا خاصا تھی جو کسی کو حد سے بڑھنے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔۔۔
بھوری بے تاثر آنکھیں سامنے والے کے اندر اترنے کی صلاحیت رکھتیں تھیں۔۔۔۔اب بھی وہ سنجیدہ سا براق سے کچھ کہہ رہا تھا۔۔

جب لڑکے والوں کے آنے کا وقت شور اٹھا وہ چونک کر سامنے متوجہ ہوا جہاں سے وہاب صاحب اور ضیغم کے ساتھ آہل اپنی شاندار پرسنالٹی سمیت چلتا ہوا آرہا تھا۔۔۔

وہاب صاحب سفید کلف لگے لباس میں سیاہ چادر اوڑھے بابر صاحب سے بغلگیر ہوئے جو گرے کلف لگے سوٹ اور کریم کلر کی شال اوڑھے کافی روعب دار لگ رہے تھے۔۔۔

نائلہ بیگم ہرے رنگ کے لباس میں خاندانی زیورات سے سجیں چہرے پر گہری مسکان سجائے زکیہ بیگم سے مل رہیں تھیں۔۔۔
ضیغم گرے تھری پیس میں اپنی جاندار پرسنالٹی سمیت کھڑا کتنے ہی دلوں کو دھڑکا گیا۔۔۔آنکھوں میں زمانوں کی تھکن تھی مگر لبوں پر سجی مسکان اپنے بھائی کی خوشی میں رچی تھی۔۔۔

آہل سیاہ ٹکسیڈو میں ملبوس ٹی پنک ٹائی لگائے آنکھوں میں دنیا جہاں کا شوق سمائے لبوں کے گوشوں میں مسکان چھپائے کھڑا کسی سلطنت کا فاتح لگ رہا تھا۔۔اور وہ فاتح ہی تو تھا جسنے آخر کار آپنی سلطنت فتح کر ہی لی تھی۔۔۔۔

وہ اور براق سرعت سے ان کی طرف بڑھے۔۔۔

"اسلام علیکم ۔۔ "
ان کے قریب آتے ہی ابران اپنی مخصوص بھاری سرد آواز میں گویا ہوا جس پر وہ سب چونک ان کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔

"وعلیکم اسلام بیٹا کیسے ہو آپ!!۔۔ "
وہاب صاحب اسکے سلام کا جواب خوشدلی سے دیتے اس سے بغلگیر ہوئے۔۔۔ابران سے ملنے کے بعد براق بھی ان سے ملا۔۔۔

"!! مبارک ہو جگر "
آہل کو دیکھتے وہ جوش سے بولتا اسکے چوڑے سینے سے آلگا۔۔۔جس کا جواب آہل نے بھی جوش سے دیتے اسے کس کرگلے لگایا۔۔۔۔

"کیا ہے کمینے مجھے عنایہ سمجھ لیا ہے جو چھوڑنے کو تیار نہیں ہے؟؟--- "
اپنی سانسوں کو رکتا محسوس کرتے وہ دھیمے سے اسکے کان میں بولا----

"!!تو کبھی وہ ہو بھی نہیں سکتا سالے "
اسکی بات پر وہ جاندار انداز میں مسکراتے شرارت سے بولتے اسے خود سے جدا کر گیا جس پر براق بھی قہقہ لگا کر ہنسا---

"یہ کیا کھسر پھسر چل رہی ہے تم دونوں میں-؟؟؟-- "
ان دونوں کو سرگوشیوں میں بات کرتے دیکھ ضیغم سے رہا نا گیا تو بول پڑا--
"بچوں کے سننے والی باتیں نہیں ہیں اسلیے تم دور رہو تو اچھا ہے-- "
آہل سنجیدگی سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ابران کو دیکھ کر آنکھ دباتے بولا۔ اسکی بات پر براق قہقہ لگا کر ہنسا---اسکے قہقہے اور آہل کی کمینگی پر ضیغم غصے سے کچھ بولتا کہ ابران کھنکارا---

"سیریئسلی آہل۔۔ "

وہ آنکھیں سکیڑ کر آہل کو دیکھتا سرد لہجے میں بولا ۔۔اسکے انداز پر آہل اور براق کی بتیسی فورا اندر ہوئی تھی ۔۔جبکہ ان کی پتلی حالت پر ہنسنے کی باری ضیغم کی تھی۔۔ تبھی وہ قہقہ ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہوا۔۔۔۔

"اندر چلتے ہیں سب انتظار کر رہے ہیں۔۔ "

اس سے پہلے ابران مزید کچھ بولتا براق تیزی سے بول کر اندر بڑھا ۔آہل نے بھی تقلید کی۔ان دونوں کو بھاگتے دیکھ ابران اور ضیغم دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنس دیے۔۔۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو عنا !!!ماشاءاللہ۔۔ "

ٹی پنک ٹیل میکسی میں سر پر بھاری دوپٹہ ٹکائے،ہلکے پھلکے میک اپ میں وہ اس وقت آسمان سے اتری کوئی پری لگ رہی تھی۔۔۔آئینے میں نظر آتے اس کے عکس کو دیکھتے ماہی جوش سے بولتی اسکا گال چوم گئی۔۔۔

اسکی تعریف پر عنایہ نے جھکی پلکیں آٹھائیں تو نظر اپنے سجے روپ سے ہوتی پیچھے کھڑی ماہی پر گئی جو اس وقت سیاہ اور سرخ امتزاج کے بھاری فراک میں بال کھولے ہلکا میک اپ کیے اپنے سوگوار روپ میں بھی اسکی نگاہ ٹھٹھکا گئی۔۔۔۔۔اس کے چہرے پر سجی مسکان کو دیکھتے وہ اٹھی اور مڑ کر اسکے گلے لگی۔۔جس نے کس کر اسے خود میں بھینچ لیا تھا۔۔۔

بچپن کا ساتھ تھا دونوں بہنیں کم اور سہیلیاں زیادہ تھیں اب ایک دوسرے سے دور جانے کا سوچ کر ہی دل کانپ رہا تھا۔۔۔۔

کوئی میری جان چھڑائے گا پلیز !!تاکہ میں بھی آپ کی تعریف کر سکوں عنایہ "
"آپی----

وہ اپنے آنسو روک رہیں تھیں کہ روحا کی روہانسی آؤاز پر بے ساختہ ہنستیں اسکی طرف مڑیں جو بیوٹیشن کے رحم وکرم پر بیٹھی تھی----جو وہ مہارت سے اسکے چہرے کے نقوش ابھارنے میں مگن تھی--

گولڈن برؤن میکسی میں سیاہ بالوں کو سائیڈ سے سیٹ کیے، ہلکی پھلی جیولری پہنے وہ" اس وقت میک اپ کروا رہی تھی---اسکی مسکین شکل دیکھ کر وہ دونوں لب دباتیں اسکے پاس آئیں----------

کچھ نہیں ہوتا روحا !!تھوڑا سا میک اپ کروانا ہے--پھر ہم سب ساتھ نیچے چلیں گے "
"اوکے!!!------

اسکی رونے والی شکل دیکھ کر عنایہ اسے پچکارتے ہوئے بولی۔۔ورنہ اسکا کوئی بھروسہ نہیں تھا رو دیتی۔۔۔۔اسکی تسلی پر وہ سر ہلاتی خاموشی سے آنکھیں موند گئی جس پر وہ بیوٹیشن بھی شکر کا کلمہ پڑتی جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی۔۔۔۔۔۔

آنکھیں موندتے ہی آج شام کا منظر اسکے سامنے لہرایا جب ابران اسکے لیے ڈریس لے کر آیا تھا۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھی تھی جب وہ کمرے میں آیا۔۔اسکے پیچھے نوری تھی جس کے ہاتھ میں کچھ شاپنگ بیگ تھے۔۔

"!!!اسلام علیکم۔۔"

"وعلیکم اسلام۔۔ "

وہ بھاری آواز میں سلام دیتا اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔جو نیم دراز تھی۔مگر آچانک اسے سامنے پاکر دھیمے سے سلام کا جواب دیتی اٹھ بیٹھی۔۔ سلیقے سے سر پر دوپٹہ اوڑتے اسنے نظر اٹھائی مگر اسکی نظروں کی تپش محسوس کرتے وہ حیا سے پلکیں جھکا

گئی۔۔۔۔سیاہ سوٹ میں وہ سادگی میں بھی اسکی آنکھیں دہکا گئی تھی۔۔۔وہ لو دیتی نظروں سے اسکا حیا سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"یہاں رکھ دو سب!!اور میرے لیے کافی لے کر آئو۔۔ "
وہ اپنا کوٹ اتارتا نوری سے بولا۔۔جس پر وہ سر ہلاتی مڑ کر باہر نکل گئی۔۔۔
یہ میں تمہارے لیے لے کر آیا ہوں روح !!چیک کر لو کیسا ہے۔ہمم۔۔میں تب تک "
"فریش ہوتا ہوں۔۔
وہ نرمی سے اس سے مخاطب ہوا جو سر ہلاتی بیڈ سے اٹھی۔۔۔وہ اسے ایک نظر دیکھ کر واشروم کی طرف بڑھا۔۔

یہ سب بہت اچھا ہے ابر " !!وہ تولیے سے سر رگڑتا باہر آیا تب اسکے کانوں سے "
اسکی پر جوش آواز ٹکرائی۔ وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوا جو سارا سامان بکھرائے آنکھوں میں گہری چمک لیے بیٹھی تھی۔۔۔

"یہ اچھا ہے تبھی تو تمارے لیے لایا ہوں سویٹی!!۔۔ "
اسکی یہ خوشی دیکھ کر وہ دیھمے سے مسکراتے نرمی سے بول کر سائیڈ ٹیبل پر پڑا اپنا کافی کا مگ اٹھا کر لبوں سے لگا گیا جو نوری رکھ کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے جواب پر وہ دھیمے سے مسکراتی سارا سامان سمیٹنے لگی کہ وہ اسکے ساتھ صوفے پر آ بیٹھا۔۔۔
"تو تم خود تیار ہو گی ۔۔؟؟ میں کچھ میک اپ پروڈکٹس بھی لایا ہوں چیک کر لینا۔۔ "
وہ اپنے بکھرے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا سنجیدگی سے بولا۔۔جس پر وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوئی آنکھوں میں گھبراہٹ سی ابھری۔۔۔

دل ہی دل میں شرمندہ ہوئی کہ اب اسے کیسے بتائے کہ اسے تیار ہونا ہی نہیں آتا۔۔انگلیاں مڑوڑتے وہ سر جھکائے لایعنی سوچوں میں گم تھی۔۔

"کیا بات ہے روح !کوئی پریشانی ہے--؟-- "

وہ کافی ٹیبل پر رکھ کر اسکے ہاتھ تھام کر نرمی سے بولا جس پر اسنے اپنی گھنی پلکیں اٹھائیں۔سیاہ آنکھیں بھیگی ہوئیں تھیں----وہ اور بے چین ہوا--

"کیا ہوا ہے تم رو کیوں رہی ہو؟؟-- "

وہ ہاتھ بڑھا کر اسکے گال صاف کرتا پریشانی سے بولا۔

"مجھے تیار ہونا نہیں آتا ابر!!-- "

وہ ہونٹ مڑور کر شرمندگی سے بولتی سر جھکا گئی--جبکہ وہ ہکا بکا سا اس کا سر دیکھتا رہ گیا----مطلب اتنی چھوٹی سی بات کے لیے وہ اس قدر ہلکان ہو رہی تھی----

"کیا!!-- "

حیرانگی سے فقط وہ اتنا ہی کہہ سکا جبکہ روحا اسکے کیا پر مزید شدتوں سے رونے لگی--کہ وہ بھی اسکا مزاق اڑا رہا ہے کہ لڑکی ہو کر اسے یہ سب نہیں آتا---

بات سمجھ آنے پر وہ اسکا روتا چہرہ دیکھ کر قہقہ ضبط کرنے کے لیے لب دانتوں میں دبا گیا۔۔

"میرا مطلب ہے کیا ہوا اگر نہیں آتا!۔۔ میں بیوٹیشن اریج کر دوں گا روح !!اس میں رونے والی کیا بات ہے۔۔'

لبوں کے گوشوں میں ابھرتی مسکان کو ضبط کیے وہ نرمی سے بولا اور ہاتھ بڑھا کر اسکے آنسو صاف کیے۔۔جس پر وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔۔

"سچ کہہ رہئے ہیں ابر!!۔۔"وہ جلدی سے بولی تھی

"بلکل سچ سویٹی!!۔۔ 'وہ نرمی سے بول کر اسکی پیشانی چوم گیا۔۔وہ بھی روح تک پر سکوں ہوتی سر اس کے سینے پر ٹکا گئی۔۔۔

"ویسے تم پہلی لڑکی ہو جسے میک اپ نہیں آتا۔۔ "

"!!ابررر "

وہ اسے چڑانے کے لیے شرارت سے بولا تھا جس پر وہ چڑتی اسکے سنے پر مکا رسید کر گئی۔۔اسکے معصوم غصے پر وہ جاندار قہقہ لگا کر ہنستا اسکا سر چوم گیا۔۔۔۔
اور روحابند آنکھوں سے مسکرائی تھی۔۔۔

اب بھی بیتے لمحے یاد کرتے اسکے لبوں پر دھیمی مسکان تھی۔۔
اسکے چہرے کو دیکھتے عنایہ اور ماہی بھی شرارت سے ایک دوسرے کو دیکھتیں اسکی طرف بڑھیں۔۔جو آنکھیں موندے ارد گرد فراموش کیے بیٹھی تھی

"!!روحا """

"یا وخشت!!۔۔ "

وہ دونوں اسے جھنجھوڑتے چلائیں تھیں جس پر وہ ہڑبڑا کر بولتی سیدھی ہوئی۔۔۔۔

"کیا ہوا عنایہ آپی؟؟۔۔۔ "

وہ دل پر ہاتھ رکھتی عنایہ سے بولی ----

یہ تو تم ہمیں بتاؤ گی کہ کیا ہوا ہے یوں اکیلے اکیلے کس بات پر مسکرایا جا رہا "

"ہے؟؟---

اسکے خوفزدہ چہرے کو دیکھ کر ماہی آنکھیں مٹکا کر بولی جس پر روحا کان کی لوؤوں تک سرخ پڑتی اٹھ کھڑی ہوئی----

"کچھ نہیں ہے ماہی !!میں کیوں مسکرانے لگی--"

وہ دھیمے سے ہنستے بولی تھی اور آگے بڑھنا چاہا تھا کہ ان دونوں کے پکڑنے پر مڑ کر اسی جگہ کھڑی ہو گئی---

"سیدھی طرح بولو کیا بات ہے-- "

وہ دونوں مصنوعی غصے سے غرائیں تھیں کہ وہ سہم کر سب کچھ بتا گئ----

اسکے بتانے کی دیر تھی وہ دونوں کلکھلا کر ہنسیں۔۔۔ان کے ہنسنے میں روحا کی شرمیلی ہنسی بھی شامل تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یار یہ آ کیوں نہیں رہیں ؟؟۔۔۔ "
وہ سٹیج پر بیٹھا ساتھ بیٹھے ضیغم کو دیکھتے کوئی چوتھی بار پوچھ رہا تھا۔۔اسکی بے چینی کو دیکھتے ضیغم ہر بار آجائیں گی کہہ رہا تھا۔۔اب بھی وہ کہنا چاہتا تھا کہ آہل کو اٹھتے دیکھ چپ ہو گیا۔۔اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو مسمرائز ہو گیا۔۔۔

اسکے دل کی اولین چاہت جسے اس نے دل کی شدتوں سے چاہاتھا۔۔ٹی پنک میکسی میں سر سے پاؤں تک سجی ابران اور براق کے بازوؤں کے گھیرے میں چلتی وہ سامنے سے آرہی تھی۔۔۔۔

اسکا ہر اٹھتا قدم آہل کو اپنے دل پرپڑتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔وہ ساکت سا اسکی جھکی پلکیں دیکھ رہا تھا۔۔جو اسے ہمیشہ ساکت کر دیتیں تھیں اب بھی وہ سن کھڑا اسے دیکھ رہا تھا کہ ضیغم کے ٹھوکے پر چونکتا اسے دیکھنے لگا جو اسے سامنے کا اشارہ دے رہا تھا۔۔وہ سامنے متوجہ ہوا جہاں وہ پری پیکر کھڑی اسکے سہارے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

وہ جلدی آگے بڑھا تھا۔۔۔ابران نے عنایہ کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں تھما دیا۔۔جس پر اسنے اسے سہارا دیتے سٹیج پر بیٹھایا۔۔پورا لان ہوٹنگ سے گونج اٹھا تھا۔۔۔۔
زکیہ بیگم اور نائلہ بیگم انگوٹھیاں لے کر آئیں ۔۔۔ جھنیں تھام کر انھوں نے سب کی تالیوں کی گونج میں ایک دوسرے کو پہنائیں۔۔۔۔

سب بڑے باری باری سٹیج پر آئے اور انھیں دعاؤں سے نوازہ۔۔۔سب کو خوش دیکھتے بی جان کی آنکھیں آج برسوں بعد خوشی سے چمک رہی تھیں۔۔۔وہ سر اٹھا کر ابران کو دیکھنے لگیں جس نے انھیں اپنے حصآر میں لیا ہوا تھا۔۔۔۔

ان کی بوڑھی نم آنکھیں دیکھتے وہ سر نفی میں ہلاتے ان کا سر چومتا انھیں غیر محسوس طریقے سے تسلی دے گیا جس پر وہ سر ہلاتیں دھیمے سے مسکرائیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

'مبارک ہو عین !!!مجھے یقین نہیں ہو رہا کہ تم میری ہو چکی ہو!!۔۔۔"

سٹیج پر بیٹھے وہ سامنے دیکھتا اسکا ہاتھ تھام کر بھاری پُر تپش لہجے میں بولا کہ اسکی لہجے کی تپش اور اسکے دہکتے لمس سے عنایہ کو اپنی ہتھیلیاں بھیگتی محسوس ہوئیں۔۔۔وہ پلکیں جھکائے اپنے ہاتھوں کے گرد اسکے مظبوط بھاری ہاتھ دیکھنے لگی جو اسے ایک تحفظ کا احساس سے رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"تم کچھ نہیں بولو گی؟؟۔۔ "

وہ سامنے کھڑے ضیغم کے شرارتی اشاروں پر آنکھ دباتا نرمی سے اس کے ہاتھ کے گرد گرفت مظبوط کرتا بولا تھا۔۔جس پر عنایہ کو اپنا دل اپنے ہاتھوں میں دھڑکتا محسوس ہوا۔۔۔اسکے لمس کا استحقاق اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ پیدا کر رہا تھا۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا کہ زبان تالو سے چپک گئی ہو۔۔

"بولو عین!!۔۔ "

"خیر مبارک !!!آپ کو بھی مبارک ہو۔۔۔ "

اسکے اصرار پر وہ دھیمی آواز میں ممنائی آہل آگر پاس نا بیٹھا ہوتا تو سن ہی نا پاتا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔۔۔۔اسکی ممناہٹ پردھیرے سے ہنستے اسنے اسکی بھوری آنکھوں میں جھانکا۔۔

وہ اسکے خوشی سے چمکتے چہرے کو دیکھ رہی تھی کہ اسکے اچانک دیکھنے پر ساکت ہو گئی۔۔۔۔

وہ دونوں یک ٹک ایک دوسرے کو دیکھ رہے اور یہ منظر اتنا خوبصورت تھا کہ کیمرہ مین بے ساختہ یہ منظر اپنے کیمرے میں قید کر گیا۔۔۔فلش کی چمک پر وہ ہڑبڑا کر نظروں کا زاویہ بدل گئی۔۔۔اسکی بوکھلاہٹ پر آہل قہقہ لگا کر ہنسا تھا۔۔۔۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں ابر؟؟!!-- "

وہ سٹیج پر بیٹھے آہل کو قہقہ لگاتے دیکھ کر مسکرا رہا تھا کہ عقب سے ابھرتی روحا کی دھیمی پرجوش آواز پر سرعت سے پلٹا----

سامنے گولڈن برائون میکسی میں بال کھولے ہلکا میک اپ اور جیولری پہنے وہ آسمان سے اتری کوئی پری لگ رہی تھی--

وہ ساکت سا اسکے مہارت سے تراشے گئے معصوم نقوش میں مگن تھا جو اسکی نگاہ کو ٹھٹھکا گئے تھے----سیاہ مسکارے سے لدی آنکھیں رات کی سیاہی کو مات دے رہیں تھیں---

اسکے لائیٹ لپ اسٹک سے سجے لبوں کو دیکھتے اسکا دل اس شدت سے دھڑکا کہ اسے لگا کہ اسکا دل سینے کی باڑ توڑ کر باہر آجائے گا-----

"بہت پیاری !!اتنی کہ آج پہلی بار مجھے اپنا ضبط ٹوٹتا محسوس ہو رہا ہے---------- "

وہ بھاری گھمبیر آواز میں اس شدت سے بولا کہ روحا کو اپنا دل خلق میں آتا محسوس ہوا۔۔۔۔وہ اسکی آنکھوں کی لپک پر گھبرا کر لب چباتی پلکیں جھکا گئی۔۔۔۔
اسکی یہ ادا ابران کو اپنے دل میں شگاف ڈالتی محسوس ہوئی۔۔۔اس سے پہلے وہ بہک کر کوئی گستاخی کرتا سرعت سے نظروں کا زاویہ بدل گیا۔۔۔۔

"لیکن مجھے ایسا بھی لگ رہا ہے کہ یہ سب بیوٹیشن کا کمال ہے۔۔ "
وہ اپنے دل کی حالت پر گھبراتا بات بدل گیا۔۔اور وہ جو حیا سے سر جھکائے کھڑی تھی کہ اسکی بات پر نا سمجھی سے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔۔جو سامنے متوجہ تھا۔۔۔
"کیا مطلب بیوٹیشن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابرار۔ "

وہ حیرت سے بات کا مطلب پوچھنے لگی تھی کہ یکلخت بات سمجھتے وہ دھیمے سے چلائی۔۔اسکے چلانے پر وہ قہقہ لگا کر ہنسا جس پر وہ مزید غصے سے لال پیلی ہوتی مڑنے لگی مگر ہاتھ پر ابھرتی گرفت پر ساکت ہو گئی۔۔۔

"لیکن جو بھی ہے تمہارا یہ روپ میری دھڑکنیں روک رہا ہے روح!!۔۔۔ "
وہ جھک کر اسکے کان کے پاس جھکتے سلگتے لہجے میں سرگوشی سے بولا۔۔اسکے لہجے میں شدت،جنون اور دیوانگی محسوس کرتے روحا کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔۔۔
وہ نامحسوس طریقے سے اسکی کنپٹی چوم کر آگے بڑھ گیا۔۔۔جبکہ وہ اسکے پرتپش اور دہکتے لمس پر ساکت سی اس کی پشت دیکھتی رہ گئی جو وہاں سے جا رہا تھا۔۔۔۔

"یہ تقریب کی چکا چوند بھی تمہاری آنکھوں کی ویرانی کو کم نہیں کر پائی ماہی!!۔۔۔ "
وہ سامنے دیکھتی در حقیقت کہیں اور تھی عقب سے ابھرتی ضیغم کی بھاری آواز پر سناٹے میں رہ گئی۔۔۔

اسنے بھری محفل میں اسکی آنکھوں میں بسی ویرانی کو بھانپ لیا تھا۔۔۔۔اسکے سلگتے لہجے پر وہ لرزتی آگے بڑھنا چاہتی تھی کہ دوپٹے کے کھینچاؤ پر سرعت سے مڑی سامنے دیکھا تو اسکا دوپٹہ اسکی مظبوط گرفت میں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

"یہ کیا بچپنا ہے ضیغم!!۔۔۔چھوڑو میرا دوپٹہ پلیز!!!۔ "
وہ اسکی آنکھوں کو اپنے چہرے پر جما دیکھ کر خفگی سے بولتی اپنا دوپٹہ چھڑانے لگی مگر مقابل شاید اسکے لیے راضی نا تھا۔۔۔تبھی وہ جھنجھلا کر اسے دیکھنے لگی جو اسکی بے بسی پر ہولے سے مسکراتے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

میں ساری زندگی اس دوپٹئے اور تمہارے بالوں کی چھاؤں میں بتانا چاہتا ہوں "
"ماہی!!!!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دہکتے لہجے میں بولتا جھکا تھا اور ہولے سے اسکا دوپٹہ چوم لیا۔۔۔جبکہ اسکی یہ حرکت ماہی کو سر سے پاؤں تک کپکپا گئی تھی۔۔وہ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگی جو اسکے سامنے جھکا اسکی دھڑکنیں روک رہا تھا۔۔۔۔

"میں تمہارے بنا ادھورا ہوں ماہی !!پلیز مان جاؤ۔۔۔ "
وہ اسکے چہرے کو دیکھتے اسکی گرے آنکھوں میں گم تھا جو بھیگی ہوئیں تھیں۔۔۔۔۔ ضیغم لہجے میں زمانوں کی تھکن محسوس کرتے ماہی کی آنکھوں میں مرچیں بھر گئیں ۔۔۔۔۔۔

میرے پاس کچھ نہیں ہے ضیغم تمہیں دینے کو پلیز بے نام راستوں پر خود کو مت " "تھکاؤ۔۔۔
وہ آنسوؤں سے روتی اسکے چہرے کو دیکھتے اذیت سے بولتی اسکا دل ہزار ٹکڑوں میں توڑ گئی۔۔۔اسکے چہرے پر اپنی بات پر زلزلے کے اثرات دیکھتی وہ سر سے پاؤں تک لرزتے لب بھینچ کر اپنا دوپٹہ چھڑاتی مڑ کر آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسکی پشت دیکھتے ضیغم کو آپنا دل آتھا گہرائیوں میں گرتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنی روح تک اترتے سناٹوں کو محسوس کرتے وہ ساکت تھا۔۔۔۔

"ہیلو۔۔۔ "

فون سے ابھرتی اسکی آواز پر وہ روح تک شاد ہوتا آنکھیں موند گیا۔۔۔جبکہ دوسری طرف وہ ہیلو ہیلو کرتی تھک کر فون رکھ گئی تھی۔۔۔۔ٹوں ٹون کی آواز پر اسنے ری ڈائیل کیا۔۔۔ وہ لان کے ویران کونے میں کھڑا تھا علینہ کی یاد آتے ہی اسنے اسکے گھر کا نمبر ڈائل کیا ۔۔اسکی تڑپ سچی تھی کہ فون علینہ نے اٹھایا۔۔۔

اسکی دھیمی آواز سنتے ہی براق کو لگا کا اسکا دل بھاری بوجھ سے آزاد ہوا ہو۔۔ اسکی آواز سن کر رگوں میں اترتے سکوں کو اسنے دل کی گہرائیوں سے محسوس کیا تھا۔۔۔

"ہیلو کوئی بول کیوں نہیں رہا۔۔۔ "

"عینا!!۔۔ "

وہ فون اٹھا کر کچھ سخت سنانے کے موڈ میں تھی کہ براق کی بھاری آواز پر سناٹے میں گھرتی آپنی بات بھول گئی۔۔لفظوں نے ساتھ دینے سے انکار کردیا تھا۔۔۔۔

وہ ساکت کھڑی اسے سن رہی تھی جو اسکا حآل پوچھ رہا تھا۔۔۔مگر اسکے کان تو سائیں کر رہے تھے دل تھا کہ پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب ہوا۔۔۔۔

"عینا کچھ بولو کیا ہوا ٹھیک ہو نا تم؟؟!!۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "

وہ اسکی مسلسل خاموشی پر بے چینی سے بولا تھا کہ عنایہ چونک کر حواسوں میں آئی تھی۔۔۔۔

"میں تم سے بے حد و حساب نفرت کرتی ہوں براق شاہ !!یہی سننا چاہتے تھے تم؟؟ "
میں نے آج تک کسی سے نفرت نہیں کی مگر تم نے مجھے نفرت لفظ سے آشنا ہونے پر
"مجبور کر دیا ہے----
وہ اسکی بات سن کر انگاروں پر لوٹتی نفرت سے چلائی تھی--اسکی پھنکار اور لہجے سے پور
پور ٹپکی نفرت محسوس کرتے براق اذیت سے آنکھیں موند گیا----

اسکا دل اسکی نفرت سے نیل ونیل ہوتا ساکت تھا----لفظوں نے ساتھ چھوڑ دیا
تھا---صرف سماعتیں زندہ تھیں جو اسکی سسکیوں کو سن رہیں تھیں--باقی تو وہ پتھر
کے مجسمے میں ڈھل چکا تھا---

"میں نے اگر تمہیں نفرت لفظ سے آشنائی دلائی ہے تو محبت سے روشناس بھی میں ہی
"کروں گا عینا !!!وعدہ رہا----

کافی دیر بعد وہ بولنے کے قابل ہوا تو سلگتے لہجے میں مظبوطی سے بول کر فون کاٹ گیا۔۔۔فون پر مظبوط ہوتی گرفت اسکے ضبط کی گواہ تھی۔۔۔۔۔سبز آنکھیں ضبط سے سرخ تھیں اور دل تھا کہ اذیت سے بند ہونے کو تھا۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف فون بند ہونے کی آواز پر علینہ ہچکیوں سے روتی بیٹھتی چلی گئی ۔۔اسکے لہجے کی مظبوطی اسے انجانے خدشوں سے لرزا رہی تھی۔۔۔وہ خوف سے زرد پڑتی روتی چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"شکر ہے سب کچھ بہت اچھے سے ہو گیا !!ہے نا بی جان۔۔۔ "

"ہاں سب بہت اچھے سے ہو گیا۔۔۔اللہ عنایہ کے نصیب اچھے کرے آمین!!۔۔۔ "

وہ سب اس وقت لاؤنج میں بیٹھے تھے جب زکیہ بیگم گویا ہوئیں۔۔۔ چہرہ اس وقت خوشی سے دمک رہا تھا۔۔۔انکی بات سن کر بی جان سنجیدگی سے عنایہ کو دعاؤں سے نواز گئیں جس پر سب نے بلند آواز میں آمین کہا۔۔۔۔

ویسے بی جان میں سوچ رہا تھا اب عنایہ آپی کی شادی بھی ہو گئی ہے !!تو کیوں نا " اب آپ میری آئی مین ہم تینوں کی شادی بھی کر دیں آفٹر آل ہم اب بڑے ہو گئے ہیں"۔۔۔

وہ صوفے پر نیم دراز بی جان کو دیکھ کر اپنی شادی کے بارے میں سنجیدگی سے بولا تھا کہ عون کی چٹکی پر بوکھلا کر تین کہہ گیا۔۔۔۔

سب نے چونک کر حیرانگی سے اسے دیکھا جو ٹرے سے ڈرائے فروٹ اٹھا کر کھا رہا تھا۔۔باقی دونوں شیطان فلور کشن پر نیم دراز سر جھکائے بیٹھے شرمانے کی بونڈی ایکٹنگ کرنے میں مگن تھے۔۔۔۔

"!!پہلے زمین سے تو اگ لو پھر شادی کا سوچنا۔ !!!ہنہ یہ منہ اور مسور کی دال۔۔۔ "

سب سے پہلے براق ہوش میں آتے چڑ کر بولا اور ان تینوں کے منہ حیرت سے کھول گیا۔۔وہ حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے کہ وہ کہاں سے ابھی بچے تھے۔۔اگلے سال بیس کے ہو جاتے۔۔اور قد بھی ٹھیک ٹھاک تھا۔۔۔۔۔۔وہ آنکھیں پھاڑے سب کو دیکھنے لگے جن کے چہروں پر انکی درگت بنتے دیکھ کر مسکراہٹ ابھری ہوئی تھی۔۔جس نے ان تینوں کی جان جلا کر خاک کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہاں سیف براق سہی کہہ رہا ہے ابھی آپ بچے ہو !!اسلی ان خرافات سے دور رہو۔۔۔جب آپ کی شادی کی عمر ہو گی ہم بنا کہے آپ کی شادی کروا دینگے۔۔۔۔۔۔" بی جان بھی ہنسی ضبط کرتیں سنجیدگی سے بولیں جس پر براق اور ابران قہقہ لگا کر ہنسے۔۔ بی جان کی بات سے زیادہ وہ ان دونوں کے جناتی قہقوں پر غصے سے بلبلاتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔

"بہت شکریہ بی جان !!اتنی عزت آفزائی ہم یاد رکھیں گے۔۔ہے نا سیف ، عون۔۔ " عدید نروٹھے پن سے بولتا سب کے چہروں پر مسکان بکھیر گیا۔۔۔ان کے مسکراتے چہرے دیکھ کر ان سے برداشت نا ہوا تو براق کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا جو انھیں دیکھ کر آنکھ دباتا انھیں جلتے توے پر بیٹھا گیا تھا۔۔۔

سب بڑوں کی موجودگی کی وجہ سے وہ خون کے گھونٹ پیتے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں وارنگ دیتے لاؤنج سے واک آؤٹ کر گئے۔۔۔انکے سرخ چہرے دیکھ کر وہ مزید انھیں

چڑانے کے لیے قہقہ لگا کر ہنسا جو ان تینوں نے باخوبی سنا تھا۔۔۔اور پیر پٹختے باہر چلے گئے۔۔۔

"بہت تنگ کرتے ہو تم انھیں براق !!۔۔ "

ان کے جاتے ہی بابر صاحب براق سے بولے جو ہنس رہا تھا۔۔۔۔

"!!کیا کروں ان کے لال چہرے دیکھے بنا میرا دن نہیں گزرتا۔۔ "

وہ شرارت سے بولتا لوٹ پوٹ ہوا جس پر سب کے قہقوں سے شاہ حویلی گونج اٹھی۔۔۔۔

"ویسے آج کوئی بہت پیارا لگ رہا تھا پارٹی میں ہے نا روح۔۔۔ "

وہ واشروم سے باہر آیا اور اسے آئینے کے سامنے بیٹھا دیکھ شرارت سے بولتے اسکے پیچھے آکھڑا ہوا۔۔۔وہ اپنی جیولری سمیٹ رہی تھی کہ اسکی آواز اور اس میں پنہاں شرارت محسوس کرتے اپنی مسکراہٹ دبا گئی۔۔۔۔

"ہاں سہی کہا وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی ۔۔۔ "

وہ آئینے میں نظر آتے اسکے عکس کو دیکھتے شرارت سے بولی۔جس پر ابران نے ابرو اچکائی سرئیسلی "۔۔ وہ بے ساختہ کھلکھلا کر ہنستی ابران کو ساکت کر گئی۔۔۔ ساکت کھڑا وہ " اسکے نقوش میں گھلتی سرخی دیکھ رہا تھا جو اسکے چہرے پر آگئی تھی۔۔۔

"اسے کیسے پتا کہ وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ "
اسے کندھوں سے تھام کر کھڑا کرتے وہ اسکی سیاہ آنکھوں میں جھانک کر گھمبیر لہجے میں بولا۔۔۔۔
وہ ایسے کہ اپنے شوہر کی آنکھوں میں اپنا عکس اسنے خود دیکھا تھا۔۔۔اسلیے اسے پتا چل " گیا۔۔۔"
پلکیں جھکائے دھیمی آواز میں بولتے وہ اسکے لبوں پر گہری مسکان بکھیر گئی۔۔۔۔

"اب دیکھو اب کیا نظر آتا ہے؟؟---ہمم-------- "

اسکا چہرہ اٹھا کر نرمی سے بولتا وہ روحا کو کپکپا گیا--دھیرے سے پلکیں اٹھا کر اسنے اسکی بھوری آنکھوں میں جھانکا جہاں ہر سو اسی کا عکس موجود تھا---

سیاہ آنکھوں کا بھوری آنکھوں سے ٹکرائو بڑآ جانلیوا تھا جس نے ان دونوں کے دلوں کی دھڑکنیں روک دیں---

"صرف عکس ہی نہیں تم پور پور مجھ میں بسی ہو روح!!--- "

وہ جذبات کی شدت سے مغلوب ہو کر بولتا جھک کر اسکی پیشانی چوم گیا --جس پر روح کی گہرائیوں تک پر سکون ہوتی وہ آنکھیں موند کر سر اسکے سینے پر ٹکا گئی---

اسکی خودسپردگی کو محسوس کرتے ابران نے اسکے گرد بازوئوں کا گھیرا مظبوط کرتے اسے بانہوں میں بھر لیا---

جھک کر اسکی بند آنکھیں چومیں۔۔روحا اسکے لمس کی نرمی اور شدت کو محسوس کرتے منہ اسکی گردن میں چھپا گئی۔۔۔۔جس پر وہ جاندار انداز میں مسکراتا اسکے لبوں پر جھکتا چلا گیا۔۔۔۔۔

امی میں چاہتی ہوں کہ ہم یہ گھر چھوڑ کر یہاں سے کہیں دور چلیں پلیز یہاں میرا دم " "گھٹ جائے گا۔۔۔۔

نور بیگم برامدے میں بیٹھیں ازلان اور انوشے سے باتیں کرتے ساتھ چاول صاف کر رہیں تھیں۔۔۔جب وہ وہاں آئی۔۔انھیں تو لگا تھا کہ وہ سو رہی ہو گی مگر آچانک اسے سامنے دیکھ کر وہ کچھ کہتیں کہ اسکی غیر متوقع بات سن کر وہ جہاں کی تہاں رہ گئیں۔۔۔۔

اس کے لہجے میں ازیت محسوس کرتے ان کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔۔جبکہ انوشے اور ازلان حیرت سے اسکا چہرہ دیکھ رہے تھے جو آنسوئوں سے بھیگ چکا تھا۔۔۔

ایسا کیا ہو گیا علینہ !!اور ہم یہ گھر چھوڑ کر کیسے جائیں۔۔۔ادھرآئو "

"مم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ ہوا نہیں تو کچھ ہو جائے گا امی !!!پلیز سمجھنے کی کوشش کریں مجھے یہاں نہیں "

"رہنا پلیزز۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ حیرت سے نکلتیں جلدی سے بولیں تھیں کہ وہ روتے ہوئے بولیتی ان کا بات کاٹ گئی۔۔۔

پر لینا ہم یہ گھر کیسے چھوڑ سکتے ہیں اور ویسے بھی اس گھر میں بابا کی یادیں ہیں اور تو "

"اور تمہارا فیوچر تباہ ہو جائے گا اگر یوں بیچ میں تم نے پڑھائی چھوڑ دی تو!!۔

اسے روتے دیکھ کر ازلان نرمی سے بولتے اسکی طرف بڑھا جو اسکی بات پر پھوٹ پھوٹ کرروتی چلی گئی تھی۔۔انوشے اور نور بیگم بھی بے آواز رو رہیں تھیں اسکی ایسی حالت پر۔۔۔۔۔۔۔۔؛'

"مجھے کچھ نہیں سننا ہم یہ گھر چھوڑ رہے ہیں بسسس !!!اگر ان کسی نے کچھ کہا تو میں خود کو ختم کر لوں گی۔۔۔"
اسکے قریب آتے ہی وہ اسکے بازوؤں میں بکھرتی روتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔جب کہ اسکی یہ حالت دیکھ نور بیگم کا دل خلق میں آرہا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے !!ہم چلیں گے یہاں سے ازلان تم صدیق صاحب سے کہنا کہ گھر کے لیے کوئی اچھا سا گاہک ڈھونڈ دیں۔۔ میں اپنی بچی کو بے موت مرتے نہیں دیکھ سکتی۔۔۔"

نور بیگم سنجیدگی سے بولتیں علینہ کے بے جان وجود میں روح پھونک گئیں۔۔وہ بھیگی آنکھوں سے انکا نم ہوتا چہرا دیکھنے لگی جہاں رقم اذیت سے وہ واقف تھی۔۔

اور پھر سب کچھ جلدی سے ہوتا چلا گیا۔۔ہفتے کے اندر اندر گھر بک گیا وہ گھر جہاں انکا بچپن گزرا تھا۔۔وہ گھر جہاں ان کا باپ چلا کرتا تھا وہ گھر جہاں اسنے کئی سپنے بنے تھے۔۔ جہاں سے وہ ہر روز ایک عزم لے کر نکلتی تھی کہ ایک دن وہ بہت بڑی ڈاکٹر بنے گی۔۔مگر سب کچھ پانی کا ایک بلبلہ بن کر رہ گیا۔۔۔۔

اس گھر سے اسکی بہت سی یادیں جڑیں تھیں۔ویران آنگن کو دیکھتے اسکی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔وہ بے آواز رو رہی تھی۔۔کئی آوازوں کی بازگشت اسکے کانوں میں گونجی جس سے وہ مزید اذیت کا شکار ہوتی آنکھیں میچتے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔

دل خون کے آنسو روتا اسے کوس رہا تھا جو اس سب کی وجہ تھا۔۔ہاں وہ اسے کبھی معاف نہیں کرے گی۔جس نے اسے اپنے گھر کو چھوڑنے پر مجبور کر دیا جس نے محلے میں اسے سر آٹھانے لائق نہیں چھوڑا۔۔اپنے کردار کو لے کر کتنے ہی لوگوں کی باتیں اسنے اپنے کانوں سے سنی تھیں۔۔تو کیا وہ معافی کے لائق تھا؟؟۔۔۔۔۔ہر گز نہیں۔۔!!

"پانی تو لایا ہی نہیں ساتھ اب کیا کریں۔۔۔ "
وہ سٹینڈ پر بیٹھی سوچوں میں گم تھی جب نور بیگم کی آواز سنائی دی چونک کر ان کی طرف دیکھا جو انوشے سے مخاطب تھیں۔۔۔۔۔
'میں لے آتی ہوں امی آپ رکیں ۔۔۔ "

اس سے پہلے وہ اٹھ کر جاتیں علینہ نرمی سے بول کر اٹھی اور دکانوں کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔

وہ بس اسٹینڈ پر بیٹھے تھے ازلان ٹکت لینے کاؤنٹر پر گیا تھا۔۔جب نور بیگم کو پیاس لگی۔۔تو علینہ ان سے کہہ کر سامنے چلی گئی ۔۔۔وہ متفکر سی اسے دیکھ رہیں تھیں جو روڈ کراس کر کے سامنے جا رہی تھی۔۔لوگوں کی بھیڑ میں وہ غائب ہوئی تو وہ مزید متفکر ہوتیں زیر لب درود پڑھنے لگیں۔۔ناجانے کیوں ان کا دل انجانے خدشات تلے دبا کانپ رہا تھا۔۔۔۔

قدرے سائیڈ سے بنی دکان سے بوتل لے کر نکلی ہی تھی کہ اسکے قریب ایک گاڑی کے ٹائر چرچرائے۔۔وہ بدک کر پیچھے ہٹی سامنے دیکھا تو بلیک پراڈو کھڑی تھی۔۔۔گاڑی کو پہچانتے ہی اسکا رنگ لٹھے کی مانند سفید پڑا۔۔قدم زمین نے جکڑ لیے تھے۔۔۔

گاڑی سے نکلتے نفس کو دیکھ کر وہ روح تک لرزتی مڑ کر بھاگنا چاہتی تھی مگر وہ ایک ہی جست میں آگے بڑھا اور اسکے منہ پر رومال رکھ دیا جس سے اٹھتی ناگوار بو سونگھتے وہ منٹوں میں اسکے بازوئوں میں جھول گئی۔۔۔اسے اپنے بازوئوں میں سنبھالتے براق کے چہرے پر پتھریلے تاثرات رقم تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آنکھ کھلتے ہی نظر سیدھا اوپر چھت پر لگی فینسی لائیٹس سے ٹکرائی۔۔وہاں سے ہوتی سامنے لگی وال کلاک پر پڑی تو وہ نو بجا رہی تھی۔ صبح کا منظر ذہن کے پردے پر لہرایا وہ سرعت ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔۔

بیڈ کے سائیڈ والی دیوار پر سجی براق کی قد آدم فوٹو اسکے حواس گم کر گئی۔۔وہ سارا معاملہ سمجھتی دوپٹہ اوڑھ کر دروازے کی طرف بھاگی۔۔شہد رنگ آنکھیں بر طرح بھیگ رہیں تھیں۔۔وہ جان گئی تھی کہ وہ کڈنیپ ہو چکی تھی اور کڈنیپ کرنے والا کوئی اور نہیں براق شاہ تھا۔۔اپنے گھر والوں کا سوچتے وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی دروازہ بجانے لگی۔۔

"کھولو دروازہ !!کھو لو پلیز۔۔مجھے جانے دو میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔۔پلیز میرے گھر والے میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔"

وہ چیخ چیخ کر روتی فریاد کرنے میں مگن تھی مگر دروازے کے پار چھائی خاموشی اسکی جان نکال رہی تھی۔۔کئی طرح کے خدشے اسکی جان نکال رہے تھے۔۔۔

"دروازہ کھول دو براق !!پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

کافی دیر رونے سے تھکتی وہ وہیں دروازے سے سر ٹکاتی بے بسی سے بولی۔۔ہاتھوں کی ہتھیلیاں سرخ ہو گئیں تھیں جن سے اٹھتی درد کی ٹیسوں سے وہ بے نیاز تھی کہ دل اس وقت ٹوٹ رہا تھا۔۔۔۔

دروازے کے پار ٹیک لگائے بیٹھے براق کی آنکھیں اسکی چیخوں پر خون رنگ ہو چکیں تھیں۔۔۔ اسکی اٹھتی مدھم سسکیاں اسکا دل چیر رہیں تھیں۔۔سیگریٹ پر سیگریٹ پھونکتے وہ اس وقت اذیت کی بھٹی میں سلگ رہا تھا۔۔۔عنابی لب کافی دیر سیگریٹ پینے کی وجہ سے سیاہی مائل محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

اگر اندر وہ رو کر اپنا غبار نکال رہی تھی تو باہر وہ سیگریٹ کے زریعے اپنا غبار نکال رہا تھا۔۔سبز آنکھیں غیر مرئی نقطے پر جمیں تھیں۔۔۔اور ایک پاؤں مسلسل ہلتا اسکی بے چینی کا گواہ تھا۔۔

"دروازہ کھولو براق !!ورنہ میں مر جائوں گی--- "

وہ ابھی نیا سیگریٹ سلگاتا کہ اسکی بھیگی نم آواز اسے ساکت کر گئی---ہاتھ جہاں کا تہاں رہ گیا--دل تھا کہ پھٹنے پر آگیا تھا اسکا پر اذیت لہجہ محسوس کر کے--
دفتا ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے وہ اٹھ کھڑا ہوا--سبز آنکھوں میں ایک طوفان اٹھا تھا جو علینہ کو تہس نہس کرنے کو تیار تھا--لب بھینچ کر وہ مڑا اور پاکٹ سے کی نکالتے دروازے کے ہول میں لگائی--------

وہ سر دروازے سے ٹکائے بیٹھی تھی کلک کی آواز پر چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی---دروازہ کھلا تو سامنے وہ ستمگر کھڑا تھا جو اسکی بربادی کا زمہدار تھا---
سیاہ جینز شرٹ میں سیاہ ہی ہوڈی پہنے وہ نیم اندھیرے میں کافی پر اسرار لگ رہا تھا----
اسکی سبز آنکھوں میں دیکھتے علینہ خوف سے سر سے پائوں تک کانپتی دو قدم پیچھے ہٹی---

اسکے خوفزدہ چہرے کو دیکھتے وہ قدم قدم چلتا اسکی طرف بڑھا۔۔جو اسے آگے بڑھتے دیکھ کر پیچھے ہٹتی جا رہی تھی۔۔۔

فاصلے سمٹنے لگے جو علینہ کا جان نکال رہے تھے اسکے بڑھتے قدموں کو دیکھتی وہ سرعت سے آگے بڑھ کر بھاگنا چاہتی تھی کہ وہ جو اسکی حرکات و سکنات کو آبزرو کر رہا تھا اسے بھاگتے دیکھ سرعت سے اسکی کلائی تھام کر جھٹکا دیتے اسے خود سے قریب کر گیا۔۔۔۔۔

دل دہلا دینے والی چیخ سے مڑتے وہ اسکے وسیع سینے کا حصہ بنی تھی۔۔۔۔۔ریشمی دوپٹہ سر سے سرکتا کندھوں پر آگیا۔۔اور بال جھٹکا لگنے سے جوڑے سے کھل کر بکھر گئے۔۔۔۔وہ پھیلی آنکھوں سے اسکے بے تاثر چہرے کو دیکھنے لگی جو جبڑے کسے اسے گھور رہا تھا اسکی آنکھوں سے نکلتی آگ مانند تپش اتنی تیز تھی کہ اسکا دل اچھل کر خلق میں آگیا۔۔۔۔

تمہیں کیا لگا تھا کہ تم مجھ سے دور ہونے کی کوشش کرو گی تو میں تمہیں دور جانے دیکھتا رہوں گا !!بولو جواب دو!!---"

وہ اسے کندھوں سے تھامتا اس شدت سے چلایا کہ علینہ کا دل دھڑکنا بھول گیا---
وہ یک ٹک اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جو آگ اگل رہیں تھیں اور ان سے نکلتی تپش سے اسے اپنا وجود جلتا محسوس ہو رہا تھا---

درد،بے بسی سے اسکی آنکھوں سے نکلتا گرم سیال اسکے گالوں پر بہنے لگا---وہ نظریں جھکا کر اپنا سراپا دیکھتی شرم سے زمیں میں دفن ہونے کی دعائیں کر رہی تھی -----
سیاہ لباس،دوپٹہ ندارد اور بکھرے بال لیے وہ اسکے سامنے کھڑی تھی جس کے سامنے وہ بنا دوپٹے کے نہیں آئی تھی----

تم کیا بولو گی !!بلکہ اب تم صرف وہ دیکھو گی جو میں کروں گا۔۔اور جو مجھے بہت پہلے "
"ہی کر دینا چاہیے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔
اسے مزید خود سے قریب کرتے وہ اس کی بھیگی آنکھیں دیکھتا سلگتے لہجے میں
بولا۔۔۔اسکی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی وہ مر جانے کو
تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی بات کو سنتے وہ جھٹکے سے سر اٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں صرف غصے
کی چنگاریاں تھیں۔۔۔
ت۔۔تم۔۔تم آیسا کچھ نہیں کرو گے براق !!میں قسم کھا کر کہتی ہوں میں خود کو ختم "
"کر لوں گی۔۔۔۔مگر تمہیں تمہارے ناکام ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر غراتی براق کو حیرت میں ڈال گئی۔۔آنکھیں سکیڑ کر اسکے
چہرے اتار چڑاؤ دیکھتے وہ اسکی بات سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔اچانک اسکی بات کا

مطلب سمجھتے طیش کا ابال تھا جو اسکی رگوں میں اٹھا تھا۔۔دل کیا اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دے جو اسے اتنا گھٹیا سمجھتی تھی۔۔۔

"کونسے ناپاک ارادے ہاں !!بتاؤ۔۔ "
وہ اسکی منہ پر غراتا علینہ کو چونکا گیا وہ نا سمجھی سے اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔۔۔
"بولو ڈیم اٹ !!جواب دو کونسے ناپاک ارادے۔۔۔ "
"تم نہیں جانتے کونسے ارادے۔۔اتنے نا سمجھ تو نہیں ہو۔۔۔ "
وہ اسکے کندھوں پر زور دیتا مزید شدت سے چلایا جس پر وہ بھی تنک کر کہتی اسکی گرفت اپنے کندھوں سے ہٹانے لگی۔۔

ناپاک ارادے میرے نہیں ہیں۔۔بلکہ ناپاک ذہن تمہارا اپنا ہے جو یہ فتور سوچ رہا ہے "
"احمق لڑکی۔۔۔میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا ایڈیٹ۔۔۔
وہ اسے جھٹکے سے چھوڑتے خشمگیں لہجے میں بولا جس پر وہ حیرت س اسے دیکھنے لگی۔۔

خبردار اب کچھ بھی بولی تو۔۔۔میں ڈریس بھیج رہا ہوں تیار ہو جانا نکاح ہے ہمارا۔۔اور "
"مجھے نا نہیں سننی سمجھ گئی نا تم۔۔۔
وہ اسے کچھ بولنے کے منہ کھولتا دیکھ کر سرد لہجے میں بولتے اسکے سر پر بم گراتا اسکی زات کو کئی ٹکڑوں میں بکھیر گیا۔۔۔

وہ سناٹے میں گرتی اسے دیکھنے لگی جو مڑ کر باہر جا رہا تھا۔۔۔۔۔
میں تم سے نکاح نہیں کروں گی براق !!۔۔ "
وہ اسکی پشت دیکھتے ضدی پن سے چلائی تھی جس پر وہ ٹھٹھک کر رکا۔۔لبوں پر اسکے انکار سے ایک پراسرار مسکراہٹ آئی۔۔۔۔

مت کرو میں تمہیں مجبور نہیں کر سکتا مگر یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ اپنے گھر والوں کے "
'بارے میں سوچ لینا۔ورنہ میرے ایک اشارے پر کیا کیا نہیں ہو سکتا یہ یاد رکھنا ۔

وہ بنا مڑے سرد لہجے میں بولتا اسے پوری ہستی سے ہلا گیا۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی جو وہاں سے جاتا دروازہ بھی بند کر گیا تھا جیسے اسنے ہر راہ اس پر بند کر دی تھی------------------وہ بے بسی کی انتہا کو پہنچتی وہیں بیٹھی چلی گئی---------

----

علیینہ احمد ولد احمد آپ کو دس لاکھ سکہ رائج الوقت کے تحت براق شاہ ولد بابر شاہ کی "زوجیت مین دیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے--"

وہ اس وقت سرخ جوڑے میں بیٹھی تھی جب یہ صور اسکے کانوں میں پھونکا گیا--وہ اذیت سے آنکھیں میچتی لرزتے وجود سے سر ہلا گئی---تینوں بار اس نے سر ہلا کر رضامندی دی جسے دیکھتے براق کے دل میں سکون اترتا چلا گیا---

کپکپاتے ہاتھوں سے سائن کرتے اسکی بائیں آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر اسکے سائن کے ساتھ گرا۔۔۔جسے براق نے سائن کرتے وقت دیکھتے اپنے دل میں سناٹے اترتے محسوس کیے۔۔۔ ایک پل کو پشیمانی نے گھیرا مگر پھر اسکی ہٹ دھرمی یاد کرتے اسنے خود کو پرسکون کر لیا کہ یہ سب ضروری تھا ورنہ وہ اسے کھو دیتا۔۔۔

"مبارک ہو جگر۔۔ "

وہ سوچوں میں گم تھا جب آہل اسکے پاس آتے خوشدلی سے بولا۔۔۔۔۔

وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوتا لبوں پر مصنوعی مسکان سجائے اٹھا اور بغلگیر ہوا۔۔۔۔

"خیر مبارک ۔۔۔بہت شکریہ اتنی جلدی یہاں آنے کا۔۔ "

وہ اس سے الگ ہو کر ابران اور ضیغم کو دیکھ کر سنجیدگی سے بولا۔۔۔وہ تینوں اسکی ایک کال پر بنا کچھ پوچھے یہاں چلے آئے تھے ۔۔اور آتے ہی اسنے جو بات بتائی اس پر وہ

حیران رہ گئے۔۔صرف ابران نے سنجیدگی سے یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ اب جو ہونا تھا ہو گیا اگلا عمل کیا ہونا چاہیے یہ سوچو۔۔۔

"چل بے ۔۔بڑا آیا شکریہ کہنے والا۔۔ "

ضیغم اسکی کمر میں دھموکہ جڑتے گویا ہوا اس کے گلے لگا جس پر اسنے مسکراتے اسکے گرد گھیرا مظبوط کیا۔۔۔۔

"مبارک ہو براق۔۔تم بھی میرے نقش قدم پر چل پڑے ہو۔۔۔اسلیے امید کرتا ہوں یہ تمہارے حق میں اچھا ہو۔۔"

ابران اسے سینے سے لگاتے سنجیدگی سے بولا۔۔جس پر اسکے مسکراتے لب سکڑ گئے۔۔۔۔

"ویسے میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اس سب کے بعد گھر والوں کا ریکشن کیا ہو گا۔۔مجھے تو بی جان کی فکر ہے۔۔"

ابران کی بات سن کر آہل سنجیدگی سے بولا جس پر وہ لب بھینچ کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"میں سب سنبھال لوں گا!!ڈونٹ یو وری براق!!۔۔۔ "

ابران براق کا کندھا تھپتھپاتے سرد لہجے میں بولا۔۔جس پر وہ سر ہلاتے دھیمے سے مسکرایا۔۔۔

آہل اور ضیغم بھی اسکے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر پرسکون ہوئے تھے۔۔۔۔

مگر اس سب کے باوجود براق کا دل علینہ کے ریکشن کو سوچتے بے چین تھا۔۔۔۔

وہ گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی رو رہی تھی۔۔ شدت غم سے اسکا سراپا ہولے ہولے لرز رہا تھا۔۔بال کمر اور بازوئوں پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔

کلک کی خفیف سی آواز پر اسکا لرزتا سراپا ساکت ہو گیا وہ جانتی تھی کہ آنے والا کون ہے۔۔

اور وہ دروازے میں کھڑا اپنے اندر چھڑی جنگ سے نبرد آزما تھا آیا اندر جائے یا نا جائے۔۔اسکی بکھری حالت نے اسکا احساس ندامت بڑھا دیا۔۔۔۔

وہ لب بھینچ کر دروازہ لاک کرتے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔ اسکے بڑھتے قدموں کی آہٹ سنتے وہ اپنی سانسیں روک گئی تھی۔۔۔سر اٹھانے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔

وہ دھیمے سے چلتے بیڈ پر اسکے مقابل آکر بیٹھ گیا۔۔ براق کے بیٹھنے کی دیر تھی کہ وہ سرعت سے اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگی۔۔اسے بھاگتے دیکھ وہ دانت پیس کر جلدی سے آگے بڑھتے اسے تھام گیا کہ وہ اسکے مضبوط بازوئوں کے حصار میں قید ہوتی اسکے سینے سے آلگی۔۔۔۔

جہاں اس تصادم پر براق ساکت ہوا وہیں علینہ کے ہوش اڑ گئے اسے اپنے اتنے قریب دیکھ کر۔۔وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسکی سبز آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جو قریب سے اسکے نقوش دیکھتیں خمار آلود ہو چکیں تھیں۔۔۔

"چھوڑو۔۔۔چھوڑو مجھے۔۔۔چھوڑ دو ظالم شخص۔۔۔ "
وہ اسکی بانہوں میں مچلتی تیز آواز میں چلائی جس پر وہ جو اسکے نقوش میں کھویا ہوا تھا بدمزہ ہوتے اسے گھورنے لگا۔۔۔۔

"چھوڑ دو مجھے۔۔ جو چاہتے تھے وہ تو ہوچکا اور کیا باقی رہ گیا ہے۔۔۔"
اسے خود کو گھورتا پا کر وہ اذیت سے چیخی۔۔آنسو بھل بھل اسکے گالوں پر بہنے لگے گلابی لب کپکپا اٹھے۔۔۔

"مجھے چیخنے والی لڑکیاں زہر لگتیں ہیں عینا جان!!!۔۔۔

وہ بغور اسکی بھیگی آنکھوں میں دیکھتا سرد لہجے میں بولا --

"تو میں کیا کروں ہاں !!اور خبراد جو مجھے ان بے ہودہ ناموں دے پکارا میں تمہارا حشر بگاڑ دوں گی---"

اندر سے خائف ہوتے وہ بظاہر مظبوطی بنی اپنے ناخنوں سے اسکی گردن نوچتے چلائی تھی --ابھی اسکے ہاتھ اس سے پہلے اسکے چہرے کی طرف بڑھتے کہ وہ انھیں تھام کر پیچھے موڑتے کمر سے لگا گیا------

"یہ حرکتیں کر کے یہ ثابت مت کرو کہ تم کتنی جنگلی ہوں کیونکہ یہ بات میں آل ریڈی جانتا ہوں----اور اپنی آواز کو دھیما رکھو عینا !!--"

وہ اسکے چہرے پر جھکتے غرایا تھا---

میں اپنی آواز کم نہیں کروں گی کیا کر لو گے ہاں !!!!مار دو گے۔مار دو مگر اتنا جان لو "
"کہ۔تم مجھے پہلے ہی مار چکے ہو براق شاہ۔۔۔لیکن تمممم۔۔۔۔۔
وہ اسکے غرانے پر ہوش و ہواس کھوتی مزید اونچی آواز میں چلائی۔۔جس پر براق کا پارہ ہائی ہوا۔۔۔

مزید اسے کچھ بھی بولنے کا موقع دیے وہ اسکے گلابی لبوں پر جھک گیا۔۔۔اور علینہ سانس لینا بھول گئی اسے کہاں امید تھی اس بے باکی کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
معا اپنی سچویشن کا خیال آتے ہی وہ فطری حیا سے سرخ ہوتی بے جان ہوتی اسکے کندھے تھامتے آنکھیں سختی سے میچ گئی۔۔۔۔۔۔دل گویا خلق میں اٹکا تھا۔۔۔۔۔

اب پتا چلا کہ میں کیا کر سکتا ہوں !!اسلیے آئیندہ اونچا بولنے سے پہلے یہ ضرور سوچ "
"لینا۔۔۔

وہ پیچھے ہٹتے نرمی سے گویا ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے سختی سے آنکھیں میچے دیکھ شرارت سے اسکے چہرے پر ہلکی پھونک ماری۔۔

اپنے چہرے پر اسکی دہکتی سانسیں محسوس کرتے وہ سرعت سے آنکھیں وا کر گئی۔۔۔ سبز خمار آلود آنکھوں کا شہد رنگ آنکھوں سے تصادم بڑا جان لیوا تھا لیکن شہد رنگ آنکھیں پانیوں سے بھرتیں براق کے اندر زمانوں کی تھکن اتار گئیں۔۔۔ احساس ندامت میں گھرتے وہ اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔۔جہاں وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ پر روتی چلی گئی۔۔۔۔۔

آئم سوری عینا۔۔۔لیکن اگر یہ سب نا کرتا تو تمہیں کھو دیتا ۔۔۔اور تمہیں کھو کر تو میں " مر جاتا ۔۔۔"

وہ دل میں بولتا اذیت سے اپنی آنکھیں موند کر چہرہ اسکے بکھرے بالوں میں چھپا گیا۔۔۔۔

"اسلام علیکم!!!-- "
وہ صحن میں بچھے تخت پر بیٹھیں تسبیح پڑھ رہیں تھیں----انوشے پاس ہی تھی ازلان باہر گیا ہوا تھا---وہ لوٹ کر واپس اپنے آشیانے میں آ گئیں تھیں-- جس نے یہ گھر خریدا تھا وہ آکر گھر کے پیپرز انھیں تھما گیا کہ وہ یہ گھر نہیں لے سکتا ---
اچانک ایک پراڈو سامنے آکر رکی جس میں سے براق اور اسکے ساتھ ایک اور لڑکا تھا لمبے بالوں والا اسکی شخصیت ایسی تھی کہ وہ مرعوب ہوتیں دروازے سے ہٹ کر انھیں راستہ دے گئیں-----

ان لوگوں نے جب اپنا مدعا بتایا تو وہ ہتھے سے اکھڑ گئیں--مگر وہ لڑکا جس نے اپنا نام ابران بتایا تھا اسنے انھیں تسلی دی کہ علینہ اسکی بھی بہن ہے اور وہ جو بھی کرے گا

اسکے حق میں ہو گا اسلیے وہ ان سے نکاح کی اجازت چاہتا ہے۔۔۔اسکی اتنی سنجیدگی پر وہ گو مگو کی کیفیت میں بیٹھی رہ گئیں۔۔۔

کچھ دنوں بعد ہم پورے خاندان سمیت آپکے گھر آئیں گے علینہ کو لینے کہ وہ ہماری " "امانت ہے۔۔۔۔اور شاہ اپنی عزتوں کو رلنے نہیں دیتے آپ بے فکر رہیں۔۔

اسکے لہجے کی سچائی اور لفظوں کی مظبوطی کو بھانپتیں وہ انھیں اجازت دے گئیں۔۔۔۔آخر جہاندیدہ خاتوں تھیں ۔۔پہلے ہی وہ کم بدنام نہیں ہوئیں تھیں۔۔۔

نکاح کے وقت وہ فون پر موجود تھیں ساری کاروائی انکے سامنے ہوئی تھی مگر وہ اسکے سامنے جا کر اسے مزید باغی نہیں کر سکتیں تھیں۔۔ وہ ان ہی سوچوں میں گم تھیں جب مردانہ سلام کی آواز پر چونک کر سامنے متوجہ ہوئیں۔۔۔۔جہاں وہ اسے بانہوں میں لیے کھڑا تھا۔۔وہ سر سے پائوں تک شال میں لپٹی بے ہوش تھی اسے بے ہوش دیکھ کر

وہ لرز کر اٹھتیں اسکی طرف بڑھیں مگر وہ اسے اٹھاکر اندر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔وہ بھی پیچھے پیچھے آئیں۔۔انوشے بھی ساتھ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کچھ نہیں کیا میں نے میں اپنی حدود جانتا ہوں آنٹی!۔۔ یہ آپ کے پاس میری امانت ہے میں بہت جلد اسے لینے آئوں گا۔۔۔اجازت دیں۔۔۔"
وہ مڑ ان کی آنکھوں میں مختلف سوال پڑھتا سنجیدگی سے بولا اور جھک کر ان سے اجازت چاہی وہ اسکے سر پر ہاتھ پھیرتیں محض سر ہلا کر رہ گئیں۔۔۔۔

وہ ایک آخری نظر علینہ پر ڈالتا مڑ کر نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

"اسلام علیکم ابران شاہ سپیکنگ!!۔۔ "

وہ دائیں ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتا بائیں ہاتھ سے فون کان سے لگائے مخصوص لہجے میں بولا مگر فون کے اس پار روحا کی سانسیں اسکی آواز سنتے بے ترتیب ہو گئیں---

" !!!کچھ بولو بھی روح "
کافی دیر سے ابھرتی سانسوں کی آواز سنتے وہ نرمی سے بولا اور وہ اسکے بنا کسی رکاوٹ کے پہچان لینے پر دھک سے رہ گئی---

"کیا تم نے مجھے صرف اپنی سانسیں سنانے کے لیے فون کیا ہے؟؟---- "
"نہیں !!آپ کب آئیں گے؟؟----- "
وہ اسکی چپ پر چوٹ کرتا سنجیدگی سے گویا ہوا--جس پر وہ ہڑبڑا کر بے ساختہ بول پڑی--احساس ہونے پر بے ساختہ لب دانتوں میں دبا لیے---مگر وہ اسکی ہڑبڑاہٹ پر قہقہ لگا کر ہنسا اور یہی غفلت کا لمحہ تھا جس کا دشمن نے خوب فائدہ اٹھایا--

فضا جو اسکے خوبصورت قہقے سے گونج رہی تھی اب گولیوں کی ترتراہٹ سے گونج اٹھی۔۔۔۔گاڑی بے قابو ہوتی سامنے موجود درخت سے پوری شدت سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔پے درپے بدن میں گھستی گرم سلاخوں پر اندر بیٹھا وجود چیخ بھی نا سکا۔۔۔فون کے اس پار گولیوں کی آواز سنتی روحا کی سانسیں بند ہو گئیں تھیں۔۔۔۔۔

"ابرررررررر۔۔۔۔۔ "

"ابر نہیں !!!ابر پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "

وہ پاگلوں کی طرح فون کو دیکھتے ہزیانی ہو کر چیختی شاہ حویلی کے درودیوار ہلا گئی۔۔۔ سیل فون سے ابھرتی اسکی چیخوں پر سرخ ہوتی بھوری آنکھوں میں صرف اسکا عکس تھا جسے محسوس کرتے اسکے خون آلود عنابی لبوں پر دھیمی مسکان ابھری اور پھر معدوم ہو گئی آنکھیں بند ہوتی چلیں گئیں۔۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے زندگی نے منہ موڑ لیا تھا۔۔۔۔

"ابررررر کچھ بولیں۔۔۔۔۔۔۔ "

دوسری طرف مکمل سکوت محسوس کرتے وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی چلائی تھی۔۔مگر ہنوزخاموشی پا کر بے جان ہوتی ٹانگوں سے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔سیاہ آنکھوں میں سمندر ابھرتا گالوں پر بہہ رہا تھا اور گلابی لب بار بار ابر کہتے لرز رہے تھے مگر اسکے ابر کہنے پر بولنے والا آج چپ ہو کر اسکا امتحان لیتا اسکا دل بند کر رہا تھا۔۔۔۔۔

"روحا کیا ہو !!!روحا۔۔۔۔۔ "
ہال میں آتی عنایہ اسے یوں بے حال دیکھ کر ہولتی سرعت سے اسکی طرف بڑھی جس پر وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔

عنایہ ابر ۔۔۔۔ابر فون۔۔۔گولیاں ۔۔۔انھیں کچھ ہوا تو مم۔۔۔میں مر جائوں "
"گی۔۔۔۔ابر۔۔۔

وہ بے ربط بولتی اسے بوکھلا گئی۔۔۔۔وہ اسے سے پہلے مزید کچھ پوچھتی کہ وہ رکتی سانسوں سے ہار کر اسکے بازئوں میں جھول گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"روحا۔۔ "

اسے بے ہوش دیکھ کر عنایہ کی چیخ بے ساختہ تھی۔۔

ابران پر حملے کی خبر شاہ حویلی پر قیامت بن کر گری تھی۔۔۔بی جان شل بیٹھیں تھیں وہ صبح ہی ان کے سامنے تھا ہنستا مسکراتا تو اچانک کیا ہو گیا کہ وہ یوں بے جان پڑا تھا اور ان کا دل چیر رہا تھا۔۔

آنکھوں کے پردوں پر بیس سال پہلے کامنظر آج پوری جزائیت سے قائم تھا۔۔۔کیسے انھوں نے چار جنازوں کو ایک ساتھ اٹھتے دیکھا تھا۔۔۔ ان کا دل انجانے خدشوں تلے دبا لرز رہا تھا بوڑھی آنکھیں بری طرح بھیگی تھیں اور لب مسلسل ہل رہے تھے۔۔۔۔

ابران کو چار گولیاں لگیں تھیں۔۔دو کندھے پر ایک سینے اور ایک گردن کو چھو کر گزری تھی۔۔۔خون کافی ضائع ہو چکا تھا۔۔ڈاکٹرز کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں تھے ۔۔۔کراچی کے سب سے بڑے ہوسپٹل میں اسکا علاج چل رہا تھا ماہر ڈاکٹرز کی پوری ٹیم براق نے اریج کر دی تھی۔۔۔۔۔

سب کے دل اور لب اسکی سلامتی کے لیے دعاگو تھے۔ وہ ان کے لیے اہم تھا اور جس کی وہ دھڑکن تھا وہ اسی ہوسپٹل کے دوسرے کمرے میں بے ہوش پڑی
تھی۔۔۔صدمے اور ایستھما کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو چکی تھی ۔۔۔ڈاکٹرز نے اسے

ٹرینکولائزر کے زیر اثر بے ہوش رکھا تھا کہ ایران کی حالت اسکی طبیعت مزید خراب کر سکتی تھی---

وہ پریگننٹ بھی تھی ارلی پریگننسی میں کافی اختیاط کی ضرورت تھی تبھی ڈاکٹرز کو اسے بے ہوش رکھنا مناسب لگا----

اس خوشخبری پر سب خوش ہوتے یا پھر ایران کی حالت پر دکھی --یہ سب بے شک شاہ خاندان کے لیے مشکل تھا ---بابر صاحب براق، ضیغم،آہل، ماہی اور بی جان ہوسپٹل میں تھے باقی سب کو شہر والے گھر بھیج دیا گیا تھا---بی جان جانے کے لیے تیار نا تھیں ---اب بھی وہ بینچ پر بیٹھیں مسنون دعائوں میں مشغول تھیں---ماہی پلر سے ٹیک لگائے کھڑی تھی --وہ اسکے دل کی اولین چاہت تھا اسکی محبت آج بھی اسکے دل کے ویران کونے میں زندہ تھی جو اسے اذیت دے رہی تھی--روحا کی حالت نے اسے اور بھی زیادہ دکھی کر دیا تھا---

براق بھی سرخ آنکھوں سے سرخ بتی کو دیکھتا ضبط کی انتہائوں پر تھا۔۔وہ آج شام اسکے ساتھ تھا اور اچانک یہ سب اسکے ہواس شل تھے۔۔۔آہل اور ضیغم کا حال بھی اس سے کم نا تھا۔۔۔

وہ واپس آرہے تھے جب براق کی کال آئی وہ فورا مڑے تھے۔۔کچھ گزرنے والے لوگوں نے اسے ہوسپٹل پہنچایا تھا اور براق کو کال کرکہ سارا معاملہ بتا دیا۔۔۔۔اندر آپریشن دو گھنٹوں سے جاری تھا۔۔۔اور تب سے ان سب کی جان لبوں پر تھی۔۔۔۔

"ڈاکٹر وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔؟؟؟۔۔ "

دفتا بتی بجی اور ڈاکٹرز باہر آئے تھے انھیں باہر آتا دیکھ براق تیزی سے آگے بڑھا اور بے چینی سے بولا۔۔بی جان بھی ڈگمگاتے قدموں سے اٹھیں تھیں۔۔۔۔ان کا جواب سننے کے لئے ان کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔۔۔

ہی از آئوٹ آف ڈینجر !!بٹ ہم انھیں آڑتالیس گھنٹے انڈرآبزویشن رکھیں گے۔۔۔کیونک " گردن پر لگی گولی کافی ڈینجریس تھی۔۔۔۔اور یہ ان کی ول پاور ہے کہ وہ سروائیو کر چکے "ہیں ۔۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔۔

ان سب کے پریشان چہرے دیکھتے وہ تفصیل سے بولتے ان کے مردہ وجود میں روح پھونک گئے۔۔ان کے دل سجدہ بجا لائے تھے اسکی صحت یابی کا سن کر۔۔۔

"آہ۔اللہ کا شکر ہے میرے مالک نے مجھے مایوس نہیں کیا ۔۔۔ "
اپنے پاس کھڑی ماہی کو دیکھتے بی جان نے خوشی سے لبریز لرزتی آواز میں کہا بوڑھی آنکھیں نم تھیں۔۔۔انھیں روتے دیکھ وہ بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کرتی انھیں گلے لگا گئی۔۔۔۔

"کانگریچولیشن ینگ مین۔۔ "

ڈاکٹر پیشہورانہ انداز میں مبارک باد دیتے براق کا کندھا تھپتھپا کر آگے بڑھ گئے۔۔۔اور وہ خوشی سے بے قابو ہوتا پیچھے کھڑے آہل کے گلے لگا۔۔جو خود بھی اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا۔۔۔

"انھیں تھوڑی دیر بعد روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے آپ تب مل سکتے ہیں۔۔۔۔ " نرس نرمی سے کہہ کر چلی گئی۔۔۔۔۔

"آپ پریشان مت ہو بی جان ہم تھوڑی دیر میں مل لیں گے۔۔ابران سے۔۔ " انھیں مایوس دیکھ کر ضیغم انھیں تسلی دیتا ہوا بولا۔۔۔مگر نگاہ ساتھ کھڑی ماہی پر پڑی جس کی گرے آنکھیں بھیگی اور متورم تھیں۔۔۔اسکی بھیگی پلکوں کو دیکھتے ضیغم کا دل کسی نے مٹھی میں لے کر مسلا۔۔۔ اسکے دیکھنے پر وہ سر جھکا گئی ۔۔

"میں جوس لے کر آتا ہوں آپ بیٹھیں تب تک۔۔۔ "

وہ نظروں کا زاویہ بدل کر جلدی سے بول کر آگے بڑھ گیا جبکہ اس کے مڑتے ہی ماہی کی آنکھوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا۔۔۔ ضیغم کے لبوں پر درد بھری مسکان ابھری وہ اسکی نظروں کی تپش محسوس کر چکا تھا۔۔۔۔۔

میں کیسے کہوں ضیغم۔۔ تمہاری یہ محبت بھری نظریں مجھے شرمندگی کی تہوں میں دفن " "کرتی ہیں۔۔۔

وہ اسے غائب ہوتے دیکھ کر افسردگی سے سوچتی بی جان کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔۔

ابر۔۔ابر کو کچھ نہیں۔۔۔۔ہو ۔۔۔۔گا۔۔ "

وہ ہوش میں آتے بڑبڑائی تھی کہ اسکے پاس بیٹھی ماہی چونک پڑی اور صوفے پر بیٹھیں بی جان بھی متوجہ ہوئیں۔۔۔۔۔

"روحا۔۔۔روحا آنکھیں کھولو۔۔ابران بلکل ٹھیک ہیں۔۔۔۔ "
ماہی اسکا گال تھپتھپاتے نرمی سے بولی جس پر وہ اپنی سوجی سرخ آنکھیں کھول گئی۔۔۔۔سیاہ آنکھوں میں مردنی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔

ذہن کے پردے پر بیتے لمحے ابھرے تو وہ تڑپ کر اٹھ بیٹھی۔۔۔۔

"ماہی۔۔ماہی۔۔۔ابر۔۔وہ ٹھیک ہیں نا۔۔وہ گولیاں۔۔۔۔میں نے۔۔ مم "
وہ بے ربط سی بولتی تڑپ کر رونے لگی۔۔ ماہی بھی اپنے آنسو نا روک پائی کہ اسکی حالت ہی اتنی قابل رحم تھی۔۔۔۔۔

بی جان سرعت سے اٹھ کر چلتیں اس تک آئیں جو پھوٹ پھوٹ کر روتی ان کا دل موم کر گئی تھی۔۔وہ اسکے پاس آتے نرمی سے اسے تھام کر سینے سے لگا گئیں ان کا سہارا پاتے ہی وہ تڑپ تڑپ کر روتی ان کی آنکھیں نم کر گئی۔۔۔اسکے آنسو صرف ابران کے لیے نہیں بہہ رہے تھے بلکہ وہ آج اتنے سالوں بعد انکے سینے سے لگتی خود کو آزاد محسوس کر رہی تھی ہر اس زنجیر سے جس میں برسوں سے وہ قید تھی۔۔۔۔۔

بی جان کی آنکھیں بھی آج اندر کا غبار نکالتی بھیگ رہیں تھیں۔۔۔۔
شش۔۔۔چپ کچھ نہیں ہوا ابران کو ۔۔وہ بلکل ٹھیک ہے۔۔۔ڈاکٹرز سے بات ہوئی "ہے وہ خیرہت سے ہے۔۔۔"

اسکے بالوں کو سہلاتے انھوں نے نرمی سے اسے تسلی دی۔۔۔جس پر وہ چپ ہو گئی مگر ہچکیاں اور سسکیاں اب بھی جاری تھیں جس پر بی جان نے بے آواز روتی ماہی کو پانی

دینے کا اشارہ دیا وہ سرعت سے آگے بڑھ کر انھیں گلاس پکڑا گئی۔۔جو انھوں نے روحا کے لبوں سے لگا دیا۔۔۔۔۔

"ماضی میں جو کچھ بھی ہوا میں سب بھلا کر تم سے معافی چاہتی ہوں روحا اور امید کرتی ہوں کہ تم معاف کر دو گی مجھے۔۔۔"
وہ اسے سر جھکائے سسکتے دیکھ سنجیدگی سے بولیں کہ وہ تڑپ کر سر اٹھاتی انھیں دیکھنے لگی جو امید بھری نظروں سے اسے دیکھ رہیں تھیں۔۔۔۔

"آپ معافی مت مانگیں بی جان ۔۔۔آپ بڑی ہیں اور جو بھی ہوا وہ اللہ کی طرف سے لکھا تھا۔۔اور میں اس پر راضی ہوں ۔۔۔مگر میری امی بے قصور تھیں بی جان۔انھیں معاف کر دیں۔۔۔۔۔"
وہ انکے ہاتھ تھام کر لرزتے لہجے مہں بولتے آخر میں بری طرح روتی انکے ہاتھوں پر سر ٹکا گئی۔۔۔وہ سرعت سے اسے سینے سے لگا گیئں۔۔۔۔۔

دکھ ہی تو اسی بات کا ہے کہ وہ بے قصور تھی ۔۔۔۔"۔ "

ایک طرف سے ماہی کو اپنے حصار میں لیتے وہ بے آواز روتیں مدھم آواز میں بڑبڑائیں تھیں۔۔۔۔۔

ذہن کے پردوں پر برسوں پہلے بیتے وہ لمحے زندہ ہوئے جس میں انھوں ے آخری بار اسے دیکھا تھا ۔۔جسے ان کی بے روخی نے موتے کے گھاٹ اتار دیا۔۔۔۔۔

وہ گال پر ہاتھ رکھے ششدر تھی اور نظریں انکے آنسوئوں سے تر چہرے پر ساکت تھیں جہان زمانے بھر کی نفرت سجی تھی۔۔۔۔

مجھ سے اور میرے گھر والوں سے سب چھین کر اب یہاں کیا کرنے آئی ہو تم "

"-----

وہ اسے صدمے میں گھرا دیکھ کر ضبط کھوتیں پورے غضب سے چلائیں تھیں----لان میں جمع تمام لوگ ان کی طرف متوجہ تھے----

"مم---میں نے کچھ نہیں کیا بی جا--------- "

"چپپپپ "

وہ روتے ہوئے وضاحت دے رہی تھی کہ بی جان کے غرانے پر چپ رہ گئی---اور سناٹے میں گھرتے انکے آشارے پر پیچھے متوجہ ہوئی جہاں روبی کھڑی تھی---وہ حیرت کا شکار ہوتی گنگ تھی کچھ پوچھنا چاہتی تھی کہ بی جان کی آواز میں ایک صور اسکے کانوں میں پھونکا گیا-----

یہ ہے روبی تمہاری ماں کی خاص ملازمہ جو اس بات کی عینی شاہد ہے کہ میرے گھر "
"کے تمام لوگوں کے قتل کی زمہدار تم اور تمہاری ماں ہو-----
وہ انکے الزام پر ساکت ہو گئی---اس پر سات آسمان ٹوٹے تھے انک بات سن کر---دل تھا کہ پھٹنے کے در پر آپہنچا تھا----

"چلی جائو یہاں سے اس پہلے میں اپنا ضبط ہار دوں نکل جائو یہاں سے--- "
وہ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتی تھی مگر بابر صاحب کی آواز پر کھڑے قد سے ڈھے گئی --وہ انھیں بے یقین نظروں سے دیکھ رہے تھے ان کی آنکھوں میں چھپی نفرت اور بے اعتمادی نے زونیرا کے قدم اکھاڑ دیے-----

گارڈز اور روبی کی زبانی وہ سب سن چکے تھے اور محبت منہ چھپا کر جا چکی تھی اب وہاں صرف نفرت تھی جس نے زونیرا کا پور پور نیلا کر دیا تھا-----

زبان تالو سے چپک گئی تھی کیونکہ وضاحت بے کار تھی فیصلہ ہو چکا تھا بنا اسکی ایک بھی سنے اور وہ کچھ کہنے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔

کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ ان سے محبت کرتی تھی اور محبتوں میں قتل نہیں کیے جاتے وہ کیوں ان کی جان لیتی؟؟؟؟؟ مگر کہنے کے لیے بچا ہی کیا تھا۔۔۔وہ جہاں تھی وہیں کھڑی بابر صاحب کو بے یقین نظروں سے دیکھ رہی تھی جن کی ہر وقت محبت لٹانے والی نظریں اس وقت اجنبی ہوتی اسکی دھڑکنیں روک رہیں تھیں۔۔۔۔

وہ بے ساختہ مڑی کیونکہ پیچھے کچھ نہیں بچا تھا۔۔۔اور جو بچا تھا وہ صرف اسکا مردہ وجود اور دل تھا جس کی لاش اسے خود اٹھانی تھی۔۔۔آنکھیں خشک اور لب خاموش تھے چال میں زمانوں کی تھکن تھی۔۔۔گاڑی میں بیٹھتے بھی اسکا دل ہزار ٹکڑوں میں بٹا تھا۔بربادی اپنے پنجے گاڑتی اسے اسے کھڑے قد سے ڈھا گئی تھی۔۔۔اور وہ محض تماشائی بنی سب دیکھتی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

"روحا واپس آئو یہ فنش کرو سب دیکھو پھر امی نے ناراض ہو جانا ہے۔۔۔ "
وہ چھوٹے سے صحن میں بھاگتی اسے بھی اپنے پیچھے بھگا رہی تھی جس پر بیتے 8 سالوں نے اسے ہڈیوں کا ڈھانچا بنا دیا تھا۔۔۔

اب بچا تھا تو محض کھنڈر جو بتاتا تھا کہ عمارت کسی دور میں اپنی مثال آپ تھی۔۔۔مگر اب تو دیکھنے والے بھی اسکی حالت پر دکھی ہوتے کہ وہ کیا سے کیا بن گئی تھی۔۔۔۔ویران آنکھیں آج بھی خشک تھیں جیسے 8 سال پہلے تھیں۔۔۔۔

شاہ حویلی سے نکلتے وہ سیدھا روشن بائی کے پاس گئی تھی۔مگر دروازے کے پار کھڑے ہو کر ان کی تمام باتیں سنتے وہ اپنی پوری ہستی سے ہلی تھی اسکی ماں کس قدر ظالم تھی جس نے ہنستا بستا گھر اجاڑ دیا۔۔

وہ بنا اسکے سامنے آئے وہاں سے بھاگی تھی کہ روبی نے راستہ روکا اور اس سے اپنے کیے کی معافی مانگی مگر وہ مجبور تھی روشن بائی کے کہنے پر ۔۔۔زونیرا نے اس شرط پر اسے معاف کرنے کیا کہ وہ اسے یہاں سے لے جائے جس پر روبی اسے لاہور لے آئی جہاں اسکی بیوہ بہن رہتی تھی۔۔۔

وہ اندر ہی اندر کڑھتی جی رہی تھی کہ روحا کی آمد ہوئی اسکا چہرہ دیکھتے وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔۔۔ وہ ہوبہو اس جیسی تھی کیا اسکی قسمت بھی ویسی ہونی تھی؟؟۔۔یہ سوچ اسکی سانسیں روک گئی تھی۔۔۔۔۔۔

8 سال اسی ادھیڑبن میں گزر گئے جس کا ایک دن بھی ایسا نہیں تھا جس میں اسکا دل ٹوٹ کر بکھرا نا ہو اسی اذیت نے وقت سے پہلے اسے بوڑھا کر دیا تھا۔۔۔برین ٹیومر نے رہی سہی کسر پوری دی ۔۔پیسوں کی قلت اور اسکی ضد نے روبی کو اسکا علاج کروانے سے روک دیا تھا کہ یہ سب اسکے گناہوں کی سزا ہے اور وہ یہ سزا کاٹنا چاہتی تھی۔۔۔۔

حالات بدلتے چلے گئے نہیں بدلا تو زونیرا کا حال اور اسکی ضد جسنے اسے موت کے دھانے پر کھڑا کر دیا تھا۔۔۔آج صبح سے اسکا دل بے چین تھا۔۔کیوں یہ تو نہیں جانتی تھی مگر جسم لرز رہا تھا۔۔۔

وہ اور روبی بازار جارہیں تھیں کہ سردیوں کی آمد آمد تھی روحا کے کپڑے خریدنے تھے اور دوسرا سامان ۔۔۔اسلیے وہ قریبی مارکیٹ آئیں ۔۔وہ سامان خرید کر روڈ کراس کر رہیں تھیں کہ ایک گاڑی سے ٹکراتے ٹکراتے بچیں ۔۔۔

ڈرویئور نے معذرت کی کہ غلطی بہر حال اس کی تھی۔۔۔۔

"رشید خاتون سے پوچھو چوٹ تو نہیں آئی اگر آئی ہے تو ہسپتال لے چلتے ہیں ۔۔ "

وہ اپنا برقع جھاڑ رہی تھی کہ عقب سے ابھرتی آواز پر ساکت ہو گئی۔۔بلاشبہ یہ آواز بابر صاحب کی تھی وہ مر بھی جاتی تو بھی نا بھولتی ۔۔برسوں بعد یہ آواز سنتے زونیرا کا دل خلق میں آگیا اور جسم پر کپکپاہٹ چھا گئی۔۔۔۔سر میں درد کی ٹسیں اٹھیں تھیں جس نے پل میں اسے پسینہ پسینہ کر دیا۔۔۔

لرز کر روبی کا ہاتھ پکڑتے وہ مڑی کہ شیشے سے جھانکتے بابر صاحب کے وجیہہ چہرے کو دیکھتے اسے لگا وہ ڈھے جائے گی۔۔۔سر میں اٹھتیں ٹیسیں ناقابل برداشت ہوئیں تھیں وہ انھیں آواز دینا چاہتی تھی مگر لب پھپھڑا کر رہ گئے۔۔۔۔۔

پل پل دور ہوتی گاڑی کو دیکھتے وہ کھڑے قد سے گری تھی ۔۔۔آنکھیں دور جاتی گاڑی پر جمی بر طرح بھیگ گئیں تھیں۔۔۔سانسیں رک سی گئیں یہی سوچ کر کہ وہ اب انھیں دوبارہ نہیں دیکھ پائے گی۔۔

"زونی ۔۔۔زونی آنکھیں کھولو کچھ نہیں ہو گا پلیز ہم ہوسپٹل جا رہے ہیں۔۔۔۔ "
اسکا چہرہ تھپتھپا تے روبی چلائی تھی۔اسکی پل پل بگڑتی حالت نے اسکے ہاتھ پاؤں پھلا دیے تھے۔۔ وہ درد کی شدت سے بے حال ہوتی سرعت سے اسکا ہاتھ تھام گئی۔۔۔

"روحا۔۔۔روبی ۔روحا ۔۔بابر کو دینا۔۔میری بچی۔۔روبی۔۔۔ "
وہ ٹوٹتی سانسوں کی اذیت سے بے حال ہوتی تڑپ کر بے ربطگی سے بولی ۔۔۔۔

"روح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "
ناک سے خون بہہ نکلا تھا اور وہ ہچکی کی صورت صرف روحا کا نام لے سکی۔۔۔اور پھر وہ آنکھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گئیں ۔۔۔۔زندگی کا ایک باب بند ہوا تھا ۔۔ایک نامعلوم اذیت کا اختتام ہوا تھا۔۔۔۔

"زونیبی---"

اسے بے جان ہوتے دیکھ روبی کے ہونٹوں سے چیخ کی صورت اسکا نام نکلا-----

---

وہ ساکت کھڑی سامنے دیکھ رہی تھی جہاں اسکی ماں کفن میں لپٹی پڑی تھی--آنکھیں خشک تھیں مگر دل تھا کہ سمندر بنا اسکی سانسیں روک رہا تھا---دل پر گرتے آنسو اسے لرزنے پر مجبور کر رہے تھے--مگر بدن تھا کہ ساتھ دینے سے انکاری تھا----

روبی اور سکینہ رو رہیں تھیں۔محلے کے اور بھی افراد موجود تھے مگر وہ اپنی جگہ سے ہلنے کو انکاری تھی --ابھی تو وہ بازار گئیں تھیں پھر کیسے وہ سفید چادر میں لپٹ کر واپس آگئیں---

"روحا --دیکھ لو اپنی ماں کو ---رو لو میری جان --وہ بھی انتظار کر رہی ہے تمہارا-- "
اسکے پاس آتے روبی روتے ہوئے بولی جس پر وہ خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی--اسکی آنکھوں میں بسی ویرانی دیکھ روبی کا دل پھٹ رہا تھا--بے ساختہ اسنے اسے تھام کر سینے سے لگا لیا---اسکا جسم غم کی شدت سے ہولے ہولے کانپ رہا تھا ---
مگر آنکھیں صحرا بنی ہوئیں تھیں --لب بند تھے کبھی نا کھلنے کے لیے----روبی اسے تھام کر جنازے کی طرف بڑھی جہام سفید چادر اوڑھے وہ لیٹے کی مانند سفید چہرہ لیے ساکت تھی لب جامنی مائل تھے اور چہرہ پرسکون تھا گویا ہر اذیت کا ازالہ ہو گیا ہو-----

اسنے بچپن سے اپنی ماں کو روتے دیکھا تھا--ہوش سنبھالتے ہی وجہ جاننی چاہی تو اسکا جواب اسے ہمیشہ کے لیے چپ کروا گیا----
" میں دلدل کا کنول تھی روح-پاک ہونے کے باوجود دھتکاری گئی کہ میری ماں نے گناہ کیے تھے جن کا ازالہ میں بھگت رہی ہوں--تمہارا باپ بے قصور تھا میری جان--ظلم تو

ان کے ساتھ ہوا تھا۔۔ میں نے ان سے محبت کی تھی روح کی گہرئیوں سے ۔۔اسلیے تمہارا نام روح رکھا کہ تم روح بابر ہو زونیرا کی محبت کا مجسم۔۔اسلیے ان سے کبھی نفرت مت کرنا "کہ تمہاری ماں اس سے آج تک نفرت نہیں کر پائی۔۔۔

یہ وہ لفظ تھے جو آج بھی اسکے کانوں میں گونجتے تھے۔۔ایک وعدہ تھا جو اسنے اپنے ننھے ہاتھوں سے کیا تھا۔۔اور جس کی پاسداری اسے ساری عمر کرنی تھی۔۔۔وہ روح بابر تھی زونیرا کی محبت کی روح جو انھوں نے بابر سے کی تھی۔۔۔

وہ ڈھنے کے انداز میں اسکے سرہانے بیٹھی۔۔ہاتھ بڑھا کر اسے چھونا چاہا مگر روبی نے روک دیا۔۔۔روکنے کی دیر تھی آنسوئوں کا سیلاب اسکی انکھوں سے بہا۔۔۔وہ چیخ چیخ کر روتی وہاں موجود سب لوگوں کی آنکھیں نم کر گئی۔۔۔

غم کی شدت سے اپنا سانس رکتا محسوس کرتے وہ روبی کے بازوئوں میں جھول گئی۔۔۔۔

"روحا۔۔۔ "

اسے سنبھالتے روبی روتے ہوئے چلائی تھی مگر اسکی طرف چھایا سکوت اسکی سانسیں روک گیا۔۔۔۔

"ڈاکٹر وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔ "

وہ روم کے باہر ٹہلتی ڈاکٹر کو دیکھ کر بے چینی سے بولی۔۔روحا کو بے ہوش ہوئے 18 گھنٹے ہو چکے تھے ۔۔وہ جب اسے ہسپتال لے کر آئی تو اسکی سانسیں بند تھیں ۔۔فکر کی بات اسکا اتنی دیر بے ہوش رہنا تھا۔۔۔۔

جنازہ ہو چکا تھا۔۔اور وہ معصوم جان ماں کے آخری دیدار سے محروم تھی۔۔۔ہوسپٹل کے بیڈ پر لیٹی وہ ننھی جان روبی کا دل چیر رہی تھی۔۔۔

جی اب خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔لیکن اب ساری عمر انھیں انہیلر کی ضرورت " رہے گی کیونکہ ان کا دل کافی کمزور ہو چکا ہے۔۔"

ڈاکٹر بڑے آرام سے اسکے سر پر بم گراتا آگے بڑھ گیا۔۔پیچھے وہ سناٹے میں گھرتی اسکی پشت دیکھتی رہ گئی۔۔۔آنکھوں میں اسکے دکھ پر پانی بھرتا گالوں۔پر بہنے لگا۔۔۔

ساکت مجسمے میں حرکت ہوئی تھی موبائل پر ایک نمبر ملاتے اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔۔

"زونیرا کا انتقال ہو گیا ہے ۔۔جتنا جلدی ہو سکے سٹی ہوسپٹل آجائیں۔۔۔ "

فون کان سے لگاتے بنا دوسری طرف سے کچھ سنے وہ سرد لہجے میں بولتی کال کاٹ کر اندر روم کی طرف بڑھ گئی کہ وہ جانتی تھی کہ مقابل موجود شخص ضرور آئے گا۔۔۔۔

بابر صاحب کو لگا کہ آسمان ان کے سر آگرا تھا۔۔ سانس تھی کہ سینے میں اٹک رہی تھی۔۔۔آنکھوں کے سامنے اسک ہنستا چہرہ گھوم رہا تھا جو کبھی ان کی زیست کا حاصل ہوا کرتا تھا۔۔۔دل اتنی تیزی سے دھڑکا کہ انھیں یقین ہو گیا کہ کہیں دور بیٹھا دل کا مکین زندگی کی بازی ہار گیا تھا۔۔۔۔

"زونا۔۔۔۔ "

وہ سرگوشی میں بڑبڑاتے سرعت سے باہر بھاگے۔۔آدھے گھنٹے کا راستہ انھوں نے پندرہ منٹ میں طے کیا تھا۔۔۔۔۔۔ سٹی ہوسپٹل سے روبی کا نام لیتے ان کی سانسیں سینے میں اٹک رہیں تھیں۔۔۔۔

وہ ڈگمگاتے قدموں سے بھاگتے اوپر فلور کی طرف بھاگے۔۔۔۔روم نمر 5 کا دروازہ کھولتے ہی جو چہرہ انھیں نظر آیا اسنے ان کی سانسیں روک دیں ۔۔وہی نیں نقش وہی تصویر انھیں لگا زونا ان کے سامنے آکھڑی ہو مگر وہ زونا تو نہیں تھی وہ تو ان کی بیٹی تھی جسے وہ آج دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

انھوں نے اسے ڈھونڈنے کے بہت کوشش کی مگر قسمت میں انکا ملنا لکھا ہی نہیں تھا اسلیے وہ ناکام رہے اور آج اس خبر نے تو انھیں کھڑے قد سے ڈھا دیا تھا۔۔۔وہ مردہ چال چلتے اس تک پہنچے جو بے ہوش لیٹی تھی۔۔۔

روبی کا بے تاثر چہرہ اسکے کہے کی گواہی دے رہا تھا۔۔اگر وہ زندہ ہوتی تو نظر آتی مگر وہ تو کہیں بھی نہیں تھی۔۔۔۔

"زونا کہاں ہے روبی اور میری بچی کو کیا ہوا ہے۔۔۔ "

وہ لرزتے لہجے میں بولے جس پر وہ چبھتی نظروں سے انھیں دیکھے گئی ۔۔۔

"زونا وہیں ہے جہاں آپ نے 8 سال پہلے اسے دکھیلا تھا ۔۔اور آپ کی بیٹی کا دل اتنا کمزور ہو چکا ہے کہ وہ اب ساری عمر انہیلر پر گزارہ کرے گی۔۔۔"

وہ بے تاثر لہجے میں بول کر رکی نہیں تھی کمرے سے نکل گئی۔۔۔پیچھے وہ سناٹے میں گھرتے اسے دیکھنے لگے جو ہوبہو زونا کی کاپی تھی۔۔۔۔

"میں نے بہت دیر کر دی میری جان ۔۔۔ "

اسکی پیشانی چومتے وہ بے آواز روتے چلے گئے۔۔۔۔انکے رونے میں بیتے لمحوں کی یاد تھی اذیت تھی اور پچھتاوے کے ناگ تھے جو انھیں ڈس رہے تھے۔۔۔۔اور ساری عمر انھوں نے اسی پچھتاوے میں گزارنی تھی۔۔۔۔

اور پھر وقت بیتتا چلا گیا روحا کو وہ شاہ ولا لے آئے۔۔وجہ بی جان کی ضد تھی جس کے آگے وہ مجبور ہو گئے۔۔۔۔روبی بھی روحا کی اماں بی بن کر اسکے
ساتھ آ گئی۔۔۔روحا نے کبھی ان سے شکوہ نہیں کیا کچی عمر کا کیا وعدہ اسے نبھانا تھا اور نفرت میں رکھا کیا تھا۔۔۔وہ اسکے باپ تھے کیسے انکے مقابل آتی اور ویسے بھی اسنے قسمت کا لکھا مان لیا تھا کہ کسی کے کیے کی سزا اسکی ماں نے بھگتی تھی اور باقی رہ جانے والی سزا وہ بھگت رہی تھی۔۔۔۔

بابر صاحب نے ایک بار اس سے معافی بھی مانگی تھی جس پر اسنے انھیں معاف کرتے یہ کہاکہ اسکی ماں ان سے نفرت نہیں کر پائی تو وہ کیسے کر سکتی تھی--وہ بے بس ہے اسلیے معافی مت مانگیں-----

انکے ہاتھ چومتے وہ آخری بار اپنی ماں کو یاد کرتے شدت سے روئی تھی --پھر کبھی بابر صاحب نے اسکے منہ سے زونا کا زکر تک نا سنا ------

---

"آنکھیں کھولیں ابر پلیز --- "

وہ اسکا کینولہ لگا ہاتھ تھام کر روتے ہوئے بولی----آنکھیں رو رو کر سوج چکیں تھیں----چہرہ ان 2 دنوں میں زرد ہو گیا تھا----

اسکی آہ وبکا سب رائیگاں گئی ۔۔اسنے آنکھیں تک نا کھولیں تھیں جو اسکی ایک پکار پر دل وجان سے اسکی طرف متوجہ ہوتا تھا۔۔۔۔

"آنکھیں کھولیں نہیں تو میں ناراض ہو کر شاہ ولا۔چلی جائوں گی۔۔۔ "
وہ اپنی طرف سے دھمکی لگاتی سر اسکے ہاتھ پر ٹکا کر رونے لگی۔۔۔
"تم جا کر تو دیکھاؤ مجھے۔۔میں بھی دیکھتا ہوں تم کیسے جاتی ہو۔۔۔ "
وہ مدھم سرد لہجے میں بولتا روحا کو ہلا گیا۔۔وہ سرعت سے اٹھتی اسے دیکھنے لگی جو اسے ہی دیکھتا ہلکا سا مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

"آپ جاگ رہے تھے۔۔تو کیا اداکاری کر رہے تھے۔۔۔ "
وہ حیرت سے فقط اتنا کہہ سکی جس پر اسکے ہوئیاں اڑتے چہرے کو دیکھ کر مسکراہٹ ضبط کرتا ابران قہقہ لگا کر ہنسا۔۔۔۔۔

"نہیں ابھی جاگا ہوں تمہاری خطرناک دھمکی سن کر ۔۔۔ "
وہ اسکے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتے مدھم گھمبیر لہجے میں بولا۔۔ اسکے دہکتے لمس کو محسوس کرتے وہ پلکیں عارضوں پر گرا گئی۔۔۔۔ابران نے پرشوق نظروں سے اسکا یہ شرمانہ دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

تم جانتی ہو میرے دل کی دھڑکنیں گولیوں کی آواز سن کر نہیں رکیں تھیں بلکہ تمہاری " پکار سن کر رکیں تھیں۔۔۔کہ تمہارا ابر کہنا میری سانسیں روک دیتا ہے روح۔۔۔"
وہ ہلکے سے جھٹکے سے اسے قریب کھینچتا سرگوشی سے بولا۔ روحا کا دل تیزی سے دھڑک اٹھا۔۔اسکا اظہار اتنا انوکھا تھا کہ وہ بے ساختہ سر اٹھا کر اسکی بھوری آنکھوں میں قریب سے دیکھنے لگی۔۔۔

"روح ابر ہو تم ۔۔۔۔ "

وہ اسکی پھیلی آنکھوں کو چوم کر سرگوشی میں بولتا اسکی پیشانی چوم گیا۔۔۔اسکے لمس کو روح کی گہرائیوں سے محسوس کرتی وہ پرسکون ہو کر آنکھیں موند گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

"امی ابران بھائی کو ہوش آگیا ہے ابھی ماہی کی کال آئی ہے۔۔۔ "
وہ ابھی آکر لاؤنج میں بیٹھا تھا کہ وہ تیز آواز میں بولتی وہاں آئی۔۔۔۔اسکی دکھتی آنکھیں اسے اتنے دنوں بعد سامنے دیکھ کر چمک اٹھیں تھیں ۔۔عنایہ اسے یوں اچانک اپنے سامنے دیکھ کر ہڑبڑاتی سرعت سے مڑی مگر وہ اسے بھاگتے دیکھ جلدی سے آگے بڑھ کر اسکی کلائی تھامے اسے لے کر گیسٹ روم کی طرف بڑھا۔۔۔۔دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے مڑ کر دروازہ بند کرتے اسے دروازے سے پن کر گیا۔۔۔۔جبکہ وہ پھیلی آنکھوں

سے اسے دیکھنے لگی جو نیند کی کمی کی وجہ سے سرخ ہوتیں اسکا ایک ایک نقش چوم رہیں تھیں۔۔۔۔

"کیسی ہو۔۔ "

وہ اسکے گال پر پھسلتی لٹ پیچھے کرتا مدھم آواز میں بولا۔۔۔۔۔۔

"مم۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔ "

وہ اسکی قربت سے گھبراتی اٹک کر بولی جس پر وہ جاندار سا مسکرایا۔۔۔۔۔

"مجھ سے نہیں پوچھو گی کہ میں کیسا ہوں۔۔۔ "

وہ فرصت سے اسکا ایک ایک نقش ازبر کرتا سرگوشی میں بولا کہ اسکی سرگوشی اسکی ہتھیلیاں نم کر گئی۔۔۔۔

آ۔آپ کیسے ہیں۔۔۔"۔ "

وہ اسکی جلدبازی پر قہقہ لگاتا اسے خفت سے دوچار کر گیا۔۔۔۔۔

"بہت بے حال ہوں تم سے دور رہ کر ۔۔۔۔ "
وہ ہلکا سا جھکتا خمارالود لہجے میں بولا۔۔کہ عنایہ کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو مچلا۔۔۔۔

"تم خوش ہو نا ہمم۔۔۔ محبت ہو رہی ہے یا ہو گئی ہے۔۔ "
وہ شرارت سے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبائے گویا ہوا ۔۔عنایہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی مگر اسکی آنکھوں میں ناچتی شرارت دیکھ کر وہ جھٹکا دے کر اسے خود سے الگ کر گئی۔۔۔۔۔

"نا تو محبت ہو رہی ہے اور نا ہو گئی ہے ۔۔۔سنا آپ نے۔۔ "

وہ آبرو اچکا کر اٹیٹیوڈ سے بولتی مڑی تھی کہ کلائی کو لگتے جھٹکے پر آہل کے چوڑے سینے کا حصہ بنی۔۔۔۔

"ہوئی نہیں تو ہو جائے گی۔۔۔فکر مت کرو میں مایوس نہیں ہوں۔۔۔۔۔ "
اسکے چہرے پر جھک کر اسکے دونوں گال چھوئے اور پھر اسکی پیشانی چھوتے اسے چھوڑا۔۔۔ اسکا ہونق چہرہ دیکھ شرارت سے انکھ ونک کرتے وہ باہر نکل گیا۔۔۔جبکہ اسکی بے باک جسارت پر عنایہ سر پائوں تک رنگوں سے نہا چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ دونوں گالوں کو چھوتی شرما کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی کہ اب سب کے سامنے جانے کی ہمت کہاں تھی ۔۔۔

وہ سمجھتا ہے یوں پیٹھ پیچھے وار کر کہ وہ بچ جائے گا۔۔ نہیں اس بار نہیں کہ اس بار "
"اسکا سامنا ابران شاہ سے ہے۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھا سر پر پٹی باندھے سامنے دیکھتے چٹانوں کی سختی سے بولا تھا جس پر براق اور ضیغم نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔

"کون کس کی بات کر رہے ہو۔۔۔ "
براق نا سمجھی سے بولا۔۔۔وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ جو آنکھیں سکیڑے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

میر حیدر کی بات کر رہا ہوں۔۔کمینہ حسد کا شکار ہے۔۔۔لیکن اگر اسے میں پاگل پن کا "
"شکار نا کروایا تو کہنا تم۔۔۔

وہ دانت پیس کر بولا جس پر ضیغم کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔۔۔

ویسے ابران بھابھی پیار بہت کرتی ہیں تجھ سے ۔۔۔بے ہوش ہو گئیں تھیں تیرے "
"بارے میں سن کر۔۔۔
وہ اسے دیکھتا شرارت سے بولا ۔۔ ابران نے سرد نظروں اور براق نے اکتا کر اسکی بے تکی بات پر اسے دیکھا۔۔۔۔

"یار میں تو مزاق کر رہا تھا۔۔۔۔ "
وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا کھسیا کر بولا ۔۔۔جس پر وہ دونوں مسکراہٹ چھپاتے اسے دیکھنے لگے۔۔۔

یار سچ کہتا ہوں تم دونوں سڑیل بندوں کی موجودگی میں بندہ مزاق بھی نہیں کر سکتا "
۔۔۔اور اس کمینے کو دیکھ تیرے ساتھ مل کر خود کو لینڈ لارڈ سمجھنے لگتا ہے۔۔۔"۔

ان دونوں کی سنجیدہ شکلیں دیکھ کر وہ دانت کچکچاتا غصے سے بولتا صوفے پر ڈھے گیا ۔۔۔اسکی جھنجھلاہٹ پر وہ دونوں ہنس دیے جبکہ اپنی اتنی عزت افزائی پر وہ خفا ہوتا انکھوں پر بازو رکھ گیا۔۔۔۔

"براق بھائی آپ کو باہر بابا بلا رہے ہیں۔۔۔ "
دفتا کمرے کا دروازہ کھلا اور ماہی کی دھیمی آواز سنائی دی۔۔مگر اپنا ہاتھ اسنے پھر بھی آنکھوں سے نا ہٹایا۔۔۔

"کیسے ہیں ابران آپ۔۔ طبیعت کیسی ہے اب آپ کی۔۔۔ "
وہ اسکے بیڈ کے پاس آکر رکی اور نرمی سے اسکی خیریت دریافت کی۔۔۔اسکے لہجے کی نرمی اور اس میں پنہاں فکر نے ضیغم کے دل پر ستم ڈھائے مگر وہ اسی طرح ساکت پڑا رہا۔۔۔۔

"میں ٹھیک ہو اب کافی ۔۔تھینک یو سو مچ ماہی۔۔۔ "
وہ اسکے ملیح چہرے کو دیکھتا نرمی سے بولا جس پر وہ مبہم مسکرائی۔۔بازو کی جھری سے اسے مسکراتے دیکھ ضیغم کو مزید آگ لگی۔۔۔۔

"گیٹ ویل سون۔۔۔۔ "
وہ نرمی سے بول کر مڑی کہ ضیغم کو صوفے پر سویا دیکھ ٹھٹھک کر رکی۔۔۔کیا اسنے ساری بات سن لی؟؟اسے یوں ساکت پڑا دیکھ وہ پریشانی سے سوچتی پیچھے مڑ کر ابران کو ایک نظر دیکھتی سرعت سے باہر نکل گئی۔۔۔۔
ابران نے آنکھیں سکیڑ کر ماہی کی پشت اور پھر ضیغم کو ساکت سوتے دیکھا تھا۔۔جبکہ دماغ میں مختلف خیال ابھرے تھے۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

مسٹر میر دانیال حیدر آپ کو سردار ابران شاہ پر قاتلانہ حملے کے جرم میں گرفتار کیا جاتا ہے"---"

وہ اپنے آفس سے باہر آکر گاڑی میں بیٹھ رہا تھا کہ پولیس موبائل قریب آکر رکی اور آفیسر کی بات نے میر کو ساکت کر دیا تھا---وہ حیران پریشان سا کھڑا یہ سوچ رہا تھا کہ اتنی آسانی سے اسے کیسے پتا چل گیا کہ حملہ اسنے کروایا تھا---

مگر وہ یہ بھول گیا تھا کہ مقابل ابران شاہ تھا جس کی چار آنکھیں تھیں ---بھلا وہ کیسے نا جان پاتا کہ یہ گھٹیا حرکت اسکی تھی-----

"!!آپ کسی کو کال نہیں کر سکتے مسٹرمیر"

آفیسر کے اشارے پر کانسٹیبل نے قریب آکر اسکا موبائل چھین لیا--وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ آفیسر نے سنجیدگی سے کانسٹبل کو اسے ہتھکڑیاں پہنانے کا آرڈر کیا----

"دیکھو آفیسر یہ تم ٹھیک نہیں کر رہے -- تم جانتے نہیں ہو کہ میں کون ہوں ----دو منٹ میں تمہیں ایکسپل کروا سکتا ہوں----"

وہ اپنے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں دیکھتا بلبلا کر چلایا--مگر پولیس کی طرف سے ہنوز خاموشی پا کر وہ دل میں ابران کے لیے مزید نفرت کا جذبہ ابھرتا محسوس کرنے لگا----

"آج تو تم بچ گئے مگر بہت جلد تمہیں قبر کی تہوں میں نا پہنچایا تو میرا نام بھی میر دانیال حیدر نہیں۔"

اپنے ارد گرد لوگوں کا ہجوم اور ان کے چہروں پر چھائے تمسخرانہ تاثرات دیکھ کر اسنے دل میں عہد باندھا------اسکا چہرہ اس وقت زلت اور نفرت سے سیاہ پڑ گیا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

"کیا بات ہے ٹی وی کیوں بند کر دیا آپ نے-- دیکھ لیتے نا دل بہل جاتا---- "

وہ سوپ لے کر کمرے میں آئی تھی کہ ابران کو ٹی وی بند کرتے دیکھ نرمی سے بولی۔۔۔وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوا جو گلابی سوٹ میں ڈھیلی ڈھالی چوٹی کیے سر پر دوپٹہ اوڑے سادگی میں بھی اسکے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔

میرا دل تو تمہیں دیکھ کر بھی بہل جاتا ہے کیا خیال ہے تم ہی پاس بیٹھ "
"جائو۔۔۔۔۔
وہ میر کی گرفتاری کی خبر دیکھ رہا تھا روحا کو اندر آتے دیکھ سرعت سے ٹی وی بند کر دیا ۔۔۔۔اور بات بدلنے کے لیے معنی خیزی سے گویا ہوا۔۔۔اسکی بات سن کر روحا کان کی لوئوں تک سرخ ہوئی تھی۔۔۔

"پھر کیا خیال ہے تمہارا۔۔۔"
وہ اسے حیا سے لرزتے قریب آتے دیکھ شرارت سے لب دبائے بولا ۔۔۔
"آپ کو آرام کی سخت ضرورت ہے ابر!!۔۔۔ "

وہ بیڈ پر بیٹھتی اندر سے لرزتی بظاہر سنجیدگی سے بولی ۔۔۔وہ اسکا ہوائیاں اڑتا چہرہ دیکھ کر جاندار انداز میں مسکراتا روحا کو بوکھلا گیا۔۔۔وہ اس سے پہلے اٹھ کر باہر بھاگ جاتی وہ بائیں ہاتھ سے اسکی کلائی تھام گیا۔۔۔۔جس پر وہ اسکے زخمی سینے سے لگتی لگتی بچی تھی۔۔۔۔

"تم میرا سکون ہو روح یہ بات یاد رکھو۔۔۔ "
وہ نرمی سے بول کر اسکی صبیح پیشانی چومتا ہولے سے مسکرایا تھا۔ روحا نے اپنی روح کی گہرائیوں تک اسکے لمس کی میسحائی محسوس کی تھی۔۔۔۔

"مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے ابر۔۔۔ "
وہ اسکی شرٹ کے بٹن کھولتے بند کرتے مدھم لہجے میں بولی۔۔۔ اسکے نقوش ازبر کرتے ابران نے چونک کر اسے دیکھا جو سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔

"آپ کو بچے کیسے لگتے ہیں ابر!!----"
وہ اسکے سینے پر نظریں جمائے لرزتے لہجے میں بولی-- وہ آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھنے لگا کہ بچوں کا ذکر کہاں سے آگیا آچانک--اسکے چہرے پر چھائی سرخی کوئی اور کہانی سنا رہی تھی جسے سمجھتے اس اپنے اندر ایک لہر اٹھتی محسوس ہوی------وہ حیرت سے گنگ اسے دیکھے گیا جو اسکی نظروں کی تپش سے مزید سرخ ہو رہی تھی ----

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں بابا بننے والا ہوں--- "
وہ اسکی ٹھوڑی اٹھاتا خوشی سے لبریز لہجے میں بولتا روحا کی زبان تالو سے چپکا گیا----وہ لب پیویست کیے سر کو جنبش دیتی اسکے سینے میں چھپ گئی ----اور ابران اسے لگا کہ دنیا اسکی جھولی میں آگئی ہو ---ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے سب کچھ پا لیا تھا---دل اتنی شدت سے دھڑکا کہ اسے لگا سینے سے باہر آجائے گا-------

"I am blessed Rooh..."

وہ اسکا سر چومتا بھیگی آنکھوں میں انگنت جذبے اور جگنوئوں کی سی چمک لیے بولا۔۔۔۔اسکے لہجے میں پنہاں خوشی نے روحا کو اندر تک شاد کر دیا۔۔وہ اسکی پر شدت گرفت میں پرسکون ہوتی آنکھیں موند گئی۔۔جبکہ ابران کی بھوری آنکھوں میں جہاں صدیوں سے ویرانی تھی اب کئی نئے خواب ابھر رہے تھے۔۔۔جن کی چمک ستاروں کو مات دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ ساکت بیٹھی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی ۔۔۔شہد رنگ آنکھوں میں کئی بیتے لمحے زندہ ہوئے جن کی اذیت اسکی آنکھوں میں چبھتی اسے رونے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔
وہ لمحوں میں کیا سے کیا ہو گئی تھی کہاں وہ اس سے دور جانا چاہتی تھی اور کہاں وہ ہمیشہ کے لیے اسی کی بنا دی گئی۔۔۔۔۔

ہوش میں آنے کے بعد نور بیگم نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا ۔۔۔۔اور یہ بات علینہ کو مزید شرمندہ کر رہی تھی ۔۔۔۔وہ کیسے اتنی مجبور ہو گئی۔۔وہ سوچتی تو حیران ہوتی کہاں وہ اسکے ہوش ٹھکانے لگا دیتی تھی اور کہاں وہ ایک ہی جھٹکے میں اسکے ہواس ٹھکانے لگا گیا۔۔۔۔۔

وہ اسکی بے باکی سوچتی تو حیا سے سرخ پڑ جاتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر غصہ اپنی جگہ تھا۔۔۔۔کتنا ڈھیٹ تھا اور کتنا زور آوار بھی کتنے استحقاق سے اسے چھو لیا ۔۔۔وہ اسکی گرفت اور اسکے لمس کی شدت سوچتی تو کانپ جاتی ۔۔وہ کہاں تک اسکا مقابلہ کرتی۔۔کیسے اسے بتاتی کہ وہ بھی ایک لڑکی تھی اسکے جذبات اسکا کیریکٹر بھی کوئی چیز تھا۔۔اس کے کردار کو ساری دنیا کے سامنے سوالیہ نشان بنا کر وہ کتنی دیدہ دلیری سے سینا تانے اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔کیا محبت ایسی ہوتی تھی۔؟؟؟ کیا اس میں محبوب کی عزت اچھالی جاتی تھی۔۔؟؟؟؟وہ جوں جوں سوچ رہی تھی کئی آنسو ٹوٹ کر اسکے گالوں پر بہہ رہے تھے۔۔۔۔۔

دل تھا کہ اسکی دیوانگی پر آمادہ ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔۔اور دماغ اسے اسکی انا پر ڈٹا رہنے کے لیے مجبور کر رہا تھا۔وہ کیسے ایک لڑکی کو اسکے سامنے سر جھکا دیتی ۔۔کیسے اسے جیتنے دیتی۔۔۔۔۔۔کتنی ہی سوچیں اسکا دماغ خراب کر رہیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔

"میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی براق شاہ۔۔۔پہلے میں بے بس تھی مگر اب تم دیکھو گے کہ میں کیا چیز ہوں تمہیں ناکوں چنے نا چبوا دیے تو کہنا۔۔۔"

وہ اپنے آنسو بے دردی سے صاف کرتی ایک عزم سے بڑبڑا ئی تھی ۔۔اسکے چہرے پر چھائی چٹانوں کو مات دیتی سختی واضح طور پر براق کو شکست دینے کے لیے تیار تھی۔۔۔

مگر دیکھنا یہ تھا کہ کیا وہ براق کے سامنے ٹک پاتی ؟؟،۔۔یہ تو وقت نے طے کرنا تھا۔۔۔وہ انہی لایعنی سوچوں میں گم تھی کی موبائل کی ٹون بجی وہ چونکتی بنا نمبر دیکھے کال اٹینڈ کر گئی۔۔۔۔

"اسلام علیکم ۔عینا۔۔!!۔۔ "
اس سے پہلے کچھ بولتی کی براق کی بھاری گھمبیر آواز پر سناٹے میں گھر گئی۔۔کیسے وہ کمبخت جان گیا کہ وہ اسے ہی یاد کر رہی تھی ۔۔۔۔

"کیوں فون کیا ہے ۔۔تم نے خبردار جو مجھے کال کی دوبارہ تو ۔۔۔ "
وہ دانت پیستی غرائی تھی۔۔ایسا لگ رہا تھا کہ وہ براق کو دانتوں تلے پیس رہی ہے۔۔۔
ملنے کا دل ہے تو بول دو بندہ خاضر ہو جائے گا ۔۔یہ کال نا کرنے کا بہانہ کچھ جچ "
"نہیں رہا۔۔۔۔

دوسری طرف وہ تصور میں اسکا غصے سے سرخ چہرہ دیکھتا مسکراہٹ دبا کر شرارت سے بولا ۔۔۔بولا کیا تھا علینہ کو آگ لگا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔
"بھاڑ میں جائو تم اور تمہاری خوش فہمیاں۔۔۔ "

وہ غصے کی حدوں کو چھوتی چلائی تھی۔۔۔اور وہ اسکے چلانے پر قہقہ لگا کر ہنستا اسکا پارہ مزید ہائی کر گیا۔۔۔وہ خون کے گھونٹ پیتی فون کاٹتی سیل آف کر گئی۔۔۔

"وہ کمینہ تو منٹوں میں مجھے انگاروں پر بیٹھا گیا۔۔میں بھلا کیسے اسکا مقابلہ کروں گی۔۔۔ "
وہ پریشانی سے سوچتی بے بس ہو کر رونے لگی کہ رونے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

کاش اس وقت تم میرے پاس ہوتی تو تمہیں ساتھ لے کر بھاڑ میں تو کیا کہیں بھی "
"چلا جاتا۔۔۔۔
وہ بند فون کو دیکھتا ہولے سے ہنستے بولا تھا۔۔سبز آنکھوں میں عرصے بعد وہ شرارت لوٹ آئی تھی کہ جو کبھی اسکا خاصا ہوا کرتی تھی۔۔۔۔۔

"ویسے بات ہے تو رسوائی کی مگر پھر بھی کہہ رہا ہوں۔۔بھائی۔۔۔ "

وہ ابھی سوچتا مسکرا رہا تھا کہ عقب سے ابھرتی سیف کی سنجیدہ آواز پر چونک کر مڑا۔۔۔

کونسی بات ہے ایسی جو رسوائی کی ہے ۔۔ہمم ۔۔۔۔"۔۔۔ "

وہ آبرو اچکا کر اسکا سنجیدہ چہراہ دیکھتا مشکوک سا بولا۔۔۔۔سیف خفظ ماتقدم کے طور پر دو قدم پیچھے ہٹا۔۔۔براق نے اسکا پیچھے ہٹنا نوٹ نہیں کیا وہ تو اسکی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔۔۔۔

یہی کہ۔۔۔۔۔۔بلی کے خواب میں چھچھڑے۔۔۔۔۔۔۔بھاگو عون "

"عدید۔۔۔۔۔۔!!!!!۔

وہ تیز آواز میں چیخ کر کہتا سرعت سے مڑ کر باہر بھاگا جبکہ پلر کے پیچھے کھڑے باقی دونوں شیطان بھی اسکی تقلید میں اسکے پیچھے بھاگے ۔۔۔اور براق وہ تو صدمے سے ساکت کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔اچانک اسکے بھاگنے پر وہ خونخوار نظروں سے اسے

دیکھتا اسکے پیچھے لپکا کہ آج تو وہ ان تینوں شیطانوں کا کام تمام کر دے گا۔۔۔۔فتنے کہیں کے۔۔۔۔۔۔تھوڑی دیر بعد لان ان تینوں شیطانوں کی چیخوں سے گونج رہا تھا براق کے بھاری ہاتھ کے تھپڑوں نے انکے چودہ طبق روشن کر دیے تھے۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اب ماشاء اللہ ابران ٹھیک ہو گیا۔۔اسلیے ہم تمام باتوں کو بھلا کر نئے سرے سے " شروعات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔اور امید رکھتے ہیں کہ باقی سب بھی اس بات کو سمجھتے ہوئے نئی شروعات کریں گے۔۔۔۔"

وہ لاونج میں صوفے پر بیٹھیں روحا کو اپنے حصار میں لیے نرمی سے بولیں کہ سب کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔۔۔۔

عالیہ بیگم کے دل پر برسوں سے دھرا بوجھ ہٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ پرسکوں ہوتیں بھیگی آنکھوں سے مسکرائیں تھیں۔۔۔۔عائشہ بیگم بھی خوشی سے ساتھ بیٹھیں زکیہ بیگم کو اپنے حصار میں لے گئیں جو بیتے لمحوں کو یاد کرتیں رو رہیں تھیں۔۔۔۔۔۔

یہ تو بہت خوشی کی بات ہے بی جان ۔۔۔مگر میں روحا سے اپنے کیے کی معافی مانگنا " چاہتا ہوں یہ سب میری وجہ سے ہوا تھا۔۔۔۔"۔

بابر صاحب لرزتے لہجے میں بولتے روحا کو ساکت کر گئے ۔۔۔۔زندگی کے ایسے لمحے کا اسنے سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔۔وہ ہوش میں آتی سرعت سے اٹھ کر انکے ہاتھ تھامتی ان پر سر ٹکا کر روتی چلی گئی۔۔برسوں کا غبار تھا جو نکل رہا تھا۔۔۔۔

"مجھے معاف کر دو روحا کہیں نا کہیں میں بھی تمہاری مجرم ہوں۔۔۔ "

وہ ان کے ہاتھوں پر سر ٹکائے روئی جا رہی تھی سر پر ایک لرزتے ہاتھ کی گرفت اور ایک شکستہ لہجے کی گونج سنتے مڑ کر انھیں دیکھنے لگی۔۔۔اسے یقین تک نا تھا کہ ایک لمحہ

زندگی میں یہ بھی آئے گا کہ وہ اسے مخاطب کریں گی۔۔۔ان کے آنسو اور چہرے پر چھائی ممتا نے روحا کا دل موم کر دیا وہ بنا کچھ بولے اور سنے ان کے سینے میں بچوں کی طرح آن سمائی ۔۔۔عالیہ بیگم اسکی گرفت میں ممتا کی تڑپ محسوس کرتیں بہتی آنکھوں سے اسے اپنی آغوش میں سماتے زونیرا کو سرخرو کر گئیں تھیں ۔۔۔۔

بابر صاحب یہ منظر دیکھتے اندر تک پرسکون ہو گئے تھے۔۔۔ کئی برسوں کے رستے زخموں پر کسی نے نرم پھاہے رکھ دیے تھے۔۔۔۔۔۔دل کے ویران کونے میں زونیرا کی محبت کی قبر پر عرصے بعد دیے کی لو چمکی تھی جس نے ان کے دل کے ہر کونے میں روشنی بکھیر دی تھی۔۔۔جس کی چمک ان کی آنکھوں سے پھوٹتی عالیہ بیگم کی نظروں سے پو شیدہ نا رہ سکی ۔۔۔وہ ایک مدت بعد خود کو آزاد ہوتا محسوس کر رہیں تھیں۔۔۔۔

باقی سب کے چہرے بھی خو شی سے دمک رہے تھے۔۔لبوں پر چھائی مسکان نے ایک بار پھر شاہ خاندان کے ناسور پر مرہم رکھا تھا۔۔۔روحا کو سرخرو ہوتے دیکھ ابران کے لب ایک دلکش مسکراہٹ میں ڈھلتے اسکے چہرے کی چمک بڑھا گئے۔۔۔

آج ایک مدت بعد اسے ایسا لگا تھا کہ سینے میں دھڑکتا خون کا لوتھڑا احساس بھی رکھتا ہے۔۔۔خود کو باپ کے عہدے پر فائز ہوتا محسوس کر کے اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اس نے ایک دنیا فتح کر لی تھی۔۔۔ماہم اور اورنگزیب صاحب کے مسکراتے چہرے تصور میں اترتے اسکی بھوری انکھوں میں نمی کی ایک لکیر بناتے اسے مدھم سا مسکرانے پر مجبور کر گئے اب بیتے لمحوں کو یاد کرنے پر مسکرانے کے علاوہ کوئی اور احساس بچا ہی نا تھا۔۔۔وہ سب ایک یاد بن کر اس کے دل میں ایک کسک بن کر رہ گئے

تھے۔۔۔روحا کا پرسکون چہرہ اسکا سیروں خون بڑھا رہا تھا۔۔۔اس نے کب سوچا تھا کہ وہ کبھی جوشی حاصل کر پائے گا مگر آج وہاں بیٹھے اسکا دل سجدہ شکر میں جھکا تھا اپنے اندر پنپتے جذبات پہلی بار اسے وحشتزدہ کرنے کے بجائے پرسکون کر رہے تھے۔۔۔۔

مدت بعد بھوری آنکھوں میں رنگ اترے تھے ---جہاں ہر وقت برف جمی ہوتی تھی آج وہاں ایک چمک تھی جو اسے مزید خوبرو بنا رہی تھی اور اسے دیکھتی روحا کے دل نے بے ساختہ ماشاءاللہ کہا-------

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

سچ کہوں تو ہم اس حادثے سے سخت خوفزدہ ہو گیے ہیں اسلیے چاہتے ہیں کہ آہل اور "عنایہ کی شادی جلد کر دی جائے -----

وہ ابران کو دیکھتیں فکرمندی سے بولتے سب کو چونکا گئیں -----

"آپ برا نا مانیں تو میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔بی جان!!!--- "

ابران سنجیدگی سے گویا ہوا بی جان نے سر ہلا کر اسے رضامندی دی ----

میں ماہی کا بھائی ہونے کے ناطے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسکے لیے ضیغم کو سوچا جائے "
۔"----

وہ مخصوص سرد لہجے میں بولتا ماہی کو ساکت کر گیا۔۔اور ضیغم کو حیران اور پریشان سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔جبکہ باقی سب خوشگوار حیرت میں مبتلا تھے کہ انہوں نے بھلا اس بارے میں کیوں نا سوچا۔۔۔۔۔

بلکل تم کہہ سکتے ہو ابران اور ویسے بھی ضیغم۔گھر کا لڑکا ہے تو سوچنا کیسا صرف ایک "
"بار ماہی سے پوچھ لو وہ کیا کہتی ہے۔۔۔۔
بی جان خوشی سے گویا ہوتیں ضیغم کو دل خوشی سے بھر گئیں دعائیں یوں بھی قبول ہوتیں تھیں؟؟ وہ نم آنکھوں سے ماہی کا چہرہ دیکھتے سوچ رہا تھا۔۔۔۔مگر ماہی کی
رضامندی کے بارے میں سن کر وہ بے چین ہوتا پہلو بدل کر رہ گیا۔۔۔۔۔۔جبکہ دوسری طرف وہ ماہی کو موت کا ازن سنا گئیں تھیں وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سب کو دیکھتی اپنی جگہ ساکت کھڑی تھی۔۔۔۔

ابران کو اٹھ کر اپنی طرف آتے دیکھ وہ بھاگ جانا چاہتی تھی کہ قدموں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔۔۔۔وہ جہاں تھی وہیں کھڑی رہ گئی۔۔۔۔

"کیا تمہیں میرے فیصلے پر کوئ اعتراض ہے۔ماہی۔۔۔ "
وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتا سنجیدگی سے نرم لہجے میں بولا۔جس پر وہ اپنے اندر اترتے سناٹوں کو محسوس کرتے سب کے پرسکون چہرے دیکھتی سر ہلا کر اپنے دل پر بڑے آرام سے پائوں رکھ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔
جبکہ دل کی اذیت اسکی آنکھوں میں جمع ہوتی گالوں پر بہنے لگی۔۔۔۔جسے دیکھتے ابران نے بے ساختہ اسےگلے سے لگا لیا۔۔۔اس کے اقرار نے سب کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑا دی۔۔۔۔اور ضیغم وہ تووطہ حیرت میں مبتلا ماہی کا چہرہ دیکھ رہا تھا کہ وہ مان کیسے گئی۔۔۔۔۔۔

پھر ہوش میں آتے اپنی محبت کی جیت پر اسکا دل سجدے میں جھکنے کو تیار تھا۔۔۔۔وہ خوشی کی شدت سے چیخنا چاہتا تھا۔۔اسکی دعائیں رائیگاں نہیں گئیں تھیں۔۔۔

تو ٹھیک ہے ٹھیک 15 دن بعد ماہی اور عنایہ کی ڈولئ ایک ساتھ اٹھے گی شاہ خویلی "سے۔۔۔"

ماہی کے سر پر ہاتھ پھیرتیں بی جان جوشی سے چہکتی آواز میں بولتیں سب کے چہرے مسکان سے بھر گئیں ۔۔۔برسوں بعد خوشیوں نے شاہ حویلی کے در پر ایک بار پھر دستک دی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

پوری خویلی میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں ۔۔۔ابران بھی کافی حد تک ٹھیک ہو گیا تھا۔۔صرف دائیں بازو میں پلاسٹر ابھی تک چڑھا تھا۔۔۔

سب خوش تھے سوائے ماہی کے اسکا دل ان دیکھے خدشوں کا شکار تھا۔۔۔اسنے کسی چیز میں حصہ نہیں لیا تھا۔۔اسکی ساری شاپنگ عالیہ بیگم اور عائشہ بیگم کر رہیں تھیں۔۔۔عنایہ بھی نائلہ بیگم اور باقی خواتین کے ساتھ دو تین بار شہر جا چکی تھی۔۔۔۔

دو دو شادیاں تھیں اور دونوں ہی بیٹیاں تھیں اسلیے ہر چیز پر خصوصی توجہ دی جا رہی تھی۔۔۔زیوارات لباس اور سجاوٹ اپنی مثال آپ تھے۔۔۔۔

"یار بی جان سے کب بات کرے گا۔۔؟؟۔اتنے دن ہو گئے ہیں ۔۔۔ "

وہ لان میں کھڑے سجاوٹ دیکھ رہے تھے جب براق نے بے چین ہو کر ابران سے کہا جس پر فون کی طرف متوجہ سیگریٹ پیتے ابران چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوا جو کافی بے چین تھا۔۔۔۔۔

"ہمم۔کرتا ہوں کچھ یو ڈونٹ وری!!!۔۔۔ "

وہ آنکھیں سکیڑ کر پرسوچ انداز میں ایک گہرا کش لے کر بولا۔اسکے لہجے کی مضبوطی محسوس کرتے براق تھوڑا پرسکون ہوتا سر ہلا گیا۔۔۔۔

ویسے اپنی جگہ کی بات ہے۔۔کافی بے عزتی ہونے والی ہے تمہاری تیار رہنا۔۔۔"۔ "

وہ سامنے دیکھتا مسکراہٹ دبا کر بولتا براق کو روہانسا کر گیا تھا وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوا جو سامنے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"بکواس مت کر۔۔تیری دفعہ تو کچھ نہیں بولا بی جان مجھے کیا بولیں گی۔۔۔۔؟؟۔۔ "

وہ اسکی بھوری آنکھوں میں شرارت محسوس کرتے تنک کر بولا کہ ابران سے قہقہ ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔۔لب دباتے اسکی طرف دیکھا جو جتاتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا کہ بیٹا میں بھی ان کا پوتا ہوں۔۔۔

"تو براق ہے جانی !!!اور میں ابران شاہ فرق واضح ہے۔۔۔ "

وہ گردن اکڑا کر کہتا براق کا خون جلا گیا۔۔وہ سر سے پیر تک سلگتا اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا جو بے نیازی سے سیگریٹ پیتا مسکان لبوں کے گوشوں میں دبائے اسکی حالت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔۔

ہنہ فرق ۔۔سیدھا بول کہ ہمیشہ بی جان کا چمچہ بن کر رہا ہے اسلیے تجھے زیادہ اہمیت " دیتی ہیں۔آیا بڑا۔۔۔"

وہ خفگی سے بولتا ابران کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گیا۔۔

"سیریسلی براق۔۔۔!!۔۔ "

آنکھیں سکیڑ کر پوچھتے وہ براق کو جلتے توے پر بیٹھا گیا۔۔۔اسکے تاثرات دیکھتے۔ابران کا جاندار قہقہ لان میں گونجا تھا۔۔۔اسکے قہقہے نے براق کا پارہ ہائی کیا۔۔وہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھتا ضبط سے خون کے گھونٹ پیتے اندر کی جانب بڑھ گیا کہ اس کے سامنے رہ کر اپنی مزید بے عزتی کروانا اسکے بس کی بات نا تھی۔۔۔ا

اسکے فرار پر وہ دھیمے سے مسکراتا اسکی پشت دیکھتا نکاح کی بات سن کی بی جان کا ریکشن سوچنے لگا کہ آگے کیا ہو گا۔۔۔سیگریٹ کا دھواں لبوں سے نکالتے اسکی بھوری آنکھوں میں سوچ کی گہری پرچھائیاں تھیں۔۔۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ روحا اور عنایہ کے اصرار پر آج ان کے ساتھ مارکیٹ آئی تھی ۔۔۔ان کی خوشی کی خاطر وہ خاموش تھی۔۔۔مگر دل میں اٹھتے طوفان اسکی گرے انکھوں کو ہلکی سرخی میں گھیرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

وہ دونوں ایک بوتیک میں کھڑیں شاپنگ کر رہیں تھیں۔۔۔عالیہ بیگم اور عائشہ بیگم جیولر کے پاس تھیں۔۔وہ خاموش مگر بیزاری سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔

"اسلام علیکم بھابیو!!۔۔۔ "

وہ اپنے خیالوں میں گم تھی کہ عقب سے ابھرتی بھاری آواز پر ساکت ہو گئی۔۔۔جبکہ روحا اور عنایہ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوتیں ماہی کی پشت پہ کھڑے ضیغم کو دیکھنے لگیں جو

سیاہ پینٹ اور بلیو شرٹ میں بال سیٹ کیے لبوں پر دھیمی مسکان سجائے ہلکی شیو اور مونچھوں میں کافی خوبرو لگ رہا تھا۔۔۔۔

"وعلیکم اسلام۔۔۔۔ "

وہ دونوں یک زبان ہو کر بولیں کہ وہ مدھم سا مسکراتا ماہی کی طرف متوجہ ہوا جو خاموشی سے سر جھکائے فرش کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اس وقت وہ پیلے رنگ کے سوٹ میں پیلا حجاب کیے سادگی میں بھی اسکے دل پر بجلیاں ڈھا گئی۔۔۔

اگر آپ برا نا مانیں تو مجھے ماہی سے کچھ بات کرنی ہے اپ لوگ شاپنگ کریں میں کچھ " دیر بعد خود اسے چھوڑ جاؤں گا۔۔آپ لوگوں کے پاس۔۔۔"۔

وہ ان دونوں کے چہرے دیکھتا سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔

اسکی بات پر کرنٹ کھا کر ماہی نے اسکے وجیہہ چہرے کو دیکھا جو عنایہ اور روحا کی طرف متوجہ تھا۔۔۔

"ہمم۔۔میں بھی کہوں کہ آج تمہیں ہماری یاد کیسے آگئی۔۔۔ "

اسکے چہرے کو شرارتی نظروں سے دیکھتے عنایہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔سیاہ سوٹ میں سیاہ ہی حجاب لیے وہ روحا کے ساتھ کھڑی تھی جو برائون رنگ کے سوٹ میں برائون حجاب کیے اسے دیکھتی مسکراہٹ دبا رہی تھی۔۔۔۔

"لی۔۔لیکن عنا!!!۔۔۔۔ "

"تو اب پتا چل گیا نا اپ شاپنگ کریں ہم آتے ہیں۔۔۔چلو ماہی۔۔ "

وہ جلدی سے کہہ کر ماہی کا ہاتھ پکڑتا باہر کی طرف بڑھا اور وہ جو کچھ کہنا چاہتی تھی اسکی بے ساختہ حرکت پر مڑ کر عنایہ لوگوں کو دیکھنے لگی جو اسکی بے بسی پر ہاتھ پر ہاتھ مارتیں ہنس رہیں تھیں۔۔۔۔وہ قہر آلود نظروں سے انھیں گھورتی اسکی پشت دیکھنے لگی جو اسے گھسیٹنے والے انداز میں لے جا رہا تھا۔۔۔

اردگرد لوگون کی موجودگی کے خیال سے وہ کچھ کہنے سے باز ہی رہی ۔۔۔۔۔وہ اسے لیے پارکنگ میں آیا اور گاڑی ان لاک کی۔۔۔

"جو بھی بات کرنی ہے یہیں کر لو کہیں اور جانے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ "

وہ اسے اپنے لیے فرنٹ ڈور کھولتے دیکھ کر جلدی سے بولی جس پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا جو سرخی مائل گرے آنکھوں سے اسے دیکھتی حواس باختہ تھی۔۔۔وہ ہولے سے

مسکراتا اسکی طرف ہلکا سا جھکا کہ وہ بدک کر پیچھے ہٹی۔۔۔اور ہراساں نظروں سے اسے دیکھنے لگی جو قریب سے اسکے نقوش خفظ کرنے میں مگن تھا۔۔۔۔۔

"گاڑی میں بیٹھو ماہی !!ورنہ میں نے بیٹھایا تو اچھا نہیں ہوگا۔۔۔۔ "
وہ لب دباتا مصنوعی سرد لہجے میں بولا کہ وہ خوفزدہ ہوتی جلدی سے کھلے دروازے میں گھستی اندر بیٹھ گئی۔۔وہ اسکی پھرتی پر قہقہ ضبط کرتا ڈور بند کرتا گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور زن سے گاڑی آگے بڑھا دی۔۔۔۔۔
وہ اندر سے خوفزدہ ہوتی بظاہر مضبوط سے بیٹھی ہاتھوں کو باہم۔ملاتے کھڑکی سے باہر دوڑتے مناظر دیکھنے لگی۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

گاڑی سمندر کنارے روکتے وہ دروازہ کھول کر اسکی طرف بڑھا جو ویران پڑے سمندر کو دیکھتی ہراساں تھی۔۔۔۔ شام ڈھلنے کو تھی۔۔اور یہ گوشہ کافی سنسان بھی تھا اسلیے

ماہی کا دل خوف سے تیز ڈھڑک رہا تھا کہ اسکی گونج اسے اپنے کانوں میں سنائی دینے لگی۔۔۔۔

"باہر آئو!!۔ "

وہ دروازہ کھولے کھڑا سنجیدگی سے بولا کہ خیالوں میں گم ماہی نے چونک کر اسے دیکھا جو سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔وہ شال مظبوطی سے تھامتی گاڑی سے اتری۔۔وہ دروازہ بند کرتے اسے ساتھ انے کا شارہ کرتا آگے بڑھا۔۔وہ بھی دل میں آیت کرسی کا ورد کرتے اسکے پیچھے ہو لی۔۔۔۔

"پتہ ہے ماہی میں تمہیں یہاں کیوں لے کر آیا ہوں؟؟۔۔ "

وہ سمندر کنارے رکتا سامنے ڈوبتے سورج کو دیکھتا سنجیدگی سے بولا جس پر ہوائوں سے اڑتی شال کو سنبھالتی ماہی چونک کر اسکی پشت دیکھنے لگی۔۔مگر بولنے سے اختراض برتا۔۔۔اور ویسے بھی اسے ضرورت بھی نا تھی۔۔۔۔۔

میں تمہیں بتائوں کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔۔؟؟۔لیکن کیا فائدہ تم نے " اعتبار نہیں کرنا میری بات کا اسلیے اظہار نہیں کروں گا صرف اتنا پوچھوں گا کہ ہاں کیوں "کی تم نے۔۔۔

وہ ہنوز سامنے دیکھتے سنجیدگی سے بولا لہجہ کسی بھی جذبات سے عاری تھا۔۔اسکے لہجے کی ٹھنڈک ماہی کو اپنی روح میں اترتی محسوس ہوئی۔۔وہ بے جان ہوتی اسکی پشت پر۔ نظریں جمائے ساکت تھی کہ کیا بولے۔۔۔۔

اور وہ تھا کہ اسکا سامنا کرنے کی ہمت خود میں ناپید پاتا آنکھیں میچے کھڑا اسکا جواب سننے کو بے چین تھا۔۔۔مگر اسکی خاموشی اسکی سانسیں روک رہی تھی۔۔۔۔

بولو بھی ماہی جو بھی وجہ ہے میں سننا چاہتا ہوں کہ کیا یہ سب تم نے سب کی خوشی " کے لیے کیا ہے یا دل سے ہاں کی ہے۔۔کیونکہ یہ سوچ کہ یہ سب تم نے ان سب کی "خوشی کے لیے کیا ہے میرا دل دل چیر رہی ہے۔۔۔

اسکی خاموشی پر وہ بھینچی آواز میں گویا ہوا۔۔۔
وہ باجود ضبط کے اپنی آنکھیں نم ہونے سے بچا نہیں پایا۔۔ یہ سوچ ہی اسے کند چھری سے زبح کر رہی تھی کہ اسکی محبت میں طاقت ہی نا تھی کہ اسکا دل موم کر سکتی۔۔۔کیا اسکے جذبے سچے نا تھے۔۔۔۔

دوسری طرف اسکے سوال ماہی کا دل چیر رہے تھے اسکی دلگرفتی سب کچھ اسکی جان لبوں پر لا رہی تھی۔۔۔وہ دھندھلائی نظروں سے اسکی پشت دیکھتی ساکت تھی۔۔۔۔
کافی دیر اسکے جواب کا انتظار کرتے ضیغم کو بالا آخر مڑنا ہی پڑا۔۔۔

وہ سر جھکائے گھٹی گھٹی آواز میں روتی اسکا دل کئی ٹکڑوں میں بانٹ گئی تھی۔۔جواب واضح تھا جسنے اسکی قوت گویائی چھین لی۔۔وہ ہوا میں معلق ہوتا اسے دیکھنے لگا جو پوری شدت سے رو رہی تھی۔۔۔

"تو نا کر دیتی تم !!!کیوں میرے جذبات کا مزاق بنایا تم نے ماہی کیوں۔۔۔۔!!!!۔۔ "

وہ بپھر کر اسے کندھوں سے دبوچتا دکھ سے چلایا تھا۔۔۔ماہی اسکے چلانے پر خوفزدہ ہوتی سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی جو اسکے چہرے پر جھکا اسے خونخوار نظروں سے گھورتا اسکی جان نکال رہا تھا۔۔۔اسکی گرم آگ مانند سانسیں اسکا چہرہ جھلسا رہیں تھیں۔۔۔

بولو کیون کیا ایسا ۔۔۔نا کر دیتی میں اپنی شکل دکھا جاتا تو تم کہتی۔۔۔میں چلا جاتا سب "
"سے دور تم سے دور۔۔۔
وہ اسے ساکت مجسمہ بنے دیکھ اذیت سے اسکے چہرے پر غرایا کہ اسکے سلگتے لہجے کی اذیت پر بے جان ہوتی ماہی اسکے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔اور ضیغم وہ تو اسکی اچانک کی گئی جسارت پر ساکن کھڑا رہ گیا تھا۔۔۔۔

اسکا چہرہ اسکے آنسو ختی کہ اسکی گرم سانسیں وہ اپنے سینے پر محسوس کر رہا تھا۔۔۔زبان گویا تالو سے چمٹ گئی ہو۔۔۔بے یقینی سے سر جھکا کر اسکا سر دیکھا جو پیلے حجاب میں لپٹا اسکے سینے میں چھپا تھا۔۔۔۔

مجھے معاف کر دو ضیغم ۔۔لیکن میں نے تمہارے جذباتوں کا مزاق نہیں "
اڑایا۔۔۔ مم۔۔میں خود اس فیز سے باہر نکلنا چاہتی ہوں ۔۔مجھے سنبھال لو
"!!!پلیززز۔۔۔۔

وہ ہچکیوں سے روتی ٹوٹے لفظوں میں بولتی ضیغم کو ٹھنڈا کر گئی وہ بے ساختہ گہرے سانس لیتا اسکے گرد گرفت مضبط کر گیا۔۔۔۔

تم ہمیشہ مجھے اپنی رگ جان سے بھی نزدیک پاؤ ماہی۔۔۔کہ ضیغم وہاب شاہ نے تم "
"سے عشق کیا ہے۔۔۔۔

وہ گرفت سخت کرتا آنکھیں موند کر جذبات سے چور لہجے میں بولا اور جھک کر اسک سر چوم لیا۔۔۔اسکے لمس اور پر شدت تنگ حصار میں خود کو محفوظ سمجھتی ماہی آسودہ ہو کر مسکرا دی کہ اب صحرا میں ابلہ پائی کا سفر تمام ہوا تھا۔۔اب ایک ایسا سائباں سر پر آکھڑا ہوا تھا جسنے اس پر چھائوں کرتے اسکے جھلستے وجود کو راحت پہنچا دی تھی۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

"یار روحا آرام سے کھلائو میں کوئی صدیوں سے بھوکا نہیں ہوں۔۔۔۔ "
وہ بیڈ پر تکیوں کے سہارے بیٹھا تھا اور روحا اسکے مقابل بیٹھی اسے کھانا کھلا رہی تھی۔۔اسکی پرتپش نظروں سے خائف ہوتی وہ جلدی جلدی یہ کام کر کے جانا چاہتی تھی کہ اسکے ٹوکنے پر اسے دیکھنے لگی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

وہ کافی دیر سے اسے دیکھتا اسے کنفیوز کر رہا تھا۔۔۔اسکی نظروں کی تپش سے وہ سرخ ہوتی سیدھی ابران کے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔اور وہ اسکے بوکھلاہٹ میں جلدی سے کھلانے پر مسکان دبائے آخر بول ہی اٹھا۔۔جس پر وہ سیاہ کانچ اٹھاتی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اپ پلیز کہیں اور دیکھ لیں نا۔۔ مجھ سے ایسے نہیںن کھلایا جائے گا۔۔۔"۔ "
وہ روہنسی ہوتی بالاآخر منمنائی تھی کہ ابران قہقہ لگا کر ہنسا۔۔۔۔

مشلاکدھر دیکھوں؟؟-- ہمم--- تم پر نظر ہٹنے کو تیار ہی نہیں ہے تو کیا کروں اور "
ایک تم ہو کہ میرے فیورٹ کلر میں تیار بیٹھی میرے جذبات بہکا رہی ہواب اس میں
"میرا کیا قصور جو نظر بہک رہی ہے؟؟؟----

وہ لب دبا کر بے باکی سے بولتا روحا کے ہوش اڑا گیا--وہ بوکھلا کر پلیٹ سائیڈ ٹیبل پر رکھتی بھاگنے لگی تھی کہ ابران کے بائیں ہاتھ کی گرفت پر وہ سیدھا اسکے سینے پر گرتی مگر سائیڈ پر ہاتھ رکھتے وہ خود کو سنبھالتی اسے خفگی سے دیکھنے لگی جو شرارتی نظروں سے اسے دیکھتا ہولے سے مسکرا رہا تھا----

ابر مجھے جانے دیں مجھے کام ہے باہر---"۔ "
وہ اسکی نظروں کو اپنے لبوں پر ساکت دیکھ کر ہلکے سے منمنائی جس پر وہ چونک کر اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا--جہاں ان سیاہ سمندروں میں صرف اسکا عکس تھا-----

"مجھ سے بڑھ کر ہے کام ؟؟؟--"

وہ اسکی کمر کے گرد گرفت مضبوط کرتے سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں جھانک کر بولا کہ روحا سر نفی میں ہلاتی اسکے سینے پر نظریں جما گئی---کہ اسکی فرمابرداری پر وہ دھیمے سے مسکراتا اسکے گلابی لبوں کو دیکھنے لگا جو ہولے ہولے کپکپاتے اسکے توجہ کھینچ رہے تھے----

ابر پلیز ممم----"۔"

وہ اپنے لبوں پر اسکی سلگتی سانسیں محسوس کرتی ہولے سے بولی تھی کہ ابران جھک کر اسکے باقی الفاظ اپنے لبوں سے چن گیا---وہ اسکی شرٹ ہاتھوں سے دبوچتی آنکھین میچ گئی۔

جب کہ وہ اسکے گرد گرفت مضبوط کرتے ہاتھ کو حرکت دیتے اسکے بالوں کو جوڑے کی قید سے ازاد کر گیا جو کسی آبشار کی طرح ان دونوں کے چہرے کا احاطہ کر گئے-----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

"امی مجھے صبا سے ملنا ہے تھوڑی دیر تک آجائوں گی۔۔۔۔ "

وہ کمرے سے نکلتی نور بیگم کو دیکھ کر بولی جو تخت پر بیٹھیں پالک صاف کر رہی تھیں۔۔۔انھوں نے چونک کر اسے دیکھا جو سیاہ گائوں میں سیاہ ہی حجاب کیے پچھلے دنوں سے کافی بہتر لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

"ازلان کو آنے دیتی وہ ساتھ چلا جاتا۔۔۔ "
وہ فکرمندی سے بولیں جس پر موبائل کو دیکھتی علینہ تلخی سے مسکرائی۔۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا امی ۔۔اور ویسے بھی جو ہونا تھا وہ تو ہوچکا اسلیے اور کیا باقی ہے " اب۔۔۔"۔

وہ تلخی سے کہہ کر بنا ان کی سنے گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔۔اور نور بیگم صرف اسکی پشت دیکھتی رہ گئیں۔۔۔

مین روڈ تک آکر وہ رکشہ ڈھونڈ رہی تھی کہ بلیک پراڈو قریب آکر رکی۔۔وہ بدک کر پیچھے ہٹی مگر براق کو نکلتے دیکھ اسکا خلق تک کڑوا ہو گیا۔۔۔کمبخت ہمیشہ اسکی ٹوہ میں رہتا ہے۔۔۔ وہ غصے سے سوچتے اسے دیکھنے لگی جو سیاہ پینٹ اور سفید شرٹ میں عام سے حلیے میں بھی کئی دلوں کی دھڑکن روک رہا تھا وہ ارد گرد دیکھتی مڑ کر جانا چاہتی تھی کہ وہ سرعت سے اسکی کلائی تھام گیا۔۔۔۔

"کیا ہوا واپس کیوں جا رہی ہو۔۔میں چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ "
وہ نرمی سے اسکا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر بولا جس پر وہ کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

"ہر بار کیوں میرا پیچھا کرتے تم مجھ تک پہنچ جاتے ہو۔۔ "
وہ زچ ہوتی لوگوں کی موجودگی سے نیچی آواز میں چلائی جس پر وہ ہولے سے مسکراتا اسکی شہد رنگ آنکھوں میں جھانک کر بولا۔۔۔۔

کیونکہ تم میری منزل ہو عینا اسلیے ۔۔اب چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ جاؤ بنا کسی " ڈرامے کے۔۔ہمم"۔
وہ نرم مگر سرد لہجے میں بولا تھا کہ اسکی سبز آنکھوں میں چھپی وحشت اور لہجے کی وارننگ پر وہ بنا چوں چراں کی گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔جس پر وہ فاتحانہ مسکراتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا گاڑی اگے بڑھا گیا۔۔۔۔

اترو۔۔۔"۔ "
میں نہیں اتروں گی یہاں مجھے صبا کے گھر جانا تھا تو بہتر ہے مجھے وہیں چھوڑ کر " آؤ۔۔۔"

وہ 7 سٹار ہوٹل کے سامنے گاڑی روکتا نرمی سے بولا تھا کہ وہ تنک کر انکار کرتی اسکا پارہ ہائی کر گئی۔۔وہ جبڑے بھینچ کر اسے دیکھنے لگا جو بے نیازی سے سامنے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

آل رائیٹ تو اب ہم صبا کے گھر نہیں میرے گھر جا رہے ہیں جہاں تم رخصت ہو کر " جارہی ہو۔۔"

"ہر گز نہیں میں چل رہی ہوں۔۔۔ "

وہ سرد لہجے میں بولتا گاڑی بیک کرنے لگا کہ وہ چلاتی سرعت سے گاڑی سے اتر گئی کہ وہ بھی مسکراہٹ دباتا گاڑی سے اترا۔۔۔
اندر اکر اسنے فیملی کیبن بک کروایا اور اسے لیے اندر بڑھا جو خفا خفا سی سرخ ہوتی اسکے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔۔۔

"ویسے عینا تم سیدھی بات کیوں نہیں سمجھتی ہمم--؟؟ "

وہ خمار آلود ہوتی نظروں سے اسکے چہرے کے نقوش دیکھتا شرارت سے بولا کہ علینہ کے قہر ڈھاتی نظروں سے اسے دیکھا جس پر وہ قہقہ لگا کر ہنستا اسکا پارہ ہائی کر گیا---وہ غصے سے کھولتی اٹھ کر باہر کی طرف بڑھی کہ وہ سرعت سے اٹھتا اسے تھام کر دیوار سے لگا گیا---

وہ اسکے حصار میں قید ہوتی ہراساں نظروں سے اسے دیکھنے لگی جو سبز آنکھوں میں خذبات اور جنوں کا ایک جہاں آباد کیے اسے دیکھ رہا تھا---وہ اسکی نظروں کی بے باک چمک اور تپش سے سرخ ہوتی پلکیں جھکا گئی-----

تم جانتی ہو عینا!!! میں جب تمہیں خود سے دور دیکھتا ہوں تو میری سانسیں رکنے لگتی "
"ہیں---

وہ جذبات کے سلگتے الاؤ میں دہکتا اسکے ماتھے پر جھکتا چلا گیا---اور علینہ اسکے دہکتے لمس پر اپنی سانسوں کو رکتا محسوس کرتی سختی سے آنکھیں میچ کر اسکی شرٹ دبوچتی رہ گئی----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ زرا سا پیچھے ہٹا تو علینہ نے گہرے سانس لیتے سر اسکے سینے پر ٹکا دیا---وہ دھیمی مسکان لیے تھوڑی اسکے حجاب سے ڈھکے سر پر ٹکاتے انکھیں سکون سے موند گیا---اپنے سینے پر اسکی انکھوں سے نکلتی نمی محسوس کرتے اسنے جھک کر اسکا سر چوم لیا----

"میں کبھی بھی تمہیں ٹوٹتے نہیں دیکھ سکتا عینا ! ! -- "

وہ اسکے گرد گرفت مظبوط کرتے دھیمے سے بولا۔۔جس پر بے اواز روتی علینہ نے اپنا سر اٹھا کر اسے دیکھا جو جھک کر اسے دیکھ رہا تھا اسکی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتے علینہ کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔

"پھر بھی میں ہر بار تمہاری وجہ سے ٹوٹتی ہوں براق۔۔۔ "
وہ بھیگی آواز میں گویاہوئی لہجے میں برسوں کی تھکن تھی۔۔شہد رنگ انکھیں انسوئوں سے تر براق کا ضبط آزما گیئں۔۔۔وہ ہلکا سا جھکا اور نرمی سے انھیں چوم لیا۔۔۔وہ اپنی آنکھوں پر اس ستم گر کی مسیحائی پر اذیت سے مسکرائی۔۔۔

کیوں مجھ پر اعتبار نہیں کر رہی تم ؟؟؟ایک بار میری ہو کر دیکھو میں تمہیں سمیٹ "
"لوں گا۔۔۔۔

اسکے گلابی لبوں پر درد بھری مسکان دیکھ کر وہ نئے سرے سے اذیت کا شکار ہوتا بولا تھا۔۔۔۔لہجے میں افسردگی تھی جبکہ سبز انکھیں صدیوں کی تھکن لیے ہر طرح کی چمک سے عاری تھیں۔۔۔۔وہ جو اسکے لمس پر انکھیں میچے کھڑی تھی۔۔۔اسکے پر اذیت لہجے پر انکھیں کھولتی اسے دیکھنے لگی۔اسکی شہد رنگ انکھوں میں بے اعتباری تھی مگر اندر کہیں اس پر اعتبار کرنے کی چاہ بھی موجود تھی۔۔اسکی انکھوں میں جھانکتے براق نے سارے رنگ دیکھ لیے تھے۔۔۔وہ ساکت سا اسکے بولنے کا منتظر تھا۔۔۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتی دروازہ ناک ہوا۔۔جس پر براق گہرا سانس بھرتا خود کو کمپوز کرتے اسے نرمی سے الگ کر گیا۔۔۔اور مدھم اواز مین یس بولا جس پر ویٹر اندر داخل ہوا۔۔۔۔

جب تک براق ویٹر کو فارغ کر کے مڑا تب تک علینہ خود کو کافی حد تک سمبھال چکی تھی ۔۔۔مگر بھیگی پلکیں ساری کہانی سنا رہیں تھیں۔۔۔۔

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر اسے اسی طرح ساکت کھڑا دیکھ ارادہ ملتوی کرتے اسکی کلائی تھام کر اسے ٹیبل تک لے گیا۔۔۔وہ بھی خاموشی سے وہاں بیٹھی۔۔گلابی لب خاموش تھے۔۔۔

"کچھ دن تک میری فیملی آئے گی عینا۔۔تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں اتنی جلدی ...پر؟؟؟"

وہ اسے خاموشی سے کھاتا دیکھ سنجیدگی سے بولا اور اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھنے لگا جس نے اسکی بات پر اسے چونکتی مگر ملامت کرتی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

"ایک شخص کو ہاتھ پاؤں سمیت باندھ کر سمندر مین .پھینکنے کے بعد تم اس سے کسی بات کے اعتراض کی امید رکھتے ہو۔؟؟؟...۔"

وہ چبھتے لہجے مین بول کر براق کو گونگا کر گئی --وہ شل سا اسے دیکھنے لگا جو اپنی پلیٹ کھسکا کر اپنا سامان سمیٹتی اٹھنے کے پر تول رہی تھی----
اسے اٹھ کر باہر جاتے دیکھ وہ سرعت سے اٹھ کر کچھ کرنا نوٹ ٹیبل پر رکھتا اسکے پیچھے بھاگا----جو پارکنگ کی طرف جا رہی تھی----

"مجھے گھر چھوڑ دو ----- "
وہ گاڑی مین بیٹھ کر مین روڈ تک لایا تھا جب اسکی بے تاثر اواز پر محض سر ہلاتے اسنے کار اسکے گھر کی طرف موڑی---پورے راستے وہ دونوں خاموش تھے----

اسے لگا تھا کہ اسنے علینہ کو پالیا مگر اج احساس ہوا کہ اسنے اسے حاصل تو کر لیا تھا مگر اسے پانے مین ناکام رہا تھا--وہ ہار گیا تھا --سبز انکھوں . میں صرف ویرانی تھی---
اسے گھر کے باہر اتارتے وہ اسکی پشت دیکھتا افسردگی سے سوچ رہا تھا جو بنا کچھ کہے اندر بڑھ گئی تھی------
♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

"سب کچھ اچھا جا رہا ہے بی جان ایسا لگتا ہے کہ برسوں بعد ہماری خوشیاں لوٹ آئیں ہیں---"

بی جان،عالیہ بیگم،عائشہ بیگم اور زکیہ بیگم ہال میں بیٹھیں تھیں کہ عالیہ بیگم فرط مسرت سے بولیں جس پر وہ سب بھی مسکرا کر اتفاق کر گئیں---

"صیح کہا عالیہ ماشاء اللہ سے ہمارے بچے اپنے گھروں کے ہونے والے ہیں اس سے بڑی خوشی کی خبر کیا ہو گی۔لیکن اب براق کا کچھ سوچو اسے کب تک ایسے ہی کھلا رکھو گی تم۔یا بی جان اپ کچھ کریں اسکے رشتے کے لیے---"

زکیہ بیگم چمکتیں انکھوں سے مسکراتے ہوئے بولیں--اور ساتھ میں براق کا زکر کرتے وہ فکرمند ہوئیں جس پر بی جان جو مسکراتے ہوئے سب سن رہیں تھیں چونک کر انھیں دیکھنے لگیں----

عائشہ بیگم اور عالیہ بیگم سمیت زکیہ بیگم بھی انھیں دیکھنے لگیں جو اب سوچوں میں گم تھیں۔۔۔

ہمم صیح کہا کب تک اسے چھوڑ رکھیں گے ۔ماشاء اللہ ابران سے 2 سال ہی چھوٹا " ہے۔کرتے ہیں کچھ اسکا بھی۔۔۔"

وہ پرسوچ انداز میں گویا ہوئیں کہ وہ سب خواتین سمجھ گئیں کہ اب براق کو کوئی نہیں بچا سکتا۔۔۔۔

"اسلام علیکم بی جان۔۔ "

وہ ابھی کچھ کہیتیں کہ ابران نے سیڑیاں اترتے ان کی طرف اتے سلام کیا ۔۔جس پر وہ چونک کر اسے دیکھنے لگیں جو سیاہ ٹی شرٹ اور سیاہ ٹرائوزر میں بالوں کی بونی کیے بڑھی ہوئی شیو میں رف خلیے میں بھی بے حد خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔وہ نہال ہوتی نظروں سے اسے دیکھنے لگیں جو قدم قدم چلتا ان کی طرف اتا ہلکا سا جھکا تھا۔۔۔۔

"وعلیکم اسلام کیسا ہے میرا بیٹا۔۔ "

وہ اسکی پیشانی چومتے محبت سے بولیں جس پر وہ سب ان کی انکھوں میں ابران کے لیے چمک اترتئ دیکھ نرمی سے مسکرائیں تھیں۔۔۔

ہمم ٹھیک ہوں بی جان۔۔اور اپ بتائیں صحت کیسی ہے۔۔باقی اپ خوبصورت خواتیں " "کیسی ہیں؟؟۔
وہ ان کے ساتھ بیٹھتا بیجان کو دیکھتا نرمی سے بولا تھا۔مگر جب باقی سب کو دیکھا تو شرارت سے گویا ہوا۔۔جس پر وہ سب بے ساختہ ہنسیں تھیں۔۔۔

"ہم سب اللہ کا شکر ہے ٹھیک ہیں بس تمہیں ٹھیک دیکھ کر دل مطمئن ہے ۔۔۔ " عائشہ بیگم نرمی سے مسکراتے گویا ہوئیں جس پر باقی سب نے بھی ان کی تائید کی۔۔وہ ان کے جواب پر دھیمے سے مسکراتا بی جان کو دیکھنے لگا جو شفقت سے مسکراتین اسے دیکھ رہیں تھیں۔۔۔۔

"بی جان میں دراصل براق کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ "
وہ سنجیدگی سے بولتا ان سے کو چونکا گیا۔۔وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگیں جو اب کہہ رہا تھا۔۔۔۔

"بات یہ بی جان کہ اپ کو مجھ پر یقین ہے ؟؟۔۔ہے نا۔۔!!۔۔ "
وہ ان کی جانب جھک کر انکے ہاتھ تھامتا سنجیدگی سے بولا جس پر بی جان نے حیران ہوتے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔

ہمم۔ دراصل براق نے نکاح کیا ہے بی جان جس میں میں اہل اور ضیغم بطور گواہ " شامل تھے۔۔لیکن یقیقن کریں اس وقت وہ سب اتنا ضروری تھا کہ ہمیں اطلاع کتنے کی مہلت ہی نہیں ملی۔۔ایم سوری بی جان۔۔۔"

وہ بنا رکے ان سب پر ارام سے اسمان گراتا گیا۔۔جب کہ وہ پھٹی پھٹی انکھوں سے اسے دیکھ رہیں تھیں جو ستف بی

جان کو دیکھ رہا تھا جن کی بوڑھی انکھوں میں حیرت تھی--

"ابران یہ---یہ سب -- "
میں نے کہا نا یہ سب میری موجودگی میں میری رضامندی پر ہوا تھا کہ مجھے یقین تھا کہ "
اپ مان جائیں گی بی جان --کیونکہ اپکا ابران شاہ جسے اپ نے اپنے گاؤں کی پنچائیت کا
"سربراہ بنایا ہو وہ غلط فیصلے نہیں کر سکتا کیونکہ یہ بات اپ جانتی ہیں!!!---

وہ شاک میں گھریں کچھ کہنا چاہتیں تھیں کہ وہ انکے ہاتھوں پر گرفت مظبوط کرتا اسی
سنجیدگی اور مظبوط لہجے میں معنی خیزی سے بولتا انھیں لاجواب کر گیا----

اسکے چہرے پر چھائی سنجیدگی اور چٹانی تاثرات نے بی جان کو ساکت کر دیا --وہ 9 سال
پیچھے چلیں گیئں۔جہاں وہ اسی طرح ان کے سامنے کھڑا کہہ رہا تھا کہ وہ ٹھیک ہے-- یہ
تاثرات وہی تھے جو اج سے 9 سال پہلے اسکے چہرے پر چھائے تھے--وہ تب بھی

مظبوطی سے کھڑا تھا اور اج بھی اسکی گردن اٹھی تھی کہ وہ غلط نا تھا اور یہ بات وہ 9 سال پہلے بھی جانتیں تھئں اور یہ بات وہ اج بھی جانتیں تھیں۔۔۔

ہمم !!تو کب ان کے گھر رشتہ لے کر جانا ہے یہ بھی بتا دیں تاکہ ہم تیاری کر " "سکیں۔۔۔

وہ اسکی بھوری انکھوں میں اترتے زخمی تاثرات کو دیکھتیں بے تاثر لہجے میں بولتیں ان تینوں خواتیں کو خیران کر گئیں ۔۔مگر کچھ کہنے کی ہمت نا تھا کہ وہ جو فیصلہ لیتیں تھیں ۔۔اسمیں ردوبدل ناممکن تھا۔۔اسلیے خاموش تھیں۔۔اور ویسے بھی اس سب میں براق کی رضا شامل تھی جس نے انھیں پر سکوں کر دیا تھا۔۔۔۔۔

پرسوں چلی جائیں انکے گھر۔۔لڑکی کا نام علینہ احمد ہے باپ کا انتقال ہو چکا ہے " ۔۔ماں اور دو جڑواں بہن بھائی ہیں۔۔۔باقی وہ

(MBBS)

"کی سٹوڈنٹ ہے ---

وہ انھیں بے تاثر دیکھ کر اپنے خول میں سمٹتا اپنی انکھوں میں سرد تاثرات سجایے دھیمے سے بول کر اٹھ کر اوپر آپنی سٹڈی میں چلا گایا جسکا ایک دروازہ اوپر راہداری میں کھلتا تھا اور ایک اسکے کمرے میں---

اسکی پشت دیکھتے ان کی بوڑھی انکھوں میں کئی راز دفن تھے جن سے۔ پردہ اٹھنا ابھی باقی تھا --کہ ابران کی زات میں کئی بھید پوشیدہ تھے --جن کے تاثرات اج اسکی انکھوں میں کئی برسوں بعد چمکے تھے---- جنھیں دیکھ کر بی جان کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ تیزی سے سٹڈی میں ایا تھا دروازہ دے مارنے کے انداز میں بند کیا جس کی گونج ہال میں بیٹھی بی جان نے بھی سنی تھی۔۔۔گہرے ساند لیتے اسنے اپنا پلاسٹر اتارا اور کھینچ کر زمین پر دے مارا۔۔۔۔

بازو سیدھا کیا جس پر زخم سے ٹیسیں اٹھیں ۔۔مگر یہ درد اس درد کے سامنے کچھ بھی نا تھا جو اسکے دل میں برسوں سے دفن تھا۔۔۔اور اج وہ پرانے زخم ادھڑے تھے جن سے رستا لہو اسکی بھوری انکھون کو سرخ کر گیا تھا۔۔وہ جیب سے سیگریٹ نکالتا لبوں دباتے اسے شعلہ دکھا گیا۔۔۔گہرے کش لیتے وہ تیزی سے چلتا کھڑکی میں اکھڑا ہوا۔۔

باہر چمکتی سیاہ رات اسکے اندر بسے اندھیروں کو مات دینے سے قاصر تھی۔۔اور یہ اندھیرے تو برسوں سے اسکی زات کا حصہ تھے۔۔۔سوائے روحا کی زات کے اسکے اندر اترتے سناٹوں کو کوئی روشنی کی کرن نا ملی تھی ۔۔

جو اسے تاریکیوں سے نکال کر روشنیوں میں لاتی۔۔وہ دل میں بسے قبرستان کی وحشتوں میں سانس لیتا تھا۔۔۔مگر روحا کی نرم سانسیں اسے کہیں اور پہنچا دیتیں تھیں۔۔

وہ الگ ہی جہاں میں ہوتا تھا اسکے ساتھ مگر دل کا یک حصہ اج بھی ویران تھا جہاں صرف سناٹا تھا جو اسکی روح کو کھاتا تھا۔۔۔جس نے اسکی انکھوں کو منجند کر دیا تھا۔۔۔۔

چند منٹوں میں وہ 4 سیگریٹ ختم کر چکا تھا۔۔مگر بے چینی تھی کہ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔۔بھوری انکھوں میں بسے منجند سمندر میں خوئی احساس باقی نا تھا۔۔مگر اسکی گہرائوں میں ایک طغیانی تھی جو اسکی روح کو جھنجھوڑتی اسے اگ کے سمندر میں دکھیل رہی۔۔وہ تڑپ رہا تھا۔۔برسوں بعد اسکی بھوری انکھوں میں زخمی تاثرا بھرا تھا۔۔۔

ماہم کی تصویر --اپنی ماں کو سوچتے اسکی بھوری انکھوں میں جذبات تھے--مگر عنابی لب ساکت سے تھے---ہاتھ پہلو میں گرے تھے جن میں سے ایک کی انگلیوں میں دبا سیگریٹ
دبا سلگ رہا تھا بلکل اسکی زات کی طرح جو دہکتے کوئلے کی ماند جل رہی تھی--اور اسکی روح کو تڑپا رہی تھی--مگر اسکے چہرے پر سوائے اسکی بھوری انکھوں میں ابھرتی تکلیف کے کچھ نا تھا--ہمیشہ کی طرح بے تاثر--

دفتا وہ سیگریٹ بجھاتے دھیمے سے چلتے راکنگ چیئر پر ابیٹھا۔چال میں واضح شکستگی تھی---اورطیہ شکستگی بارہا اسکی چال میں اتری تھی مگر صرف تنہائی میں وہ اپنے غموں کا اشتہار لگانے والوں میں سے نا تھا--وہ ہمیشہ سے اکیلا کھڑا رہا تھا ناقابل شکست --اپنی زات میں کئی تلخیوں اور اذیتوں کو چھپائے وہ ڈٹ کر کھڑا ہوتا تھا کہ اسکی بھوری بے تاثر انکھوں میں کوئی جھانک ہی نا پاتا تھا کہ وہ اندر سے کتنا شکست خوردہ ہے-----

خود پر ایک لبادہ اوڑھے وہ دنیا کے لیے ایک سٹون میں تھا۔۔جسے کوئی توڑ نہیں سکتا تھا۔مگر یہ صرف اور اسکا اللہ جانتا تھا کہ وہ کس قدر ٹوٹا ہوا تھا۔۔اور اسے اپنے علاوہ سمیٹنے والا بھی کوئی نہیں تھا اور نا ہی اسنے کسی کو اس چیز کی اجازت دی تھی۔۔۔کہ کوئی اسکی زات کے راز جان سکے۔۔۔

"آج میں چاہتا ہوں کہ کاش مجھے اپکی گود میسر ہوتی مام۔۔۔ "
وہ سامنے دیوار کو دیکھتا سرگوشی میں بولا تو لہجے میں ٹوٹے کانچ کی چبھن تھی۔۔۔انکھوں میں نمی کی ہلکی۔سی تہہ اور مام کہتے اسکے ہولے سے کپکپکاتے لب۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ ساکت کھڑا سامنے دیکھ رہا تھا جہاں اسکی دادی کسی عورت پر ہاتھ اٹھا رہیں تھیں۔۔۔اس عورت کے چہرے پر چھائے تاثرات اسے اپنے تاثرات سے ملتے محسوس ہو

رہے تھے وہی بے یقیقنی اور توڑ پھوڑ۔۔جو اج لان میں بچھی چار لاشوں کو دیکھ کر اسکے چہرے پر چھا رہے تھے۔۔۔۔۔
انکھیں خشک اور ساکت تھیں اور لبوں نے گویا کچھ نا بولنے کی قسم کھا لی تھی۔۔۔۔۔

ضبط کی کوئی حد تھی تو وہ ابران شاہ پر اکر ختم ہو رہی تھی۔۔۔وہ خود کو زمین میں دفن ہوتے دیکھ کر بھی اپنے قدموں پر کھڑا تھا۔۔۔سامنے بچھے جنازوں کو بچھا دیکھ کر بھی اسنے ان کے چہرے دیکھنے کی جرات نا کی تھی کہ قدم ساتھ دینے سے انکاری تھے۔۔۔۔

وہ وہیں ساکت کھڑا لان میں ہوتا تماشہ دیکھ رہا تھا جہاں اسکی چاچی جس کو وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا چاچو گھر سے نکل جانے کا کہہ رہے تھے۔۔۔ان کے چہرے پر چھائی بے یقیقنی اور دکھ نے ایک پل کو ابران کا دل مٹھی میں لیا۔۔مگر پھر اسے بنا کسی وضاحت کے جاتے دیکھ اسکا دل بدگمان ہونے لگا۔۔۔۔

انکے فرار نے مہر لگا دی کہ وہیاسکے خاندان کی موت کی وجہ ہیں۔۔۔روشن بائی اور زونیرا یہ دو نام تھے جو اسکے ننھے زہن پر ساری عمر کے لیے نقش ہو گئے۔۔
اور انے والے سالوں نے یہ ثابت کیا کہ وہ ان ناموں کو بھولا نہین ہے۔۔۔۔۔

اپنے پیاروں کے چہروں پر مٹی ڈالتے اسکا چہرہ بے تاثر تھا ۔۔۔۔بھوری انکھیں خشک اور بے جان تھیں جہاں بسا ہر جزبہ اپنی موت اپ مر گیا تھا۔۔۔اب وہاں کچھ تھا تو صرف برف کی جمی تہیں جو اسے ان والے سالوں کے لیے سرد کر گئیں۔۔۔۔۔۔

میں اپ کے گنہگاروں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔یہ ابران شاہ کا اپ سے وعدہ ہے۔۔۔۔۔"
ان کی قبروں پر کھڑے ہو کر کوئی عہد تھا جو اسنے باندھا تھا۔۔۔اور جو انے والے وقت نے ثابت کیا کہ کتنا سچا تھا ۔۔۔۔۔

وہ عام سا دن تھا جب وہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا تھا۔۔۔۔
سامنے سورج کو دیکھتے اسکی انکھیں بے تاثر تھیں گزرے ماہ وسال میں وہ اپنے خول میں سمٹ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔سب سے الگ تھلگ اپنے اپ میں گم ۔۔اسکی یہ حالت دیکھ کر بی جان کے دل میں ہوک اٹھتی تھی۔۔مگر وہ کچھ کہنے کی ہمت خود میں نلپید پاتیں تھیں۔۔۔

اسکی سرد بھوری انکھیں اتنی بے جان ہوتیں کہ وہ لب سیے اسے دیکھ کر رہ جاتیں۔۔۔کہنا تو دور کی بات تھی۔۔۔۔وہ یونیورسٹی مین تھا۔۔۔

سیگریٹ لبوں میں دبائے وہ دھواں چھوڑتے سامنے دیکھ رہا تھا۔۔۔دفتا خویلی کے پھاٹک سے داخل ہوتی گاڑی کو دیکھتے وہ چونک گیا۔۔یہ بابر صاحب کی گاڑی تھی۔۔گاڑی سے اترے نفوس کو دیکھ کر وہ بلکل نا چونکا کہ اسے ایسے ہی کسی منظر کی توقع تھی۔۔۔

گلابی فراک پہنے وہ بچی بابر صاحب کی انگلی تھامے لتی ارہی تھی۔۔اسکی سرخ وسفید رنگت وہ سامنے سے دیکھ سکتا تھا۔۔۔وہ تب تک سامنے دیکھتا رہا جب تک وہ اندر نا چلے گئے۔۔۔3 سال پہلے زونیرا کی موت کی خبر نے اس پر کوئی خاص تاثر نا چھوڑا تھا۔۔۔اسکی بیٹی تھی جسے بابر صاحب نے 3 سال تک خود سے دور رکھا کہ وہ بیمار تھی اور بی جان کے ریکشن کا سوچتے وہ اسے یہاں لانے میں متامل تھے۔۔اج نا جانے کیا وجہ تھی کہ وہ اسے ساتھ لے ائے تھے۔۔۔

وہ تمام چیزوں سے واقف تھا۔۔مدھم سا پراسرار مسکراتے وہ سیگریٹ بجھا کر نیچے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔سیاہ ٹی شرٹ اور ٹرائوزر میں وہ قدرے چھوٹے بالوں میں اپنے قد اور جسامت کی وجہ سے کافی بڑا لگ رہا تھا۔۔۔

سامنے ہال میں وہ بہث کر رہے تھے وہ اپنی بیٹی کو اپنے ساتھ رکھیں گے اسی خویلی میں۔۔مگر بی جان کے انکار نے اسکے لبوں پر ایک مسکراہٹ نمودار کی تھی۔۔۔وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا سارے ہال میں واحد شخص تھا جو اطمینان سے کھڑا تھا۔۔جس کا چہرہ بے تاثر تھا۔۔۔

وہ تیزی سے سانس لیتی اسکی توجہ کھینچ گئی۔۔گردن کی ہلچل اور سیاہ انکھوں کا خوف اسے متجسس کر گیا۔۔وہ انکھیں سکیڑ کر اسے دیکھنے لگا جو بابر صاحب کی اوٹ میں ہوتی اس سب سے چھپ رہی تھی۔۔اسکی حالت زار دیکھتے اسکے لبوں پر جاندار مسکراہٹ ابھری۔۔۔

بہر حال وہ رات وہیں رکے تھے۔۔وہ رات کو بی جان کے پاس گیا کہ اسکا دل بے چین تھا۔۔کیونکہ بی جان کی کمزور مزاحمت نے اسے ٹھٹھکا دیا تھا۔۔وہ غالبا سے یہیں رکھنے کو راضی ہو جاتیں۔۔جو ابران کو قطعی منظور نا تھا۔۔۔۔

وہ تسبیح پڑھ رہیں تھیں جب وہ اچانک وہاں اکر بولا جسنے انھیں چونکا دیا۔۔وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگیں جو کہہ رہا تھا۔۔۔۔

وہ یہاں نہیں رہے گی بی جان۔۔اگر وہ یہاں رہی تو میں یہ خویلی چھوڑ کر چلا جائوں "
"گا۔امید کرتا ہوں اپ بہتر فیصلہ لیں گی۔۔۔

وہ دوٹوک سرد لہجے میں بولتا انھیں ساکت چھوڑتا کمرے سے نکلتا چلا گیا کہ وہ جانتا ہو جیسے کہ وہ اسکی بات نہیں ٹالیں گی۔۔اور ہوا بھی یہی صبح بی جان نے دوٹوک لفظوں میں

انکار کر دیا۔۔عالیہ بیگم کو لگا کہ یہ سب ان کی وجہ سے ہوا ہے اسلیے کچھ بولنا چاہا مگر بی جان کے لحاظ سے خاموش رہیں اور ادھر عالیہ بیگم کہ خاموشی نے بابر صاحب کو یہ یقیقن دلا دیا کہ یہ سب عالیہ بیگم کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔جبکہ بی جان اور ابران جانتے تھے کہ اصل وجہ کیا ہے۔۔۔

غلط فہمیوں کی یہ دیوار لگلے انے والے سالوں میں بھی قئم رہی۔۔زونیرا کے چلے جانے کے بعد وہ گم صم ہو گئے تھے۔۔۔مزید یہ فیصلہ انھیں عالیہ بیگم سے دور کر گیا تھا۔۔۔جسکا مجرم خود کو ٹھہراتیں وہ اذیت میں گھر گئیں تھیں۔۔۔۔

صرف ابران تھا جو اس فیصلے سے مطمئن تھا۔۔اسے واپس جاتے دیکھ اسکا دل ساکت تھا مگر لبوں پر دھیمی مسکان بسی تھی جو اسکی بھوری انکھوں کے سرد تاثر سے میل نا کھاتی تھی۔۔۔۔وہ خود کو یہ کہہ کر مطمئن کرتا رہا کہ یہ سب سہی ہے وہ یہی ڈیزرو کرتی ہے مگر حقیقت 4 سال بعد کھلی جب اسکی ملاقات روشن بائی سے ہوئی اسکی زبانی سنایا

گیا سچ ابران کو منہ کے بل گرا گیا۔تھا۔۔۔ایک غلط فہمی کا شاکر ہو کر وہ ایک معصوم بچی کو اسکے باپ سے جدا کر گیا۔۔

وہ رکتی سانسوں سے کھڑا سامنے جلتا روشن نگر دیکھ رہا تھا۔۔جہاں وہ وجود جل رہا تھا۔۔جو اسکے گھر والوں کا گناہگار تھا۔۔مگر وہ خوف بھی تو کسی کا مجرم تھا یہ سوچ اتے ہی اسکا دل کیاکہ وہ بھی اسی جلتی اگ میں کود جائے مگر کیا اس سے اسکی اذیت کم ہوتی نہیں۔ بلکل نہیں ۔۔۔وہ خود کو کمپوز کرتا گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔دماغ الگ ہی سوچوں میں گم تھا۔۔چہرہ بے تاثر تھا مگر سٹیرنگ ویل پر جمے ہاتھونکی لرزش اسکے اندرونی خلفشار کی گواہ تھی۔۔۔۔

وہ اس اذیت سے بچنے کے لیے ملک سے باہر چلا گیا۔کہ شائد اسکا حل مل سکے مگر وہی بے چینی اسکے وجود کا حصہ رہی تھی۔۔۔اسلیے واپسی پر وہ سیدھا شاہ ولا ایا تھاکہ اس سے معافی مانگ سکے مگر سامنا کرنے کی ہمت خود میں ناپید پا رہاتھا ۔۔۔اسی کشمکش میں وہ

گھرا رہا اور جب سامنا یوا بھی تو کس طرح ----وہ بے جان ہوتی اسکے سامنے تھی--جو پچھلے کئی سالوں سے اسکے دل و دماغ پر قابض رہی تھی---

قدرت کو کیا منظور تھا کہ وہ بنا کسی رکاوٹ کے سیدھا اسکا مقدر بنا دی گئی---وہ بے یقین تھا کہ اللہ بے اسے معاف کر دیا--اتنی جلدی---اسکی سیاہ انکھوں میں بسی محبت وہ جان چکا تھا--اسکے دل میں کیا تھا یہ صرف وہ جانتا تھا--کہ پچھلے کئی سالوں سے اسکی زندگی کا حصہ رہ چکی لڑکی کیا اسکے دل میں بس پائی تھی-؟؟؟

جواب سیدھا تھا--وہ دل میں تو کیا اسکی سانسوں میں ابسی تھی--جس کی دوری کا سوچتے اسے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوتیں تھیں مگر کہہ نا سکا تھا--اور یہ سچ بتاتے تو اسکا دل خلق میں ارہا تھا کہ اسکی زندگی اجیرن کرنے میں ابران کا ہاتھ بھی شامل تھا جسے وہ اپنا مسیحا سمجھ رہی تھی وہی دراصل اسکی بربادی کا زمہدار تھا-----

اج برسوں سے دبے زخم چھڑ گئے تھے۔۔اور ان سے اٹھتی اذیت وہ اپنے پورے وجود میں اترتی محسوس کر رہا تھا۔۔۔بند انکھوں سے وہ راکنگ چیئر پر پڑا اپنے دردناک ماضی۔میں گم تھا کہ دروازے پر ہوتی اہٹ سے اسی طرح پڑا رہا کہ وہ جانتا تھا کہ انے والا کون ہے۔۔۔

"ابر اپ یہاں کیا کر رہے ہیں میں کب سے اپ کو ڈھونڈھ رہی تھی۔۔۔ "

وہ پریشانئ سے بولتی سیدھی اسکے پاس ائی جو اسی طرح پڑا اپنی انکھیں وا کی اسے دیکھ رہا تھا۔۔اسکی بھوری انکھوں میں چھائی بے پناہ سرخی روحا کو خائف کر گئی وہ جھجھک کر دو قدم دور کھڑی ہوتی اسے دیکھنے نلگی جو اسی طرح اسے اپنے بے تاثر نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔اسکے چہرے پر کوئی تاثر تھا جسنے روحا کی زبان تالو سے چپکا دی۔۔۔۔۔۔

"کک۔۔۔کیا بات ہے ابررر۔۔۔۔۔!!!!۔۔"

وہ مستقل اسکی نظروں پر کچھ کہنا چاہ رہی تھی کہ اچانک وہ اٹھا اور پوری شدت سے اسے اپنے سینے میں بھینچ کر اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا گیا۔۔۔۔

وہ اسکے تنگ سے تنگ ہوتے حصار میں مچل کر تہ گئی مگر اسکی سخت گرفت ۔۔دہکتی اگ مانند سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ ساکت سی اسکے رحم و کرم پر خود کو چھوڑ گئی۔۔جو اسے ایسے خود میں سمائے کھڑا تھا کہ اگر ہلکی سی بھی گرفت ڈھیلی۔کی تو پتا نہیں وہ کہیں چلی جائے گی۔۔۔

وہ حیرت سے گنگ اسکے بازوئوں میں اسکے رحم کرم پر کھڑی تھی۔۔جو سرگوشی میں کچھ بولا جو وہ سن ہی نا سکی۔۔وہ اب اسکی گردن چوم رہا تھا۔۔۔۔وہ جھجھک کر مزید اس میں سمٹی کہ اسکی گرفت اور اسکا لمس دونوں ہی جان لیوا تھے۔۔۔۔

وہ بے جان سی اسکے حصار میں قید تھی جو اپنی پوری شدت سے اسے اپنی گرفت میں لیے کھڑا تھا۔۔۔اسکی دہکتی سانسیں اور لمحہ لمحہ بڑھتی گرفت روحا کو خائف کر رہی تھی دل تھا کہ سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔۔

"ابر ! ! ۔۔کیا ہوا ہے ۔۔پلیز میرا دل بیٹھا جا رہا ہے ۔۔بتائیں تو ہوا کیا ہے۔۔۔ "
وہ اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتی روہانسی ہوتی گویا کوئی جس پر جذبات کی رو میں بہتا ابران ساکت ہو گیا۔۔اسکی گردن میں چہرہ چھپائے اسپر ادارک ہوا کہ وہ اسے سب بتا کر خود سے الگ نہیں کر سکتا اسلیے لمحے کے ہزارویں حصے میں خود کو کمپوز کرتے وہ اسکے گردن کو ایک بار پھر لبوں سے چھوتے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا جس کا چہرہ ہوائیاں اڑا رہا تھا۔۔۔۔

"کچھ نہین بس تمہاری قدر ہو رہی تھی اسلیے ۔۔۔۔ "

وہ اسکے بالوں کو سمیٹتا کچھ مختصرا بولا جس پر روحا خیرت سے اسے دیکھنے لگی جس کا سرخ چہرہ اندرونی خلفشار کا گواہ تھا ۔۔۔۔ بھوری انکھین بھی سرخ تھیں گویا کوئی سمندر ضبط کیے کھڑا ہو۔۔۔۔

"مگر ابر اپ ۔۔۔۔۔۔۔ "

میں ٹھیک ہون روح ! ۔مزید کوئی بات نہیں ہونی چاہیے اب۔۔ تم بتائو کیوں ڈھونڈ " رہی تھی مجھے؟؟۔۔۔۔۔

وہ الجھ کر مزید کچھ پوچھنا چاہتی تھی مگر ابران کے دوٹوک لہجے پر خائف ہوتی خاموش ہو گئی کہ اب کیا بولے۔۔۔۔

میں ۔۔۔آں ۔۔کافی ٹائم ہو گیا ہے نا تو اپ کمرے نہین ائے اسلیے اپ کو ڈھونڈ رہی " تھی۔۔۔۔

وہ مستقل اسکی سوالیہ نظروں پر خلق تر کرتی منمنائی تھی۔۔۔جبکہ اسکے خوفزدہ چہرے کو دیکھتے ابران کا دل قہقہ لگانے کو چاہا مگر پھر ضبط کر گیا کہ یہ نا ہو وہ رونے لگے۔۔۔۔وہ سرخ رنگ کے نائٹ سوٹ میں شال اوڑھے کھلے بالوں میں حیا سے سرخ پڑتی سیدھی اسکے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

"ہمم تو ڈھونڈا جا رہا تھا مجھے ۔۔کیونکہ تم۔مس کر رہی تھی اپنے ابر کو۔۔۔"

وہ بغور اسکی سیاہ انکھوں میں جھانکتا مدھم مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا جس پر روحا سٹپٹا کر سر نفی میں ہلاتی اسے دیکھنے لگی جو اسکے بوکھلائے تاثرات دیکھتا مسکرا رہا تھا۔۔۔۔

"تو کیا نہیں کر رہی تھی مجھے مس ہمم۔۔۔ "

وہ مزید اسے خود میں بھینچتا انگلی سے اسکا نچلا لب سہلاتے مدھم سا بولا کہ اسکے لہجے کی گھمبیرتا اور اسکے لمس نے روحا کو ریڑھ کی ہڈی تک سنسنا دیا۔۔۔وہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی جو سیاہ شرٹ اور سیاہ ہی ٹرائوزر میں ملطوس بالوں .کو رف سی پونی میں قید کیے کھڑا تھا ۔۔کچھ بال اسکے گال پر بکھرتے اسکی وجاہت میں مزید اضافہ کر رہے تھے۔۔۔بھوری چمکدار انکھیں خود پر مرکوز دیکھتے وہ حیا سے لرزتی سر جھکا گئی۔

۔اسکی اس معصوم سی ادا نے ابران کو نہال کر دیا وہ بے ساختہ جھکا اور نرمی سے اسکی انکھوں کو چوم۔لیا۔سرہلکا سا اٹھاتے اسکی پیشانی چومتے ابران کی بھوری انکھوں میں زخمی تاثر تھا۔۔۔۔جبکہ روحا اسکے لمس سے اپنے اندر اترتے سکون کو محسوس کرتی سر اسکے سینے پر ٹکا گئی۔۔۔

اپنی تھوڑی اسکے سر پر جماتے اسکے گرد گرفت مضبوط کرتے ابران کا دل انے والے وقت کو سوچتا تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔اور پرسوچ بھوری انکھیں سامنے دیوار پر لگی پینٹنگ کو دیکھتیں ساکت تھیں۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اج بی جان ابران براق عالیہ بیگم زکیہ بیگم اور بابر صاحب علینہ کے گھر براق کا رشتہ مانگنے جا رہے تھے۔۔۔بی جان کی پھٹکار اور بابر صاحب کی ملامت وہ پہلے ہی سمیٹ چکا تھا اسلیے اب ریلیکس تھا۔۔۔سبز انکھوں میں جیت جانے کی چمک تھی کہ اخر اسنے اپنی محبت کو پا لیا تھا۔۔۔۔

سفید شلوار قمیض پر سیاہ مردانہ شال اوڑھے وہ بالوں کو مخصوص سٹائل میں بنائے خوشبو میں نہایا دھڑکن روک رہا تھا۔۔بی جان تو اسے لے جانے پر راضی ہی نا تھیں مگر ابران

کے سامنے کی گئی براق کی منت نے ابران کو مجبور کیا کہ وہ اسکی حمایت کرے اسلیے اسکے اصرار پر وہ ساتھ جا رہا تھا ۔۔۔جس پر اسکے بتیس دانت باہر تھے ۔۔ جھنہیں دیکھتے بی جان کا پارہ ہائی ہو رہا تھا۔۔۔کہ ڈھیٹھائی دیکھو کمبخت کی کیسے دانت نکال رہا تھا اتنا بڑا کارنامہ سرانجام دے کر۔۔۔

وہ اندر ہی اندر ضبط کیے کھڑیں تھیں جہاں ابران گاڑی نکال کر لا رہا تھا۔۔۔سفید غرارے میں سر پر دوپٹہ اور کریم کلر کی چادر میں وہ اپنے پورے رعب سے کھڑیں تھیں۔۔۔جبکہ عالیہ بیگم سکن کلر کے سوٹ میں ہمرنگ دوپٹہ اور سیاہ شال اوڑھے کھڑیں تھیں۔زکہ بیگم سفید شلوار سوٹ میں کریم کلر کی چادر اوڑھے کافی صوبر لگ رہیں تھیں۔۔۔
۔۔بابر صاحب سفید کلف لگے سوٹ میں واسکٹ پہنے کافی صوبر لگ رہے تھے۔۔جبکہ ابران ہمیشہ کی طرح سیاہ شلوار سوٹ پر کوٹ پہنے بالوں کو مخصوص پونی میں قید کیے راتجے سے سرخ ہوتی انکھوں پر شیڈز لگائے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔۔

اسکی وجاہت تو وہاں کھڑے نفوس کو مات دے رہی تھی اس میں ایک الگ ہی کشش تھی جسکے سامنے تقیبا سب ہی مانند پڑ جاتے تھے۔۔مگر وہ اپنے اس حسن سے بینیاز تھا۔۔۔چہرے پر کوئی تاثر نا تھا مگر دیکھنے والوں کے لیے وہ مغرور شہزادہ تھا۔۔ جس کی گردن کو جھکنا منظور نا تھا۔۔۔۔۔

اور حقیقت بھی یہی تھی کہ اسکی گردن نے اللہ کے سوا کسی کے سامنے جھکنا نا سیکھا تھا۔۔۔اور اسکی شخصیت کی اسی مضبوطی نے اسے کئیوں سے منفرد کر دیا تھا۔۔۔ اور وہ تھا بھی الگ کیونکہ وہ ابران شاہ تھا اور اسے ایسا ہی ہونا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ اپنے کمرے میں بند تھی مگر باہر ہونے والی ہلچل سے واقف تھی کہ اخر کار اج براق کی فیملی انے والی تھی اسکا رشتہ لے۔۔رشتہ لے کر۔۔۔۔ ! ! یہ سوچ ہی اسکے لبوں

پر تلخ مسکراہٹ بکھیر گئی۔۔وہ تلخی سے مسکراتی سامنے ائینے میں دیکھنے جہاں اسکا سراپا چمک رہا تھا۔۔

مہرون ایمبرائیڈری شرٹ اور کیپری میں دوپٹے سے بے نیاز بال کمر پر بکھرائے وہ سٹول پر بیٹھی ائینے میں نظر اتے اپنے عکس کو بے تاثر نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔جو ہر طرح سے زیبائیش سے پاک تھا۔۔۔

شہد رنگ انکھوں کی چمک غائب تھی۔۔وہ یہ سب نہیں چاہتی تھی مگر قسمت اسے ایسے دوراہے پر لا کر کھڑا کر گئی تھی جہاں وہ مزاحمت کرنے سے قاصر تھی۔۔۔ محض بے جان کٹھ پتلی کی مانند وہ ساکت تھی۔۔۔

پرسوں ہوئی ملاقات نے اسے اعصابی طور اور بوجھل کر دیا تھا۔دل کچھ اور چاہتا تھا مگر دماغ کی اپنی .ضد تھی۔۔اسلیے وہ تھکتی جا رہی تھی۔۔کیا کرے اور کیا نا کرے یہ وہ

مختلف سوچیں تھیں جو وہ پرسوں سے سوچ رہی تھی۔۔۔اور دماغ تھا کہ پیٹھنے کے در پر تھا۔۔اسلیے سب جھٹک کر اسنے خود حالات کو سپرد کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔کہ دیکھتے ہیں قسمت اسے کہاں پہنچاتی ہے۔۔اسلیے وہ صبح سے چپ تھی اور نور بیگم کی ہر بات مانتی انھیں حیرت میں ڈال رہی تھی۔۔۔۔۔

مگر وہ سوال کرنے سے ہچکچا رہیں تھیں کہ یہ نا ہو وہ بھڑک کر مکر نا جائے۔۔اسلیے خاموش تھیں ورنہ دل اسکے اتنی اسانی سے مان جانے پر حیران ضرور تھا۔۔۔

باہر گاڑیوں کے ہارن پر وہ چونک کر حواسوں مین اتی جلدی سے چوٹی گوندنے لگی۔۔چوٹی بنانے کے بعد سر پر دوپٹہ اوڑھتے وہ اٹھ کر کھڑکی میں کھڑی ہو گئی جہاں دوپہر ہونے کی وجہ سے ہلکی دھوپ تھی۔۔اور ماحول کافی پرسکون تھا۔۔۔

میک اپ کو اسنے ہاتھ بھی نا لگایا تھا۔۔کہ اسکا دل اسکے لیے رضامند نا تھا۔۔۔ہاتھ پہلوئوں میں گرائے وہ سامنے دیکھتی کہیں اور گم تھی کہ دروازہ کھلنے کی اواز پر چونک کر مڑی تو سامنے نور بیگم کھڑیں تھیں۔۔۔انکے چہرے پر سجی مسکان کو دیکھ کر علینہ کال دل مزید بوجھل ہوا وہ گہرا سانس لیتی جوتے پائوں میں اڑستی انکی طرف بڑھی جو اسے سادگی میں دیکھ کر بھی ساکت تھیں۔۔۔

"...کیا بات ہے امی ایسے کیا دیکھ رہی ہیں؟؟ "
کچھ نہیں وقت دیکھو کتنی جلدی گزر جاتا ہے۔۔کل تک تم میری گود نیں تھی اور اج "
"تمہیں رخصت کرنے کا وقت اگیا ہے۔۔۔

وہ انہیں یک ٹک اپنی طرف متوجہ دیکھ کر بولی تھی۔کہ وہ نم انکھوں سے لرزتے لہجے میں گویا ہوئیں کہ انکے لہجے کی نمی اور افسردگی نے علینہ کا دل مٹھی میں لے لیا۔وہ تڑپ کر

اگے بڑھتی انہیں اپنے حصار میں لے گئی۔جس پر وہ اسکے گرد گرفت مضبوط جرتیں اپنے انسو ضبط کرنے لگیں۔۔۔۔

لفظ وہاں بے معنی تھے اسلیے صرف اپنی گرفت سے وہ لاشعوری طور پر ایک دوسرے کو دلاسہ دینے لگیں۔۔تھیں۔۔

"میں یہیں ہوں امی۔اپ کے پاس پریشان مت یوں ورنہ میں رو دوں گی۔۔۔۔ "

اپنے گلے میں اٹکتے انسوئوں کے گولے کو نگلتے وہ لرزتے لہجے میں بول کر ان کی پیشانی چوم گئی۔۔جس پر اسکے معصوم دلاسے کو محسوس کرتیں نور بیگم مسکرائیں تھیں۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ اسوقت چھوٹے سے گیسٹ روّم میں بیٹھے تھے۔۔براق کی بے چین نظریں دروازے پر لگیں تھیں کہ کب وہ پری پیکر ائے گی اور کب وہ اسے دیکھے گا۔۔۔جبکہ ابران سیل فون پر میلز دیکھ رہا تھا۔۔واحد وہ تھا جو پرسکون تھا۔۔

بی جان نور بیگم کو دیکھ کر تو مطمئن تھیں کہ وہ کافی سادہ لوح لگیں تھیں انہیں۔۔کافی ملنسار اور دونوں بچے تو سیف عون عدید کی طرح لگ رہے تھے۔۔وہیمعصومیت اور شرارتی تاثرات۔۔۔

زیرلب درود پڑھتے وہ نظر گما رہیں تھیں کہ براق کو یک ٹک دروازے کی سمت متوجہ دیکھ انہیں غصہ ایا۔۔۔

"براق اپ ایسا کریں علینہ کے کمرے میں چلے جائیں تاکہ دیدار تو ہوسکے اپکو انکا۔۔۔ "

وہ جو گم تھا اچنک بی جان طنز پر ہوش میں اتا شرمندہ ہوکر انہیں دیکھنے لگا جو خفا نظروں سے اسے دیکھ رہیں تھیں۔۔جبکہ ابران کا اسکی عزت افزائی پر قہقہ بے ساختی تھا۔۔۔وہ خون کے گھونٹ پیتا سر جھکا کر سیل فون کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔جبکہ اسکی فرمابرداری پر سب کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی ۔۔بی جان بھی مسکرا کر سر جھٹکتیں سامنے دیکھنے لگیں۔۔۔

دفتا کمرہ مدھم خوشبو سے مہکا جس پر سب چونک کر سامنے دیکھنے لگے جہاں سے علیبہ نور بیگم کے ہمراہ داخل ہو رہی تھی۔۔مہرون سوٹ میں وہ سادگی کا پیکر بنی براق کے دل پر بجلیاں گرا گئی۔۔وہ ساکت سا اسے دیکھ رہا تھا جو جھکی نظروں سے کھڑی اسکے دل کے تار چھیڑ گیی تھی۔۔۔

جبکہ بی جان اسے دیکھ کر ساکت کھڑیں تھیں --وہ اتنی معصوم اور خوبصورت تھی کہ انکے تمام گلے شکوے دم توڑنے لگے--وہ پرسکون ہوتہں مسکرا کر براق کو دیکھنے لگیں مگر اسے ہوش وہواس سے بے گانہ دیکھ کر انکی مسکراہٹ گہری ہو گئی---

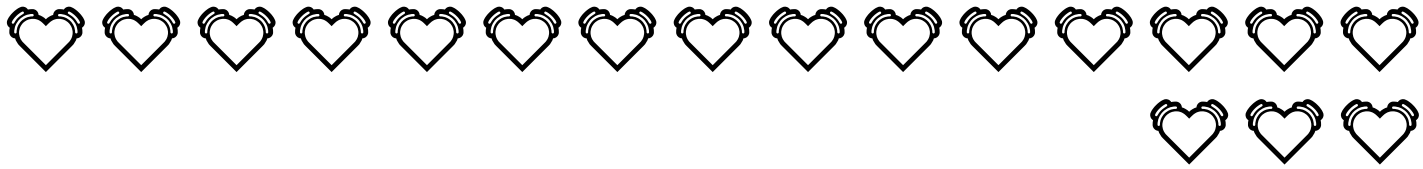

"اسلام علیکم-- "

اسکی محویت کو علینہ کے مدھم سلام کی اواز نے توڑا وہ ہوش میں اتا سامنے کھڑے ابران کی طرف متوجہ ہوا جو اسے ہی خشمگیں نظروں سے دیکھنے میں مگن تھا کہ کر لی کمینگی پوری---

وہ کھسیا کر بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہلکا سا مسکرا کر بابر صاحب کے پہلو میں بیٹھ گیا--جبکہ بی جان نے اگے بڑھتے علینہ کی پیشانی چوم کر اسے دعائوں سے نوازا--اسکے بعد عالیہ بیگم اور زکیہ بیگم اگے بڑھیں جبکہ بابر صاحب نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا--

ابران نے بھی اسکے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔ محبتوں کے اس مظاہرے پر علینہ صیح معینوں میں کنفیوز ہوئی تھی اسکے اندازے میں تو وہ سب اسے جلی کٹی سناتے مگر وہ تو محبت سے پیش ارہے تھے۔۔۔اسکی بوکھلائی شکل براق کو کافی مزہ دے رہی تھی۔۔وہ متبسم نظروں سے اسے دیکھنے میں مگن تھا۔۔جو مکمل طور پر اسے اگنور کیے ہوئے تھی۔۔۔مگر اسکا سرخ چہرہ اس بات کا گواہ تھا کہ وہ براق کہ نظروں سے انجان نا تھی۔۔۔۔

"آئو یہاں ہمارے پاس بیٹھو۔۔۔ "

اسے مسلسل وہیں کھڑا دیکھ کر بی جان نے محبت سے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے پہلو میں بیٹھایا۔۔۔جبکہ وہ کافی ہونق زدہ تھی۔۔۔اسکی شکل دیکھ کر ایک بار تو ابران کو بھی ہنسی اگئی تھی مگر وہ ضبط کر کے موبائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔

تمہید کاکوئی فائدہ نہیں ہے نور بیٹا!!۔۔حقیقت سے تو تم واقف ہو کہ میرے پوتے "
نے جو کارنامہ سر انجام دیا ہے۔۔اسکی طرف سے ہم۔معزرت خواہ ہیں۔۔۔تاخیر کا کوئی
فائدہ نہیں اسلیے ہم چاہتے ہیں اپنی پوتیوں کے ساتھ براق کی بھی شادی کر دوں اسلیے
"ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمیں کوئی مثبت جواب دو۔۔۔۔

بی جان نے سنجیدگی سے بات کا آغاز کیا اور کارنامے والی بات پر براق کو خشمگیں نظروں
سے دیکھا مگر وہ کمال ڈھیٹائی سے دانتوں کی نمائش کرتا ان کا فشار خون بڑھا گیا۔۔ماحول
کے پیش نظر وہ خون کے گھونٹ پیتیں سامنے نور بیگم سے بولیں جو پہلے ہی ان سے
مرعب نظر ارہی تھیں مگر ان کے لہجے میں غرور اور رعونت ناپید پا کر وہ پر سکون ہوتیں
علینہ کی طرف دیکھنے لگیں جو سر جھکائے یوں بیٹھی تھی جیسے اس سب سے اسکا کوئی
تعلق ناہو۔۔۔۔۔

"مجھے کیا اعتراض ہونا ہے بی جان ---یہ اپ کیا امانت ہے جو مناسب لگے کیجیے --مگر صرف اتنا کہوں گی کہ یہ مجھے بے حد عزیز ہے---"

"بے فکر رہیں اپ ہماری بھی بیٹیاں ہیں---اور اج سے علینہ بھی ہماری بیٹی ہی ہے----"

وہ گہرا سانس لیتیں نرمی سے بولتیں بات کے اختتام تک ابدیدہ ہوگئیں--جس پر عالیہ بیگم اٹھ کر ان کے پاس بیٹھتیں تسلی امیز لہجے میں بولیں----

"بلکل نور بہن علینہ اج سے شاہ خاندان کی بہو نہیں بلکہ بیٹی ہے--- "

زکیہ بیگم بھی ان کی انکھوں میں انسو دیکھ بھرائی اواز میں گویا ہوئیں کہ بیٹی کو وداع کرنا اسان نہیں ہوتا---انھیں علینہ میں عنایہ نظرا ائی جو کچھ دن بعد ان سے بچھڑنے والی

تھی۔۔۔ان کی تسلیوں پر وہ پرسکون ہوتیں مسکرائیں تھیں جس پر وہ سب بھی مطمئن ہوئے۔۔۔۔

اس مہینے کی 25 تاریخ رکھی گئی تھی ۔۔جمعہ کو نکاح تھا تینوں جوڑوں کا ۔براق اور علینہ کی رخصتی اسی دن ہونی تھی۔۔۔ اور اسی شام کمبائن مہندی تھی سب کی ۔۔ہفتے کے دن براق کا ولیمہ اور عنایہ ماہی کی برات تھی۔۔

تمام باتیں طے ہو چکیں تھیں۔۔اب تیاریاں کی جانیں تھیں۔۔۔ایک بار پھر شاہ حویلی میں خوشیوں کا جشن منایا جانا تھا۔۔ان سب کے پرسکون اور خوشی سے لبریز چہرے اس بات کی علامت تھے کہ سیاہ رات کاٹی جا چکی ہے اور اب سفید روشن سویرا ان کا منتظر تھا۔۔۔۔

♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡

ویسے یہ زیادتی ہے۔۔کم ازکم بی جان کو ہمارے بارے میں بھی سوچنا چاہیے۔۔۔ہے نا "آہل بھائی۔۔۔"

وہ سب اس وقت لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔اہل اور ضیغم نائل بیگم کے ساتھ ائے تھے عنایہ اور ماہی کا کچھ سامان لے کر۔۔اب نائلہ بیگم عائشہ بیگم اور روحا کے ساتھ اندر تھیں اورینگ پارٹی لاؤنج میں براجمان تھی۔۔جس اہل ضیغم سیف عون اور عدید شامل تھے۔۔۔

عنایہ اور ماہی ابھی ابھی لاؤنج میں ائیں تھیں چائے لے کر جنہیں دیکھ کر اہل اور ضیغم کے دل دھڑک اٹھے وہیں تینوں شیطانوں کو گویا جلتے توے پر بیٹھا دیا گیا تھا۔۔تبھی عون جل کر بولا جس پر عنایہ کی طرف متوجہ اہل چونکا اور اسے دیکھنے لگا۔۔جو اپنے نادیدہ انسو صاف کرتا سیف کےگلے لگا ہوا تھا۔۔۔ان دونوں کے چہرے بھی اترے ہوئے تھے۔۔گویا انکے ساتھ کافی گھمبیر مسلہ ہو۔۔۔۔

ضیغم ان کی مسکین شکلیں دیکھ کر زیر لب مسکرایا تھا۔۔وہ واقعی سوگ میں تھے۔۔۔
یار اب میں کیا بول سکتا ہوں کہ بی جان نے ایسا کیوں کیا۔وہ ائیں تو پوچھ لینا ٹھیک ہے"۔۔۔۔"

وہ جلدی سے جان چھڑانے والے انداز میں بولتا عنایہ کی طرف متوجہ ہوا جو اسکی بات سنتی اسے دیکھ رہی تھی اسکے اپنی طرف دیکھنے پر بوکھلا کر نظریں پھیرتی تینوں شیطانوں کو دیکھنے لگی جن کے منہ اہل کی بے رخی پر کھل گئے تھے۔۔۔یعنی اتنی بے عزتی کہ ان کی بات کو اہمیت ہی نا دی جائے۔۔۔۔

ضیغم سے تو اپنی ہنسی کنٹرول کرنی مشکل ہو گئی۔۔۔وہ ضبط سے سرخ ہوتا سر جھکا کر پانی پینے لگا کہ اس کے علاوہ کچھ اور کر کے وہ ان تینوں کو اپنے پیچھے نہیں لگا سکتا تھا۔۔۔اسلیے خاموشی بہتر تھی۔۔۔۔

ہمم سہی وہ تو ہم پوچھ لیں گے مگر میں یہ بھی کہوں گا کہ اہل بھائی کی شادی کینسل "
"کر کے عنایہ اپی سے میں شادی کر لیتا ہوں ۔۔کیوں ٹھیک ہے نا ضیغم بھائی۔۔۔۔

اسکی بے نیازی پر تپ کر بولتا سیف اہل کو جلتے کوئلوں پر بیٹھا گیا۔۔۔پانی پیتے ضیغم کو ان کی بات پر اچھو لگا۔۔۔وہ سر اٹھا کر سیف کو دیکھنے لگا جو کافی سنجیدگی سے اہل کو دیکھ رہا تھا۔۔جس کی رنگت سرخ ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔اور اہل کی شکل دیکھ کر بے اختیار ضیغم کا قہقہ بلند ہوا۔۔جبکہ عنایہ اورماہی اسکی بات پر کھلکھلا کر ہنسیں تھیں۔۔۔

انکی کھلکھلاہٹ اور ضیغم کے قہقے نے اہل کا پارہ مزید ہائی کیا۔۔وہ کھا جانے والی نظروں سے ان تینوں کو دیکھتا صوفے اٹھا تھا۔۔مگر وہ تینوں بھی ہوشیار تھے سرعت سے اٹھتے اوپر بھاگے تھے۔۔۔۔

"ٹھہر جاؤ کمینوں ۔۔شادی کے لیے میری والی ہی ملی تھی کوئی اور نہیں ملا تم لوگوں کو ۔۔۔ٹھہرو میں تمہیں دلہا بناتا ہوں۔۔۔"

ان کے پیچھے غراتا ہوا اہل بھاگا جبکہ ان کی پھرتی اور اہل کے پیچھے بھاگنے پر ماہی نے ہنستے ہوئے عنایہ کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔جو اہل کے میری والی کہنے پر ہوا تھا۔۔۔اور ضیغم وہ تو مدھم مسکراہٹ لیے ماہی کو دیکھتا رہ گیا جو ایک بار پھر پرانی والی ماہی لگی تھی ویسے ہی ہنستی ۔۔اسکی ہنسی نے ضیغم کے سلگتے دل پر پھوار برسائی تھی۔۔وہ روح تک شاد ہوتا پورے دل سے مسکرایا تھا ۔۔جس سے اسکی انکھیں بھی چمک اٹھیں ۔۔۔اور ان کی تپش محسوس کرتی ماہی کا دل نئے انداز سے دھڑکا تھا۔۔۔۔

♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡

وہ کافی دیر سے نائلہ انٹی اور عائشہ چاچی کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔اب انہوں نے اسے " ریسٹ کے لیے کمرے میں بھیجا تھا۔۔وہ کمرے میں اکر بیڈ پر لیٹ گئی۔۔زندگی ایک دم پرسکوں ہو گئی تھی یا کم ازکم روحا کو ایسا لگ رہا تھا۔۔سب کچھ بنا مانگے اسکی جھولی میں اگرا تھا۔۔۔

ابران کا بے لوث پیار۔۔وہ کہتا نہیں تھا مگر اسکا ہر عمل اس کی بھوری بے تاثر انکھیں سب کہتیں تھیں۔۔جو اسکے سامنے انے پر اچانک چمک اٹھتیں تھیں۔۔خویلی والوں کا رویہ سب کچھ ٹھیک تھا۔۔اور وہ خود بھی ٹھیک تھی۔۔یہاں اکر اسے ایستھما کا اٹیک کم ہی ہوا تھا شائد یہاں اسے سانسیں فراہم کرنے والا موجود تھا۔۔۔

ابران کے بے ساختگیاں یاد اتے ہی وہ کان کی لوئوں تک سرخ پڑی۔۔۔اسکی قربت اسکی محبت سب کچھ روحا کو سجدہ شکر ادا کرنے پر مجبور کررہا تھا۔۔وہ بلاشبہ خوشقسمت تھی کہ اسے ابران ملا۔۔۔جنت اسکے قدموں تلے انے والی تھی۔۔یہ احساس ہی سب

احساسات پر سبقت لے جاتا تھا۔۔۔ان دنوں تو وہ اسے ہتھیلی کا چھلا بنا کر رکھنے لگا تھا۔۔۔۔

مگر کل رات اسکے بے ساختگی نے روحا کو پریشان کر دیا تھا۔۔۔وہ اپسیٹ تھا یہ بات وہ جانتی تھی ۔۔مگر اخر کس بات پر ؟؟؟؟سوچ کر کوئی سرا ہاتھ نہیں ارہا تھا۔۔۔وہ اسکے لیے پہیلی سے کم نا تھا جسے اج تک وہ جان نہیں پائی تھی۔۔۔۔

اسکی بھوری انکھوں کئی بار جھانکنے پر وہان موجود جمود روحا کو اگے بڑھنے بھی نا دیتا تھا۔۔۔وہ ایک معمہ تھا جسے حل کرنے کے لیے جس فارمولے کی ضرورت تھی وہ روحا کے پاس موجود نہیں تھا۔۔۔مگر یہ سب اسے پریشان کر رہا تھا۔۔اخر کیا وجہ ہو سکتی تھی کہ وہ یوں بے اختیار ہو گیا۔۔۔

باہر نکلتے ہارن نے اسے سوچوں کے دلدل سے نکالا وہ جلدی اٹھ بیٹھی۔۔۔خود پر نظر دوڑائی کاہی رنگ کے سادے سوٹ میں بالوں جوڑے میں باندھے شال اوڑے وہ کافی حد تک بری نہیں تو ٹھیک لگ رہی تھی۔۔۔۔سائیڈ ٹیبل سے پانی پی کر وہ اٹھی کہ کمرے سے باہر جا سکے مگر ائینے بمیں نظر اتے اپنے عکس کو دیکھ کر اسکا دل چاہاکہ خود پر لعنت برسائے ابھی شادی کو عرصہ ہی کتنا ہوا تھا جو وہ اسی بن گئ تھی۔۔یہ بی جان کا خیال تھا جو بروقت یاد ایا تھا۔۔وہ جلدی اے باتھ روم کئ طرف بڑھی کہ یہ نا ہو وہ باہر جائے تو بی جان اسکا خلیہ دیکھ کر ناراض ہوں۔۔۔۔

جب وہ سرخ لباس میں بال تولیے میں لپیٹے باہر ائی تب ابران صوفے پر بیٹھا سیگریٹ پی رہا تھا۔۔نظریں سیل فون پر مرکوز تھیں۔۔جبکہ کوٹ ساتھ پڑا تھا استینیں فولڈ تھیں۔۔اور بال پونی میں بندھے ہونے کے باوجود بے ترتیب ماتھے پر بکھرے تھے۔۔۔اہٹ پر اسنے سر اٹھاکر سامنے دیکھ جہاں وہ سرخ جوڑے میں اپنی تمام تر خشر سامانیوں سمیت بھیگی سی کھڑی اسکے دل کے تار چھیڑ گئ۔۔وہ ساکت سا اسے دیکھنے لگا

جو اسکی نظروں سے سمٹتی جلدی اگے بڑھ کر ڈریسنگ میں جانے لگی مگر اسکے بھاگنے پر وہ سرعت سے اٹھتا اسکی کلائی تھام کر جھٹکا دیتا اسے اپنی طرف کھینچ گیا۔۔وہ سیدھا اسکے چوڑے سینے میں اسمائی۔۔۔تولیہ جھٹکے سے کھل کر اسکے شانوں پر اگرا جس سے اسکے سیاہ بال اسکے چہرے پر بکھرتے کچھ ابران کے سینے پر اگرے۔۔۔
ہاتھ بڑھاکر تولیہ اسکے کندھوں سے ہٹاتے وہ اسکی بھگی لٹیں سنوارنے لگا مگر ہاتھ میں دبے سیگریٹ کے دھویں سے پہلے ہی اسکی قربت سے بے حال روحا کھانسنے لگئ۔۔۔

اسے یوں بے حال ہوتے دیکھ اسنے جلدی سے سیگریٹ پھینک کر جوتے تلے مسلا۔۔اور اسکی پیٹھ سہلاتے اسے سنبھالنے کی کوشش کی۔۔جس پر وہ گہرے سانس لیتی سر اسکے سینے سے ٹکا گئی۔۔۔۔اسکی خود سپردگی نے ابران کے لبوں پر مسکان بکھیری۔۔۔۔وہ جاندار مسکراتا ہاتھ اسکے گرد لپیٹتے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔۔۔

"مجھے تو پتا ہی نہیں تھا کہ تم سیگریٹ کی وجہ سے میرے اتنے قریب اجاؤ گی ۔۔۔ "

وہ اسکے کان کے قریب جھکتا سرگوشی میں بولا تھا کہ اسکی لبوں کا لمس اپنے کان پر محسوس کرتی روحا کپکپائی۔۔۔اسکے کانپنے پر وہ گہرا مسکراتا لبوں سے اسکی کنپٹی چوم کر مزید اسے بدحواس کر گیا۔۔۔وہ حیا سے سرخ پڑتی اسکے حصار میں کسمسائی۔۔۔۔

"ائیندہ میں سیگریٹ جلا کر تمہارے پاس ائوں گا۔۔۔ "

وہ سنجیدگی سے بولتا روحا کو حیران کر گیا۔۔وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی جو اس پر جھکا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔اسکی بھوری انکھوں کی لپک سے روحا کا چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا۔۔۔وہ ایسا ہی تھا اتنا ہی بے باک لمحوں میں روحا کو بوکھلا دیتا تھا۔۔اب بھی اسکی بے باکی پر وہ خفگی سے اسکا حصار توڑنے لگی مگر گرفت مضبوط تھی۔۔۔۔

"اس حصار سے رہائی ممکن نہیں میری جان۔۔۔ "

وہ مزید اسکے گرد گرفت مظبوط کرتے بھاری لہجے میں بولا تھا۔۔کہ ایک پل کو اسکی انکھوں میں دیکھنے کے بعد روحا بڑبڑائی۔۔۔

"اور اس حصار سے رہائی چاہتا بھی کون ہے؟؟-- "
اسکی بھوری انکھوں میں دیکھتے وہ اتنا مدھم بولی کہ اگر ابران اسکے پاس نا ہوتا تو سن ہی نا پاتا---اسکے لہجے کی بے خودی نے ایک پل کو اسے ساکت کردیا--وہ سن سا اسکی سیاہ انکھوں میں دیکھنے لگا جہاں اسکا ہی عکس تھا----

" I Am Honoured .."
کافی دیر بعد وہ بولنے کے قابل ہوتے وہ دھیمے سے بولا--ہلکے سے جھکتے اسکی سیاہ آنکھیں نرمی سے چومیں --اسکے لمس میں عقیدت محسوس کرتے روحا کے لب بڑے پیارے انداز میں مسکرائے تھے-- جھنہیں دیکھتے وہ ہولے سے مسکراتا جھکا اور اسکے لبوں کی وہ خوبصورت مسکان اپنے لبوں پر سمیٹ لی----

پورے گھر میں ہلچل مچی تھی آج جمعہ تھا اور تین جوڑوں کا نکاح ہونا تھا جس نے سب کو تقریبا بوکھلا دیا تھا--سب ہی تیزی سے کام کر رہے تھے ملازم الگ پریڈ میں لگے

تھے۔۔۔اور گھر والوں میں چھوٹوں کا شامت ائی ہوئی تھی کہ جلدی سے اپنے کام کریں یہ نا ہو کچھ رہ جائے۔۔تینوں شیطانوں کی تو حاصی عزت افزائی ہوتی بی جان دے تب جا کر وہ تیار ہونے کمرے میں گئے تھے۔۔۔

باقی رہ گئے تینوں دولہے تو وہ براق کے کمرے میں تیار ہو رہے تھے۔۔۔دلہنوں کے لیے بیوٹیشن گھر پر بلائی گئی تھی۔۔۔علینہ کا نکاح اسکے گھر میں ہونا تھا اسلیے سب اس وقت شہر والے گھر میں تھے۔۔یہیں سے ماہی عنایہ کا نکاح ہونا تھا۔۔پھر وہ سب علینہ کے گھر جانے والے تھے نکاح کی رسم کے لیے۔۔وہیں سے رخصتی ہونی تھی۔۔۔علینہ کی مہندی حالات کے پیش نظر منسوخ کی جارہی تھی۔۔سادگی سے سب کچھ ہونا تھا۔۔
۔۔۔ابران سیاہ شلوار قمیض میں سارے انتظامات دیکھتا ہال میں ایا تو بی جان کی نظر اس پر پڑی۔۔اسے یوں ہی سر جھاڑ منہ پھاڑ پھرتے دیکھ ان کا پارہ ہائی ہوا۔۔۔

ابران کیا اپ اسی طرح رہیں گے تیار نہیں ہونا اپ نے۔۔جمعے کی نماز کے بعد نکاح " ہونا ہے اور پھر علینہ کے گھر بھی جانا ہے اور اپ ابھی تک ایسے ہی ہیں۔۔جائیئے جا کر "تیار ہوئیے۔۔۔

وہ اسے دیکھ کر خشمگیں لہجے میں بولیں تھیں۔۔ابران کو فون کی طرف متوجہ تھا بی جان کی پھٹکار پر گہرا سانس لیتا ان کی طرف متوجہ ہوا جو اسے ہی دیکھ تہیں تھیں۔۔۔

"میں جا ہی رہا تھا بی جان بس کچھ کام رہ گایا ہے وہی کر رہا ہوں۔۔ "

وہ مدھم مسکراہٹ لیے بولا۔۔جس پر وہ سر ہلاتیں عائشہ بیگم کی طرف متوجہ ہوئیں جو برائوں کڑھائی والے نفیس سوٹ میں خاندانی زیوارت پہنے سادگی میں بھی بے حد حاص لگ رہیں تھیں۔۔بی جان خود بھی گرے کلر کے غرارے میں نفیس سی شال اوڑھے خاندانی کنگن اور مالا پہنے کافی جچ رہیں تھیں۔۔۔

"ماشاء اللہ !!بے حد خوبصورت لگ رہی ہو عائشہ۔۔۔ "

عہ عائشہ بیگم کو دیکھ کر خوش دلی سے بولینکہ زوہیب صاحب کے بعد وہ پہلی بار اتنے اختتمام سے تیار ہوئیں تھیں۔۔۔اسلیے وہ تعریف کیے بغیر نا رہ سکیں۔۔۔اپنی تعریف پر وہ کچھ چھنپ سی گئیں۔۔ابران انھیں یوں شرماتے دیکھ قہقہ لگا کر ہنسا۔۔۔

"اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں اتنی خوشی والے دن سے نوازہ۔۔۔ "

وہ ابران کے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر نہال ہوتیں ہوئیں بولیں تھیں جس پر وہ اگے بڑھ کر انھیں اپنے حصار میں لے گیا۔۔۔اسکے سینے سے لگتے اورنگزیب صاحب کی یاد اتے ہی ان کے دل سے ہوک اٹھی۔۔۔

"اندھیری راتیں گزر چکیں ہیں بی جان اور روشن سویراہمارا منتظر ہے۔۔۔ "

وہ عائشہ بیگم کو بھی اپنے سینے سے لگاتا مسکراتے ہوئے بولا تھا کہ اسکی بات پر ایمان لاتے بی جان اور عائشہ بیگم کا دل پرسکون ہوتا سجدہ شکر میں جھکا تھا۔۔واقعی اب صرف خوشیوں کے دن تھے۔۔۔۔

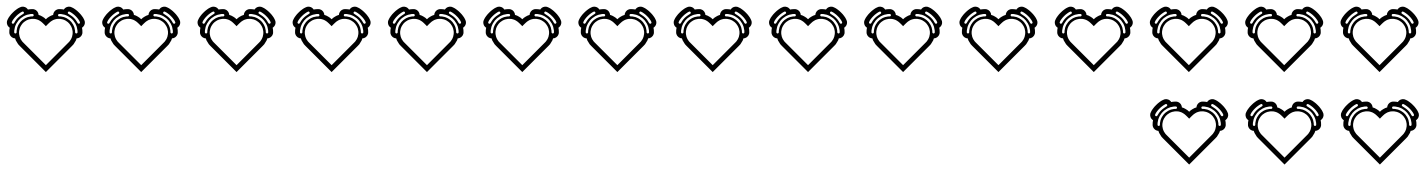

وہ کمرے میں ایا تو روحا اپنا ڈریس پہنے جیولری اٹھ رہی تھی کہ ماہی کے کمرے میں جائے تیار ہونے کے لیے۔۔۔نیوی بلو کلر کے جدید تراش خراش والی قمیض اور ساتھ سکنکیپری میں اسکا نازک سراپا ابران کے دل پر بجلیاں گرا گیا۔۔یہ سوٹ وہ جود لے کر ایا تھا مگر یہ نہیں پتا تھا کہ وہ اتنا جچے گا روحا پر۔۔دوپٹے سے بے نیاز کھلے بالوں میں وہ ڈریسنگ پر جھکی ہوئی تھی۔۔۔

وہ ساکت سا دہلیز پر کھڑا سے دیکھ رہاتھا۔۔۔ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ اسکے حواسوں اور اسکے دل پر قابض ہوتئ جا رہی تھی۔۔۔اور یہ بات ابران کے لیے نئ تھی کہ اسکو دیکھ کر اسکا دل نئ لے پر دھڑکتا تھا۔۔۔

ارے اپ !!میں نے اپ کا ڈریس ڈریسنگ روم میں لٹکا دیا ہے۔۔اور شاور لے لیں " "پھر تیار ہو جائیے گا۔۔ساری چیزیں ارینج ہیں۔۔۔

وہ سیدھی ہوئ تو آئینے میں نظر اتے ابران کے عکس کو دیکھتی چونکی ۔۔اسے دیکھ کر وہ جلدی سے بولتی آپنا سارا سامان اٹھا کر بیڈ پر رکھنے لگی۔۔وہ اسکی اواز پر چونکتا اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔اور گہرا سانس بھرا۔۔۔۔

"..ہمم میں تو تیار ہو جاؤں گا ۔۔لیکن کیا تم تیار ہو جاؤ گی؟؟ "

وہ اسکے شفاف چہرے کو دیکھتا لب دبا کر شرارت سے بولا جس پر اسکی بات کا مطلب سمجھتے روحا کا سرخ ہوا۔۔۔

"پارلر والی آئیں ہیں اپ فکر مت کریں ۔۔۔ "
وہ ناک سکوڑ کر کہتی ابران جو بے چین کر گئی۔۔وہ دھیمے سے مسکراتا اگے بڑھا اور برمی سے اسے اپنے حصار میں لے گیا۔۔جبکہ روحا اسکی قربت پر سرخ ہوتی سر جھکا گئی۔۔۔

"تمہیں ضرورت بھی نہیں ہے روح ! ! ۔۔مجھے تم ایسے ہی اچھی لگتی ہو۔۔۔ "
وہ اسکی پیشانی چومتے سنجیدگی سے بولا کہ اس
کے اتنے سنجیدہ انداز پر روحا کی انکھیں پھیل گئیں وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی جو اسکی سیاہ انکھوں میں جھانک رہا تھا۔۔

"کیا مطلب اب میں تیار بھی نا ہوں؟؟ "

وہ اسکی بھوری انکھوں میں دیکھتی خیرانگی سے بولی کہ ابران جو شرارت پر امادہ تھا اسکی معصوم ادا پر سر نفی میں ہلاتا جھک کر اسکی پھیلی انکھوں کو چوم گیا۔۔۔وہ اسکے نرم لمس پر سرشار ہوتی گہرا مسکرائی۔۔۔

"میں اکثر سوچتا ہوں کہ تم میرے لیے کیا ہو۔۔مگر جواب نہیں ملتا ۔۔۔۔۔۔ "
وہ اسکے روشن چہرے کو دیکھتا بے بسی سے بولا۔۔۔وہ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی جو ہلکا سا جھکا ہوا تھا۔۔۔۔
کافی دیر اسکے نقوش کو دیکھنے کے بعد وہ بے بسی سے مسکراتے جھک کر اسکے لبون کو چھوتے نرمی سے اسے خود سے الگ کر گیا۔۔۔اور چلتا ہوا واشروم میں گھس گیا جبکہ روحا اسکے پر شدت لمس پر اپنی دھڑکنیں شمار کرتی رہ گئی۔۔۔۔

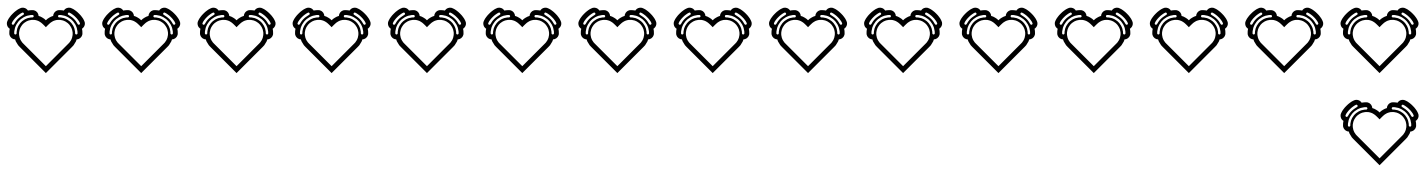

اسکا دلاسوقت ایک الگ ہی لے پر دھڑک رہا تھا۔۔۔اسکے ساتھ
کا تصور ہی اسکے بدن میں سنسناہٹ دوڑا رہا تھا۔۔۔۔
وہ اسکی دسترس میں ہوگی یہ سوچ ہی اسکے ہوش اڑا رہی تھی۔۔
ہلکے پیچ کلر کے غرارے میں جس پر بھاری کام ہوا تھا۔۔بالوں کو نفیس جوڑے میں
باندھے جیولری پہنے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔۔رہی سہی کسر ہاتھوں پیروں پر
رچی مہندی اور میک اپ نے پوری کر دی تھی۔۔

وہ اس وقت سر سے پاؤں تک سجی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔شہد رنگ انکھیں
مہارت سے سجیں قہر ڈھارہیں تھیں۔۔
وہ اج براق کو چاروں شانے چت کرنے کے لیے تیار تھی۔۔مگر دلاندر سے بے چین
تھا۔۔اگے کیا ہوگا ؟؟ یہ سب سے بڑا سوالیہ نشان تھا اسکے لیے ۔وہ تو نکاح کر کے ہی
اسکے جسم وجان کا مالک بن گیا تھا اب تو باقاعدہ پرمٹ ملنے والا اب ناجانے کیا کچھ
کرتا۔؟؟؟۔اسکی بے باکیوں کو یاد کرتے اسکا دل کانوں میں دھڑکنے لگا۔۔۔۔

اگر وہ سرے عام رسوا ہوئی تھی تو اج عزت کی چادر بھی اسکی وجہ سے اسکے سر پر موجود تھی۔۔کیا وہ اسے معاف کر دے۔۔اسکے کردار پر جو لوگ باتیں کر رہے اج اسکے شادی براق سے ہوتے دیکھ بچھے جارہے تھے۔۔۔۔وہ اپنے دل میں جھانکنے لگی مگر تب ششدر رہ گئی جب اپنے دل کو اسکے لیے خالی پایا وہاں نفرت نام کا جذبہ تک نا تھا۔۔۔اسکے سجے چہرے پر زلزلے کے تاثرات رقم ہوئے۔۔۔۔۔

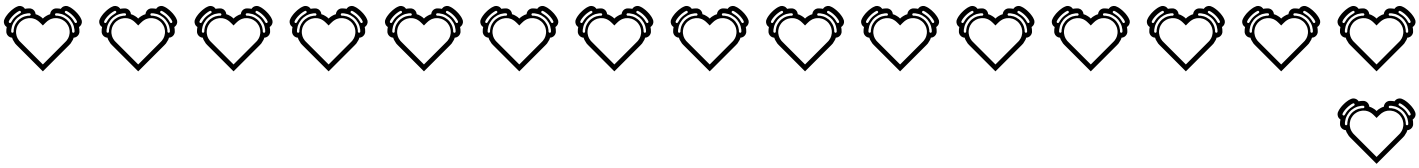

"ہٹ جا کمینے کب سے کھڑا ہے۔۔صرف تیری ہی شادی نہیں ہے۔۔۔ "
وہ اپنے کے سامنے براق کا جما دیکھ کر ابکی بار غرایا۔۔کہ لب دبا کر اسکی بے چینی کو دیکھتے براق نے قہقہ لگایا۔۔۔اسکے ہنستے چہرے کو دیکھتا کر اہل کے خون کا گھونٹ پیا۔۔۔پہلے اس ضیغم کمینے کی وجہ سے وہ لیٹ شاور لے سکا اب یہ بلا نازل ہو گئی۔۔۔

"چلا کیوں رہا ہے جانی ---پہلے ہی جلدی کرتا نا--- "
وہ خود کو تنقیدی نظروں سے دیکھتا تنک کر بولا کہ اہل کا پارہ اسکی بے نیازی پر ہائی ہوا----

جلدی کرتا نا----تو تیرا وہ سالا پہلے باتھروم میں پتا نہیں ماہی کے خیالوں میں کھو گیا " تھا --اور اب تو یہاں کھڑا ہو کر لڑکیوں کو مات دے رہا تھا --تو . میں کیا کرتا---بات کرتا "ہے---

وہ تپ کر بولتا براق اور اہل کو گویا جلتے ہوئے کوئلوں پر بیٹھا گیا--وہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھنے لگے جو ان کی عزت افزائی کر کے پرسکون ہوتا اپنے کف لنکس باندھ رہا تھا---

"..ویسے ضیغم اسکے چہرے پر میک اپ کرنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟؟؟ "
."نیک خیال ہے--- "
اسکی بے نیازی دیکھتے براق نے دانت پیس کر ضیغم کیبرائے مانگی جس پر اسنے بھی چبا کر حامی بھری کے اہل کو اپنے اردگرد خطرے کی گھنٹیاں بجتیں محسوس ہوئیں---

"دیکھ براق مزاق نہیں خبردار جو اگے بڑھے تم لوگ--- "
وہ مڑ کر انھیں دیکھتے نامحسوس طریقے سے پرفیوم اٹھا کر بولا کہ ایک دوسرے کو دیکھتے وہ اگے بڑھے ہی تھے کہ ابران کی اواز پر رک گئے---

میرا خیال ہے کہ اج تم لوگوں کا نکاح ہے تو تم نہیں چاہو گے کہ میں تم لوگوں کی "
"شکلیں بگاڑ دوں---

کب سے دہلیز پر کھڑے ہو کر ان کی بکواس سنتے ابران نے سنجیدگی سے دھمکایا کہ وہ تینوں گڑبڑا گئے---

"ہم تو مزاق کررہے تھے--- ہیں نا اہل---- "

"بلکل ابران--- "

براق کھسیا کر بولا کہ اسکی تائید مین وہ دونوں بھی جلدی سے بولے.انکے ہوائیاں ارتے چہروں کو دیکھتا ابران قہقہ لگا کر ہنسا تھا کہ اسے ہنتے دیکھ انکی کھیسیانی ہنسی بھی شامل ہو گئی---

ابران اس وقت سیاہ سوٹ پر کریم کلر کی چادر اوڑھے بالوں کو پونی میں جکڑے وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا ---جبکہ وہ تینوں اس وقت سفید سوٹ میں سیاہ چادریں اوڑھے شہزادوں کی شان لیے کھڑے تھے----

بالاخر اج ان چاروں شہزادوں کو منزل مل گئی تھی-----

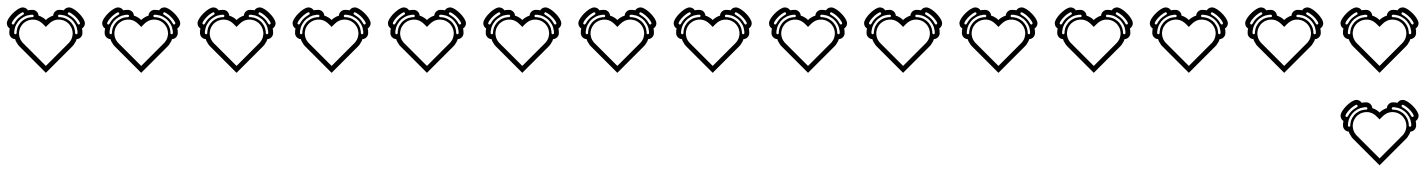

نکاح بخیر و عافیت ہو چکے تھے---تمام حویلی کے افراد کے چہروں پر موجود چمک نے اج سب لوگوں کو جتا دیا تھا کہ اج پھر شاہ حویلی کی خوشیاں لوٹ آئیں تھیں--
بی جان کی نم انکھیں کتنے ہی راز خود میں دفن کیے چمک رہیں تھیں ---بالاخر تاریک رات کا روشن سویرا چمک اٹھا تھا---ان کی انکھوں میں اپنوں کے مردہ چہرے ابھرنے کی وجہ سے نمی تھی مگر لبوں کی مسکان دل کے پرسکون ہونے کی علامت تھی----

عالیہ بیگم کے ساتھ کھڑے بابر صاحب کا دل پرسکون تھ اج برسوں بعد اپنے دل پر سے بوجھ ہٹتا محسوس ہوا تھا---اج بھی روح کو دیکھ کر زونیرا کی یاد کسک بن کر اٹھتی تھی

مگر عالیہ بیگم کے پرسکون چہرے کو دیکھ کر انھیں اپنے دل میں سکون اترتا محسوس ہوا۔تھا۔۔۔

جبکہ عالیہ بیگم کو برسوں بعد اپنا پا اندیکھی زنجیروں سے ازاد ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

ماہی کے روشن چیرے کو دیکھتے انھیں لگا کہ ان کی برسوں کی اذیت کا باب تمام ہوا تھا۔۔۔۔۔

انکھین نم تحیں مگر دل سجدہ شکر بجا لانے کو بے چین تھا کہ انکی بیٹی کا نصیب روشن تھا ۔۔۔۔

زکیہ بیگم بھی خوش تھین اخر وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہوئیں تھیں مگر عنایہ کی جدائی کی سوچ نے انکی انکھیں بھی نم کر دیں تھین۔۔۔عائشہ بیگم کا دل بھی پرسکون تھا۔۔۔باقی تینوں شیطان بھی اپنی اپیوں کے بچھڑنے کا سوچ کر افسردہ تھے۔۔ایک جیسے ہی کریم کلر کے کرتا پاجامے میں وہ کافی کیوٹ لگ رہے تھے

عنایہ ماہی کو نکاح نامے پر دستخط کرتے دیکھ کر روحا کی انکھیں نم ہو گیئں تھین۔ براق کا نکاح ہونا تھا۔ بے شک یہ لمحات لڑکیوں کے لیے بے حد مشکل ہوتے ہیں۔۔۔۔
اپنے وقت کو یاد کرتے وہ سوچوں میں گم تھی کہ اپنے کندھوں پر مضبوط گرفت محسوس کرتے وہ چونکی دائیں طرف دیکھا تو دو بھوری انکھیں شوق کا جہاں اباد کیے اسے دیکھ رہیں تھیں۔۔۔

بلاشبہ یہ شخص اسکی بن مانگی دعا تھا مگر اسکے لیے بے حد ضروری تھا۔۔اسکی محبت اسکی انکھوں سے جھلکتی تھی مگر لب کہنے سے گریزاں تھے۔۔وہ اللہ کی طرف سے اسکے لیے انمول تحفہ تھا جس کی قدر کوئی روحا سے پوچھتا ؟؟

وہ نم انکھوں سے مسکراتی سر اسکے کندھے پر ٹکا گئی .وہ سامنے دیکھتا ہولے سے جھک کر اسکا سر چومتا مسکرایا تھا کہ ان دونوں کی پرفیکٹ جوڑی کو کیمرہ مین نے اس خوبصورت

لمحے کو قید کیا تھا۔۔۔جہاں وہ نم انکھوں سے مسکراتی سامنے دیکھ رہی تھی اور ابران جھک اسکا سر چوم رہا تھا۔۔

اس تصویر میں ان دونوں کی جوڑی سے زیادہ ان کی قربت خوبصورت تھی اور اس سے بھی زیادہ وہ چمک خوبصورت تھی جو ابران کی بھوری انکھوں میں چمکی تھی۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ اس وقت اپنے کمرے میں تھی مختلف سوچیں اس وقت اسکے ذہن میں چل رہیں تھیں۔۔۔دل کی دھڑکنیں حد سے سوا تھیں۔۔۔وہ اس شخص کی دسترس میں اچکی تھی جو اسے ٹوٹ کر چاہتا تھا۔۔۔یہ سوچ ہی اسکی سانسیں تیز کر رہی تھی۔۔۔۔۔ دفتاً دروازہ کھلا اور ضیغم۔اندر داخل ہوا۔۔وہ چونک کر مڑی اسے دیکھنے لگی جو اپنے پیچھے دروازہ بند کرتا ماہی کی دھڑکنیں روک گیا تھا۔۔۔

اور اسے دیکھتے ضیغم کی دھڑکنیں رک گئیں تھیں۔۔۔بے بی پنک غرارے میں جیولری پہنے ہلکے پھلکے میک اپ اور مہندی لگائے وہ سیدھی ضیغم کے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔وہ ہور پور سجی وہ اس وقت سر سے پیر تک اسکی تھی۔۔یہ احساس ہی اتنا خوشکن تھا کہ ضیغم کے لب دھیمی مسکان میں ڈھلے۔۔۔

اسے مسکراتے دیکھ ماہی کو اپنا دل خلق میں اتا محسوس ہوا۔۔وہ سر جھکا کر کھڑی ہو گئی کہ اسکے بڑھتے قدموں کی اہٹ اسے سنائی دے رہی تھی۔۔۔دل کانوں میں دھڑک رہا تھا۔۔۔

"مجھے یقین تھا ماہی کہ تم ایک دن مکمل طور پر میری ہو گی ۔۔۔ "

وہ اس سے ایک قدم کی دوری پر رکتا دھیمے سے بولا کہ اسکے لہجے میں ایک جنون محسوس کرتے ماہی کا بدن کپکپا اٹھا۔۔۔وہ لرز کر ایک قدم پیچھے ہٹی کہ غرارے سے الجھ کر گرتی مگر ضیغم کے مضبوط بازوئوں کی گرفت نے اسے تھام لیا۔۔۔وہ اسے گریبان سے پکڑتی اپنی انکھیں میچ گئی۔۔۔

اور وہ اسکی میچی انکھوں سرخ چہرے اور لرزتے لبوں کو دیکھتے بے خود ہوا تھا۔۔۔دل تیزی سے دھڑکا تھا کہ ضیغم کو لگا کہ سینے سے نکل ائے گا۔۔جبکہ ماہی اپنے چہرے پر اسکی سلگتی سانسیں محسوس کرتی مر جانے کو تھی۔۔۔

"نکاح مبارک جان ! ! ! ۔۔۔"

وہ جھک کر اسکے کان میں سرگوشی کرتا اسکے کان کی لو چوم گیا۔۔اور ماہی تڑپ کر اسکا کالر دبوچتی سختی سے انکھیں میچ گئی۔۔۔اسکے چہرے کو دیکھتے وہ ہلکا سا مسکرایا اور جھک کر اسکے گلابی لبوں کو چوم گیا۔۔۔کہ ماہی سانس لینا بھول گئی۔۔۔اسے کہاں امید تھی اس

بے باکی کی۔۔اسے خود سے دور کرنے کی ہمت خود مین نہپید پاتے اسنے خود کو اسکے رحم۔کرم پر چھوڑ دیا۔۔۔۔

"اپنا خیال رکھنا۔۔۔ "
وہ اس سے الگ ہوتا اسکی پیشانی چومتا سرگوشی سے بول کر اسے خود سے الگ کرتا مڑ کر باہر نکل گیا جبکہ پیچھے ماہی اسکی پشت دیکھتے اپنی دھڑکنیں شمار کرتی رہ گئی۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

عنایہ بھی روحا کے کمرے میں تھی روحا اسے یہاں بیٹھا کر گئی تھی۔۔اہل اور ضیغم کی منتوں پر روحا نے ان کی ملاقاتوں کو پاسبل کیا تھا ورنہ ابران کی موجودگی میں یہ ناممکن تھا۔۔۔

اب بھی وہ بیڈ پر بیٹھی روحا کا انتظار کر رہی تھی کہ کب وہ ائے جو پانی لینے کا کہہ کر گئی تھی۔۔
سلور غرارے میں ہلکی پھلکی جیولری اور میک اپ میں مہندی لگائے وہ اپسرا لگ رہی تھی۔۔۔

اہل کا خیال اتے ہی اسکا دل خلق میں ایا کہ وہ تو نکاح سے پہلے ہی اتنا بے باک تھا اب ناجانے کیا کرتا۔۔۔وہ لب دباتی اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔جس سے ااکا چیرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔۔اسکا اپنا دل .اس سب کے بعد پرسکون تھا۔۔کہ اسے اتنا چاہنے والا ہمسفر ملا۔۔۔

دفتا دروازہ کھلا نگاہ سامنے اٹھی جہاں وہی دشمن جاں کھڑا تھا جس کے بارے میں وہ ابھی سوچ رہی تھی۔۔اسکے لبوں پر سجی مسکراہٹ دیکھتے وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

."اپ یہاں کیا کر رہے ہیں کوئی اجائے گا۔۔ "

وہ متوحش ہوتی بولی کہ اہل زیرلب مسکراتا اسکے پر کشش سراپے کو دیکھتا اگے بڑھا ۔۔جس پر اسکے بڑھتے قدموں کو دیکھتے عنایہ کا دل اچھل کر خلق میں ایا۔۔۔

کوئی نہیں ائے گا۔۔میں تو نکاح کی مبارک دینے ایا تھا۔۔مبارک نہیں دو گی " "...تم؟؟؟

وہ دھیمے سے مسکراتا اگے بڑھتا اسکا سجا سراپا اپنے سینے سے لگا گیا کہ اسکے سینے سے لگتے عنایہ ریڑھ کی ہڈی تک سنسنا اٹھی۔۔اسکے مضبوط سینے میں دبے اسکے دل کی بے ہنگم دھڑکن اسے کپکپانے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔

."نکاح مبارک عین۔۔۔ "

وہ جھک کر اسکے کانیں سرگوشی کرتا اسکی لو چوم گیا کہ اسکے پر حدت لمس پر وہ مزید اس جے سینے میں سمٹتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔۔۔اس سے چھپنے کو وہ اسکے سینے میں ہی پناہ لے رہی تھی۔۔۔۔

"....جواب نہیں دو گی؟؟؟ "

وہ جھک کر اسکا سر دیکھتا شرارت سے بولا جس پر وہ صرف سر ہلا سکی۔۔۔

"کوئی بات نہیں میں بعد میں جواب لے لوں گا۔۔۔۔۔ "

اسکی اس معصوم ادا پر وہ نرمی سے اسکا ماتھا چومتے ہوئے بولا۔۔۔کہ اسکے لہجے میں چھپی معنی خیزی محسوس کرتے عنایہ کی دھڑکنیں رکیں۔۔

بہت جلد تم مکمل میری پناہوں اؤ گی تب وقت کی قید سے نکل جائیں گے "
"ہم-----

وہ اسے خود سے الگ کرتے نرمی سے بولا کہ عنایہ کے گال تیزی سے سرخ ہوئے--وہ پلکیں جھکائے اہل کو ایتحان میں ڈال گئی----

."ایسے تو مشکل ہو جائے گا--- "

وہ اسکے چہرے کو دیکھتا بڑبڑایا کہ عنایہ الجھ کر اسے دیکھنے لگی --اسکی حیران انکھوں کو دیکھتے وہ ضبط ہار کر اسکے لبوں پر جھکا--جبکہ عنایہ اسکی انکھیں اس بے باکی پر پھیل گئیں--چند لمحوں کا کھیل تھا--جبکہ عنایہ صدمے میں گھری اسے دیکھ رہی تھی جو پرشوق نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا---

."اپنا خیال رکھنا۔۔۔ "

اسکے چہرے پر پھونک مارتا وہ نرمی سے بول کر مڑا اور باہر نکل گیا جبکہ عنایہ ہوش میں اتی اسکی بے باکی سوچتی سر سے پاؤں تک سرخ ہوتی بیڈ پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔دل کی دھڑکن حد سے سوا تھی ۔۔جبکہ لبوں پر ایک پرکشش مسکراہٹ رقصاں تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

نکاح نامے پر دستخط کرتے اسکی شہد رنگ انکھوں سے ٹوٹ کر کئی موتی اسکے سائن والی جگہ پر اگرے۔۔دل کی حالت حد سے سوا تھی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کرے تو کیا کرے۔۔۔

ہاتھوں کی لغزش کسی سے بھی پوشیدہ نا تھی اپنا اپ مام عمر کے لیے براق کے نام کرتے اسکا دل رک رہا تھا۔۔۔سر پر ٹکتے ہاتھ کے لمس نے اسے مزید بے حال کر دیا۔۔وہ لمس ابران کا تھا۔۔۔وہ سر جھکا کر تیزی سے سائن کرتی ساتھ بیٹھی اپنی مان کے گلے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔

وہاں موجود سب لوگوں کی انکھیں اشکبار تھیں۔۔۔۔بی جان بھی اگے اتیں اسے اپنے حصار میں لے گئیں۔۔۔اسکی حالت کے سب گواہ تھے۔۔۔اسلیے خاموش تھے۔۔۔۔

باہر بیٹھے براق کے پاس جب نکاح نامہ لایا گیا تو اسکے نکاح والی جگہ پر نمی دیکھ کر وہ لب بھینچ گیا۔۔۔ سنجیدگی سے قبول کرتے وہ سائن کرتے اسے اپنے نام کر گیا۔۔حسے اسنے چاہتے ہوئے بھی دکھ پہنچایا تھا۔۔۔

گہرا سانس بھر خود کو کمپوز کرتے وہ اٹھ کر سب سے ملا مگر دل میں یہ کسک شامل تھی کہ کیا وہ اسے معاف کردے گی۔۔۔سبز انکھوں کی بجھی جوت .ابران سے چھپی نا تھی۔۔۔

مگر دل رب سے دعا گو تھا کہ اسکی ازمائیش ختم ہو جائے۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ کھڑی سامنے علینہ کو دیکھ رہی تھی جب ابران اسکے پاس اکر کھنکارا۔۔۔وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی جو سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"...کیا ہوا ہے؟؟ "
وہ ٹھٹھک کر پوچھنے لگی مگر اسکی خاموش نظروں پر مزید جھنجھلائی۔۔۔
"یہ تو تم بتاؤ تم کب لوگوں کی ملاقاتیں اریج کرنے کا کام کرنے لگی ہمم۔۔۔۔ "

اس نے سرد لہجے میں اس سے استفار کیا۔جس پر اسکی بات کا مطلب سمجھتی روحا کھکھلا کر ہنسی۔۔۔

"ہنسنے کے لیے نہیں کہہ رہا۔۔ "
وہ اسکی ہنسی پر مسمرائز ہوتا بظاہر نروٹھے پن سے بولا کہ روحا لب دبا کر اسکا چہرہ دیکھنے لگی جس پر ناراضگی والے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔۔۔۔

"اہل بھائی اور ضیغم بھائی نے کافی ریکویسٹ کی تھی اسلیے انھیں ملا دیا۔۔تو کیا ہوا۔۔۔ "
وہ سامنے دیکھتی نرمی سے بولی کہ ان دونوں کے ذکر پر وہ دانت کچکچا کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔

"ان کمینوں کو بے وقوف بنانے کے لیے میری بیوی ملی تھی۔۔۔ "
وہ دانت پیستا بڑبڑایا کہ اسکی بڑبڑاہٹ پر روحا اسے دیکھنے جو کافی خفا لگ رہا تھا۔۔۔۔

"کیا ہو گیا ہے ابر --وہ انسسٹ کر رہے تھے اور ویسے بھی کوئی ان کی مدد کیسے کرتا میں نے کردی سمپل---"

"کسی اور سے کہتے بھی کیوں وہ کمینے---جو پوزیشن تمہاری ہے وہ کسی اور کی نہیں ہے--افکورس تم میری بیوی ہو اس لحاظ سے بی جان بھی تمہیں کچھ نا کہتیں---اور وہیہ بات جانتے تھے---"

وہ سامنے ان دونوان کے مسکراتے چہرے دیکھتا سپاٹ لہجے میں بولا کہ روحا چونک کر انھیں دیکھنے لگی--واقعی کس مسکینی سے وہ اسکے پاس ائے تھے مدد کے لیے حالانکہ ابران کے پاس بھی جا سکتے تھے---

وہ بے وقوف بنائی گئی تھی یہ سوچ اتے ہی اس نے خفگی سے ان دونوں کو دیکھتے منہ موڑ کر ابران کودیکھا جو اسکے چہرے پر چھائے معصوم تاثرات دیکھتا مسکرا رہا تھا ---وہ مزید خفا ہوتی مڑ کر بی جان کی طرف چلی گئی--جبکہ اسکی پشت دیکھتے ابران کو زندگی مزید

خوبصورت لگنے لگی تھی جس کی گواہی وہ مسکراہٹ تھی جو اسکے لبوں پر چھائی ہو ئی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ ان سب کے بیچ بیٹھا بھی ذہنی طور پر کہیں اور تھا دل میں علینہ کے بارے میں جنگ چھڑی ہوئی تھی ۔۔کیا اس نے ٹھیک کیا ۔۔۔وہ جانتا تھا کہ ہر بار نا چاہتے ہوئے بھی وہ اسکے انسوؤں کی وجہ بن جاتا تھا ۔۔۔۔

اور یہ بات اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہی تھی۔۔۔اج اسکی رخصتی بھی تھی اور عنایہ ماہی کی مہندی بھی۔۔ابھی تھوڑی دیر بعد ان سب کو یہاں سے نکلنا تھا ۔۔۔شام کو فنکشن تھا ۔۔۔

"یار ویسے تیرے چہرے پر بارہ کیوں بجے ہیں۔۔۔ "

وہ جو سوچوں میں گم تھا اہل کی سرگوشی پر اسے دیکھنے لگا جو اسکی طرف ہی متوجہ تھا۔۔۔

"..کچھ نہیں بس ایسے ہی۔۔تو بتا کیسا لگ رہا ہے ؟؟ "
وہ گہرا سانس بھر کر خود کو کمپوز کرتا بات بدل گیا جسے اہل نے بھی محسوس کیا۔۔۔لیکن کریدنا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔۔۔
بہت اچھا لگ رہا ۔ہے ایسا لگ رہا ہے کہ جنت میں ہوں۔۔اور یہ بات تو میں عنایہ کو "
"بھی بتا کر ایا ہوں جب اس سے ملا تھا۔۔۔کیوں ضیغم۔۔۔؟؟
وہ بات کرتے کرتے براق کو چونکا گیا۔۔جس پر وہ سیدھا ہوتا اسکی بات کا مطلب سمجھنے لگا۔۔۔اور مطلب سمجھ تے ہی وہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھنے لگا جو مسکرا رہا تھا۔۔۔

"..کیا مطلب تم لوگ ان سے ملے ہو؟؟ "
وہ انکھیں سکیڑ کر بولا جس پر وہ دل جلاتی مسکان سے سر اثبات میں ہلا گئے۔۔

"کس نے ملوایا ہے تم لوگوں کہ یہ کام خود تو لوگوں کے بس کا ہے نہیں اسلیے نام بتائو جسے الو بنایا ہے---".

وہ سمجھ کر کینہ توز نظروں سے انھیں دیکھتا چب اکر بولا جس پر وہ قہقہ لگاتے روحا کا نام لے گئے کہ ایک پل۔کو براق . بھی مسکرایا ---

"وہی ملی تھی کیا ؟؟ اگر ابران کو پتا چلا تو جانتا ہے نا کیا کرے گا وہ--- "

وہ مسکراتے ہوئے ہوئے بولا کہ وہ دونوں قہقہ لگا کر ہنسے----

پتا چلا ---ارے اسے پتا چل گیا ہے اسلیے ابھی باہر ایسے گھور رہا تھا جسے سالم نگل جائے گا---".

ہنستے ہوئے ضیغم نے مزید بتایا جس پر وہ براق بھی کھل کر ہنسا کہ واقعی وہ دونوں بلا کے کمینے تھے----وہ اس وقت بیٹھک میں بیٹھے تھے باقی سب باہر تھے ---

"سالم نگلنے کو چھوڑو میں تو تم لوگوں کو سیدھا اوپر پہنا چائوں گا---- ".

وہ جو ہنس رہے تھے ابران کی دھمکی امیز اواز پر چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے جو پشت پر ہاتھ باندھے کھڑا ان دونوں کی روح فناکر گیا۔۔۔۔
براق انکی پتلی حالت پر مسکرایا۔۔۔

دیکھ ابران ہم نے سچ میں کچھ نہیں کیا۔۔بھابھی نے ہم سے ہوچھا تو ہم نے بھی بتا دیا جس پر انھوں نے ملاقات اریج کر دی۔۔۔"
اہل بوکھلا کر کھڑا ہوتا جلدی سے بولا جس کی تائید مین ضیغم نے بھی زور وشور سے سر ہلایا۔۔۔۔
جس پر ابران نے ابرو اچکا کر سریئسلی ولا تاثر دیا۔جسے دیکھتے وہ دونوں مزید کھسیائے۔۔۔۔اس سے پہلے وہ دونوں پیچھے ولاے گیٹ سے بھاگتے وہ ایک ہی جست میں اگے بڑھا لپک کر ان کی گردنیں دبوچ گیا۔۔۔۔براق قہقہ لگا کر ہنسا۔۔۔۔۔

"کیا کہتے ہو گردنیں مڑوڑ دوں ؟؟؟ میری بیوی کو بے وقف کیسے بنایا تم لوگوں نے۔۔۔"

وہ دبائو بڑھاتا براق کو دیکھ کر انکھ دبا کر گویا ہوا۔۔

"دیکھ ابران اج ہی نکاح ہوا ہے اکیوں اپنی بہنوں کو بیوہ کرنا چاہتا ہے۔۔۔ "

ضیغم گھگھیا کر بولا کہ ابران نے لب دبا کر ہنسی ضبط کی۔۔۔

"کمینے ہنس رہا ہے ۔۔۔ہم تیرے جیجے ہین کچھ تو خیال کر زلیل ۔۔۔۔۔ "

براق کو ہنستے دیکھ کر اہل طیش سے غرایا ۔۔۔۔

"اپنے کرتوت ہیں میں کیا کر سکتا ہوں ۔۔ابران مروڑ دے ۔۔۔ "

ابے کیا مرغا سمجھا ہے جو گردن مڑوڑنے کا بول رہا ہے۔۔دیکھ ابران چھوڑ دے ائیندہ "

"انھیں کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔

براق کے چمک کر بولنے پر وہ دونوں تڑپ کر چیخے۔۔۔

"ٹھیک ہے اج چھوڑ رہا ہوں آیئندہ خیال رکھنا ۔۔۔ "

وہ ان دونوں کو چھوڑتا انکے کالر درست کرتا سنجیدگی اے بولا کہ وہ دونوں سر ہلاتے جلدی اے باہر بھاگے کہ یہ نا ہو دوبارہ پکڑ لے۔۔۔کمینے میں جان بھی کتنی تھی کیسے کس کر پکڑا تھا۔۔۔وہ گردنوں پر ہاتھ پھیرتے سوچ رہے تھے جبکہ ان کی پھرتی پر وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مارتے قہقہ لگا کر ہنس رہے تھے۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

رخصتی بھی ویسے ہی ہوئی جیسے عام ہوتی ہے علینہ کے رونے نے ان سب کی انکھیں نم کر دیں۔۔نور بیگم بھی رو رہیں تھیں کہ لاڈلی بیٹی کو وداع کرنا اسان نا تھا۔۔وہ انھیں جان سے بھی زیادہ عزیز تھی۔۔۔

علینہ کے بہتے انسو براق کو اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔وہ بے چین سا کھڑا سامنے دیکھ رہا تھا جہاں وہ ازلان کے گلے لگی رو رہی تھی۔۔وہ اسکے لیے اتنی اہم ہو گئی تھی کہ اسکی زرا سی تکلیف براق کو تڑپنے پر مجبور کر دیتی تھی۔۔

وہ اسکی اولین چاہت اور دل کی دھڑکن بن گئی تھی جسے تکلیف دینے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا مگر ہر بار وہ اسکی وجہ سے تکلیف سہتی تھی۔۔۔اور یہ سوچ اسے کند چھری سے ذبح کر رہی تھی۔۔۔۔۔

رخصتی کے بعد وہ گاڑی میں اکر بیٹھا تو ساتھ بیٹھی علینہ کا لرزتا وجود اسے بے چین کر گیا۔۔۔۔گاڑی میں ڈرائیور کے علاوہ صرف وہ دونوں تھے۔۔گھونگھٹ میں چھپے اس کے چہرے کو دیکھتے وہ کھسک کر نزدیک ہوا اور اسکی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسکی کمر سہلاتے اس نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی جس پر اسکی خاموش تسلی پر علینہ کا دل دھڑکنا بھول گیا۔۔۔۔

اسکے مظبوط لمس پر علینہ کا تنفس بکھرا۔۔وہ دور ہونا چاہتی تھی مگر ذہنی طور پر خود کو بے بس محسوس کرتے اسنے تھک کر سر اسکے کندھے پر ٹکا دیا۔۔۔کئی خاموش انسو اسکی انکھوں اسکی ابکھوں سے بہتے اسکے دوپٹے میں جذب ہو گئے۔۔۔۔

اپنے کندھے پر اسکا سر محسوس کرتے براق نے زیر لب مسکراتے اسے اپنے حصار میں لیتے ٹھوڑی اسکے سر پر ٹکا دی۔۔۔دل کی دھڑکن اسکی خودسپردگی پر بے ترتیب تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

اسے گیسٹ روم لاکر بیٹھا دیا گیا تھا کہ وہ ریسٹ کر لے تاکہ شام کے فنکشن میں وہ ارام سے شامل ہو سکے۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھی اپنی زندگی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔گھونگھٹ نکال کر سائیڈ پر رکھا ہوا تھا۔۔۔عصر کا وقت تھا سامنے موجود کھڑکی پر نظریں جمائے وہ اردگرد سے بے نیاز تھی۔۔۔۔

غرارے کا دوپٹہ سر پر ٹکا تھا۔۔۔میک اپ ہنوز قائم تھا صرف انکھیں رونے سے متورم تھیں۔۔۔دفتا دروازہ کھلنے کی اواز پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔۔پیچھے مڑ کر دیکھا تو براق دروازہ لاک کر رہا تھا۔۔۔وہ کرنٹ کھا کر اٹھی اسکی بے نیازی دیکھ کر علینہ کا انکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔

جبکہ اسے یوں تڑپ کر اٹھتے دیکھ اسکے ہراساں چہرے پر نظریں جمائے اسکے لب مسکرا رہے تھے۔۔۔اسکی پھیلی شہد رنگ انکھیں دیکھتے براق کا دل سینے میں مچل اٹھا۔۔۔وہ قدم قدم چلتا اگے بڑھا اور اسکے بڑھتے قدم دیکھ کر علینہ خوفزدہ ہوتی سرکتی پیچھے دیوار سے جا لگی۔۔۔۔

اسکے دائیں بائیں ہاتھ ٹکا کر اسے اپنے حصار میں لیتے وہ اسکے چہرے پر نگاہیں ٹکا گیا۔۔اپنے چہرے پر اسکی گرم سانسیں محسوس کرتے علینہ کی پلکیں حیا سے جھکتیں چلیں گئیں۔۔۔

اسکی دہکتی سانسوں سے علینہ کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔جبکہ براق اسکے نقوش قریب سے دیکھتا بہک جانے کو تھا۔۔۔اسکی گردن پر سجا بھاری ہار دیکھتے وہ ہاتھ بڑھا کر اسے اسکے وجود سے الگ کر گیا۔۔اور علینہ اسکی گرم انگلیوں کا لمس محسوس کرتے علینہ کا دل اچھل کر خلق میں آگیا۔۔۔۔

اسکے بدن کو کپکپاہٹ کا شکار ہوتا دیکھ براق کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ ابھری۔۔وہ گہرا مسکراتا اسکی جھکی پلکوں کو دیکھتا اسکی گردن پر جھکا اور اسے اپنے دہکتے لبون سے چوم لیا۔۔۔۔۔

"براق پلیز۔۔۔۔ "

"شش۔۔۔ "

اسکی بڑھتی شدتوں سے گھبرا کر اسے کندھوں سے تھامتے وہ بھیگی اواز میں بولی جس پر وہ اسکی گردن سے سر اٹھاتے انگلی سے اسکے لبوں کو چھوتے وہ سرگوشی میں سرزنش کرتا اسکے لبوں پر جھک گیا کہ اسکی شدت پر علینہ کا دل دھڑکنا بھول گیا۔۔۔۔۔

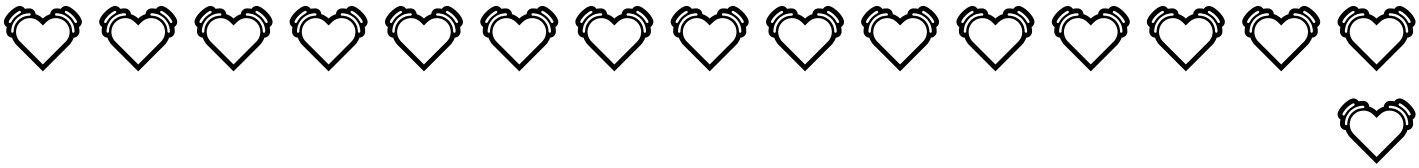

وہ تو وقت کی رفتار بھول گیا تھا مگر علینہ کا دل تو رکنے کے در پر آگیا تھا۔۔اسکی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچے وہ اسے خود سے الگ کرنے کوشش میں ہلکان ہو چکی تھی مگر وہ تھا پیچھے ہٹنا بھول گیا تھا۔۔۔۔۔۔

اسے بے جان ہوتے دیکھ وہ ہلکا سا پیچھے ہٹا۔۔اور اسے دیکھنے لگا جہاں وہ آنکھیں بند کیے گہرے سانس لے رہی تھی اسکا سر خ چہرہ دیکھتے اسکے لبوں پر دھیمی مسکان بکھر گئی تھی۔۔۔

"مجھے تم سے جنون کی حد تک محبت ہے عینا!!۔۔ "

وہ ماتھا اسکے ناتھ سے جوڑتا دہکتے لہجے میں بولا کہ علینہ کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

بلکہ محبت تو چھوٹا لفظ ہے مجھے تو عشق ہے تم سے۔۔۔."۔۔ "

وہ اسکے میں کی طرف جھک کر سرگوشی میں بولا اور اسکی کان کی لو کو لبوں سے چھو لیا ۔۔اسکے دہکتے لمس سے علینہ کا بدن کپکپا اٹھا۔۔۔۔

"براق پلیز۔!!۔۔۔ "

وہ اسکی سانسوں اور نظروں کے حصار سے بچنے کے لیے سر اسے کے سینے میں چھپا گئی۔۔۔جس پر اسکے گرد اپنے بازوئوں کا مضبوط حصار کھینچ کا آنکھیں موندے

گیا۔۔۔۔اپنے سینے پر اسکی گرم سانسیں محسوس کرتے براق کو اپنا دل رکتا محسوس ہوا۔۔۔۔

دروازے پر ہوتی دستک سے وہ ہوش کی دنیا میں آیا اور سر جھکا کر اسے دیکھا جو اسکے سینے پر پڑی ارد گرد سے بے گانہ تھی۔۔۔

"باہر کوئی ہے عینا۔!!۔۔۔ "
اسکے کان میں سرگوشی کی جس پر وہ تڑپ کر پیچھے ہٹی۔۔۔۔۔۔اسکے بوکھلا نے پر وہ لب دبا کر مسکراتا اسے دیکھنے لگا جس کا سر اتنا جھکا سر سینے سے لگنے کی کسر باقی رہ گئی تھی۔۔۔۔

"رات کو ملتے ہیں۔۔۔ "

وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر دھیمے سے بولتا کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔کمرے میں خاموشی محسوس کرتے اسنے جھکا سر اٹھایا تو سامنے دیکھا جہاں کمرے میں کوئی نہیں تھا۔۔۔

."علینہ کیا ہوا تم ٹھیک ہو نا۔۔۔ "

باہر سے روحا کی آواز پر وہ جلدی سے سنبھلی۔۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں بھابھی۔واشروم میں ہوں ہیں۔۔ "

وہ جلدی سے بولی جس پر دروازے کے پار خاموشی چھا گئی اس کا مطلب تھا کہ روحا جا چکی تھی۔۔۔۔

"کچھ دیر پہلے ہوئی کاروائی کو یاد کرتے علینہ کو لگا اسکا دل کانوں میں دھڑکنے لگا ہے۔۔۔

اسکی بے باکی یاد کرتے اسکا جسم ابھی تک کانپ رہا رات کے بارے میں سوچتے وہ مزید بے چین ہوئی۔۔کیونکہ وہ ابھی سے بے لگام ہو رہا تھا۔۔بعد میں تو۔۔۔۔اور کہاں گئی اسکی نفرت اسکے مضبوط ارادوں کے سامنے تو اسکی نفرت بربری مٹی کی دیوار ثابت ہو رہی

تھی۔۔۔۔اپنی ٹانگوں کو بے جان محسوس کرتے وہ چہرہ ہاتھوں میں ڈھانپتی گہرے سانس لیتی وہیں بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔۔

پورے گھر کو برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا۔۔لان میں کی گئی سجاوٹ وہاں موجود لوگوں کی آنکھیں خیرہ کر رہی تھی۔۔۔۔لان کی انٹرنس کے سامنے سٹیج بنائے گئے تھے۔۔۔جو پہلے رنگ کے پھولوں سے سجے مہندی کے فنکشن کے لیے موزوں تھے۔۔۔۔

سٹیج پر تین جھولے تھے۔۔جن میں دو مہندی کے لحاظ سے سجے تھے اور ایک کو گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔بی جان پہلے ہی تمام لوگوں کو آگاہ کر چکیں تھیں کہ براق کے نکاح کے ساتھ رخصتی بھی کر لی گئی ہے ۔۔۔۔

لوگوں کو کیا اعتراض ہونا تھا۔۔سب ہی بے تاثر تھے کہ فیصلے ہو چکے تھے تو اعتراض کا مطلب کیا ہونا ہے۔۔۔بی جان زرد غرارے میں ملبوس سنہری چادر اوڑھے کافی صوبر لگ رہیں تھیں۔۔۔عالیہ بیگم ذکیہ بیگم اور عالیہ بیگم سنہرے اور زرد امتزاج کے کامدار جوڑوں میں ملبوس خاندانی زیوارات پہنے چہروں پر خوبصورت مسکراہٹ سجائے خوش لگ رہیں تھیں ۔۔۔بابر صاحب سفید کلف لگے سوٹ میں سیاہ واسکٹ پہنے باوقار لگ رہے تھے۔۔۔

وہاب صاحب بھی سفید شلوار قمیض پر سیاہ واسکٹ پہنے نائلہ بیگم کے ساتھ کھڑے تھے جو سنہری ساڑھی میں ملبوس بے حد پیاری لگ رہیں تھیں۔۔۔۔۔

اور تینوں شیطان کریم کلر کے کرتے پاجامے میں سنہرے دوپٹے گلے میں لٹکائے کافی ڈیشنگ لگ رہے تھے۔۔۔۔

اسکے برعکس ابران برائون شلوار قمیض پر کریم کلر کی واسکٹ پہنے ماحول پر چھایا ہوا تھا۔۔۔۔

باقی تینوں دلہے ابھی تیار وہ رہے تھے ابران سے عزت افزائی کروانے کے بعد بھی وہ کافی ڈھٹائی سے کمرے میں تھے ---

کمرے میں اس وقت گھروں کی مہک رہی ہوئی تھی---سامنے ماہی پیلے رنگ کے لہنگے میں پھولوں کی جیولری پہنے ہلکے سے میک اپ میں گندھی چوٹی میں آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی----اسکے برعکس عنایہ زرد رنگ کے غرارے میں پھولوں کی جیولری میں تیار بیٹھی کافی پیاری لگ رہی تھی----

روحا نے برائون رنگ کا لہنگا پہنا ہوا تھا---جس میں سنہری موتیوں کا کام تھا--یہ میچنگ ابران نے کی تھی--سنہری اور برائون چوڑیاں پہنے ہلکے سے میک اپ میں سائیڈ سے بال بنائے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی---

علینہ سرخ رنگ کے لہنگے میں خاندانی زیور پہنے گہرے میک اپ اور بالوں کا جوڑا بنائے روایتی دلہن کے روپ میں نظروں کو ٹھٹھکانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔۔

" ماشاء اللہ علینہ تم تو بہت پیاری لگ رہی ہو "

اسکے عقب میں کھڑی روحا نے جھک کر نرمی سے اسکا گال چومتے اسکی تعریف کی جس پر اسنے نگاہیں اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں اسکا اپنا عکس موجود تھا جسے دیکھ کر اسکے دل نے بیٹ مس کی۔۔۔۔

سر سے پاؤں تک سجی وہ صرف اسی کے لیے تھی جو اسکی سادگی پر بھی مر مٹ جاتا تھا۔۔اسکی بے باکیاں یاد آتے اور روحا کی تعریف پر اسکے لالی سے سجے گال مزید لال ہوئے۔۔۔

"ہائے ماشاء اللہ شرم رہی ہیں ہماری بھابھی صاحبہ۔۔۔ "

اسے یوں شرماتے دیکھ عنایہ شرارت سے بولتی ماہی کے ہاتھ پر ہاتھ مارتی کھلکھلائیں۔جس پر روحا بھی ہلکا سا ہنسی تھی ۔۔۔
انھیں یوں مسکراتے دیکھ علینہ کان کی لوگوں تک سرخ ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"ویسے مہندی کا رنگ کافی گہرا ہے براق بھائی بہت محبت کرتے ہیں تم سے ہے نا۔۔ "

ماہی اسکے ہاتھوں کو دیکھتے آنکھیں نچا کر بولی جس پر وہ بے ساختہ جھک کر اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی جہاں مہندی کا رنگ بہت گہرا آیا تھا۔۔۔۔اسکے سوال کا جواب اسکی جھکی پلکیں دے رہیں تھیں جسے محسوس کرتے وہ مسکرا رہیں تھیں۔۔

"ویسے بھابھی ابران بھائی بھی کم نہیں ہیں روحا "

روحا کے مسکراتے چہرے کو دیکھتے عنایہ نے شرارت سے سوال پوچھا جس پر وہ حیا سے سرخ ہوتی اسے گھورنے لگی۔۔۔۔

"اہل بھائی بھی کم نہیں عنایہ آپی اس بارے میں کل پوچھوں گی آپ سے۔۔۔ "

وہ مصنوعی خفگی سے بولتی عنایہ کی بولتی بند کروا گئی۔۔۔اسے یوں چپ ہوتے دیکھ روح اور ماہی قہقہ لگا کر ہنسیں تھیں۔۔۔علینہ بھی اسے یوں شرماتے دیکھ مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

"...ویسے براق تو دوپہر کو ڈرائیونگ روم کی کھڑکی سے کیوں کودا تھا؟؟ "

وہ جو آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا عقب سے ابھرتی اہل کی آواز اسے صور اسرافیل سے کم نا لگا تھا۔۔لبوں پر زبان پھیرتے وہ مڑا تو سامنے وہ سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا اسکے جواب کا منتظر تھا۔۔۔

"..میں !!نہیں تو میں وہاں سے کیوں کودوں گا؟؟ "

وہ لبوں پر زبان پھیرتے انجان بن کر بولا جس پر اہل نے ابرو اچکائی۔۔گویا اشارہ دیا ہو """سریئسلی براق

"اچھا تو وہ تم نہیں تھے لیکن میں نے اور ضیغم نے تو تمہیں ہی دیکھا تھا۔۔۔ "

وہ غور سے اسے دیکھتا ضیغم سے رائے لے رہا تھا جسنے سر ہلا کر اسکی بات کی تائید کی۔۔اسکی معصومیت پر براق کا دل کیا مکہ مار کر اسکے دانت توڑدے کمینہ کیسے بن رہا تھا ---

"اور گیسٹ روم میں تو علینہ بھابھی رکیں تھیں--- "

ضیغم سوچنے کی اداکاری کرتا براق کا فشار خون بڑھا گیا۔۔

"بکواس مت کرو سالوو !!تم بھی تو دفع ہوئے تھے نا تو مجھ سے اتنی تفتیش کس خوشی میں کر رہے ہو تم --- "
"کریکشن ڈئیر سالے صاحب ---سالا تم ہو ہمارے ہم تو بہنوئی ہیں تمہارے--- "

براق انھیں دیکھتا دانت پیس کر غرایا تھا جس کے جواب میں ضیغم چمک کر بولا اور اہل کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے قہقہ لگا کر ہنسے تھے وہ دونوں۔۔۔انھیں یوں منہ پھاڑ کر ہنستے دیکھ براق کا پارہ ہائی ہوا۔۔۔۔

"...کیا بات ہے بڑا مسکرایا جا رہا ہے "
اس سے پہلے وہ کچھ کہتا کہ وہ تینوں اندر آئے اور انھیں یوں ہنستے دیکھ عون نے استفار کیا۔۔۔

"پاگل ہیں اسلیے ہنس رہے ہیں تم بھی شامل ہو جاؤ ان کے ساتھ ۔۔۔ "

اسکی مداخلت پر وہ بدمزگی سے بولتا باہر نکل گیا جبکہ پیچھے اسکے غصے پر وہ تینوں منہ کھولے انھیں دیکھ رہے تھے جو پاگلوں کی طرح ہنس رہے تھے۔۔۔۔۔۔

سامنے دیکھتے اہل کے دل کی دھڑکن تیز
ہوئی جہاں سے ایران کے بازو میں ہاتھ ڈالے زرد جوڑے میں پور پور سجی چلی آرہی تھی۔۔اسکا ہر اٹھتا قدم اہل کی دھڑکن بڑھا رہاتھا۔۔۔وہ ساکت سا کھڑا تھا۔۔وہ اسکی ہو چکی تھی ہمیشہ کے لیے یہ احساس اتنا خوش کن تھاکہ اسکا دل اللہ کے حضور سجدہ ریز تھا جس نے اسکی محبت کو اسکا نصیب اسکا محرم بنا دیا۔۔۔

سٹیج کے سامنے انھیں رکتا دیکھ وہ جلدی سے آگے بڑھا اور اسکے سامنے ہاتھ بڑھایا جس پر وہ جو سمجھی تھی کہ ایران کے سہارے سٹیج پر چڑھے گی۔۔حیرانگی سے سامنے دیکھنے لگی جہاں وہ شوق کا جہاں بسائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔عہ محجوب ہوتی پلکیں جھکا گئی۔۔اور ایران کی مدد سے ہاتھ اسکے ہاتھ میں دے دیا۔۔پورا لان تالیوں سے گونج اٹھا۔۔ایران بھی اسکا ہاتھ اہل کے ہاتھ میں تھماتا پیچھے ہٹ گیا۔۔

جبکہ دوسری طرف بابر صاحب کے سہارے ماہی لان میں داخل ہوئی جس پر ضیغم بھی جلدی اٹھا تھا۔۔وہ اس وقت گولڈن کڑھائی والے کرتے پر ہلکے زرد رنگ کی واسکٹ پہنے کھڑا تھا۔۔اہل اور ضیغم نے ایک جیسی ڈریسنگ کی تھی۔۔۔۔

اور دونوں ہی بے حد ڈیشنگ لگ رہے تھے۔۔۔انکھوں کی چمک ہر شے کو مات دے رہی تھی۔۔۔۔ناہی کے قریب آنے پر وہ بھی سرعت سے آگے بڑھا جس پر بابر صاحب نے انہیں کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں تھما دیا۔۔

جسے اسنے مظبوطی سے تھامے لیا۔۔اسکے مضبوط مردانہ لمس کو محسوس کرتے ماہی کپکپا اٹھی۔۔۔دھڑکتے دل سے وہ ضیغم کی مدد سے جھولے پر بیٹھی ۔۔
اپنے ساتھ بیٹھے ضیغم کے کلون کی خوشبو اسے اپنے حواسوں پر بھاری محسوس ہوئی۔۔۔۔جس سے اسکے دل کی دھڑکن بے ہنگم تھی۔۔۔۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔اور صرف میری لگ رہی ہو۔۔۔ "
وہ ہلکا سا اسکی طرف جھکتا جذبوں سے چور لہجے یں بولا کہ وہ حیا سے لرزتی سر
جھکا گئی۔۔۔۔۔

اسکے لہجے کی گھمیرتا نے اسکی ہتھیلیاں نم کر دیں تھیں۔۔۔
دفتا سامنے سے اٹھتے شور پر وہ انٹرنس کی طرف متوجہ ہوئے جہاں سے براق اور علینہ کی
انٹری ہو رہی تھی ۔ریڈ بھاری لہنگے میں پور پور سجی وہ اس وقت براق کے سہارے چل
رہی تھی جو سفید شیروانی جس پر ہلکا سا موتیوں کا کام ہوا تھا پہنے بے حد جچ رہا
تھا۔۔۔سبز آنکھوں کی چمک ہر شے کو مات دے رہی تھی۔۔۔

کیمرا مین کی شامت آئی ہوئی تھی تین تین جوڑوں کی کوریج اتنی آسان بھی نا تھی مگر وہ شہر
کے بہترین فلم میکر تھے ہر چیز اعلی میعار کی تھی ۔۔۔جو یہ واضح کر رہی تھی کہ یہ شاہ

خویلی کے بچوں کی شادیاں تھیں کمی کسی چیز میں نا تھی--ہر چیز کی خوبصورتی گواہ تھی کہ خوشیاں لوٹ آئیں ہیں----

"لوگ بڑے پیارے لگ رہے ہیں آج --- "
وہ لب دبا کر شرارت سے بولا جس پر وہ جو سٹیج کی طرف متوجہ تھی تپ کر مڑی جہاں وہ اپنی آنکھوں سے ملتے رنگ میں تیار کھڑا اسکی دھڑکنیں روک رہا تھا---

محبت اپنی جگہ اور اس وقت آیا غصہ اپنی جگہ تبھی وہ جلدی سے سنبھل کر اسے گھورنے لگی جو اسکی محویت پر مسکرا رہا تھا ---

"کسی کو بڑی تکلیف ہو رہی ہے---- "

وہ کھا جانے والے انداز میں اسکی مسکان گہری کر گئی۔۔وہ مسکراتی آنکھوں سے اسکا سرخ ہوتا چہرہ دیکھنے میں مگن تھا جس پر اسکی لو دیتی نظروں کی لپک محسوس کرتی روحا کی دھڑکنیں بے ہنگم تھیں۔۔۔۔۔

"میں ناراض ہوں ابر۔۔۔ "

اور میں منانا جانتا ہوں روح۔۔لیکن میرے منانے کے طریقے کے لیے یہ جگہ مناسب" "نہیں ہے جان۔۔۔۔

وہ مسلسل اسے مسکراتا دیکھ روہانسی ہو کر بولی تھی مگر جواب میں اسکی دہکتی سرگوشی سنتے وہ کان کی لوئوں تک سرخ پڑتی جلدی سے مڑ کر بی جان کی طرف بھاگ گئی۔۔۔۔

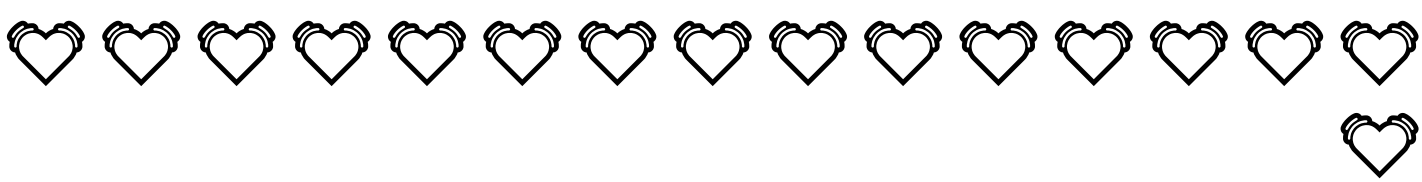

مہندی کی رسم اپنے اختتام پر تھی۔۔سب ہی تھکن محسوس کر رہے تھے۔۔۔اخر ہلا گلا تھوڑا تو نا مچایا گیا تھا۔۔۔۔باقی دلہنیں تو اپنی اکڑی کمر کے ساتھ بمشکل بیٹھیں تھیں۔۔۔جبکہ دلہوں کے چہروں پر تو تھکن کے اثرات تک نا تھے وہ اسی طرح ہشاش بشاش بیٹھے تھے۔۔۔۔چہروں کی چمک تھی کہ مانند پڑ کے نا دے رہی تھی۔۔۔۔۔

اخر بی جان کے حکم پر رسم کا اختتام کیا گیا۔۔جس پر ینگ پاڑی تو راضی نا تھئ مگر اعتراض کی مجال نا تھی کسی میں۔۔اسلیے چپ۔ چاپ حکم کی تعمیل کی گئی۔۔۔۔

قریبا12 بجے رسم ختم ہوئی اور لڑکیوں کی جان حلاصی ہوئی۔۔۔مگر انے والے لمحات کا سوچتے علینہ کا دل صحیح معینوں میں ہوا ہوئی تھی۔۔۔چہرے کہ ہوئیاں اڑتی دیکھ براق نے بمشکل مسکراہٹ لبوں میں روکی تھی۔۔۔۔

ماہی اور عنایہ کو کمرے میں لے گئے تھے جس پر اہل اور ضیغم نے خون کے گھونٹ پیے چلو کل تو ائے گی یہ سوچ کر دل کو تھپکی دے کر بمشکل سلایا تھا۔۔ورنہ براق کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر تو دل میں ابال اٹھ رہے تھے۔۔۔کمینہ ایک نمبر اگے نکل گیا۔۔۔۔

علینہ کو کمرے میں لے گئے تھے۔۔اور براق کی بے چیں شکل دیکھ کر اہل اور ضیغم نے اسے جان بوجھ کر پاس بیٹھا کر رکھا جس پر وہ تلملا کر انھیں گھور رہا تھا جو جونک کر اسکے ساتھ چمٹ گئے تھے۔۔۔

"دیکھ آہل مجھے جانے دے کل تیری بھی باری ائے گی کمینے۔۔۔ "

وہ مسلسل خود کو ان کے نرغے میں پھنسا دیکھ کر دانت پیستا دھیمی اواز میں چیخا تھا کہ یہ نا ہو کوئی باہر جاکر یہ تماشہ نا دیکھ لے۔۔۔

کیا جلدی ہے جگر رات اپنی ہی ہے۔کیوں اہل۔۔۔"۔ "
"بلکل۔۔ "

اسے بے بس دیکھ کر ضیغم اہل کو دیکھ انکھ مار کر کمینگی سے بولا جس پر اس نے بھی ینستے ہوئے تائید کی ۔۔۔ان دونوں کی کمینگی دیکھتے براق کا پارہ اسمان کو چھو رہا تھا۔۔۔۔

دیکھو میں ابھی دوپہر والی تم لوگوں کی بے غیرتی بھولا نہیں ہوں اسلیے بیتری اسی میں " ہے کہ مجھے جانے دے۔۔۔۔دیکھ ابران بول ان کو کہ مجھے جانے دیں ورنہ ان کی شکلیں "بگاڑ دوں گا۔۔۔۔

وہ طیش میں اتا ان کو دیکھتا غرایا تھا اور ابران سے شکایت کی جو مزے سے بیٹھا پنے سیل فون پر مگن تھا ۔۔جبکہ باقی تینوں شیطان مسکراتے ہوئے اسکی درگت دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

ہاں بھائی مسلہ کیا ہے جانے کیوں نہیں دے رہے تم لوگ اسے۔بے چاری علینہ "
"او سوری اسکی عینا اسکا انتظار کر رہی ہو گی۔۔۔

وہ لب دبا کر مسکراہٹ روکتا بظاہر سنجیدگی سے بولا۔۔جس پر وہ سب قہقہ لگا کر ہنسے ۔۔اور اسکی بے غیرتی پر براق کا دل چاہ رہا تھا کہ اسکا سر پھاڑ دے کمینہ کیسے منہ پھاڑ کر اسکی عینا کہہ رہا تھا۔۔۔۔

"مجھے تم سے ایسی کمینگی کہ توقع نہیں تھی ۔۔۔لیکن دیکھا بی جان اپ نے اسے ۔۔۔ "

وہ اسے ملامت کرتے لہجے میں اینڈ پر اسکے عقب میں دیکھتا زور سے بولا جس پر سب نے بے اختیار پیچھے مڑ کر دیکھا سوائے ابران کے وہ ہنوز اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔

ادھر ان کا پیچھے مڑ کر دیکھنا تھا اور ادھر براق چھلانگ مار کر صوفے سے اٹھتا سرعت سے اوپر بھاگا۔۔۔اور اسکے ڈرامے پر اہل اور ضیغم بھی اسکے پیچھے بھاگے مگر وہ اپنے کمرے میں گھس کر دروازہ لاک کر چکا تھا۔۔۔

"تجھے تو صبح دیکھیں گے سالے کمینے۔۔۔ "

بند دروازے کو دیکھ کر اہل چیخا تھا جوابا اسکا قہقہ اسکا پارہ ہائی کر گیا وہ مزید لن ترانیاں کرتا ضیغم کے ساتھ منہ لٹکائے واپس ایا۔۔۔جہاں تینوں شیطان اور ابران قہقہ لگا کر ہنستے ہوئے انھیں دیکھ رہے تھے۔۔۔انھیں دیکھ کر اپنا بے وقوف بننا یاد کرتے ان کے بلند قہقے انکے قہقوں میں شامل ہو گئے۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ جب کمرے میں ایا تو روحا بنا چینج کیے اسی طرح بیڈ پر محو خواب تھی۔۔۔وہ دھیمے سے مسکراتا دروازہ لاک کرتا بیڈ کی طرف بڑھا جہاں وہ دنیا مافیہا سے بے نیاز سو رہی تھی۔۔۔صرف جیولری اتاری گئی تھی۔۔جو سائیڈ ٹیبل پر بے نیازی سے دھری تھی۔۔۔باقی میک اپ ابھی تک قائم تھا۔۔۔

وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ پورے فنکشن میں اسکی نگاہوں کا مرکز بنی رہی۔۔۔اب بھی وہ یک ٹک اسے دیکھتا دھیمے سے اسکے قریب بیٹھا۔۔جو ایک ہاتھ سینے اور ایک ہاتھ بیڈ پر دھرے اپنے اپ سے بے نیاز ابران کا دل دھڑکا گئی۔۔۔۔۔

سیاہ ابشار تکیے پر پھیلی تھی۔۔اور کچھ اوارہ لٹیں گالوں کا طواف کیے ہوئے تھیں۔۔۔۔ہاتھ بڑھا کر ان لٹوں کو دور کرتے نگاہ بہک کر اسکی گردن پر موجود سیاہ تل پر

ٹک گئی۔۔۔ہاتھ گالوں سے سرکتا وہاں ایا۔۔نرمی سے اس تل کو اپنے پوروں سے چھوتے ابران کا دل ایک نئی لے پر دھڑک رہا تھا۔۔۔

محبت بہت چھوٹا لفظ تھا جو وہ اسکے لیے محسوس کرتا تھا۔۔یہ تو محبت سے بھی اوپر کی چیز تھی۔۔۔شائد جنوں یا عشق مگر جو بھی تھا ابران کو جھک چکا تھا۔اب محض اعتراف باقی تھا۔۔اور یہ اعتراف وہ جلد ہی کرنے والا تھا۔۔ یہ جھکنا اس قدر خوبصورت تھا کہ ابران کو اگر وہ ہزار بار بھی جھکاتی تو وہ بنا کسی عزر کے جھک جاتا۔۔کیونکہ وہ اسکے دل پر پورے طمطراق سے براجمان تھی۔۔۔۔

اب بھی اسے دیکھتی بھوری انکھوں میں اج سرد تاثر کے بجائے ایک الگ ہی جزبہ تھا۔۔مدھم سلگتا ہوا جس کی تپش سے وہ نیند میں کسمسائی تھی۔۔۔اسے یوں کسمساتے دیکھ وہ اسکے تکیے پر ہاتھ ٹکاتا اسکی گردن پر جھکا۔۔اور وہاں اپنے دہکتے لب رکھے۔۔۔۔

وہ جو نیند میں بھی اسکی موجودگی محسوس کر گئی تھی۔۔اسکا دہکتا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے پٹ سے آنکھیں کھول گئی۔۔۔جہاں اسے اپنی گردن جھکا دیکھ روحا کی سانسیں رک گئیں۔۔وہ دم سادھے اسکا سیاہ بالوں سے ڈھکا سر دیکھنے لگی۔۔کہ اسکے اچانک لمس پر اسکے ہواس ابھی تک سلب تھے۔۔۔۔

"سانس لو روح !!!۔ورنہ میں نے روکی تو تمہیں اچھا نہیں لگے گا۔۔۔۔ "

اسے یوں سانسیں روکتا دیکھ وہ سر اٹھا کر اسکی سیاہ انکھوں میں اپنے بھوتے کانچ گاڑتا سرد لہجے میں بولا۔۔جس پر وہ اسکے لہجے کی ٹھنڈک محسوس کرتی گہرے سانس لیتی اسکے لبوں پر ایک مسکراہٹ ابھار گئی۔۔۔۔

کوئی مجھ سے ناراض تھا۔۔اور اسے میں نے نیچے پاڑٹی میں کہا تھا کہ اسے راضی کرنے "
کے لیے یہ جگہ مناسب نہیں ہے۔۔مگر اب وہ کہتے ہیں نا موقع بھی ہے اور دستور
"بھی۔۔تو کیا خیال ہے زوجہ منا لوں اسے۔۔۔

وہ اسکے ہلکی سرخ لپ اسٹک سے سجے لبوں کو دیکھتا جذبوں سے۔چور بوجھل لہجے میں بولتا اسکی جان لبوں پر لے ایا۔۔۔وہ دہل کر سر نفی میں ہلاتی گردن موڑ گئی کہ اس سائیکو کا کیا بھروسہ ابھی سے ہی اسکی جان مشکل میں ڈال دیتا۔۔۔۔

"انہوں۔۔۔ نا نہیں چلے گی۔۔کیونکہ میں منانے میں انٹرسٹ رکھتا ہوں ڈئیر۔۔۔"

وہ اسکے ہڑبڑا کر سر نفی میں ہلانے پر اپنی بے ساختہ امڈتی ہنسی روکتا خمار الود لہجے میں بولتا بنا اسکی سنے اور بنا اسکی مزاہمت کی پرواہ کیے اسکے لبوں پر جھک گیا۔۔۔اسکے پرحدت لمس پر وہ اسکے کندھوں سے شرٹ تھام گئی۔۔۔مگر وہ اسکے ہاتھ اپنی گرفت میں

لیتا تکیے سے لگا کر ہاتھ بڑھتا سائیڈ لیمپ اف کرتا صیحھ معینوں میں روحا کی جان نکال گیا۔۔۔اور وہ بے بس سی اسکے رحم کرم پر تھی جو اسے کسی قیمتی نگینے کی طرح سمیٹ رہا تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ جو جیولری اتار کر واشروم کی طرف بڑھ رہی تھی اچانک اسے کسی طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوتے دیکھ دہل سی گئی۔۔۔انکھیں پھاڑ کر حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی جو قہقہ لگا کر ہنستا یقینا باہر اہل اور ضیغم کو جلا رہا تھا جو اسے بر بھلا کہتے جا چکے تھے۔۔۔۔۔

"ارے یہ کیا عینا۔۔یہ کہاں جا رہی ہو تم۔۔اور یہ سب ۔۔۔۔ "

وہ جو مڑ کر واشروم۔کی طرف جارہی تھی اسکے پیچھے سے صدمے سے چیخنے پر سکون سے مڑی جہاں وہ اسکے سامنے کھڑا حیرت اور صدمے سے اسکا دوپٹے اور جیولری سے بے نیاز وجود دیکھ رہا تھا۔۔۔سبز انکھوں میں حیرت کے ساتھ دکھ بھی تھا۔۔۔

"بس ہو گئی نا شادی ۔۔اور کیاکرنا چاہتے ہو تم۔۔۔ مجھ میں اتنی ہی ہمت تھی براق شاہ ۔۔مزید مجھ سے کسی چیز کی امید مت رکھنا ۔۔اور خبردار جو میرے قریب بھی ائے تو۔۔۔"

وہ انگلی اٹھا کر اندر سے کانپتی بظاہر مضبوطی سے بولی جس پر اسکی بہادری دیکھتے براق کا ستائش سے ابرو اٹھا۔۔۔ "سرئیسلی۔۔۔"

ورنہ کیا کر لوگی تم۔۔ہمم مجھے بھی تو پتا چلے میرے نزدیک انے پر تم کیا کر سکتی ہو۔۔"

وہ قدم قدم اسکے نزدیک اتا سنجیدگی سے بولا۔۔جس پر وہ اسکے پراسرار رویہ پر خائف ہوتی پیچھے سرکی۔۔اسکے پیچھے سرکنے پر اسکے لبوں کو مسکان نے چھوا۔۔۔۔

"میں اپنی جان لے لوں گی براق شاہ!!۔۔اپنے قدم روک لو۔۔۔ "

وہ اسے رکتا نا دیکھ کر خوفزدہ ہوتی چیخی تھی۔۔۔انسو بھل بھل اسکے گالوں پر بہنے لگے۔۔۔اسے یوں اپے سے باہر ہوتا دیکھ وہ رک گیا۔۔جبکہ اسکے انسو دیکھتے اسکی انکھوں میں زخمی تاثر ابھرا۔۔۔

میری بربادی کے زمہدار صرف تم ہو۔۔اور میرے دل میں تمہارے لیے صرف نفرت " "لیے ۔۔۔صرف نفرت سنا تم نے۔۔۔اسلیے بہتر یہی ہے مجھ سے دور رہو۔۔۔

وہ ادکی انکھوں میں دیکھ اذیت سے ہذیانی انداز میں چیختی براق کا دل ہزرا ٹکڑوں میں توڑ گئی تھی۔۔۔وہ لب بھینچ کر اسکی حالت دیکھ رہا تھا۔۔جو چیخ چیخ کر روتی اپنے اتنے دنوں کا غبار نکال تھی۔۔۔اسی طرح روتے۔ روتے وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔۔

"میں کبھی تمہیں معاف نہیں ۔۔کرو۔۔کروں۔۔۔۔گی۔۔سنا۔۔تم۔۔نے۔۔۔ "

وہ سر ہاتھوں میں تھامتی رک رک کر بولتی اچانک پیچھے کو گری کہ وہ سرعت سے جھک کر اسے تھام گیا۔۔۔۔وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔مگر اسکی گہری سانسیں تو کچھ اور کہہ رہیں تھیں۔۔۔چہرہ انسوئوں سے بھیگا ہوا تھا۔۔۔مگر پسینے سے پاک تھا۔۔۔

دفتا اسے نے نظر اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل پر دیکھ جہاں اسکے فرسٹ ایڈ سے نکالی گئیں نیند کی گولیاں رکھیں تھیں۔۔سارا معمالا سمجھ اتے ہی وہ جھک کر اسے دیکھنے لگا جو اسکے بازوئوں میں پڑی ہوش وہواس سے بے گانہ تھی۔۔۔

کچھ دیر پہلے وہ اسے نزدیک نا انے کا بول رہی تھی اور ابھی اسی کے بازئوں میں پڑی سو رہی تھی۔۔۔اسکے معصوم چہرے کو دیکھتے اسکے لبوں کو ایک مدھم۔مسکان نے چھوا۔۔۔وہ ہلکا سا جھکا اور نرمی سے اسکی پیشانی چوم لی۔۔۔۔

اسے بازوئونمیں اٹھاتے وہ بیڈ کی طرف بڑھا اور نرمی سے اسے وہاں لیٹا کر کمبل اوڑھادیا۔۔

اس سب کی ضرورت نہیں تھی عینا !!میں بنا تمہاری اجازت کے تمہارے نزدیک بلکل " "نا اتا مگر یہ سب کر خے تم نے مجھے میری ہی نظروں سے گرا دیا ہے۔۔۔

وہ زخمی مسکراہٹ لیے دھیمے سے بولا تھا مگر سننے والی سننے کی حدود سے نکل چکی تھی۔۔۔۔سبز انکھوں میں غضب کی سرخیاں تھیں۔۔مگر وہ ضبط سے کھڑا تھا۔۔تھوڑی دیر اسکا چہرہ دیکھ کر وہ مڑ کر بالکونی کا دروازہ کھولتا اپنی شیروانی اتار کر صوفے پر پھینکا

صرف قمیض میں بنا کوئی گرم کپڑا لیے سردی میں باہر نکل گیا۔۔۔تاکہ اپنے اندر لگی اگ کو کم کر سکے۔۔جیب سے سیگریٹ نکالتے وہ جانتا تھا اب ساری رات اسنے سیگریٹ پھونکتے ہی گزارنی تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

"کیا سوچ رہے ہیں اپ۔۔؟؟۔۔ "

وہ جو کھڑکی میں کھڑے سانے دیکھ رہے تھے عقب سے ابھرتی عالیہ بیگم کی اواز پر مڑ کر انھیں دیکھنے لگے جو ان کے جواب کی منتظر تھیں۔۔۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی۔۔اج مجھے لگا کہ ماہی کا نصیب بلند ہے ۔۔۔ ضیغم اسکے لیے " "بہترین ہے ۔۔کیونکہ وہ اس سے محبت کرتا ہے عالیہ۔۔۔

وہ ان کے چہرے کو دیکھتے نرمی سے بولے جس پر وہ مسکراتیں سر اثبات میں ہلا گئیں۔۔۔۔

"اور اج مجھے لگ رہا ہے کہ اپ کو زونیرا کی یاد ارہی ہے۔۔۔ہے نا۔۔ "

وہ سوگوار مسکراہٹ لیے نرمی سے بولتیں ان کا فل مٹھی میں دبا گئیں۔۔وہ زخمی نظروں سے انھیں دیکھنے لگے۔۔جن کے چہرے پر سادگی تھی۔۔۔

وہ بھولی ہی کب تھی۔۔۔محبت پر کس کا زور چلا ہے جو میرا چلتا۔۔۔وہ انمول تھی " عالیہ اور میں اسے سنبھال نا سکا۔۔۔"

وہ انکھوں میں کرچیاں لیے دھیمے سے بولتے مڑ کر اسمان کو دیکھنے لگے جہاں موجود چاند میں انھیں اسکی شبیہ نظر ا رہی تھی۔۔۔ان کی انکھوں اور لہجۂ میں صدیوں کی تھکن تھی۔۔جسے محسوس کرتے عالیہ بیگم کا دل بوجھل ہوا۔۔۔

"وہ واقعی انمول تھی تبھی تو اپکی محبت اسکے حصے میں ائی۔۔۔ "

وہ ان کی پشے دیکھتے یاسیت سے بڑبڑائیں تھیں
۔انکھوں میں جمع ہوا پانی اب سرحد پھلانگتا گالوں پر لڑھک ایا تھا۔۔۔۔۔

"وہ جنت میں ضرور اپ کے ساتھ ہو گی۔۔ "

وہ ہاتھ ان کے کندھے پر رکھتیں نرمی سے بھیگئ اواز میں بولتیں انھیں مزید بے چین کر گیئں ۔۔۔وہ سرعت سے مڑ انھیں دیکھنے لگے جن کی انکھیں نم تھیں۔۔۔ان انکھوں میں موجود جذبوں نے انھیں ساکت کر دیا۔۔۔

لیکن مجھے تمہارا ساتھ بھی چاہیئے۔عالیہ۔۔"۔ "

وہ مدھم لہجے میں بولتے ان کے دل پر نرم پھاہے رکھ گئے۔۔وہ ہلکیں پھلکیں ہوتیں سکوں سے مسکرائیں تھیں۔۔۔۔جس پر وہ ہاتھ بڑھا کر انھیں خود سے لگاتے پرسکوں ہوتے انکھیں موند گئے ۔۔۔انکھیں موندتے ہی انکھوں کے پردوں پر ابھرتی تصویر ان کے چہرے پر زخمی مسکراہٹ بکھیر گئ۔۔۔۔

♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡

تیز روشنی سے کسمسا کر انکھیں کھولتی وہ اٹھ بیٹھی۔۔ایک بھرپور نیند لینے کے بعد وہ کافی فریش تھی۔۔دفتا رات کے مناظر یاد کرتے اس نے کمرے میں نگاہ دوڑائی مگر خالی کمرہ اسکا منہ چڑھا رہا تھا۔۔۔

بیڈ سے اترتے اسنے باتھروم کو چیک کای جو خالی تھا۔۔بھلا صبح صبح وہ کہاں جا سکتا تھا۔۔گھڑی 8 بجا رہی تھی۔۔بالکونی کا کھلا دروازہ دیکھ کر وہ جلدی سے باہر ائی جہاں وہ وہاں رکھے صوفے پر نیم دراز سو رہا تھا۔۔قریب ہی میز پر سیگریٹ سے بھری ایش ٹرے دھری تھی جو اسکی رات بھر سیگریٹ پینے کی گواہ تھی۔۔۔۔

وہ لب بھینچ کر اسے دیکھنے لگی جو کرتا شلوار میں بنا کسی کمبل کے سردی میں بے نیازی سے سو رہا تھا۔۔۔سبز انکھیں بند تھیں جس کی تپش اسے بے چین کر دیتی تھی۔۔۔رات اتنی جرات کا مظاہرہ کر کے وہ اسکا ریکشن دیکھنا چاہتی تھی مگر نیند کا غلبہ ایسا تھا اسے کچھ بھی یاد نہیں ارہا تھا۔۔۔

وہ بیڈ پر کیسے پہنچی یہ بات واضح تھی کہ پینچانے والا براق ہی تھا۔۔۔اب اسے یوں سردی میں سوتے دیکھ دل میں ملال سا اترا۔۔مگر اسکی کی گئی زیادتیوں نے جلد ہی اس ملال کو ختم کر دیا۔۔ وہ اس سے پہلے اواز دے کر اسے جگاتی دروازے پر ہوتی دستک سے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔

"کیا ہوا عینا۔۔۔تم یہاں؟؟؟۔ "

سامنے اسے کھڑا دیکھ کر وہ حیرانگی سے بولا ۔۔لیکن اواز خمار الود تھی۔۔کچی نیند سے سرخ ہوتی انکھیں علینہ کا دل ڈگمگا گئیں۔۔۔اس سے پہلے وہ جواب میں کچھ کہتی دستک دبارہ ہوئی جس پر وہ جلدی اٹھتا اسے کہنی سے تھام کر اندر ایا۔۔وارڈروب کھول کر جو سوٹ ہاتھ میں لگا اسے تھما کر اسے واشروم میں دکھیل دیا۔۔جس پر وہ ارے ارے کرتی روہ گئی مگر وہ دروازہ بند کر کے گہرے سانس لے کر خود کو کمپوز کرتا دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔

جہاں باہر عالیہ بیگم کھڑیں تھیں۔۔

"مورے اپ ۔۔ائیں نا اندر۔۔ "

وہ انھیں دیکھ نرمی سے بولتا دروازے سے ہٹا۔تاکہ وہ۔اندر اسکیں۔۔۔

نہیں تم لوگوں کا ناشتہ میں اندر بجھوا دیتی ہوں کیونکہ پھر علینہ کو پارلر لے کر بھی جانا "ہے۔۔

وہ نرمی سے انکار کرتیں اسے اطلاع دے کر اسکا ماتھا چومتیں مڑ گئیں۔وہ جلدئ سے دراوزہ بند کرتا بیڈ پر ڈھے گیا۔۔رات بگر بیٹھے رہنے سے کمر میں ہلکی سی اکڑاہٹ تھی۔۔

دفتا علینہ اک خیال اتے وہ واشروم کے دروازے کو دیکھا۔۔جو بند تھا۔۔تھوڑی دیر پہلے ہوئی افراتفری پر وہ دھیمے سے مسکراکر پلکیں موند گیا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد کلک کی مدھم اواز پر وہ انکھیں کھول کر اسکی طرف متوجہ ہوا جو نارنجی رنگ کے فینسی سوٹ میں بالوں کو تولیے میں لپیٹے سادگی میں بھی براق کے دل پر قہر ڈھا گئی۔۔۔

وہ مسمرائز سا اسے دیکھ رہا تھا جو اسے سرے سے اگنور کیے ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے بال سلجھا رہی تھی۔۔۔۔خواب کی سی کیفیت میں وہ اسکی طرف۔ بڑھا جو اسے اپنی طرف اتے دیکھ خائف ہو گئی تھی۔۔۔

رات تمہاری کی گئی کوشش کامیاب ٹھہری۔۔مگر تم بھول رہی ہو کہ تمہارے مقابل "براق شاہ ہے۔۔"

وہ اسکی عین پشت پر رکتا ہلکا سا جھک کر اسکے گیلے بالوں کو چھوتا مدھم سلگتے لہجے میں بول کر اسکی زبان تالو سے چپکا گیا۔۔۔وہ ساکت کھڑی اسے دیکھ رہی تھی جو اسکی کمر میں بازو حمائل کرتا اسکی دھڑکنیں روک گیا تھا۔۔۔ساری بہادری ہوا ہو گئی تھی۔۔۔

وہ حیا سے لرزتی پلکیں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔اور وہ اسکی پلکوں پر نظریں گاڑے کھڑا تھا۔۔

تم اتنی اسانئ سے مر جاؤ گی یہ میں ہونے نہیں دوں گا سویٹی۔۔تم صرف میری ہو" "سنا تم نے۔۔

وہ اسکے بال سمیٹ کر بائیں کندھے پر رکھتا جنونی ہو کر سرد لہجے میں بولتا اسکی گردن پر جھکا اور وہاں اپنے دہکتا لمس چھوڑا۔۔وہ جی جان سے کانپتی اسکے رحم کرم پر خود کو چھوڑتی سختی سے انکھیں میچ گئی۔۔۔۔

"کل رات کا حساب تم سے رات میں لوں گا۔۔ "

وہ اسکے کان میں سرگوشی کر کے اسکے کان کی لو چوم کر اسے نرمی سے خود سے الگ کرتا واشروم کی طرف بڑھ گیا۔۔جبکہ وہ پسینے سے تر پیشانی لیے انکھیں میچ کر اپنی دھڑکنیں شمار کرتی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡

رات فنکشن دیر تک جاری رہا تھا۔۔اور صبح لیٹ اٹھنے کی وجہ سے حویلی میں اس وقت ہڑبونگ مچی تھی۔۔سب ملازم افرتفری میں ادھر سے ادھر بھاگ رہے تھے اور حویلی کے فرد اپنی تیاریوں میں مگن تھے۔۔۔

دلہنیں پارلر جا چکیں تھیں جن کے ساتھ عائشہ بیگم اور روحا بھی تھیں۔۔ باقی دلہے اپنے کمروں میں تیار ہو رہے تھے۔۔بارات یہاں سے بینکویٹ جانے والی تھی۔۔۔تمام گاڑیاں تیار تھیں۔۔۔تمام معملات ابران اور بابر صاحب کی موجودگی میں طے ہوئے تھے۔۔۔۔

اسلیے کمی بیشی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتاتھا۔۔۔بی جان بے فکر تھیں۔۔ حویلی کی تیاریاں دیکھنے لائق تھیں۔۔۔اخر حویلی کی دو بیٹیوں اور بیٹے کی شادی تھی۔۔دل کھول کر تمام معمالات طے کہے گیے تھے۔۔۔۔ہر چیز انکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔۔۔۔

چاہے وہ گھر یا پھر کوئی اور چیز ہر چیز سے امارت چھلک رہی تھی۔۔۔اوپر کمرے میں سب تیار ہو رہے تھے۔۔۔براق نے سیاہ ٹکسیڈو پہن رکھا تھا۔۔اور ساتھ سکن ٹائی جو علینہ کی ڈریس سے میچ کی گئی تھی۔۔۔۔سلیقے سے بال بنائے چہرے پر سنجیدگی لیے وہ کسی کی بھی دھڑکن روک سکتا تھا۔۔۔۔

سبز انکھوں میں چھائی خاموشی اہل اور ضیغم کو بہت سے سوالوں سے روک رہی تھی۔۔۔وہ بس لب سیے اسے دیکھ رہے تھے جو صوفے پر بیٹھا سیگریٹ پر سیگریٹ پھونک رہا تھا۔۔۔۔اسے اتنے سیگریٹ پیتے دیکھ وہ حیران نہیں تھے کہ جانتے تھے وہ شدید فرسٹریشن میں اتنی سموکنگ کرتا ہے۔۔۔

وہ لوگ خاموشی سے تیار ہو رہے تھے۔۔اہل مرون شیروانی جس پر گولڈن کلر کا کام ہوا تھا پہنے اپنی پوری وجاہت سے کھڑا تھا۔۔۔انکھوں کی چمک روشنیوں کو مات دے رہی

تھئ۔۔وہیں ضیغم نے سیاہ شیروانی جس پر گولڈن ہی کام ہوا تھا پہن رکھا تھی۔۔۔ سلیقے سے جمے بال اور سیاہ انکھوں کی چمک دیکھنے لائق تھی۔۔۔

اج اسکی ماہی ہمیشہ کے لیے اسکی دسترس میں انے والی تھی۔۔۔مہندی کی رات وہ دانستہ اسکے پاس نہیں گیا تھاکہ وہ اب اس دے اپنے کمرے میں ہی ملے گا۔۔۔۔انے والے لمحات کا سوچتے اسکی انکھیں بوجھل اور لب مسکرا رہے تھے۔۔۔۔

اہل کی حالت بھی مختلف نا تھی۔۔وہ بھی خوش تھاکہ جسے چاہا وہ اج اسکی ہونے والی ہے ۔۔۔ہمیشہ کے لیے۔۔اور یہ احساس اتنا خوشکن تھاکہ اسکا دل سینے سے نکلنے کو بے تاب تھا۔۔۔۔

"ہو گئے تیار تم لوگ ؟؟؟ جلدی کرو ہمیں نکلنا بھی ہے۔۔۔۔ "

وہ انھیں سوچوں میں گم تھے۔۔کہ ابران کی سنجیدہ اواز پر چونک کر سامنے دیکھنے لگے جہاں وہ سیاہ کرتا شلوار میں کریم کلر کا کوٹ پہنے بالوں کو پونی میں باندھے اپنی تمام تر وجاہت سے کھڑا انھیں ساکت کر گیا تھا۔۔۔وہ واقعی اس قابل تھا کہا سے ٹھہر کر دیکھا جاتا ۔۔۔اب بھی اسے دیکھتے ان تینوں کے دل میں رشک تھا۔۔۔کہ واقعی اس رب نے اسے فرصت سے بنایا تھا۔۔کچھ اسکی خوبصورتی اور اسپر مستزاد اسکی بے نیازی اسکی شخصیت کا روعب ہر چیز ٹھٹھکا دینے والی تھی۔۔۔۔

بے ساختہ انھیں روحا کی قسمت پر رشک ہوا۔۔وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے بنے تھے۔۔یہ بات انگیں دیکھ ہر کوئی کہہ سکتا تھا۔۔۔۔۔

"ہاں ہم۔تیار ہیں تم ہمارے ساتھ چلو گے یا پھر ہال میں ہمارا استقبال کرو گے۔۔۔ "

اسے دیکھتے ضیغم نے نرمی سے استفار کیا جس پر وہ سر نفی میں ہلاتا انھیں دیکھتا بولا۔۔۔۔

نہیں میں براق چلاجواور بی جان کے ساتھ بینکوئیٹ جا رہا ہوں تم دونوں یہیں خویلی " "سے بارات لے کر نکو گے۔۔۔

وہ بجتے فون کو اوف کعتا سنجیدگی سے بول کر براق کو اشارہ کرتا باہر نکل گیا۔۔۔وہیں اسکے اشارے پر براق بھی اٹھا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے میں چلتا ہوں۔۔ "
وہ سیگریٹ بجھاتا سنجیدگی سے بول کر انھیں دیکھتا نرمی سے مسکرایا۔۔۔

"سب ٹھیک ہے نا براق۔۔۔ "

"ہمم سب ٹھیک ہے --بے فکر رہو-- "

اسے دیکھتے اہل فکرمندی سے بولا تھا کہ براق کے نرمی سے تردید کرنے پر سر ہلا گیا کہ وہ بتانا نہیں چاہتا --کریدنے کا فائدہ نا تھا---اسلیے خاموش ہو کر اسے دیکھنے لگا جو مڑ کر باہر نکل رہا تھا--اسکی پشت دیکھتے اسکا دل ناجانے کیوں اسکے لیے فکرمند تھا---

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

بارات اپنی پوری شان و شوکت سے اچکی تھی اعر ہر طرف رنگ و بو کا سیلاب تھا---روشینوں کا سماں تھا ---دودھ پلائی کی رسم روحا نے کی تھی جس کی وہ بھاری رسم وصول کر چکی تھی---اب سٹیج پر اہل اور ضیغم بیٹھے ہو لئے تھے--ساتھ ابران اور براق بھی شامل تھے---

وہ اپس میں بات کر رہے تھے جب دلہن انے کا شور بلند ہوا۔۔سامنے سے عنایہ اور ماہی چلی ارہیں تھیں جن میں ماہی کے ایک طرف بار صاحب اور ایک طرف عالیہ بیگم چل رہیں تھیں۔۔۔عنایہ کے ساتھ ایک طرف زکیہ بیگم اور ایک طرف روحا تھی۔۔۔

سرخ انار کلی فراک میں بال کھولے وہ ڈارک لپ اسٹک لگائے ابران کو ساکت کر گئی۔۔۔عہ اج پہلی بار اسے یوں اتنا تیار دیکھ رہا تھا۔۔عہ اس قدر خوبصورت لگ رہی تھی یہ تو اسکے وہم وگمان میں بھی نا تھا۔۔۔۔سیاہ انکھوں میں چمک اور لبوں پر مچلتی مدکان اتنی پیاری تھی کہ اسکا دل سینے مین مچل اٹھا۔۔وہ ساکت سا اسے سیکھ رہا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف اہل اور ضیغم سانس روکے انھیں فیکھ رہے تھے جو سج سج کر چلتیں ان کی دھڑکنیں روک رہیں تھیں۔۔۔۔ماہی سرخ لہنگے میں بھاری زیور اور ڈارک میک اپ کیے ضیغم کو ساکت کر گئی۔۔۔وہیں عنایہ مرون لنگے میں پورپور سجی اہل کا دل روک رہی تھی۔۔۔۔

سٹیج پر چڑھنے کے لیے ان کی مدد کرتے صرف ان کے ہی نہیں بلکہ ماہی اور عنایہ کے دل بھی بے ترتیب تھے۔۔۔یہ لمحے ایسے تھے کہ ان کا دل اپنی دھڑکنیں مس کر رہا تھا۔۔۔انکھیں بار حیا سے بوجھل تھیں۔۔۔اور لب اپس میں بھینچے ان کی کپکپاہٹ کو روک رہے تھے۔۔۔۔

دیکھنے والوں کی انکھیں ساکت تھیں ان دو جوڑویوں کو دیکھ کر وہ اتنے مکمل لگ رہے تھے کہ لب بے ساختہ ماشاء اللہ کہہ اٹھے تھے۔۔۔اور بی جان عائشہ بیگم کے ساتھ کھڑیں نم انکھوں سے اپنی شہزادیوں کو دیکھ رہیں تھیں جو اج اپنے شہزادوں کی ہو چکیں تھیں۔۔۔۔کیمرہ مین دھڑا دھڑ یہ قیمتی لمحات اپنے کیمروں میں قید کیے جا رہے تھے۔۔۔۔

جبکہ تینوں شیطانوں کے دل بھی اج اداس تھے کہ ان کی اپیاں ان سے بچھڑنے والی ہیں ۔۔۔وہ تینوں اج میرون کرتے اور سفید شلوار پہنے ایک جیسے لگ رہے تھے۔۔۔۔

"کیوں نا ہم بھی اپنی شادی دوبارہ کروا لیں ؟؟ کیا خیال ہے۔۔ "

وہ جو سٹیج کی طرف متوجہ تھی کان میں گئی مدھم سلگتی سرگوشی پر چونک کر مڑی کہ پیچھے کھڑے ابران کو دیکھا جو سامنے دیکھتا اسکے جواب کا منتظر تھا۔۔۔اسکے سوال پر وہ لباس کے ہم رنگ سرخ ہوتی ابران کو مبہوت کر گئی۔۔۔۔پلکیں حیا سے بوجھل ہوتیں رخساروں پر جھک ائیں تھیں۔۔۔

"خاموشی کا مطلب ہاں ہوتا ہے جان۔۔تو کیا میں ہاں سمجھوں۔۔۔ "

وہ سرگوشی میں بولتا روحا کو کپکپانے پر مجبور کر گیا۔۔۔اسکے لرزتے وجود کو دیکھتے اسکے عنابی لبوں پر جاندار مسکراہٹ ابھری تھی۔۔۔

"تو کیا جب اپ بابا بننے والے ہیں تب شادی کرتے اچھے لگیں گے۔۔؟؟ "

وہ سامنے دیکھتی مدھم سا بولی جس پر اسکی پشت پر کھڑے ابران کی انکھیں چمکیں۔۔۔

"بلکل اچھا لگوں گا۔۔۔ "

وہ ہنسی روکتا گھمبھیر لہجے میں بولتا اسے لاجواب کر گیا۔۔۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتی کہ ہال کی لائیٹس اوف ہو گئیں وہ بے ساختہ اسکا بازو تھام گئی۔۔جس پر ابران نے جاندار مسکراتے جھک کر اسکا سر چوما۔۔

"اج تم بے حد خوبصورت لگ رہی ہو اتنی کہ میرا دل دھڑکنے سے انکار کر رہا ہے۔۔ "

وہ اسکے کان میں جھکتا جذبوں سے سلگتے لہجے میں بولا کہ روحا کا ننھا دل کانپ اٹھا۔۔۔وہ حیا سے سرخ پڑتی ہولے سے مسکراتی سر اسکے کندھے پر ٹکا گئی ۔۔جسے محسوس کرتے سکون کی ایک لہر کو اپنی روح میں اترتا محسوس کیا تھا ابران نے۔۔۔۔۔

سپاٹ لائیٹ ان ہوئی اور سامنے براق اور علینہ کو روشن کر گئی۔۔۔سکن ٹیل میکسی جس کی ٹیل پیچھے گھسٹ رہی تھی۔اونچا جوڑا جس پر دوپٹہ ٹکا تھا ڈارک ائی میک اپ اور ہلکی لپ اسٹک میں ڈائمنڈ جیولری پہنے وہ سیاہ ٹکسیڈو میں براق کے ہمراہ چلتی بے پناہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

لوگوں کے لیے فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ زیادہ خوبصورت کون لگ رہا تھا۔۔۔چاروں جوڑیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔۔۔۔

سٹیج تک سپاٹ لائیٹ نے انکا پیچھا کیا۔۔ہال کی انٹرینس کے سامنے عام سٹیج سے چار گنا بڑا سٹیج نسب تھا جہاں تین صوفے لگے تھے۔۔درمیان میں براق اور عینا تھے جبکہ دائیں بائیں عنایہ اہل اور ضیغم ماہی بیٹھے تھے۔۔۔۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو اتنی کہ میرا دل اپنی دھڑکنیں روک رہا ہے۔۔۔ "

وہ جو سامنے براق اور علینہ کو دیکھ رہی تھی کان میں کی گئی اہل کی جان لیوا سرگوشی اسکا دل دھڑکا گئی۔۔۔وہ حیا سے لرزتی شرمگیں سا مسخراتی سر جھکا گئی جبکہ اسے یوں حیا سے سرخ ہوتا دیکھ اہل کو لگا کہ وہ اپنے ہواس کھو دے گا۔۔۔

اسے یوں بے خود سا عنایہ کی طرف دیکھتے کیمرہ مین نے یہ لمحا جھٹ سے اپنے کیمرے میں قید کیا۔۔فلیش کی چمک پر اہل ہوش میں اتا خفت سے سامنے دیکھنے لگا۔۔۔

"مجھے اب بھی یقین نہیں ہو رہا کہ تم میری ہو چکی ہو--یہ سب ایک خواب سا ہے"--

اہل کو دیکھتے وہ ساتھ بیٹھی ماہی سے بولا جو چونک کر اسے دیکھنے لگی جس کے چہرے پر واقعی بے یقینی تھی--یوں جیسے وہ یقین نا کر پا رہا ہو----

لیکن اج میرا دل کہہ رہا ہے کہ واقعی-- "تم اپنے رب کی کون کون سے نعمتوں کو جھٹلائو گے"--

وہ جو اسے دیکھ رہی تھی اسکے اپنے طرف دیکھنے پر نظر پھیرتی کہ اسکے سنجیدہ مگر نرم لہجے میں کی گئی بات پر ماہی کو لگا کہ اسکا دل دھڑکنا بھول گیا ہے--اتنی محبت---کیا تھی وہ اس محبت کے قابل؟؟

مگر اج وہاں بیٹھے ضیغم کی انکھوں میں دیکھتے ماہی کو یقین اگیاکہ اسکے ٹوٹے دل پر اللہ نے ضیغم کی محبت کے ذریعے مرہم رکھا ہے ۔۔جس کی تاثیر اس نے اپنی روح تک اترتی محسوس کی تھی۔۔۔۔

اسکی انکھوں میں دیکھتے ماہی کی انکھوں میں نمی ابھری تھی کہ ضیغم کے ہاتھ کا دباؤ اپنے ہاتھ پر اسکا نفی میں ہلتا سر دیکھتے وہ ہولے سے مسکرائی۔۔کہ واقعی نئی زندگی میں ان انسوؤں کی کوئی ضرورت نا تھی۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

رخصتی کا شور اٹھا تو سٹیج پر بیٹھی دلہنوں کے دل بھر ائے۔۔ماں باپ کا گھر چھوڑنا کتنا مشکل ہوتا ہے یہ صرف بیٹی کا دل جانتا ہے ۔۔۔انکھیں ڈھیروں نمی گھسیٹ لائیں تھیں۔۔۔

وہ جب اپنی مائوں کے گلے لگیں تو وہاں کھڑے ہر شخص کی انکھیں نم کر گئیں۔۔۔دل اگر غمزدہ تھے بھی تو خوشی سے جھوم بھی رہے تے کہ اج شاہ خویلی کی شہزادیاں مکمل طور پر اپنے آشیانے کو لوٹ رہیں تھیں۔۔۔

جب کہ اہل اور ضیغم کے دل تو سینے میں مچل رہے تھے ان کی انکھوں میں انسو دیکھ کر۔۔۔بمشکل ضبط کیے کھڑے تھے۔۔۔قران کی چھائوں اور سب کی دعائوں کے حصار میں وہ پیا دیس سدھار گئیں تھیں۔۔۔۔اور پیچھے اپنے گھر کو ویران کر گئیں تھیں۔۔۔

اج برسوں بعد بی جان کو لگا تھا کہ ان کا دل اندیکھی زنجیروں سے ازاد ہوتا ہلکا پھلکا ہوا تھا۔۔۔وہ پرسکون تھیں۔۔بالا اخر اندھیری رات کے اختتام کے بعد روشن سویرا کافی سکون اور تھا۔۔۔۔جسے محسوس کرتیں وہ اندر تک شاد تھیں۔۔۔۔

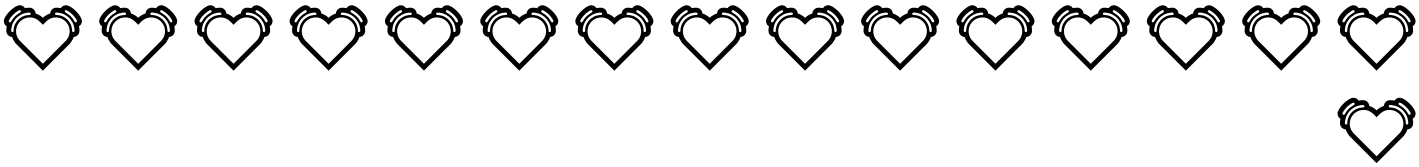

تمام رسومات کے بعد تقریبا رات کے 11 بجے اسے کمرے میں پہنچایا گیا۔۔۔کمرے تک اتے اسکی کمر تختہ بن چکی تھی مگر جسمانی تکلیف سے زیادہ بے چین اسکا فل تھا جو پسلیاں توڑ کر باہر انے کے لیے مچل رہا تھا۔۔۔۔

بمشکل ضبط کیے وہ بیڈ پر اسی زاویے سے بیٹھی تھی جس میں اسے نائلہ انٹی بیٹھا کر گئیں تھیں۔۔۔وہ سر سے پاؤں تک کانپ رہی تھی ۔۔انے والے لمحات کا سوچتے اسکی ہتھیلیاں اور پیشانی عرق الود تھیں۔۔۔

وہ سر جھکائے بیٹھی کسی موم کی گڑیا کی مانند تھی جس میں زرا سی بھی جنبش نا ہو رہی تھی۔۔۔

دفتا دروازہ کھلنے کی اواز پر عنایہ کا دل اچھل کر خلق میں ایا۔۔۔وہ ساکت سی بیٹھی اسکی ایک حرکت کو نوٹ کر رہی تھی جو مڑ کر دروازہ لاک کعتاقدم قدم چلتا ب اسکے نزدیک ارہا تھا۔۔اسکا ہر اٹھتا قدم اسے اپنے دل کی زمیں پر پڑتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

وہ اہستہ اے اسکے نزدیک بیڈ پر بیٹھا۔۔جس پر عنایہ خود میں سمٹ سی گئی۔۔

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تم میرے سامنے یوں پور پور سجی اتنے استحقاق سے " "میرے بیڈ پر بیٹھی میرا انتظار کرو گی۔۔

وہ نرمی سے اسکا سرد پڑتا ہاتھ اپنی پرحدت گرفت میں تھام کر جزبات کی دھیمی آنچ سے سلگتے لہجے میں بولا کہ اسکی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی۔۔

وہ جی جان سے لرزی کہ اسکا کپکپانا محسوس کرتے اہل کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ ابھری۔۔۔وہ ہلکے سے اسکے ہاتھ دباتا اسے حیا سے سمٹنے پر مجبور کر گیا۔

"انہوں۔۔اج یہ فرار ناممکن ہے جان اہل۔۔۔ "

۔اس سے پہلے وہ لرز کر پیچھے ہٹتی وہ جذبوں سے سلگتے لہجے میں بولتا اہستہ سے جھک کر اسکا سرد ہاتھ لبوں سے چھو گیا۔۔۔کہ عنایہ اسکے لہجے میں جنوں محسوس کرتی ساکت ہو گئی۔۔۔۔

پیچھے ہٹتے اسنے نرمی سے اسکے ہاتھوں پر موجود انگوٹھیاں اور کنگن اتارے ۔۔جس پر وہ کان کی لوئوں تک سرخ پڑتی ساکت تھی۔۔جانتی تھی کہ مزاحمت بے کار ہے۔۔۔

مزید قریب سرکتے اسنے اسکا دوپٹہ اتارنا شروع کیا جس پر وہ سختی سے انکھیں میچ گئی۔۔پنیں اترتے اہل کی نظروں کا مرکز عنایہ کی بند پلکیں بھینچے لب اور حیا سے سرخ پڑتے گال تھے جو اسکے دل میں طوفان برپا کر رہے تھے۔۔۔

میں تم سے اتنی محبت کرتا ہوں عین۔۔کہ تمہارے بنا جینے کا تصور بھی نہیں کر " "سکتا۔۔۔

وہ اسکی بند پلکوں کو دیکھتا بے خودی سے بولتا اسکی بے داغ پیشانی پر جھکا۔۔۔اسکی لمس اور اسکے لفظوں کی تاثیر عنایہ نے اپنی روح میں اترتی محسوس کی تھی۔۔۔۔

رفتہ رفتہ اسکے زیوارات اسکے وجود سے الگ کرتے وہ عنایہ کو سرخ انگارہ کر گیا۔۔۔وہ سختی اے انکھیں میچے بھی اسکی لو دیتی نظریں خود پر محسوس کر سکتی تھی۔۔۔۔

"کیا تمہیں بھی مجھ سے محبت ہے عین؟؟-- "

وہ ہلکا سا اس پر جھکتا سرگوشی میں بولا تھا کہ اسکے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ وہ دھیمے سے اپنی انکھیں کھول گئی جو سیدھا اسکی بولتی نظروں سے جا ٹکرائیں---

اس وقت اپ کے گھر اپ کے کمرے میں میری موجودگی اور کس چیز کی علامت ہے "--؟؟؟"

وہ الٹا اسکی انکھوں میں دیکھتی سراپا سوال ہوئی کہ اہل بے ساختہ ہنس دیا--وقعی وہاں محبت تھی مگر اظہار کر کے وہ بے مول نہیں ہونا چاہتی تھی اسلیے گول مول جواب دیا جس پر وہ مزید اسکی عظمت کا قائل ہوتا دلکشی سے مسکراتا اسکے سرخ لپ اسٹک سے سجے لبوں پر جھکا کہ اسکی گرم سانسیں خود پر محسوس کرتی عنایہ انکھیں میچ کر خود کو اپنے محرم کے حوالے کر گئی جو اسے خسی کانچ کی گڑیا کی طرح سنبھال رہا تھا----

باہر بکھرتی چاندنی انکے پاکیزہ ملن پر مزید روشن ہوئی تھی۔۔۔۔

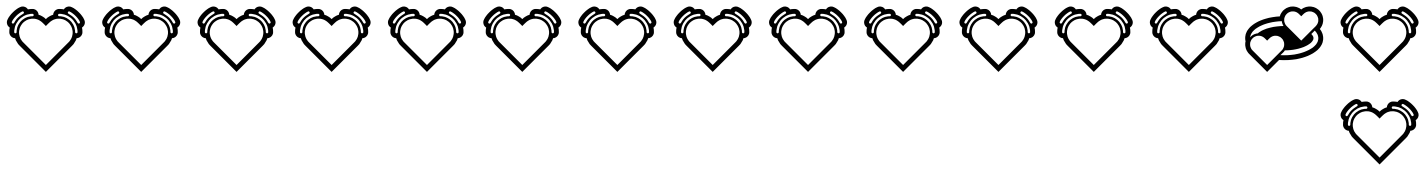

وہ مسلسل بے چین تھی دل۔کی حالت حد سے سوا تھی۔۔پوری شادی میں وہ اپنی کیفیات کو سمجھنے سے قاصر تھی۔۔۔ ضیغم کی محبت کی گواہ تو وہ خود تھی۔۔۔اسکی جنوں خیزیاں اسکی انکھوں کی تپش اس سب سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔۔۔

اب انے والے لمحات اسکی جان نکال رہے تھے۔۔۔وہ سر تاپا لرزتی اسکے انتظار میں بیٹھی تھی جہاں اسے بیٹھا کر گئے تھے۔۔۔دفتا ایک کوندا سا لپکا وہ جلدی سے بیڈ سے اٹھی ۔۔جس پر اسکے پور پور سے چھنکار سی ابھری ۔۔

وہ جلدی سے ڈریسنگ کے سامنے ائی اور اپنا زیور اتارنے لگی۔۔بے چین نگاہ بار بار دروازے کی طرف جا رہی تھی کہ یہ نا ہو وہ کمرے میں اجائے۔۔۔دوپٹہ سر سے اتارتے اسے سٹول پر رکھتے بال کا سٹائل کھول کر وہ وارڈروب کی طرف بڑھی تاکہ کوئی سادہ سا سوٹ نکال سکے پہنے کے لیے۔۔۔

مگر قسمت بری تھی کہ عین موقع پر ضیغم دروازے کھولتا اندر داخل ہوا۔۔۔وہ اپنی جگہ بت بن گئی۔۔اب کیا کیا جائے کچھ نا سوجھتے وہ کبوتر کی مانند آنکھیں موند گئی ۔۔۔اور وہ جو دروازے لاک کر کے اسکی طرف متوجہ ہوا تھا اسے یوں دوپٹے سے بے نیاز بال کھولے کھڑا دیکھ کر اپنی جگہ ساکت ہو گیا۔۔۔۔

ڈیپ ریڈ لہنگے میں وہ اپنی تمام تر خشرسامنیوں سمیت اسکے سامنے کھڑی تھی جس کی دھڑکنیں اسے دیکھ کر یوں ہی بے ترتیب ہو جاتی تھیں۔۔۔۔۔اب بھی وہ اپنے دل کو سینے سے نکلتا محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اسے یوں آنکھیں موندے کھڑا دیکھ کر وہ مسکان دباتا اسکی طرف بڑھا۔۔۔

اسکی قدموں کی آہٹ قریب آتے محسوس کرتے وہ سر سے پاؤں تک کانپتی پسینے سے تر تھی۔۔۔۔۔دل کی دھڑکنیں کانوں میں سنائی دے رہیں تھیں۔۔۔

"مجھے آج اپنا دل سینے سے نکلتا محسوس ہو رہا ہے ماہی۔۔۔ "

اسکے قریب آکر رکتے وہ اسکا من موہنا چہرہ دیکھتا کھوئے سے لہجے میں بولا تھا کہ اسکے لہجے کی گھمبیرتا محسوس کرتے ماہی کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی۔۔۔وہ الماری کے پٹ کو ہاتھوں میں دبوچتی خود کو سہارا دینے کھڑی ہوئی تھی کہ یہ نا ہو ڈھے جائے کیونکہ اسکا پورا بدن کپکپا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

آج دل کی دھڑکن حد سے سوا ہے کیونکہ تم میرے قریب کھڑی ہو اور یہ دھڑکنے سے "
"انکار کر رہا ہے---

وہ مزید قریب ہوتا اسے کندھوں سے تھام کر سرگوشی میں بولتا ماہی کی جان آدھی کر گیا---وہ تھر تھر کانپتی اسکے مضبوط حصار میں تھی--جو اسے تھامے اسکے دلکش نقوش میں الجھا ہوا تھا----

"ضیغم پلیز--- "

وہ اسکی گرم سانسوں کی تپش سے جھلستی التجائیہ بولی کہ وہ چونک کر اسکے لبوں کو دیکھنے لگا جو لال کہ اسٹک سے سجے اسکا امتحان لے رہے تھے----

"تمہیں اپنے اس خوبصورت روپ سے مجھے محروم کرنے کیا سزا دوں -- ہمممم--- "

وہ اسکے لبوں کو دیکھتا مدھم خمار آلود لہجے میں بولا کہ وہ اسکی بات پر پٹ سے آنکھیں کھولتی اسے دیکھنے لگی مگر اسے اپنے لبوں کی طرف متوجہ دیکھ وہ حیا سے کان کی لوئوں تک سرخ پر گئی --

"تم--- "

وہ اس سے پہلے گھبرا کر کچھ کہتی وہ سرعت سے جھکتا اسے خاموش کروا گیا---اور انہی اسکے پر حدت لمس پر سانس لینا بھول گئی---اپنی کمر پر اسکے ہاتھوں کی استحقاق بھری گرفت اسکی جان آدھی کر رہی تھی --

"آج مجھے محسوس کر لینے دو کہ میں کتنا خوشنصیب ہوں-- "

وہ ہلکا سا پیچھے ہٹتا اسے گہرے سانس لیتے دیکھ کر سرگوشی میں بولتا اسے اپنی بانہوں میں اٹھتا بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔اسکے ارادے سمجھتے ماہی کا دل اچھل کر خلق میں آیا تھا۔۔۔۔وہ اسکی شرٹ سختی سے مٹھیوں میں بھینچ کر اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔۔۔۔۔

میں زبردستی کا قائل نہیں ہوں جاناں اسلیے مجھے اجازت دو کہ میں تمہاری رگ جاں " "سے آگے ا جائوں۔۔۔

وہ اسکے کان پر جھکتا نرمی سے بول کر اسکی کو کو لبوں سے چھو کر اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔اسکے لمس کی نرمی اسکی محبت اور آنکھوں میں اٹھتی جنوں خیزیاں محسوس کرتے ماہی حیا سے سرخ پڑتی اسکے سینے میں چھپ گئی کہ اسکی معصوم ادا پر وہ کھل کر مسکراتا حصار تنگ کر گیا۔۔۔۔

باہر چمکتا چاند بھی بادلوں کی اوٹ سے جھانکتے مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

انہوں۔۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے میں نے ابھی ٹھیک سے دیکھا بھی نہیں ہے آپ "کو۔۔"

وہ ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی اپنی جیولری اتار کر اب اپنے بال کھول رہی تھی کہ ابران دروازہ کھول کر اندر اتا نرمی سے بولا۔۔جس پر وہ اپنی پلکیں اٹھاتی اسے دیکھنے لگی جو شوق کا ایک جہاں انکھوں میں بسائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ قدم قدم چلتا اسکی طرف بڑھا جہاں وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔اج پوری تقریب میں اس نے اسے بے چین کیے رکھا تھا۔۔سرخ فراک میں وہ سیدھا اسکے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔۔

اسکے قریب اکر رکتے وہ ہاتھ بڑھا کر اسے کندھوں سے تھام کر کھڑا کر گیا۔۔جس پر اسکے ہاتھوں کا لمس محسوس کرتی روحا کا دل بے قابو ہوا۔۔۔۔

جیب سے ایک کیس نکالتے اسنے اسکے بال سائیڈ پر کیے۔۔اور ہاتھ اگے کرتے وہ جگمگاتا لاکٹ ہاتھ میں لے کر کیس سائیڈ پر رکھا اور وہ لاکٹ اسکی شفاف گردن پر سجایا جس کی چمک انکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔۔۔سفید ننھے نگینوں کے بیچ و بیچ وہ سیاہ ہیرا اسکی سفید گردن پر اپنی پوری اب وتاب سے چمکتا روحا کو ساکت کر گیا۔۔۔وہ بے خود سی اسے دیکھ رہی تھی۔جب اسنے ابران کو اپنی گردن پر جھکتے دیکھا۔۔۔۔

"یہ صرف تمہارے لیے بنا ہے--روح-- "

وہ نرمی سے اسکی شفاف گردن چھوتا سرگوشی میں بول کر اسکا روح اپنی طرف کرتا اسے سینے میں بھینچ گیا---

"تھینک یو ابر--ہر چیز کے لیے تھینک یو سو مچ--- "

وہ اسکے سینے پر دل۔کے مقام پر لب رکھتی دھیمے سے بھرائی اواز میں بولتی ابران کو ساکت کر گئی---
وہ اذیت سے انکھیں میچتا اسے خود میں بھینچ گیا کہ یہ نا وہ اس سے بچھڑ جائے--مگر قسمت میں کیا لکھا تھا یہ تو آنے والے وقت نے بتانا تھا-----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ صوفے پر بیٹھا سیگریٹ پی رہا تھا جب کہ سرخ انگارہ انکھیں سامنے ائینے کے سامنے کھڑی علینہ پر جمیں تھیں جو اسے اگنور کیے اپنا دوپٹہ اتار رہی تھی جسے ہزار پنیں لگا کر سیٹ کیا گیا تھا۔۔۔

"میں ہیلپ کر دوں۔۔۔ "

دفتا وہ سیگریٹ بجھا کر کھڑا ہوتا دھیمے مگر سرد لہجے میں بولا کہ علینہ کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی اسکے لہجے کی ٹھنڈک محسوس کر کے۔۔۔

"نہیں میں کر لوں گی ۔۔ تھینکس۔۔ "

وہ لب بھینچ کر بے رخی سے کہتی براق کے لبوں پر طنزیہ مسکان بکھیر گئی۔۔۔وہ سپاٹ انکھوں سے اسے دیکھتا اسکی طرف بڑھا جس پر علینہ خائف سی ہوتی دوپٹے پر لعنت بھیجتی جلدی سے واشروم کی طرف بڑھی کہ کلائی پر ابھرتی اسکی گرفت پر ساکت ہو گئی۔۔۔

"تم مجھ سے بھاگ نہیں سکتی عینا۔۔۔اور نا میں تمہیں اس کی اجازت دوں گا۔۔۔ "

وہ اسے جھٹکا دے کر اپنے نزدیک کرتا اشتعال بھرے لہجے میں غرایا کہ علینہ سہم سی گئی۔۔ہراساں نظروں سے اسکی سبز انکھوں میں جھانکا جہاں محبت کی جنوں خیزیاں ہلکورے لے رہیں تھیں۔۔۔

"مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت۔۔۔۔۔ "

اسکی انکھوں میں دیکھتی بظاہر مضبوط بن کر بولی ہی تھی کہ وہ اسکی گردن تھام کر " اسکے سرخ لبوں پر جھکتا سکی بولتی بند کرواگیا۔۔۔وہ اسکی شدت پر اپنی انکھیں سختی سے میچ کر اسے کندھوں سے تھام گئی جو اسے اپنے لمس کی اگ سے جلائے جا رہا تھا۔۔اسکا سلگتالمس دہکتی سانسیں علینہ کے ہوش گنوا رہیں تھیں۔۔۔

مگر وہ تھاکہ اسکی حالت سے انجان سختی سے خود میں بھینچے کسی اور ہی جہاں میں پہنچا ہوا تھا۔۔۔سانسیں رکنے پر وہ بے جان ہوتی کہ وہ اسے خود سے الگ کر گیا۔۔۔۔اسکا سرخ دلکش چہرے دیکھتے وہ ہوش و ہواس سے بیگانہ تھاکہ وہ اسے دھکا دے کر سامنے واشورم میں بھاگ کر خود کو لاک کر گئی۔۔جبکہ وہ جھٹکے پر سنبھل کر بند دروازے کو دیکھتا لب بھینچ کر سیگریٹ لائٹر اٹھاتا بالکونی میں چلا گیا۔۔۔۔

♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡ ♡

وہ بھاری بوجھ کو خود پر محسوس کرتی کسمسائی تھی۔۔مگر بوجھ تھا کہ ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔کافی دیر کوشش کے بعد بھی جب کوئی فرق نا پڑا تو جھنجھلا کر انکھیں کھول گئی۔۔چھت پر نظر پڑتے ہیاسے یا ایاکہ وہ کہاں گردن موڑ کر دیکھا تو وہ براق تھا جو بازو اسکے گرد لپیٹے ہوش ہواس سے بیگانہ پڑا تھا۔۔۔خود کو یوں اسکے شکنجے میں دیکھ کر وہ خفت اور غصے سے سرخ پڑ گئی۔۔۔

رات تو بالکونی میں تھا اسے لگا وہیں سو جائے گا مگر اب اسے یوں اپنے پہلو میں بے ہوش پڑا دیکھ کر کر علینہ کا پارا صیح معینوں میں ہائی ہوا تھا۔۔۔اسکی گرم دہکتی سانسیں اسکی گردن پر پڑ رہیں تھیں اس پر مزید یہ بے ہودگی کہ بنا شرٹ کے وہ اسکے اتنا نزدیک تھا یہ صورتحال اسے مزید ہولا رہی تھی۔۔لب بھینچ کر اس نے اٹھنا چاہا مگر اسکے بازو تھے کہ پتا نہیں کیا مجال ہے جو زرا سا بھی ہلا ہو۔۔۔

کھا جانے والی نظروں سے اس ٹھرکی کو دیکھتے وہ اسکا ہاتھ ہٹانے لگی مگر فرق نا پڑا ۔۔تھک کر تکیے پر سر گراتے اسنے گردن نے موڑ کر اسکا خوبرو چہرہ دیکھا۔۔جہاں وہ انکھیں موندے بال ماتھے پر بکھرائے۔۔عنابی لبوں کو بھینچے اسکی گردن میں گھسا ہوا تھا۔۔۔۔جس پر وہ دل ہی دل میں اسے صلواتیں سناتی ٹھہر کر ایک فیصلہ لیتی اپنی گردن میں پڑے اسکے بازو پر دانت گھاڑ گئی۔۔۔جس پر وہ جو اسے تنگ کر رہا تھا بلبلا کر اٹھ بیٹھا۔۔۔۔

ایک نظر اسے دیکھا جو سرخ خمار الود نظروں سے اسے گھور رہی تھی اور دوسری نظر اپنے بازو پر ڈالی جہاں کلائی پر اسکے دانتوں کے نشان واضح تھے۔۔۔
لب بھینچ کر وہ اسے دیکھنے لگا جو اسے گھورتی بیڈ سے اترنے لگی تھی ۔۔جھپٹ کر اسکی کلائی پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا جس پر وہ مدھم چیخ سے اسکے چوڑے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔۔۔

"کیا تکلیف ہے تمہیں--؟؟پہلے جان کے دشمن بنے تھے اب نیند کے دشمن بھی بن گئے ہو---چھوڑو میرا ہاتھ---"

وہ بمشکل اسکی سرخ خمار سے بھری سبز انکھوں میں دیکھتی غرائی تھی---جبکہ دل یوں خود کو اسکے حصار میں دیکھ کر تیزی سے دھڑک رہا تھا--اس پر مصداق اسکا برہنہ سینا جسے دیکھتے اسکی پلکیں لرز رہیں تھیں---

جبکہ وہ جو غصے سے اسے گھور رہا تھا--اسکی بات پر ہلکے سے ہنسا کہ اسے یوں ہنستے دیکھ کر علینہ کا فشار خون بڑھا---وہ دانت پیس کر خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی مگر مقابل اس چیز کے لیے راضی نا تھا-----

"ابھی تو تمہاری نیند حرام کی ہی نہیں اور تم ہو کہ الزام لگا رہی ہو--وہ بھی بے بنیاد---"

وہ بغور اسکا سرخ پڑتا چہرہ دیکھتا ذو معنی سا بولا کہ وہ اسکا مطلب سمجھتی کان کی لوئوں تک سرخ پڑتی سر جھکا گئی۔۔۔جبکہ اسے یوں شرماتے دیکھ کر براق کے دل میں گدگدی سی ہوئی تھی۔۔۔

"کاش یہ لمس تم میرے لبوں پر چھوڑتی تو بھی کوئی بات تھی۔۔مگر چلو کوئی نہیں یہ بھی سیکھا دیں گے آپ کو۔۔۔"

وہ لب دانتوں میں دباتا شرارت سے بولا اور جھک کر جہاں اسنے دانت گھاڑے تھے نرمی سے وہاں اپنے لب رکھ گیا۔۔کہ علینہ کا انکھیں اسکی بے باک بات پر پھیل گئیں جبکہ اسکی حرکت پر وہ جھرجھری لیتی حیا سے لرزتی نظروں کا زاویہ بدل گئی۔۔۔

"نہایت ہی کوئی بے ہودہ انسان ہو تم۔براق شاہ۔۔۔"

وہ شرم و حیا اور غصہ بے بسی بیک وقت محسوس کرتی دانت کچکچا کر بولی اور جما کر مکہ اسکے سینے پر مارا کہ اسکی بے بسی پر وہ قہقہ لگا کر ہنسا۔۔۔۔

"اب جیسا بھی ہوں تمہارا ہوں۔۔لیکن یہ جو تم نے میرے بازو پر ستم ڈھایا ہے نا اس کا بدلہ تو تمہیں دینا پڑے گا۔۔۔"

وہ اسکی شہد رنگ انکھوں میں اپنی سبز انکھیں گاڑتا محبت سے چور لہجے میں بولا کہ وہ نظریں چرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ ہمت ہی کہاں تھی اسکی نظروں کا سامنا کرنے کی۔۔۔مگر اسکی اخری بات پر کرنٹ کھا کر اسکا چہرہ دیکھا جو سنجیدگی اسے اسے ہی دیکھا رہا تھا۔۔ جو کہا ہے وہ کر کے رہے گا۔۔۔۔

"دیکھو براق تم ہٹ نہیں رہے تھے اس لیے کیا ہے ۔۔پلیز چھوڑ دو۔۔۔ "

وہ اسے اپنی گردن پر خطرناک ارادوں سے جھکتا دیکھ کر التجائیہ بولی ۔۔جس پر اسکے لبوں پر مسکان ابھری اسے یوں بھیگی بلی بنتے دیکھ کر۔۔۔اس سے پہلے وہ۔کچھ کہتا اسکا سیل فون چیخا۔۔اسکی گرفت خود پر نرم محسوس کرتے وہ دھکا دے کر اسے خود سے الگ کرتی بھاگ کر واشروم میں خود کو لاک کر گئی۔۔۔۔۔

یہ اس رقیب کا کچھ کرنا پڑے گا ۔۔۔۔پہلے اسکا تو کچھ کروں پتا نہیں کون کمبخت ہے " "صبح صبح۔۔

وہ پہلے واشروم کے دروازے کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتا بڑبڑایا تھا کہ مسلسل بجتے سیل فون پر خونخوار نظروں سے اسے گھورتے جھپٹ کر اسے اٹھایا۔۔مگر وہاں ابران کی کال اتے دیکھ وہ خون کے گھونٹ پیتا گہرے سانس لینے لگا کہ اب اسکے سامنے کچھ بولنے کی ہمت خود میں کہاں سے لاتا اس لیے خود کو ٹھنڈا کرنے لگا۔۔۔۔

"ہاں بول کیا ہوا ہے کیوں اتنی صبح صبح کال کی۔ہے--؟؟-- "

وہ فون کان سے لگاتا ایک خونخوار نظر باتھروم کے دروازے پر ڈالتا بالکونی میں جاتا جل۔کر بولا کہ دوسری طرف ابران اسکے گستاخ۔لہجے پر ابرو اچکاتا سامنے وال۔کلاک دیکھنے لگا جہاں صبح کے 12 بج رہے تھے---ولیمہ رات کو تھا اس لیے سب ہی ریلیکس تھے---وہ ابھی ہال کے انتظام کے بارے میں اسے کال کیا تھا کہ اسے یوں تپا ہوا دیکھ کر حیران ہوا---

کیا مطلب کیوں کال کی ہے --اج تمہاری بہنوں کا ولیمہ لیے میرے خیال سے ۔اور صبح نہیں ہے جناب دن کے بارہ بج رہے ہیں--اگر ہوش ٹھکانے اگئے ہوں ہوں تو باہر آ "ورنہ اب کی بار بی جان کو بھیجوں گا---اور آیئندہ ہوش و ہواس میں رہ کر فون اٹھانا---

وہ اپنے مخصوص سرد لہجے میں بولتا اسے بوکھلا گیا۔۔اپنی اس قدر ٹھنڈی بے عزتی پر وہ اپنی صفائی میں کچھ کہتا کہ وہ ٹھک سے فون بند کر گیا۔۔۔جبکہ وہ صبح صبح اپنی اتنی عزت افزائی پر سر کے بالوں کو جکڑتا خفت زدہ تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ یک ٹک اسکے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہا تھا کہ اسے یوں دھوپ سے کسمساتے دیکھ کر ہلکا سا مسکرایا۔۔وہ سیدھی لیٹی خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی ۔۔انکھوں پر سایہ فگن اسکی پلکیں خون چھلکائے گال اور سرخ لب آہل کا ضبط ازمانے لگے۔۔۔۔۔اسکے صبیح چہرے پر پھیلے تاثرات آہل کو گدگدا رہے تھے۔۔۔وہ دھیمے سے مسکراتا اپنا ہاتھا سکے چہرے اور دھوپ کے درمیان حائل کر گیا جس پر وہ کرسکوں ہوتی دوبارہ سو گئی۔۔۔

اس نے دوبارہ ہاتھ ہٹایا کہ وہ پھر بے چین ہو گئی۔۔۔وہ دل کھول کر مسکرایا۔ اسے یہ کھیل لطف دینے لگا نگر وہ بار بار دھوپ کی کرنوں پر بے چین ہوتی آنکھیں وا کر

گئی۔۔اسکی آنکھوں میں ٹھہری سرخی نے اہل کا دل سینے سے نکلنے کو بے چین ہوا۔۔۔۔۔

وہ حیرت سے خود پر جھکے اہل کو دیکھ رہی تھی جو بے خود سا اسے دیکھنے میں مگن تھا ۔۔دفتا زہن خاضر ہوتے وہ سرخ پڑتی بوکھلا کر اٹھنے لگی مگر وہ جو بے حد قریب سے اسکے چہرے پر پھیلے تاثرات دیکھ رہا تھا۔۔۔جذبات کی رو میں بہکتا سکی پھیلی آنکھوں پر جھکا اور وہاں اپنا دہکتا لمس چھوڑا۔۔۔جس پر وہ بے دم ہوتی سختی سے آنکھیں میچ گئی کہ اسکی آنکھوں میں دیکھنا محال تھا۔۔۔۔۔

"صبح بخیر جان آہل۔۔ "

وہ اسکی صبیح پیشانی چومتے مدھم گھمبیر لہجے میں بولا۔۔جس پر وہ سر ہلا گئی۔۔جبکہ اسے یوں لرزتے دیکھ کر اسکے لبوں پر جاندار مسکراہٹ تھی۔۔۔۔زندگی اتنی خسین ہو گی سوچا نا

تھا۔۔ مگر آج اسے یوں اپنی بانہوں میں سمٹتے دیکھ کر آہل کا دل سجدہ شکر میں جھکا ہوا تھا۔کہ اس رب نے اسے نامراد نہیں لوٹایا تھا۔۔۔۔۔

تمہیں دیکھ کر مجھے یہ صبح پھیکی لگ رہی ہے عین۔۔۔اور دل کی دھڑکن حد سے سوا " ہے۔۔۔"

وہ اسکی جھکی پلکوں کو دیکھتا نرمی سے بولا جس پر وہ اپنی آنکھیں اٹھاتی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی جہاں محبت کا ایک الگ جہاں آباد تھا۔۔۔اپنے لیے اسکی اتنی بے لوث محبت دیکھا کر عنایہ کے لب بے خیالی میں مسکرائے تھے۔۔جس پر وہ مسمرائز سا ہوتا اسکے سرخ لبوں پر بکھری مسکان کو دیکھتا ساکت ہوا۔۔۔۔۔۔۔کیا زندگی سے اس بڑھ کر خوبصورت ہو سکتی ہے؟؟شائد نہیں۔۔۔۔وہ بے خود سا اسکے چہرے کو دیکھتا دل میں سوالیہ ہوا مگر وہاں ملتی نفی اسے مسرور کر گئی ۔۔۔۔

"میرے پاس تمہارے لیے کچھ ہے---- "

وہ اسے دیکھتے نرمی سے بولا کہ عنایہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا----
سائیڈ ٹیبل کی ڈرا سے ایک کیس نکالتے وہ مڑا اورہاتھ بڑھا کر اسے بیٹھاتے کیس کھولا جہاں ہیرے جڑے سونے کے کنگن عنایہ کو ساکت کر گئے ---وہ اتنے خوبصورت تھے کہ وہ پلکیں چھلکائے بنا انھیں دیکھنے لگی

"بیوٹیفل ---یہ بہت پیارے ہیں آہل---- "

وہ مسکراتے ہوئے نرمی سے بولی جبکہ نگاہیں اب بھی وہیں ہمیں تھیں ----
جبکہ اسے یوں بت بنا دیکھ کر آہل نے وہ کنگن نکال کر نرمی سے اسکے ہاتھ تھام کر پہنا دیے--اور جھک کر نرمی سے وہاں اپنے لب رکھے-----

"یہ اب خوبصورت لگ رہے ہیں۔۔۔ "

وہ دھیمے سے بولا کہ اتنی محبت پر عنایہ کی آنکھیں نم ہوئیں جنہیں محسوس کرتے آہل کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔۔

"رونے کی ہمت بھی نہیں کرنا ورنہ بری طرح پیش آؤں گا۔۔۔ "

وہ اسکا سر چومتے مصنوعی خفگی سے بولا۔۔جس پر عنایہ ان چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی کہ وہ اس غصہ ہو ہی نہیں سکتا۔۔یہ بات وہ جانتی تھی۔۔۔اسلیے مطمئن ہوتی دل میں رب تعالیٰ کا شکر ادا کرتی آنکھیں موند گئی۔۔جس نے اسے اتنا چاہنے والا شوہر عطا کیا۔۔۔بے شک وہ انسان سے ستر مائوں سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے ۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

انکھیں کھولتے ہی جو منظر ضیغم کی آنکھوں نے دیکھا وہ اتنا خوبصورت تھا اسے اپنی دھڑکن رکتی محسوس ہوئی۔۔وہ اسکے سینے پر سر رکھے بال کھولے نیند میں گم تھی۔۔۔ائینے کے سامنے کھڑی وہ اپنے بال سکھا رہی تھی۔۔مرون ایمبرائیڈری کے سوٹ میں دوپٹے سے بے نیاز بال کھولے وہ بھیگے چہرے سمیت ضیغم کو مسرور کر گئی۔۔۔وہ جسے اسنے جنون کی حد تک چاہا تھا آج اسکی محرم بن کر اسکی بانہوں میں تھی ۔۔وہ جتنا خوش ہوتا کم تھا۔۔۔۔

کہنی تکیے پر رکھتے ہاتھ پر سر ٹکراتے وہ فرصت سے اسے دیکھنے لگا جو اسکی نظروں سے انجان بال پیچھے پھینک کر اب دراز سے کچھ ڈھونڈ رہی تھی ۔۔۔اسے یوں مصروف دیکھ کر وہ دھیمے سے اٹھتا قدم قدم چلتا اسکی طرف بڑھا۔۔اور عین اسکی پشت پر آکر رک گیا۔۔۔۔

" اتنی خسین صبح سے روشناس کروانے کے لیے شکریہ زندگی۔ "

وہ اسے کندھوں سے تھام کر سینے سے لگاتا ٹھوڑی اسکے بائیں کندھے پر ٹکا کر منہ اسکے نم بالوں میں چھپاتا سکون سے آنکھیں موندتا سرگوشی میں بولا۔۔۔کہ وہ جو اپنی دھن میں مگن تھی بوکھلا گئی۔۔عارض پل میں سرخ ہوئے تھے۔۔۔لب چبا کر سامنے دیکھا جہاں آئینے میں اسکا عکس واضح تھا۔۔۔انکھیں موندے اس پر جھکا وہ اسے حیا سے سرخ کر گیا۔۔۔۔۔

"ضیغم پلیز۔۔۔"

اپنی گردن پر اسکے دہکتے لبوں کا لمس محسوس کرتے وہ مچل کر منمنائی۔۔۔۔جس پر وہ جو مدہوش سا اسکی خوشبو میں سانس بھر رہا تھا۔۔۔چونک کر آنکھیں کھولتا سامنے دیکھنے لگا جہاں وہ کان کی لوئوں تک سرخ تھی۔۔۔۔ نشیلی گرے انکھوں پر گھنی پلکیں سایہ فگن

تھیں۔۔۔اور نچلے لب کو دانتوں میں دبائے وہ ہلکا ہلکا سا لرزتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔۔۔۔

کہاں دیکھا تھا اسکا یہ شرماتا گھبراتا چہرہ۔۔وہ تو جنگلی بلی تھی شادی سے پہلے اور اب اگر عون عدید یا پھر سیف اسے دیکھ لیتے تو لوٹ پوٹ ہو جاتے ہنسی سے۔۔۔۔

تم میری آتی جاتی سانسوں کی وجہ ہو ماہی۔۔اگر تم مجھے نا ملتی نا تو میں۔۔۔۔میں نے " "تمہیں مار دینا تھا۔۔۔

اسکا رخ اپنی طرف گھماتے وہ اسکی پیشانی چومتا دھیمے سے بولا اور جھک کر اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں وہ متجسس سی اسے دیکھ رہی تھی کہ کیا کرتے تم۔۔مگر وہ شرارت سے نچلا لب دباتے بات بدل کر سنجیدگی سے بولا۔۔۔جس پر وہ جو اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھ

رہی تھی اسکی بات پر آنکھوں کے ساتھ ساتھ لب بھی کھل گئے۔۔۔مطلب ایویں اسکی جان لے لیتا۔۔اسکی ہونق شکل دیکھ کر وہ ہنسنے لگا۔۔۔۔۔

"کیا کہا تم نے بندر۔۔۔۔ "

وہ اسکی دل جلاتی ہنسی پر غصے سے بل کھاتی چیخی تھی کہ اسکا لال بھبھوکا چہرہ دیکھا کر ضیغم کا جاندار قہقہ فضا میں بلند ہوا۔۔جو اسکا پارا ہائی کر گیا۔۔۔۔۔

"جو سچ ہے بندریا ۔۔۔ "
ضیغمممم۔۔۔۔ "

وہ اسکی غصے سے سرخ پڑتی ناک دیکھ کر وہاں اپنے لب رکھتا مزید اسے بھڑکانے کے لیے گویا ہوا۔۔کہ بندریا خطاب پر وہ چڑتی غرائی تھی اور ہاتھ بلند کرتے اسکا چہرہ نوچنا چاہا

جس پر وہ جلدی سے اسکی کلائیاں تھامتا اسکے چہرے کو دیکھتا مسکرانے لگا ۔۔کہ یہ روپ اسنے کئی دنوں بعد دیکھا تھا۔۔۔۔وہ غصے سے دہکتی سیدھی ضیغم کے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔

وہ اسے دیکھتا ہنس رہا تھا کہ اسے ہنستے تھوڑی دیر پہلے اسے دیئے گئے خطاب کو سوچتے ماہی بھی کھلکھلا کر ہنسی۔۔اس کی خوبصورت گرے انکھوں کی چمک سرخ دہکتے گال گلابی لبوں سے جھانکتے موتیوں کی قطار لیے دانت ۔۔وہ یہ سب اتنے نزدیک سے دیکھتا مسمرائز ہوا۔۔انکھیں دہکنے لگیں۔۔جذبات کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا جو اسے پور پور ڈوبونے کے لیے تیار تھا۔۔۔۔دونوں کی دھڑکنیں الگ ہی لے پر دھڑک رہیں تھیں۔۔۔

"میں نے یہ تمہارے لیے لیا تھا۔۔جب احساس ہوا کہ مجھے تم سے محبت ہے۔۔ "

وہ ہاتھ بڑا کر دارز سے مخملی کیس نکالتا نرمی سے بولا کہ وہ چونک کر اسکے ہاتھوں کو دیکھنے لگی جہاں وہ ایک خوبصورت قیمتی بریسلٹ نکال رہا تھا۔۔اس پر جڑے ہیروں کی چمک سے اسکی انکھیں چندھیائی تھیں۔۔مگراس سے بھی زیادہ خوبصورت وہ احساس تھا جو وہ محسوس کر رہی تھی ضیغم کو اس بریسلٹ کو اپنی کلائی میں پہناتے دیکھ کر۔۔۔دل کی دھڑکن تو تب رکی جب اس نے جھک کر اسکی کائی پر اپنے دہکتے لب رکھے۔۔۔

"I Love You Mahi..."

وہ کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگاتا سرگوشی میں بولتا جھک کر اسکی پیشانی چوم گیا۔۔اور ٹھوڑی اسکے سر پر ٹکاتے سکون سے انکھیں موند گیا۔۔۔
جبکہ ماہی اسکے لمس کی تاثیر کو اپنی روح میں اترتا محسوس کرتی پرسکون تھی۔۔۔۔

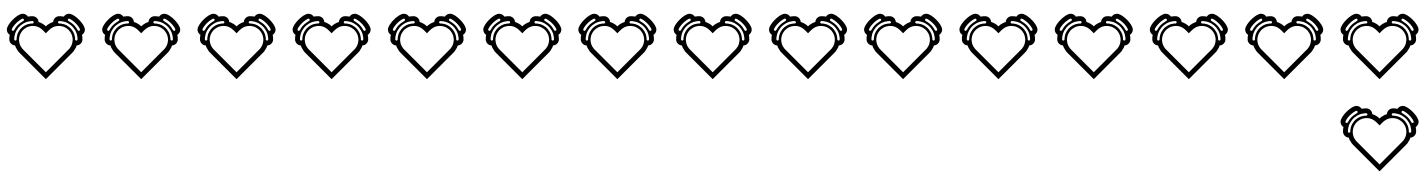

ولیمہ بھی اپنی پوری شان سے عروج پر تھا۔۔۔ہر طرف رنگ وبو کا سیلاب تھا۔۔۔شہر کی پوری کریم مشہور بزنس مین غرضکہ ہر کوئی اس تقریب کا حصہ تھا۔۔برائون اور کریم کلر سے پورے ہال کو سجایا گیا تھا۔۔۔ہر طرف پھول تھے۔۔

براق گرے تھری پیس میں جیل سے بال سیٹ کیے سبز انکھوں میں سنجیدگی لیے علینہ کے ہمراہ کھڑا تھا۔جو سرخ ساڑھی میں بال کھولے ہلکے پھلکے میک اپ میں ڈائمنڈ کی جیولری پہنے ساتھ کھڑے براق کا ضبط آزما رہی تھی۔۔۔۔

وہیں ابران بلو تھری پیس میں بالوں کو پونی میں باندھے بھوری انکھوں میں ہنوز سرد تاثرات سمائے۔۔بھوری شیو اور گھنی مونچھوں میں اپنی پوری شان سے کھڑا تھا۔۔۔جبکہ پہلو میں کھڑی سیاہ ساڑھی پہنی روحا بھی اج پر اعتماد لگ رہی تھی۔۔۔سیاہ گھنے بالوں کا سٹائلش سا ہیئر سٹائل بنائے ہلکے سے میک اپ میں ڈارک لپاسٹک لگائے وہ ابران پر

بجلیاں گراتی بے نیاز تھی۔۔۔مگر یہ تو ابران کا دل جانتا تھا کہ اسنے اپنے دل پر کتنے پہرے لگائے ہوئے تھے۔۔۔

سامنے سٹیج پر ماہی اور ضیغم عنایہ اور اہل بیٹھے تھے۔۔۔اہل نے سیاہ تھری پیس پہنے بالوں کو سیٹ کیے انکھوں میں گہری چمک لیے عنایہ سے جھک کر کچھ کہہ رہ تھا۔۔جو گرے میکسئ میں گہرا میک اپ کیے خوشی سے جگمگاتے چہرے سمیت بیٹھی حویلی کے ہر فرد کا دل سکون سے بھر گئی۔۔۔

وہیں پیچ میکسی پہنے بالوں کا اونچا جوڑا بنائے گہرا میک اپ کیے حیا سے سرخ مائل سی ضیغم کے ساتھ بیٹھی تھی ۔۔جو برائوں تھتی پیس پہنے پھیل کر بیٹھا کسی ریاست کا فاتح لگ رہا تھا۔۔۔جس نے اپنی سلطنت کو فتح کر لیا تھا۔۔۔لبوں پر مسکراہٹ گویا چپک گئی تھی۔۔۔

تینوں شیطان بلیک سوٹ میں سفید شرٹ پہنے جیل سے طال سیٹ کیے اپنی عمر سے بڑے اور اچھے لگ رہے تھے۔۔۔بابر صاحب اور وہاب صاحب کریم اور سفید کلف لگے سوٹ میں شالیں اوڑھے صحیح وڈیرے لگ رہے تھے۔۔وہیں عالیہ بیگم عائشہ بیگم اور زکیہ بیگم اور نائلہ بیگم ہلکا پھلکا تیار ہو کر ماحول پر چھائی ہوئیں تھیں۔۔۔

ان سب کو بے حد خوش دیکھتے گرے غرارے میں بی جان کا دل مطمئن مگرا نکھیں نم تھیں۔۔کہ اتنے برسوں سے جس اذیت کی بھٹی میں ان کا خاندان سلگ رہا تھا اج بالا اخر ازاد ہو گیا تھا۔۔ہر طرف خوشیاں تھیں ۔۔جو ان کے بے پناہ صبر کا پھل تھیں۔۔۔شاہ خاندان خوشیوں کا گہوارہ بنتا بی جان کا دل سکون سے بھر گیا تھا۔۔۔۔

شکر اللہ پاک کا کہ سب کچھ خیر و آفیت سے طے پا گیا ہے ۔اور ماشاء اللہ ہمارے بچے "ساتھ بہت خوش اور پرسکون ہیں۔۔۔۔"

وہ سب اس وقت لان میں بیٹھے تھے جب باتوں باتوں میں بی جان نے فرط جذبات سے سامنے بیٹھے چاروں جوڑوں کو دیکھ کر کہا جس پر وہ سب بھی تائیدی انداز میں سر ہلا گئے۔۔۔۔

جی بی جان سب ہی ٹھیک ہو گیا ہے بس اب اللہ پاک ہم پر اپنا کرم قائم رکھے۔۔اور " "دیکھئے گا ہماری خویلی میں بچوں کی چہکار گونجے گی انشاءاللہ۔۔۔

زکیہ بیگم بھی بی جان کی تائید میں گویا ہوتیں وہاں موجود چاروں لڑکیوں کے چہرے سرخ کر گئیں۔۔۔۔جبکہ ان کی بوکھلائی شکل اور سرخ ہقتی رنگت دیکھ کر ام چاروں کے لب بے ساختہ مسکرائے تھے۔۔بھلا اس سے بڑھ کر خوبصورت منظر کوئی ہو سکتا تھا۔۔

انشاء اللہ اللہ پاک صدا اس خویلی کو خوش اور آباد رکھے کوئی برا سایہ بھی اب یہاں کا " "
"رخ نا کرے---

وہ پاس بیٹھے ابران کا ماتھا چومتے نم انکھوں سے بولیں کہ سب کے دلوں سے ہوک اٹھی--- بھلا گزر وقت بھلایا جا سکتا تھا؟؟ انھیں یوں ابدیدہ ہوتے دیکھ کر ابران نے انھیں اپنے حصار میں لیتے انکا ماتھا چوما---

میرے ہوتے اب کوئی بری نظر بھی یہاں کا رخ نہیں کرے گی بی جان۔آپ بے فکر"
"رہیں--

وہ ٹھوڑی ان کے سر پر ٹکاتے مضبوط لہجے میں بولتا سب کا دل سکون سے بھر گیا --وہ بند انکھوں کے پیچھے لہراتے اپنوں کے پرسکوں چہرے دیکھتیں سرشار ہوتیں سنبھل کر مسکرائیں تھیں-----

"اچھا اب بس یہ سینٹی ماحول کو چھوڑیں --بس یہ بتائیں کہ اب اپ کب ہماری شادی کریں گی بی جان--؟؟؟"

سب کو افسردہ ہوتے دیکھ کر عون انکھوں میں شرارت لیے سنجیدگی سے بولتا سب کو چونکا گیا--اور جب بات سمجھ ائی تو اسکے چہرے پر سجے سنجیدہ تاثرات دیکھتے سب سے پہلے براق کا قہقہ بلند ہوا--جس پر اہل ضیغم بھی کھلکھلا کر ہنستے اسکا پارہ ہائی کر گئے---

"مجھے لگتا ہے اج آپ نے کچھ زیادہ برش کیا ہے دانتوں کو اسلیے ان کی نمئش کر رہے ہیں۔"

۔انھیں یوں ہنستے دیکھ کر سیف جل کر بولتا باقی سب کے چہروں پر مسکان بکھیر گیا۔۔۔وہ دلچسپی سے ان تینوں کے سرخ چہرے دیکھنے لگے جو خونخوار نظروں سے براق اہل اور ضیغم کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

نہیں یار۔۔میں تو پہلی بار ایک چوزے کو دیکھ رہا ہوں جو ابھی انڈے سے پورا نکلا بھی " "نہیں اور شادی کا خواب دیکھ رہا ہے۔۔ہاہاہا۔۔۔

وہ سیف کو دیکھتے انکھ دبا کر شرارت سے بولتا اسے انگاروں پر بیٹھا گیا۔۔۔ " "نا کر یار کیوں بھڑک رہا ہے۔۔پہلے پورا زمین سے اگ پھر شادی کے خواب دیکھنا ۔۔۔ "

وہ ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتا براق کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ابران نے تھام کر سنجیدگی سے سمجھایا۔۔جس پر سیف سمیت عون اور عدید کے منہ بھی کھل گئے۔۔۔وہ کہاں سے ابھی زمین کے اندر تھے اچھے بھلے تھے ۔۔مگر یہ بات گھر والوں کو کون سمجھائے ۔۔۔

آپ سب کے بیٹوں کو ترسا ترسا کر شادی نا نہ کروائی تو ہم بھی اس شاہ خویلی کے تین " "شیطان نہیں---

بے بسی سے زمیں پر پاؤں مارتے عدید بولتا ان دونوں کو ساتھ لیتا اندر بھاگ گیا---جبکہ اسکی بات پر جہاں علینہ روحا۔ماہی اور عنایہ کے چہرے سرخ ہوئے وہیں ابران اہل براق اور ضیغم کے جاندار قہقے بلند ہوئے باقی سب بھی ہنسے تھے--فضا ایک بار پھر خوشی کی چہکاروں سے گونج اٹھی تھی----

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ آج میٹنگ کے لیے شہر جا رہا تھا اور روحا کی اپوئنٹمنٹ تھی ڈاکٹر سے اسلیے وہ بھی ساتھ ہی جا رہی تھی---کچے پیلے رنگ کے سوٹ میں سفید دوپٹہ سر پر ٹکائے کندھوں

پر مہرون شال اوڑھے وہ بالوں کو جوڑے میں باندھے سادگی میں سامنے سے اتی ابران کو روشن صبح کا ایک حصہ ہی لگ رہی تھی۔۔۔

سیاہ انکھوں میں اسکا عکس تھا وہ یہ دور سے بھی دیکھ سکتا تھا۔۔سپید چہرے پر چھائی چمک ممتا کا الواہی روپ یہ سب مل کر ابران کی بھوری انکھوں میں خمار بھر گیا۔۔۔وہ مدھم سا مسکراتا اسے دیکھ رہا تھا۔۔جو اسکی تپش پر سمٹ رہی تھی۔۔۔

سیاہ جینز پر بلو شرٹ اور بلیک جیکٹ پہنے بالوں کی مخصوص پونی بھوری انکھوں پر سیاہ شیڈز چڑھائے وہ سیگریٹ لبوں میں دبائے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔جبکہ اسکا یہ روپ روحا کی دھڑکنیں بے ترتیب کر رہا تھا۔۔۔

اسکے بیٹھتے ہی وہ سامنے بی جان کو ہاتھ ہلاتا گاڑی بھگا لے گیا۔۔۔مین روڈ پر اتے پی اسنے سپیڈ تھوڑی بڑھائی کہ پہلے کافی سستی سے چلا رہا تھا روحا کی طبیعت کے پیش نظر۔۔مگر اب متوازن روفتار رکھی۔۔۔

جبکہ دوسری طرف اسکی خاموشی پر وہ کڑھ رہی تھی ۔۔وہ کم گو تھا یہ بات وہ جانتی تھی مگر وہ مغرور تھا یہ اج پتا تھا۔۔جب تک اسے کوئی مخاطب نا کرتا وہ بولتا نہیں تھا۔۔اسکے چہرے پر چھایا تاثر کسی کو حد سے بڑھنے کہ اجازت نہیں دیتا تھا۔۔۔اب بھی وہ بوجود خواہش کے بول نہیں پا رہی تھی۔۔اسلیے تپ کر رخ کھڑکی کی طرف موڑ کر باہر کے نظاروں کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف وہ لب دانتوں میں دباتا اسکی خفگی سے واقف تھا۔۔مگر اسے تپانے میں اسے مزہ اتا تھا اسلیے چپ تھا۔۔۔مگر اب اسے یوں خود کو نظرانداز کرتے دیکھ وہ لب بھینچ کر ہاتھ بڑھاتا اسکی کلائی پکڑ کر اپنی طرف کھینچ گیا۔۔جبکہ وہ جو باہر گم تھی دہل کر ہلکا

سا چیختی اسکے چوڑے بازو کا حصہ بنی اور ہراساں نظروں سے اسے دیکھا جو دائیں ہاتھ سے ڈرائیونگ کرتا سامنے متوجہ تھا۔۔۔

"چھوڑیں ابر ۔۔یہ کیا ہے اپ گاڑی چلا رہے ہیں ۔۔پلیز چھوڑ دیں۔۔ "

وہ اختیاط سے مزاہمت کرتی اسکے نا چھوڑنے پر جھنجھلا کر بولی جس پر وہ دھیمے سے مسکرایا۔جبکہ اسے یوں بے فکری سے مسکراتا دیکھ کر روحا جل کر خاک ہوئی۔۔۔۔

"چھوڑ دیں مجھے ۔۔چھوڑیں۔۔ "

وہ ناخنوں سے اسکا بازو نوچتی نیچی اواز میں چیخی تھی۔۔مگر اس پر کسی بات کا ثر نا ہوتے دیکھ کر تھک کر سر اسی کے کندھے پر ٹکا دیا۔۔جس پر وہ جاندار انداز میں مسکراتا اسکے سر پر جھکا۔۔۔

"گڈ گرل --یہ پہلے ہی کر لیتی نا --اتنی محنت خوامخواہ کی تم نے -- "

وہ اسکا سر لبوں سے چھوتے نرمی سے بولا جس پر وہ طیش میں اتی اسکی گردن پر دانت گاڑ گئی--اور وہ جو مسکرا رہا تھا اسکے دانتوں کی تیز چبھن پر لب بھینچتا گاڑی جھٹکے سے روک گیا----

جھٹکا لگنے سے وہ بھی ہوش میں اتی سرعت سے پیچھے ہٹی اور رخ موڑ لیا---جبکہ وہ اسکی پشت دیکھتا حیرت سے مرر میں اپنی گردن دیکھتا بے یقین تھا کہ اسکی ننھی سی روح میں اتنی ہمت کہاں سے اگئی؟؟--مگر گردن پر اسکے دانتوں کے نشان یہ واضح کر رہے تھے کہ یہ کارنامہ اسکی روح کا تھا --

جبکہ روح صاحبہ اپنا کارنامہ سر انجام کر کے رخ پھیرے بیٹھی کانپ رہی تھی کہ بھلا اب اسکا کیا ریکشن ہوتا۔۔ سختی سے میچی انکھوں سے وہ زیر لب درود پڑھ رہی تھی۔۔۔۔

"یہ تم نے کیا ہے روح؟؟۔۔۔۔مائی گاڈ مجھے یقیقن نہیں ارہا۔۔ "

وہ کھینچ کر اسکا رخ اپنی طرف کرتا صدمے بھری اواز میں بولتا اسے شرمندہ کر گیا۔۔جس پر وہ مدھم سا سوری کہتی سر جھکا گئی۔۔

"صرف سوری؟؟ سوری سے کام نہیں چلے گا جانم۔کچھ اور کرنا پڑے گا۔۔۔ "

وہ اسکا سرخ چہرہ دیکھتا مسکان لبوں میں دبا کر سنجیدگی سے بولا جس پر روحا نے سوالیہ نظریں اٹھائیں۔۔

" Say That U Love Me.."

وہ اسکے کان میں جھک کر سرگوشی میں بولا اور اسکے کان کی لو لبوں سے چھو کر اسے سہما گیا۔۔جو اسکے مطالبے پر ساکت تھی۔۔۔وہ بھلا کیسے اظہار کرے؟؟۔۔۔

"پر ابر ۔۔۔۔ "

"Shush .Just Say It Rooh...."

وہ مچل کر مزاہمت کرنا چاہتی تھی مگر وہ اسکے لبوں پر انگلی رکھ کر اسکا احتجاج اسکے خلق میں دبا گیا۔۔جبکہ وہ مر جانے کو تھی اسکی تیز سانسوں کی تپش اور دہکتے لمس پر ۔۔۔

" Say It Rooh...."

اسے مسلسل چپ دیکھ کر ابران سے قدرے اسکے چہرے پر جھک کر اصرار بھرے لہجے میں بولا--یوں ضد کرنا اسکی سرشت نہیں تھی مگر اسکی سرخ لبوں سے اظہار سننے کی اسے ضد ہو چلی تھی--جس پر روحا کی جان مشکل میں پڑھ گئی تھی---

"I Love U Abar...."

وہ مسلسل اسکی دہکتی سانسوں کی تپش پر سرگوشی میں کہتی سر اسکے سینے میں چھپا گئی--جو اسکے اظہار پر ساکت بیٹھا تھا--یہ احساس یہ محبت یہ لمس اور یہ اظہار اتنا جان لیوا تھا کہ بے ساختہ ابران کو اپنی سانسیں رکتیں محسوس ہوئیں----

"صرف تم ہی ہو جو ابران شاہ کی دھڑکنوں کو روکنے کی صاحیت رکھتی ہو جاناں--- "

وہ جھک کر اسکی پیشانی چومتا مدھم پر حدت لہجے میں بولا۔۔۔جس پر اسنے حیا سے لرزتے انکھیں موند لیں۔۔۔

"I Am Honoured Janaaa.."

جھک کر اسکے کپکپاتے لبوں کو دھیرے سے چھوتے وہ جذبات سے چور لہجے میں بولتا روحا کی دھڑکنیں روک گیا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ بیڈ پر بیٹھی براق کو دیکھ رہی تھی جو اوندھا لیٹا سو رہا تھا۔۔بال ماتھے پر بکھرے تھے اور سبز انکھیں موندی تھیں۔۔۔عنابی لب اپس میں پیوست تھے۔۔۔وہ سر سے پائوں تک مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا اسے تو کوئی بھی مل جاتی پھر اس میں اسے ایسا کیا نظر اگیا کہ وہ اس حد تک چلا گیا۔۔۔یہ تمام سوچیں اسے بے چین کر رہیں تھیں۔۔۔ایک طرف

دل چاہ رہاتھا کہ سب بھلا کر اسے معاف کردے تو ایک طرف اس ستمگر کی دی اذیت یاد اتی تو دل میں بغاوت اتر اتی۔۔۔وہ سخت الجھن کا شکار تھی۔۔۔

کیا کرے کیا نا کرے وہ کشمکش میں مبتلا سوچوں میں گم تھی کہ براق کے جاگنے کو محسوس ہی نا کر پائی جو گرے اور سیاہ امتزاج کے سوٹ میں بال کھولے بیٹھی سوچوں میں گم تھی۔۔۔اسکے گولڈن بال کمر سے نیچے جاتے تھے۔۔جنھیں دیکھتا براق ساکت تھا۔۔۔۔

یہ لڑکی اسکے لیے زندگی موت کا مسلہ بن گئی تھی۔۔جسے پانے کے لیے اسنے صحیح غلط کی تمیز بھلا دی اور اس سب میں اسنے اسے بھی اذیت دی تھی جس پر وہ اس سے متنفر ہو گئی تھی۔۔اور اسکی یہ بے رخی اسے بے چین کر رہی تھی۔۔۔

کیا سوچا جا رہا ہے عینا جان۔۔۔؟؟؟"

وہ ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی طرف کھینچتا اسکے اپنے چیرے پر بکھرتے بال سمیٹتا نرمی سے بولا --اور اسکی کھلی انکھوں پر لب رکھے ---جس پر وہ جو حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی اسکے لمس پر کرن ٹ کھا کر اٹھنے لگی مگر کمر میں موجود اسکے ہاتھ نے اسکئ کوشش ناکام کر دی---

"کیا بے ہودگی ہے؟؟ چھوڑو مجھے --- "

۔ "بے ہودگی نہیں اسے پیار رومینس کہتے ہیں --اور نہیں چھوڑ رہا کیا کر لو گی؟، اور شرافت سے بتائو کیا سوچ ہی تھی---"

وہ مچل کر غرائی تھی کہ وہ اسکے بالوں کو اپنی گرفت میں لیتا سرد لہجے میں بولتا سکئ سیٹی گم کر گیا--وہ صدمے میں گھری اسے دیکھنے لگی--دفتا اکی سبز انکھوں ناچتی شرارت کو محسوس کرتے وہ بل کھا کر چیخی----

"میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی ۔ ٹھرکی انسان چھوڑو مجھے۔۔۔ "

وہ اسکے بال نوچتی شید رنگ انکھوں میں غصے کی چنگاریاں لیتے چیختی براق کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گئی۔۔۔ جبکہ عہ اسے یوں ہنستے دیکھ مزید طیش کا شکار ہوتی اس سے پہلے اسکا چہرہ نوچتی وہ اسکی کلائیاں پیچھے موڑ کر کمر پر باندھ گیا۔۔۔اور اسکی انکھوں جھانک کر دیکھا۔۔

وہ خود یوں بے بس پا کر انکھیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی جو اسکے یوں دیکھنے پر نچلا لب دانتوں دبا کر انکھ ونک کرتا اسے بوکھلا گیا۔۔۔

"اگر تم چاہتی ہو کہ میں کچھ ایسا ویسا نا کروں تو لیٹی رہو چپ چاپ۔۔۔ "

وہ اسکے سرخ لبوں کو دیکھتا اسے بیڈ پر لیٹاتا دھمکی دیتے لہجے میں بولا اور ہلکا سا اسکے لبوں پر جھکا کہ وہ سرعت سے سر اثبات میں ہلا گئی۔۔۔۔

اسکی معصومیت پر دھیمے سے مسکراتا سائیڈ ٹیبل کی ڈرا کھولنے لگا جس میں سے ایک سیاہ مخملی کیس نکالا۔۔۔اور سیدھا ہوا۔۔۔

"یہ خود سے کبھی جدا مت کرنا ڈارلنگ ۔۔ورنہ مجھ سے شرافت کی امید مت رکھنا۔۔۔ "

وہ ایک پینڈنٹ برامد کرتا دھمکی امیز لہجے میں بولا۔۔۔جس پر وہ بے بای سے سر ہلا گئی۔۔۔اور ایک نظر پینڈنٹ کودیکھا جس کے ہاڑت میں عینا براق لکھا ہوا تھا۔۔۔وہ اتنا خوبصورت تھا کہ نظر رک سی جاتی۔۔۔

یہ تمہیں ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا کہ تم صرف براق شاہ کی ہو۔۔۔"۔ "

وہ اسے اسکی گردن میں پہناتے سرگوشی میں بولتا اسکی گردن پر جھکا اور شہ رگ پر اپنے دہکتے لب رکھے۔۔۔اور علینہ اسکے پرتپش لمس پر حیا سے لرزتی اسکی شرٹ مٹھیوں میں دبوچتی اسے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔۔۔۔۔

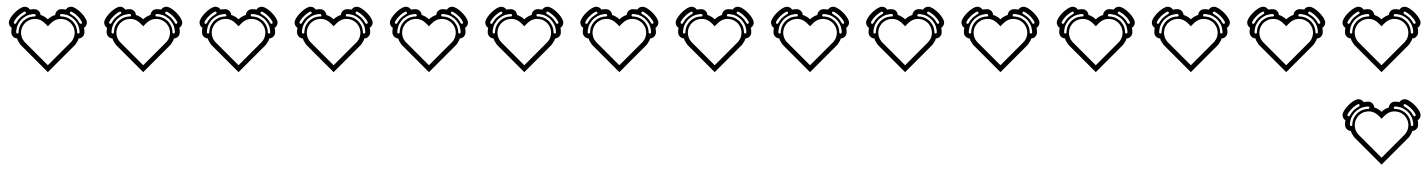

وہ اج کراچی ارہا ہے ہر چیز اتنی فل پروف ہو کہ اسے یاد اجائے کہ اسنے کس سے پنگا لیا ہے۔۔۔"

اپنے سامنے کھڑے اپنے ماتحتوں سے بولتے اسکی نظر سامنے ایل ای ڈی پر نظر اتے چہرے پر مرکوز تھی ۔۔جبکہ لہجے میں سانپ کی پھنکار تھی۔۔۔

"سب تیار ہے باس --ہر چیز پرفیکٹ--- "

ان میں سے ایک نے یقین دہانی کروائی جس پر اسکے لبوں پر مکرو ہنسی بکھری--جس میں کسی کو برباد کرنے کا عندیا تھا---یہ سب کسی کو برباد کرنے کے لیے پلان کیا گیا تھا---دور بیٹھے اس شخص کو علم نا تھا کہ بساط بچھا دی گئی ہے--اور اب بس چال چلنے کا وقت ہے---

مگر کون جانتا تھا کہ شکست کس کا نصیب بننے والی تھی--کس کی قسمت میں شہ مات لکھی تھی اور کون مقدر کا سکندر بننے والا تھا---یہ سب وقت نے طے کرنا تھا---

اور لمحہ لمحہ بیتتے وقت نے خاموشی اختیار کر رکھی ایسی خاموشی خس میں طوفان انے کا پیش خیمہ ہو---اگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ بساط بچھادی گئی ہے تو یہاں موجود شخص بھی ناواقف تھا کہ اسنے ہارنا سیکھا ہی نہیں تھا---

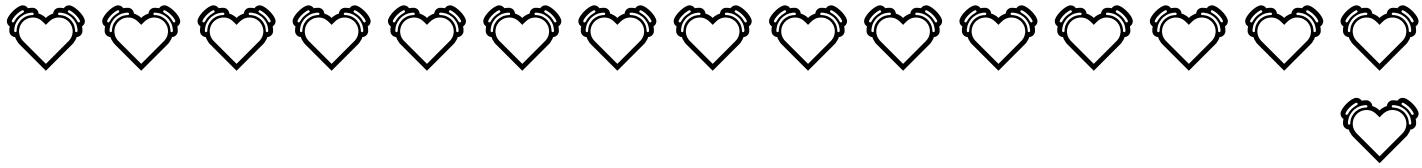

کیاسوچ رہا ہے سالے؟؟ !!میں کب سے ادھر بکواس کیے جا رہا ہوں اور تیرا دھیان پتا "
"نہیں کہاں ہے--

وہ تینوں اس وقت باہر لان میں کین کی کرسیوں پر بیٹھے تھے اور اپس میں باتیں کر رہے--جب مسلسل باتیں کرتے براق کی عدم توجہی پر اہل نے لتاڑا---

"کہیں نہیں یہیں ہوں بول کیا کہہ رہا تھا-- "

وہ سوچوں سے باہر اتا گہرا سانس لیتا سنجیدگی سے بولا جس پر اہل اور ضیغم ایک دوسرے کو دیکھا اور انکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا جو بے حد سنجیدہ نظر ارہا تھا۔۔ورنہ براق اور سنجیدگی دو الگ چیزیں تھیں اسلیے ان کا حیران ہونا بنتا تھا۔۔

وہ تو کہہ چکا میں جو کہنا تھا۔۔تو بتا کیا ہوا ہے جو تو اتنا ادم بیزار ہے۔۔کہیں علینہ " "بھابھی نے پٹائی تو نہیں کر دی۔۔۔

"یا پھر وہ تجھے گھاس بھی نہیں ڈالتی اس بات کا غم منا رہا ہے۔۔ "

اہل نے ناک سے مکھی اڑاتے زچ کرتی مسکراہٹ لبوں پر سجائے بڑی سنجیدگی سے سوال کیا تھا۔۔جبکہ اسکی بات کے اختتام پر ضیغم نے بھی اسکا مزاق اڑاتے اہل کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے قہقہ لگاکر ہنسے۔۔جبکہ ان کی کمینگی پر پہلے ہی غصے سے بیٹھے براق کاپارا ہائی

ہو گیا۔۔وہ کینہ توز نظروں سے انھیں گھورنے لگا جو بے غیرتی کے ریکارڈ توڑتے مسلسل ہنس رہے تھے۔۔۔

"منہ بند کر لو کمینو !!یہ نا ہو میں یہ دانت توڑ دوں ۔۔کیوں میرے جلے دل پر نمک چھڑک رہے ہو سالو!!۔۔۔۔"

وہ دانت پیس کر بے بسی سے غرایا ۔۔۔۔جس پر وہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھنے لگے جس کا چہرہ سرخ ہوکر دہک رہا تھا۔۔۔

"ارے کریکشن کر لے ہم تیرے نہیں تو ہمارا سالا ہے اسلیے تمیز سے بات کر سمجھا۔۔۔اور بتا مسلہ کیا ہے پھر کوئی حل بھی ڈھونڈھتے ہیں تیرے مسلے کا کیوں آہل صیخ ہے نا۔۔"

ضیغم انکھوں میں شرارت بھر کر سنجیدگی گویا ہوا۔۔اور آخر میں کمینگی سے انکھ دباتے اہل سے بھی رائے مانگی جس نے سر ہلا کر تائید کر دی۔۔۔جبکہ ان کی بے غیرتی پر براق کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے رکھی لوازمات سے سجی میز اٹھا کر انکے سر پر دے مارے۔۔۔مگر ابھی اسے ان سے مطلب تھا اسلیے ضرورت کے وقت گدھے کو باپ ماننے کے مترادف وہ خون کے گھونٹ پیتا ساری بات ان کے گوش گزار کر گیا۔۔۔جو انھوں نے ارام سے سنی۔۔۔

تو اسکا مطلب یہ ہوا ہے ہم سے پہلے شادی کا میدان مارنے والا ابھی تک کنوارہ " ہے"۔۔۔

ساری بات سن کر سموسہ اٹھا کر منہ میں ڈالتے آہل بے حد سنجیدگی سے بولا کہ کچھ لمحے تو براق کو بھی لگے بات سمجھنے میں۔۔جبکہ ضیغم قہقہ لگا کر ہنسا جس کا ساتھ اہل نے بھی دیا۔۔۔۔

جبکہ بات سمجھ میں انے پر براق کا خون کھول گیا۔۔وہ سرعت سے سامنے پڑا پانی سے بھرا کانچ کا گلاس اٹھا کر کھینچ کر اسکی طرف پھینکا جو منہ کھول کر ہنس رہا تھا منہ پر پانی پڑنے سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔جس پر گلاس جو اسکے منہ پر بجتا اٹھنے پر اسکے سینے سے لگ کر نیچے گرتا چور چور ہو گیا۔۔۔وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا جو ٹانگ پر ٹانگ جمائے اسے ہی کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔اور دوسری نظر ضیغم پر ڈالی جو اسکی حالت پر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔۔۔

یہ کیا کیا کمبخت ۔۔یہ شرٹ میری عین نے اتنی محبت سے مجھے پریس کر کے دی تھی "کمینے انسان۔۔۔۔"

وہ بھڑک کر چیختا براق کو سکون دے گیا۔۔وہ دل جلانے والی مسکراہٹ لبوں پر سجائے گویا ہوا۔۔۔

" بیٹھ جا نوٹنکی باز۔۔اور شرافت سے بول میں کیا کروں۔۔ "

ادکی بات پر آہل بھی خون کے گھونٹ پیتا اسے گھورتے سامنے کرسی پر بیٹھا۔کہ بدلہ ادھار رہا اسکا بھی وقت ائے گا۔۔۔۔

ہاں تو تجھے کای ضرورت پڑی تھی مہان بننے کی زیادہ اچھا بن کر کیاملا تجھے۔۔۔بس دور " دور سے دیکھ کر اہیں بھریو۔۔اسے بتا تو کیا ہے اور ویسے بھی تو اسکاشوہر ہے کچھ حق جتا "۔۔ سمجھ تو گیاہو گا نا میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔

بسکٹ سے انصاف کرتے ضیغم۔ نے اسے لتاڑتے بات مکمل کرتے اینڈ پر اسے انکھ ماری۔جس پر اہل ہنس دیا۔۔مگر اب براق اسے کیا بتاتا کہ وہ تو اسکے چھونے پر ہی اسکے رقیب باتھروم میں گھس جاتی تھی ۔۔مگر اسکی بات میں دم تھا اسلیے ستائش بھری نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

"بہت ہی کوئی پہنچی ہوئی چیز ہے تو کمینے۔۔۔ "

"نوازش کرم سرکار۔۔۔ "

وہ ہنستا گویا ہوا جس پر ضیغم سر کو خم دیتے انکھ ونک کی اسکی کمینگی پر ان تینوں کے قہقوں سے پورا لان گونج اٹھا ۔۔۔براق کو ہنستے دیکھ کر آہل اور ضیغم میں معنی خیز نظروں کا تبادلہ ہوا۔۔۔وہ بھلا اپنے یار کوکیسے دکھی دیکھ سکتے تھے تبھی تو باتوں کو گھوما دیا جس پر اسکا موڈ خوشگوار ہوتا ان دونوں کو پرسکون کر گیا۔۔۔۔

بھائی میں نے یہ کباب سپیشل اپ کے لیے بنائے ہیں۔ٹیسٹ کر کے پتائیں کیسے " ہیں۔۔"

وہ تینوں ہنس رہے تھے جب ماہی ٹرے اٹھائے وہاں ائی اسکے پیچھے عنایہ بھی تھی جس کے ہاتھ میں چائے کا سامان تھا۔۔۔ان دونوں کو اتے دیکھ کر آہل اور ضیغم کی انکھیں چمک اٹھیں۔۔۔

تم نے بنائے ہیں تو اچھے ہی ہوں گے اور اپنے بھائی کو دفع کرو وہ گھر جا کر اپنی زوجہ "
"کے ہاتھ کے کھا لے گا۔۔۔

ماہی کے ہاتھ سے کباب کی پلیٹ لیتے ضیغم نے سخت گھور کر براق کودیکھا اور جتا کر پلہٹ اپنے سامنے رکھ کر کھانے لگا۔۔جس پر براق تو براق اہل ماہی اور عنایہ بھی حیران رہ گئے۔۔۔

ضیغم پلیز۔۔۔ "وہ دھیمے سے منمنائی۔۔ "

"کیا ضیغم ؟؟ بولا نا بہت اچھے ہیں دل چاہ رہا ہے ہاتھ چوم لوں تمہارے۔۔۔ "

وہ سالم کباب نگلتا سامنے تپے بیٹھے براق کو دیکھتا معنی خیزی سے بولا۔۔جس پر ماہی سٹپٹا گئی۔۔کہاں امید تھی اسے اس بے باکی کی۔۔۔جبکہ اسکی کمینگی پر براق کا بس نہیں چل رہا تھا اسکا منہ توڑ دے۔۔۔

"اسے دفعہ کرو عین سویٹی تم چائے تو دو مجھے -- "
انھیں اپس میں الجھتے دیکھ اہل نے سرعت سے عنایہ کو کرسی پر بیٹھاتے اپنا مطالبہ پیش کیا--جبکہ براق کے سامنے ان دونوں کی بے باکی پر ماہی اور عنایہ کا برا حال تھا----

ادھر براق کا بس نہیں چل رہا تھا مکہ مار کر ان کی شکلیں بگاڑ دے --بے غیرت کہیں کہ--وہ کینہ توز نظروں سے گھورتا انھیں سالم نگلنے کے لیے تیار تھا---

ویسے ماہی کو بھی میں نے اسی طرح منایا تھا --میں نے تجربہ کی بنا پر مشورہ دیا تھا "تمہیں چاہے تو آزما لو-----"

وہ شرارت سے بول کر منہ پھاڑ کر ہنستا اٹھ کر بھاگا جبکہ اسکی بے حیائی پر پہلے سے تپا بیٹھا براق سیخ پا ہوتا دانت پیس کر اسکے پیچھے بھاگا ----

کمینے کیا بکواس کر رہا ہے ۔۔۔ایک بھائی کے سامنے کیا بے ہودہ ہانک رہا ہے "
"بے غیرت۔۔

اگے اگے بھاگتے ضیغم اور اسکو برا بھلا کہتے براق کو دیکھتے ماہی حیران تھی۔۔ہاتھ بڑھا کر عنایہ کو اپنے حصار میں لیتے اسے بوکھلانے پر مجبور کرتے آہل کے قہقے بے قابو تھے۔۔۔اور ادھر براق کا بس نہیں چل رہا تھا کمبخت کی گردن مروڑ دے ۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

"میں آفس جا رہا ہوں تم اب ریسٹ کرو اوکے۔اور باہر مت جانا ہمم۔۔۔ "

وہ ڈاکٹر سے چیک اپ کروا کر لوٹے تھے جب روحا کو ریسٹ کا بولتے وہ اسکی پیشانی چومتا باہر نکل گیا۔۔جس پر وہ سر ہلاتی کمرے کی طرف بڑھ گئی کہ ہمیے سفر سے تھک جو گئی تھی۔۔۔

ابھی وہ لیٹتی کہ سیل کی بجتی ٹون پر نمبر دیکھا جو انجان تھا۔۔سوچ میں پڑ گئی کہ اٹھائے کہ نا آتھائے۔۔مگر مسلسل ہوتی بیل پر اٹھا لیا۔۔۔

ہیلو روحا شاہ بات کر رہی ہیں۔۔ "بھاری مردانہ اواز گونجی جس پر وہ گھبرا کر سیدھی ہو گئی۔۔

جی بول رہی ہوں۔۔ "وہ سنبھل کر محتاط لہجے میں گویا ہوئی۔۔ "

کیا آپ جانتی ہیں مسز ابران شاہ آج سے کہ اج سے 9 سال پہلے اپکو ابران شاہ کے "
"حکم پر نکالا گیا تھا۔

بے رحمی سے بولے گئے جملے روحا کے سر پر اسمان گرا گئے۔۔۔

نہیں۔۔ "اسکے لب بے یقینی سے پھڑپھڑائے۔۔جبکہ سامنے والا اب بھی مہارت سے "
اسکا نازک دل توڑتا مسلسل بیتے لمحے باور کروا رہا تھا۔۔جس سے روحا کی زات کرچیوں میں
بکھرتی جا رہی تھی۔۔۔

فون کب بند ہوا کب اسکے ہاتھ سے چھوٹا وہ نہیں جانتی تھئ۔۔اسکا ابران ایسا نہیں ہو
سکتا اسکادل خون کے انسو روتا ایک اخری دلیل پیش کر گیا جسے دماغ نے یہ کہہ کر مسترد
کردیاکہ اسنے روکا بھی تو نہیں تھا۔۔اور اسکے چہرے پر سجی طنزیہ مسکراہٹ اسے اج بھی
یاد تھی۔۔۔

وہ ہوش میں اتی جلدی سے بی جان کا نمبر مالا گئی۔۔۔سانس بند ہونے کہ در پر اگئی تھی۔۔بی جان کا اقرار یا انکار اسے توڑ بھی سکتا تھا ور جوڑ بھی۔۔اسلیے وہ رکتی سانسوں سے انتظار کرنے لگی۔۔جبکہ بھیگی سیاہ انکھوں میں بیتے پل گزر رہے تھے۔۔۔۔

میں صرف ایک سوار پوچھوں گی بی جان۔۔جس کاجواب مجھے سچ سننا ہے اپ کو ابران "
"کی قسم۔۔۔مجھے بتائیں کہ مجھے خویلی سے کس کے کہنے پر نکالا گیا تھا۔۔۔
وہ ضبط کیے سرد لہجے میں بولتی بی جان کو دہلا گئی۔۔۔
روحا کیا بول رہی ہو بیٹا۔۔ "وہ حیرت کی زیادتی سے جھٹکے سے کھڑیں ہوتیں بولیں تھیں۔۔

"مجھے صرف بتائیں کا کے کہنے پر نکالا گیا مجھے۔۔ "

وہ ضبط کھو کر چلاتی بی جان کو ساکت کر گئی۔۔۔ساکن سی سوچ میں پڑ گیئں کہ بتائیں یا نا بتائیں

"جواب دیں بتول شاہ۔۔ "

"ابران۔۔۔ "

وہ گستاخ ہو کر چیخی جس پر وہ انکھیں موند کر گہرا سانس لیتیں ابران کہتیں تھکن زدہ سے ڈھے گیئں۔۔جبکہ ڈھے تو روحا کی زات بھی گیئ تھی اتنا بڑادھوکہ ۔۔کیا وہ اتنی ازران تھی۔۔۔جو ہر کوئی اکر اس سے کھیل کر چلا جاتا۔۔۔فون ہاتھ سے چھوٹتا ٹوٹ گیا۔۔

وہ گہرے سانس لیتی بیٹھتی چلی گیئ اور سیاہ انکھوں میں سمندر سے ابلتا گالوں پر بہنے لگا۔۔۔

"کیوں کیا ایسے کیوں مجھے تباہ کر دیا اپ نے ابر۔۔۔ "

وہ چیخ چیخ کر روتی اذیت کی انتہائوں پر تھی۔۔۔جبکہ دوسری طرف بی جان کی نات سنتا ابران بھی اذیت کی انتہا پر پہنچتا ساکت تھا۔۔۔یہ سب یوں نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔وہ دھڑکتے دل سے فون کان سے لگائے میٹنگ ادھوری چھوڑ کر لفٹ کی طرف بھاگا۔۔زندگی

ہاتھوں سے پھسلتی جا رہی تھی۔۔۔اسکی روح کیسی یو گی یہ سوچ ہی ابران کا دل بند کر دینے کو کافی تھی۔۔۔

جبکہ دوسری طرف وہ درندہ روحا کے بے جان وجود کو گاڑی میں ڈالتا مکرو سا مسکرایا تھا۔۔کہ چال چل دی گئی تھی مہرے سج چکے تھے۔۔اب دیکھنا یہ تھا کہ جیت ابران کامقدر بنتی ہے یا پھر ہار اسکا مقدر بنتی اسے زندہ درگور کر دے گی۔۔۔وہ گاڑی میں بیٹھتا سامنے فاصلے پر بنے گھر کو دیکھتا گاڑی لے اڑا۔۔

اور گھر اتے ہی خالی گھر کودیکھتے ابران شاہ پوری زات سے ہلا تھا۔۔۔اسکی بیوی غائب تھی گارڈ کہہ رہا تھا کہ اسنے روکنے کی کوشش کی میڈم کو مگر وہ روتی ہوئی بھاگ گئیں۔۔۔جبکہ گھٹنوں کے بل گرتے ابران شاہ جانتا تھا کہ اسنے روح کو کھو دیا ہے۔۔۔اسے تو وہ ڈھونڈ ہی لیتا مگر اسکے دل میں اپنا مقام کیسے ڈھونڈھتا۔۔۔سر ہاتھوں

میں گرائے اسکی بھوتی انکھوں میں ایک خوف تھا۔۔جس نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ اسکے لیے بے حد ضروری تھی۔۔۔۔

اسکا بچا اور بیوی غائب تھے جس کی وجہ وہ خود تھا یہ سوچ ہی کتنی اذیت ناک تھی کہ ابران کو اپنا دل ٹکڑوں میں بٹتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

ہیلو اولڈ فرینڈ کیسے ہو یار۔۔برے حالوں میں ہی ہو گے۔۔تمہاری بیوی جو میرے پاس ہے"۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔"

مسلسل۔بجتے فون کو کان سے لگایا ہی تھا کہ اسکا پھونکا گیا صور ابران کو ساکت کر گیا۔۔۔اسکی بیوی اس کمینے کے پاس تھی یہ سوچ ہی اسے مار دینے کو کافی تھی۔۔۔۔

"یہ سب کر کے تم۔نے اپنی موت کو خود دعوت دی ہے میر۔۔اب تمہیں میرے قہر سے کوئی نہیں بچا سکتا۔۔۔"

"پہلے ڈھونڈ تو لو۔۔۔ "

وہ یکلخت ضبط کھو کر چیخا جس پر وہ اندر اندر خائف ہوتا بظاہر مضبوطی سے کہہ کر قہقہ لگا کر ہنستا کال ڈسکنکٹ کر گیا۔۔۔اور ادھر ابران شاہ اتش فشاں بنا شاہ ولا سے نکلا تھا ۔۔۔اسکے چہرے پر سجی تاثرات بتانے کو کافی تھے کہ میر کا انجان اب نزدیک ہی ہے۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

"میر کا تختہ الٹ دو خاور !!اسے زندہ میرے پاس لائو۔۔ .!!مجھے میری بیوی ہر حال میں اسکی پہنچ سے دور چاہیے۔۔۔"

گلاس وال کے سامنے کھڑا وہ چٹانوں کی سختی لیے بولا لہجہ آگ کو مات دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

بھوری انکھوں میں غضب کی سرخیاں تھیں۔۔جن میں کئی طوفان بسے سب کچھ تہس نہس کرنے کو تیار تھے۔۔۔وہ بیٹھ کر اب اسکا اگلا قدم دیکھنا چاہتاھ تھا کہ کہاں وہ غلطی کرے اور وہ اسکی گردن دبوچ لے۔۔۔یہ بات تو جان گیا تھا کہ وہ یہیں تھا اسلیے اسے پکڑنا مشکل نا تھا۔۔ مشکل تو صرف اس پری کا انتظار تھا جس نے ابران شاہ کو گھٹنوں پہ گرنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

لیکن وہ۔جانتا تھا کہ وہ اسے ڈھونڈ لے گا۔۔اور پھر وہ اسے بتائے گا کہ کیسے چھوڑ کر جاتے ہیں۔۔ایسی سزا دے گا کہ وہ بھاگنا بھول جائے گی۔۔۔کیسے وہ اتنی بڑی غلطی کر سکتی ہے۔۔ وہ سامنے دیکھتا بھوری انکھوں میں جذبات کا سمندر چھپائے بے چین تھا۔۔کب اسکی روح اسکے پاسہو گی اور وہ اسے بتائے گا کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتا ہے۔۔۔مگر اس سے پہلے وہ یہ بھی بتائے گا کہ اس سے دور ہونے کا خیال بھی اگر اسے ذہن میں ایا تو وہ دنیا کو اگ لگا دے گا۔۔۔اگر اسے کچھ ہوا ت واس دنیا کو تہس نہس کرنے میں لمحا بھی نہیں لگائے گا۔۔۔۔

مگر اس سے پہلے اسے ڈھونڈنا تھا اور اس خیوان کو ایسی عبرت ناک سزا دینی تھی اسکی روح لرز جائے ائی دہ اسکی بیوی۔کو چھونے سے پہلے ----وہ سیگریٹ کے گیرے کش لیتا ندر کی بے چینی کو چھپائے سامنے دیکھتا میر کی بربادی کے لیے تیار تھا-----

"سر وہ اپنے فارم ہائوس پر ہے --- "

وہ اپنے سوچوں میں گم تھا جب عقب سے خاور کہ اواز پر چونکتا زہر خند سا مسکرایا---اور مڑ کر سامنے بنے اپنے سیف تک ایا اور اپنی گلاک نکالی--جس کا میگرین بھرتے اسکی انکھیں سپاٹ تھیں ---

" چلو اج میر صاحب کو بتا ہی دیتے ہیں کہ ابران شاہ کون ہے-- "

وہ مخصوص سرد لہجے میں کہہ کر گن پیچھے اڑستا باہر نکلا جس پر خاور بھی یس سر کہتے اسکے پیچھے تھا۔

"اللہ کا واسطہ مجھے جانے دو پلیز --مجھے جانے دو پلیز--- "
وہ تڑپ تڑپ کر روتی بے بسی سے رو رہی تھی-- مسلسل دروازہ بجاتے وہ اذیت کی انتہائوں پر تھی--- سوچوں کے نئے در کھلتے اسے بے چین کر رہے تھے--گئے دنوں میں اسکی نچھاور کی گئی محبت اسے بے جان کر رہی تھی --اسکی محبت کو دیکھ کر ہی وہ اس سے جواب طلب کرتی یوں وہاں سے بھاگتی تو نا---مگر وہاں سے بھاگ کر اب وہ جہاں اکر پھنس گئی تھی وہ اسے مار ڈالنے کو کافی تھی--اس شخص کی انکھوں میں اسے صرف خباثت نظر ائی تھی جس نے روحا کو ہراساں کر دیا تھا---

اب بھی وہ اذیت کی انتہائوں پر پہنچتی اسے سوچ رہی تھی جو اسکے لیے ہمیشہ ابر رحمت بنا رہا تھا--ہمیشہ اسے مان اور محبت سے نوازہ تھا---کیوں وہ اتنی بڑی غلطی کر گئی کہ اپنی اور اپنے انے والے بچے کی زندگی دائو پر لگا گئی---

پلیز ابر اجائیں -- مجھے یہاں اے نکال کر اپنی پناہوں میں چھپا لیں ورنہ اپ کی روح "
"مر جائے گی---

وہ سر گھٹنوں پر ٹکاتی بے بسی سے بڑبڑاتی بے آواز رو رہی تھی--سیاہ انکھوں میں سمندر بہہ رہا تھا کہ اگر ابران اپنی روھجا کا یہ حال دیکھ لیتا تو میر کو جان سے مار دیتا --مگر افسوس تو یہی تھا کہ وہ اسکے پاس نہیں تھا-----جو اسکی روحا کا مکین تھا دل کی دھڑکن تھا---

کلک کی مدھم اواز پر وہ ہڑبڑاکر اٹھ کھڑی ہوئی--سامنے دیکھا تو وہ بے حیا شخص مکرو ہنسی ہنستا اسکے سراپے کو کو گہری نظروں سے دیکھتا سکی جان لبوں پر لے ایا---

تو جان من کیاخیال ہے ۔۔تمہارے اسے حسن کو خراج پیش کیا جائے یا پھر اپنے " شوہر کے سامنے یہ سب دہرانہ چاہتی ہو۔۔ "وہ کمینگی سے بولتا روحا کو ساکت کر گیا۔۔۔

"میں مر جاؤں گی مگر تماہرے یہ عزائم کامیاب نہیں ہونے دوں گی سناتم نے۔۔ " وہ دوپٹی مظبوطی سے دبوچتی بل کھا کر چلائی تھی جس پر میر کے لبوں پر ایک استہزایہ جاندار مسکان ابھری جسنے روحا کو جلا کر رکھ دیا۔۔۔

"تو مر جانا جاناں مگر میرا مقصد پورا ہونے کے بعد۔۔ "

وہ قدم قدم اسکی طرف بڑھتا ہوس بھری نظروں اے اسے دیکھتا گویا ہوا۔۔جس پر روحا چلا کر ایک طرف بھاگی۔۔مگر پیچھے اسے پکڑنے کے چکر میں مہر کے ہاتھ اسکی دوپٹہ ایا جو اسکے سر سے سرکتا میر کے ہاتھ میں اگیا۔۔جہاں اس افتاد پر روحا کی چیخ بلند ہوئی وہیں اسکے ہوش ربا سراپے کو دیکھتا میر بن پیئے بہک رہا تھا۔۔۔بکھرے بال متناسب سراپا اور مدہوش کن نقوش یہ اب مل کر اسے ایک شیطان کے روپ میں ڈھال گئے۔۔۔

اسنے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی طرف کھینچا جس پر وہ چیختی کہ وہ اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتا اسے سراسمگی کی حدوں پر پہنچاتا ساکت کر گیا۔۔

"ٹھاہ۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ کرتا روم میں گولی کی اواز گونجی جس پر تڑپ کر روحا نے سامنے دیکھ اجہاں اسکا شوہر گن لیے کھڑا سرخ لہو ماند بھوری انکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔اور میر وہ تو کندھے پر لگتی گولی سے ایک دم بے جان ہوتا فرش پر گرا۔۔اور اسکی گرفت سے ازاد ہوتے ہی روحا بھاگ کر ابران کے سینے میں جا چھپی جو اسے اس حالت میں دیکھا غضب کی انتہائوں کو پہنچتا لب بھینچ گیا۔۔۔

بیس منٹ میں وہ اسکے اڈے پر پہنچ گئے تھے۔۔اسکے گارڈز اور غنڈوں کو ڈھیر کرنے میں انھیں لمحا بھی نہیں لگا تھا۔۔۔تیزی سے اندر بڑھتے وہ کمروں میں جھانک رہا تھا کہ دفتا سامنے بنے ایک کمرے سے چیخ ابھری جسنے ابعان کے قدم اکھاڑ دیئے تھے۔۔یہ اواز اسکی روح کی تھی۔۔۔اس خیوان کے شکنجے میں اپنی جان کو سوچ کر ابران کا دل کیا وہ اس سمیت اس پوری دنیا کو اگ لگا دے۔۔سرعت سے بھاگتے اسنے دروازہ کھولا جو لاک نہیں تھا۔۔۔سامنے کے منظر نے اسکی رگوں میں انگارے بھر دیئے۔۔۔

اس سے پہلے عہ اسے چھوتا ابران نے رکھ کر نشانہ اسکے کندھے کا لیا جس پر وہ آہ کرتا نیچے گرا اب کراہ رہا تھا۔۔مگر اسکے چہرے پر سجے پتھریلے تاثرات نے اسکی رہی سہی ہمت بھی نچوڑ دی۔۔

جھٹکے سے روحا کو خود سے الگ کرتے اسنے اسکی کلائی تھام کر اسکے بے ہوش وجود اخری قہر الود نظر سے دیکھ کر اپنے کندھوں پر موجود بلیک شال اسے اوڑھائی اور مڑ کر خاور کو اشارہ کیا جس پر اسنے سر ہلا دیا۔۔۔

روحا کو گھسیٹتے وہ تیزی سے مڑا۔۔اور وہاں سے نکلتا چلا گیا جب کہ ابران کے اشارے کو سمجھتے وہ اسکے بے ہوش وجود کو اٹھنے لگے ۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ لبوں کو بھینچے اسکی کلائی اپنی سخت گرفت میں لیے تیزی سے چلتا اپنے کمرے میں آکر رکا اور اسے کھینچ کر سامنے کیا جو خوف سے زرد پڑتی لرز رہی ہے تھی۔۔۔۔
اسکے سیاہ بال بکھرے ہوئے تھے۔۔دوپٹہ بھی جھول رہا تھا۔۔۔انکھیں رو رو کر سوجی ہوئی تھیں۔۔اور گلابی لب اسکے دانتون کے تشدد سے سرخ ہوتے ابران کو آگ لگا گئے۔۔۔۔اسکی یہ حالت اسکے دل پر قہر ڈھا گئی تھی۔۔۔۔
جب میں نے کہا تھا کہ تم گھر سے نہیں نکلو گی تو کیا سوچ کر تم نے گھر سے باہر قدم " بھی رکھا!!۔۔"

وہ اسے شانوں سے تھام کر سرخ ہوتی آنکھوں میں جنوں لیے چیختے غصے کی شدت سے اسکا ہاتھ اٹھا اور روحا کے گال پر نشان چھوڑ گیا۔۔۔۔۔۔

"چٹاخ۔۔"
پورے کمرے میں تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔۔۔وہ گال پر ہاتھ رکھ کر چیختی پیچھے جا گرتی کہ اسکے مضبوط بازوئوں نے اسے تھام لیا۔۔۔

"تم جانتی ہو اگر مجھے زرا سی بھی دیر ہو جاتی تو کیا ہوتا؟؟۔۔ "

اسکے گال پر چھپے اپنی انگلیوں کے نشان دیکھتا وہ آپے سے باہر ہوتا چلایا تھا۔۔۔بیتے وقت میں وہ اذیت کی جس بھٹی میں سلگا تھا یہ صرف وہ جانتا تھا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کہ دنیا کو تہس نہس کردے۔۔۔انکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اسنے زندگی کو اپنے ہاتھ

کی پوروں تک جا کر لوٹتے محسوس کیا تھا۔۔زرا سی تاخیر ہو جاتی تو ؟؟۔۔۔ یہ سوچ ہی اسکی دھڑکن روک رہی تھی۔۔۔

تم نے سوچ بھی کیسے لیا تم مجھ سے دور ہو جاؤ گی۔ہاں۔۔جواب دو۔۔تم میری ہو "
"صرف میری اور مجھے سے نجات تمہیں صرف موت ہی دے سکتی ہے۔۔سنا تم نے۔۔

شانوں پہ اسکی سخت گرفت اور اسکی دھاڑ نے روحا کو بے جان کر دیا۔۔۔وہ تھر تھر کانپتی اسکی بھوری آنکھوں میں مچلتے طوفان اور آگ کی تپش سہتی خوف کے ملے جلے جزبات لیے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔۔۔
وہ اسکے گلاب چہرے پر بہتے انسوئوں کو دیکھ کر اندر ہی اندر بے چین ہوتے بظاہر اسکے بازوئوں پر گرفت سخت کر گیا۔۔جبکہ وہ میچی انکھوں اور بگڑے تنفس سے اسکے دہکتے لمس، سانسوں کی سلگتی تپش سہتی بمشکل کھڑی تھی تڑپ کر اسکے چوڑے سینے میں

آسمائی۔۔۔جس پر وہ جو آگ کا شعلہ بنا ہوا تھا۔۔لب بھینچ کر اسکے گرد گرفت سخت کرتے اسے خود میں بھینچ گیا۔۔۔۔
اور اپنی جلتی آنکھوں کو موند کر اسکے بالوں میں اپنا چہرہ چھپا گیا۔۔۔

میری سانسیں رک گئی تھیں روح!!تمہیں کسی اور کی پناہ میں سوچتے ہی میرا دل رک گیا تھا۔۔۔" "

وہ بھاری اواز میں سرگوشی سے بولتا روحا کو تڑپا گیا۔۔۔۔

"مم۔۔مجھے سچ میں نہیں پتہ۔پتا تھا کہ یہ سب ہو جائے گا۔۔ "

وہ شدت سے اسکے سینے میں چھپتی روتے ہوئے بولی۔۔دل ابھی تک دھڑک رہا تھا کیا ہوتا اگر وہ نا اتا تو؟؟ یہ سوچ ہی اسکی جان نکالنے کے لیے کافی تھی۔۔۔وہ ان چند

گھنٹوں میں جان گئی تھی کہ اسکے پیروں تلے زمین اور سر پر موجود اسمان کی وجہ صرف وہی تھا جو اسکا محرم تھا۔۔۔

اسکی بانہوں کے سوا اسے کہیں بھی پناہ نہیں ملنی تھی ۔۔تو اسے چھوڑ کے جانے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

میں نے جو بھی کیا غلط کیا میں مانتاہوں مگر تم نے مجھ سے دور ہونے کا سوچا بھی " کیسے ؟؟؟

وہ اسکے بال اپنی مٹھی میں جکڑتے اپنی پرتپش سانسیں اسکے چہرے پر چھوڑتا آنچ دیتے لہجے میں بولا۔۔۔جس پر وہ بے اواز روتی لب بھینچ گئی۔۔۔۔

میں نے جو بھی کیا وہ وقت کے عین مطابق تھا۔۔میری جگہ تم ہوتی تو کیا کرتی "
ہاں۔؟؟ کیوں تمہیں میری اذیت نظر نہیں آئی؟؟ کیوں تم نے یہ نہیں سوچا کہ میری نفرت کی وجہ بھی ہو سکتی ہے۔۔۔کیوں میں اتنا پتھر ہوں کیوں اتنا بے حس اور چپ ہوں۔۔ کبھی خود کو میری جگہ رکھ کر سوچنا سارے سوالوں کے جواب مل جائیں گے۔۔۔۔

وہ اسکی میچی انکھوں کو دیکھتا دکھ سے بولتا اپنا پا اشکار کر گیا جس پر روحا نے تڑپ کر انکھیں کھولیں اور نظریں سیدھا ان بھوری کانچ سے ٹکرائیں جن کی تہوں میں اذیت کے کئی جہان اباد تھے۔۔۔کئی چھپی داستانیں تھیں جن سے وہ بے خبر تھی۔۔۔اور اج وہ اس پر اپنا اپ کھول گیا تھا تو بچا کیا تھا ۔۔۔جس پر وہ بحث کرتی۔۔۔؟؟

مجھے کوئی جواب نہیں چاہیے ابر۔۔مجھے صرف اپکی محبت اور اپکا عمر بھر کے لیے اپکا "ساتھ چاہیے۔۔۔

وہ اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتی بھیگی اواز میں بولتی ابران کو ساکت کر گئی۔۔کیا تھی وہ کیسے اتنے غم سہنے کے بعد بھی وہ مظبوطی سے کھڑی تھی۔۔۔بے ساختہ اسکی عظمت کو دیکھتے ابران کا دل جھکا تھا۔۔۔اور جس در پے جھکا تھا وہاں جھکنے اسے کوئی عار بھی نا تھی ۔۔اسلیے دھیمے سے مسکراتے وہ اسکی پیشانی پر جھکا اور نرمی سے وہاں اپنا لمس چھوڑا ۔جسے محسوس کرتے روحا سکون سے اپنی انکھیں موند گئی۔۔۔۔

" I Love U Rooh..I Can't Live Without U Jaan.."

وہ سرگوشی میں بولتا روحا کو ساکت کر گیا۔۔پٹ سے انکھیں کھولتے اسنے اسے دیکھا جو بھوری انکھوں میں چاہت کا یک جہاں اباد کیے اسے دیکھتا مسکرا رہا تھا۔۔۔

" It's Reality Jana.."

وہ ہلکے سے اسکے حیران چہرے پر پھونک مارتا دلکشی سے بولا جس پر اسکی انکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔۔۔وہ جو مسکرا رہا تھا تڑپ کر جھکا اور نرمی سے اسکی بھیگی انکھیں چوم لیں۔۔۔۔

"مجھے پتا ہوتا کہ تم رونے لگو گی تو میں اظہار ہی نا کرتا۔۔۔ "

وہ شرارت سے بولا جس پر وہ اپنے انسو پونچھتی کھلکھلائی تھی۔۔جبکہ وہ یہ دھوپ چھائوں سا منظر دیکھتا مبہوت تھا۔۔۔ بھیگی انکھیں اور مسکراتے لب ابران کی دھڑکنیں روک گئے۔۔۔

"ابران شاہ تم سے بے حد وحساب محبت کرتا ہے روح ابر۔۔۔ "

وہ اسکے لبوں پر جھکتا جذبوں سے گندھے لہجے میں بولتا روحا کو روح کی گہرائیوں تک شاد کر گیا۔۔۔اپنے لبوں پر اسکی پرشدت گرفت محسوس کرتی وہ انکھیں موند کر اسکے خندھے تھام گئ۔۔۔جس پر وہ اسے مکمل اپنے حصار میں لیتا پرسکون تھا۔۔۔

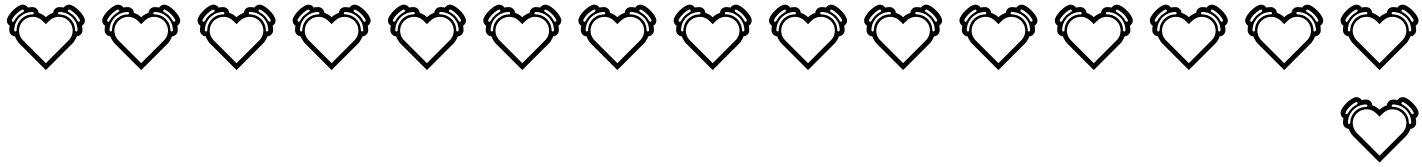

"یار عینا کیاکر رہی ہو ایک بلیک شرٹ مانگی تھی وہ بھی نہیں مل رہی تمہیں۔۔"

صبح سے براق نے اسے چکرا کر رکھ دیا تھا۔۔کبھی یہ کام کبھی وہ کام۔۔۔اب بھی وہ اسکی حکم پر وارڈروب میں گھسی اسکی شرٹ ڈھونڈھ رہی تھی جو مل ہی نہیں رہی تھی۔کیونکہ براق صاحب نے چھپاجو دی تھی۔۔۔

اور وہ اسکی پشت پر کھڑا انکھوں میں شرارت لیے سنجیدگی سے بولتا اسے مزید خائف کر رہا تھا۔۔اسکی کلون کی خوشبو اور گرم دہکتی سانایں اپنی گردن پر محسو سکرتے علینہ بوکھلا رہی تھی۔۔۔

پتا نہیں اج اسے کیا ہو گیا تھا جو اسے ہراساں کر رہا تھا۔۔مگر وہ یہ کہاں جانتی تھی کہ وہ ضیحمغم دی کمینے کے مشورے پر عمل کر رہاتھا۔۔۔اور اسکی جان مشکل میں ڈال رہا تھا۔۔۔

"مجھے نہیں مل رہی تم کوئی اور پہن لو۔۔ "
"ایسے کیسے کوئی اور پہن لوں مجھے وہی پہننی ہے تم ڈھونڈو۔۔ "
وہ جھنجھلا کر بولی ہی تھی کہ وہ اسکی بات کاٹتا تنک کر بولا۔۔جس پر اسکا پارہ ہائی ہو گیا۔۔۔

"تو خود ڈھونڈ لو پھر۔۔ "

وہ تپ۔کر بولتی اسے پیچھے ہٹاتی مڑی ہی تھی کہ وہ اسکی کلائی تھامتا الماری کا دروازہ بند کرتا اسے دروازے سے پن کرتے اسکی کلائیاں پیچھے باندھتے اسے بوکھلا گیا۔۔۔وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جو اسکے چہرے پر جھکا اسکے ایک ایک نقش کو بے تابی سے اپنی نظروں سے چوم رہا تھا۔۔۔جس پر وہ اسکی تپش دیتی سانسوں دہکتے لمس اور اسکی نظروں میں اترتے نرم گرم سے جزبات محسوس کرتے ریڑھ کی ہڈی تک سنسنا اٹھی تھی۔۔۔

"تم جانتی ہو تم براق شاہ کے دل میں رہتی ہو عینا۔۔ "

وہ اسکے کان میں جھکتے سرگوشی میں بولا۔۔اور نرمی سے اسکی لو لبوں سے چھو لی۔۔۔جس پر وہ سر سے پاؤں تک لرز اٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وہ کمر الماری سے ٹکائے ساکت سی کھڑی اسکی دہکتی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔۔۔بدن لرز رہا تھا۔۔۔نظریں جھکیں ہوئیں تھیں جن کی اوٹ سے نظر اتا برہنہ مظبوط سینہ عینا کی دھڑکنیں روک رہا تھا۔۔۔دل کی دھڑکنیں تو کب سے بغاوت پر اتری ہوئیں تھیں ۔۔جب جب براق اسکے پاس ہوتا تھا ان کی رفتار تیز ہو جاتی تھی۔۔اب بھی وہ تیز ہوتی دھڑکنوں کا شور سنتی ساکت تھی۔جب کہ اپنی قربت پر اسکے چہرے پر چھائے نفرت کے بجائے حیا کے تاثر کو محسوس کرتے براق کے لب بڑے دلکش انداز میں مسکرارہے تھے۔۔۔۔

اسکے سپید چہرے پر چھائی سرخی بھینچے سرخ لب اور خوابناک بند انکھیں اور ان پر لرزتی پلکیں یہ منظر اتنا جان لیوا تھا کہ براق کو اپنا دل سینے سے نکلتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ہاتھ بڑھا کی اسکے عنابی گال کو چھوا تو ایک دلفریب احساس تھا جس کے زیر اثر وہ جھکا اور وہاں اپنے دہکتے لب رکھ دیئے۔۔۔۔

"میں نے جو بھی کیا صرف تمہیں پانے کے لیے کیا عینا۔۔اس سب میں میرے نفس کا عمل دخل نہیں تھا۔۔۔صرف محبت تھی جس میں اتنا بے بس ہوا کہ اس انتہا کو پہنچ گیا۔۔۔ورنہ میرے جذبوں تم واقف نا ہو میں یہ مان ہی نہیں سکتا۔۔"

وہ جذبوں سے گندھی گھمبیر آواز میں بولتا علینہ کو ساکت کر گیا۔۔وہ حیران تھی بھلا وہ کیسے جان گیا کہ وہ اس سے محبت کرنے لگی تھی۔۔سراسیمگی سے نظریں اٹھائیں ہی تھیں کہ خمار آلود سبز کانچ سے ٹکرائیں جس پر وہ سر سے پاؤں تک لرز اٹھی۔۔۔۔

"براق پلیز۔۔۔۔"

وہ کپکپاتے لبوں سے بمشکل بولی تھی۔۔۔اسکے مظبوط ہاتھ کا لمس اپنے لبوں پر محسوس کرتے سن رہ گئی۔۔۔۔

"میں صرف تم دے معافی کا طلبگار ہوں عینا۔۔مجھے معاف کر دو پلیز۔۔۔ "

اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹکاتے وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولتا عینا کو عجیب سے احساس ے دوچار کر گیا۔۔۔وہ انکھیں موند کر اسکی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی خاموش تھی۔۔۔آج یہ آخری خلش بھی دل سے نکل چکی تھی ۔۔ تبھی خود ہلکا پھلکا محسوس کرتے اسکے لب بے ساختہ مسکرائے تھے۔۔جو براق سے پوشیدہ رہی کہ اسکی انکھیں بند تھیں۔۔۔۔

میں تم سے محبت کی طلب نہیں رکھتا عینا۔۔۔صرف معاف کردو ۔۔میری محبت ہم " دونوں کے لیے کافی ہے۔۔۔"

وہ دھیمے سے بولا جس پر علینہ نے اپنی انکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔وجیہہ سرخ وسفید چہرہ،خوبصورت انکھیں،ہلکی شیو،گھنی مونچھیں جن کے تلے عنابی لب اکثر علینہ کی نظر

بھٹکا دیتے تھے۔۔جیسے ابھی بھی وہ خاموشی سے اسکے نقش دیکھ رہی تھی۔۔وہ مردانہ وجاہت کا شاہکار جس پر ہزاروں لڑکیاں فدار تھیں پھر اسنے صرف اسے چنا جو بے حد عام تھی۔۔۔وجہ ؟؟ اسکی بے لوث محبت جس پر علینہ کا دل اسی دن ایمان لے یا تھا جب ساحل سمندر پر وہ اسکے حصار میں ائی تھی۔۔۔

احساس ابھی ہوا تھا۔۔جس بے علینہ کو روح کی گہرائیوں تک پرسکون ہو گئی تھی۔۔

"تم نے مجھے زمانے بھر میں رسوا کر دیا تھا براق۔۔ "

ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ نکلا تھا جس پر براق نے برق رفتاری سے اپنی انکھیں کھول کر اسے دیکھا جو بھیگی انکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

مگر عزت بھی تم نے ہی دی ہے۔۔اور اس عزت کے لیے میں تمہیں معاف کرتی "
"ہوں براق شاہ۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا علینہ اپنے گال صاف کرتی بھیگی آواز میں گویا ہوئی۔۔جس پر براق کے تڑپتے دل کو سکون ملا۔۔وہ ایک دم ہلکا پھلکا ہوتا مسکرایا تھا۔۔۔

"اور اس عزت پر آنچ بھی نہیں انے دے گا براق شاہ یہ وعدہ رہا۔۔ "

وہ جھک کر اسکی پیشانی چومتا ایک عظم سے بولا جس پر وہ بھی دھیمے سے مسکرائی تھی۔۔۔اسکے شفاف چہرے پر بکھری مسکان کو دیکھتے وہ بے خود ہوا تھا تبھی تو جھک کر اسے مسکراہٹ کو نرمی سے اپنے لبوں پر سمیٹ لیا۔۔جس پر وہ حیا سے سرخ پڑتی انکھیں میچ گئی تھی۔۔

اسکے لمس میں کیا نہیں تھا۔۔تحفظ، جنوں ، محبت اور دیوانگی یہ سب محسوس کرتے علینہ کا دل مطمئن تھا کہ اسکا ہمسفر اسکا محافظ اس سے اتنی۔ محبت کرتا ہے۔جو اسکے لیے دنیا سے ٹکر لے سکتا تھا۔۔بھلا اسکی جگہ کوئی نفس پرست ہوتا تو اس سے اپنی ہوس پوری کر کے اسے پھینک دیتا مگر وہ تو اسے اپنی عزت بنا کر لایا تھا۔۔اسکا دل اسکے آگے جھکتا نا یہ کیسے ممکن تھا۔۔

اور ادھر براق کا دل سجدے میں جھکا تھا کہ وہ اسکی محبت پر ایمان لا چکی ہے۔۔اسکے گرد بازئوں کا حصار سخت کرتے وہ اسے سینے سے لگاتا عرصے بعد پرسکون ہوتا ٹھوڑی اسکے سر پر ٹکاتے انکھیں موند گیا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

بتا بھی دو مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو۔۔"۔۔ "

وہ اسے سپرائز کہہ کر لایا تھا اور اب اسے مسلسل ڈرائیونگ کرتے دیکھ کر علینہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔۔۔

"بس پہنچنے والے ہیں ریلیکس جانم۔۔ "

وہ اسکی معصوم چہرے کو دیکھتا شرارت سے گویا ہوا جس پر علینہ ایک خفگی بھری نظر اس پر ڈال کر رخ موڑ گئی۔۔۔اسکی خفگی پر ایک نظر اسنے اسے دیکھا جو اسکی پسند پر سرخ فراک میں سرخ ہی حجاب کیے ہلکی سی لپ اسٹک لگائے بیٹھی تھی اسکی یہ ہلکی سی تیاری بھی براق کے دل پر بجلیاں گرا رہی تھی۔۔مگر فلحال وہ جان کر اس سے انجان بنا ہوا تھا کہ یہ نا ہو وہ اپنے ہواس کھو دے۔۔۔

خود وہ سیاہ جینز اور برائون شرٹ پر سیاہ جیکٹ پہنے بالوں کو سیٹ کیے سبز انکھون پر گاگلز چڑھائے مردانہ وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا۔۔۔گاڑی سبق رفتاری سے چلتی علینہ

کے کالج کے سامنے آکر رکی۔۔جس پر وہ چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوئی جو اسے ہی مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔۔

یہ۔۔یی یہ سب کیا ہے۔۔ "وہ بمشکل بول پائی۔۔۔ "

"تمہارے خواب کی تکمیل کا راستہ۔۔ "

وہ اسکی طرف جھکتا نرمی سے بولا کہ اسکی بات پر علینہ کی انکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔۔۔ڈاکٹر بننا اسکے لیے کیا تھا یہ صرف وہ جانتی تھی اور اج اپنے خواب کو یوں پایہ تکمیل تک پہنچتے دیکھ کر اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ چلا کر سب کو بتائے کہ اسکے رب نے اسے ایسا ہمسفر دیا ہے جو بہترین ہے۔۔۔
وہ بھیگی انکھوں اور کپکپاتے لبوں سے یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔زبان ساتھ دینے سے قاصر تھی۔۔کیا کہتی۔۔اسنے کہنے لائق چھوڑا ہی نہیں تھا۔۔۔

"اٹس اوکے عینا۔رونے کی ضرورت نہیں ہے جان۔۔۔ "

اسکے گال کو تھپتھپاتے وہ نرمی سے اسکی انکھوں میں ظاہر ہوتے شکریہ کا جواب دیتے ہوئے بولا جس پر وہ اپنے انسو صاف کرتی دل سے مسکرائی تھی ان آنسوئوں کی اب واقعی ضرورت نہیں تھی۔۔۔جبکہ اسے مسکراتے دیکھ کر براق بھی پرسکوں ہوتا گاڑی اگے بڑھا گیا۔۔جس پر علینہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

"ایک اور سپرائز ہے تمہارے لیے۔۔ "

"تم بھی میرے لیے کسی سپرائز سے کم نہیں ہو۔۔ "

اسکی سوالیہ نظروں پر براق شوخی سے بولا کہ علینہ سرخ ہوتی دل میں اٹھتے تشکر کے احساس تلے دھیمے سے بولتی بے ساختہ اسکے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔جس پر وہ قدرے حیران ہوتا جھک کر اسکا سر چومتا گاڑی کی رفتار بڑھا گیا۔۔۔۔

"اسکا جواب اپکو بعد میں دیا جائے گا۔۔

اسکے کان میں سرگوشی کرتے وہ اسے چھنپنے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

نہیں بی جان سب ٹھیک ہے میں نے سب سچ بتا دیا تھا روحا کو اپ بے فکر رہیں "سب ٹھیک ہے۔۔

صبح بی جان کے فون میں فخرمند ہونے پر ابران نرمی سے ساری صورت حال سے اگاہ کرتا انھیں پرسکون کر گیا تھا۔۔اغواہ والی بات خضف کر دی گئی تھی کہ بی جان پریشان ہو جاتیں۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے ابران اپ کل حویلی اجائیں ہم انتظار کر رہے ہیں اور روحا کو فون دیں " 'تاکہ میں اسے سے بات کر سکوں۔۔

وہ فکرمبدی سے بولیں جس پر وہ فون ساتھ بیٹھی روحا کو پکڑا کا کافی کے گھونٹ پینے لگا۔۔وہ ناشتہ کر رہے تھے جب بی جان کا فون ایا۔۔۔

اب بھی 15 منٹ بی جان سے بات کر کے روح انے فون ابران کو پکڑا دیا۔۔۔

"میں نے انھیں سمجھا دیا ہے وہ بس فکرمند تھیں۔۔۔ "

وہ دھیمے سے بول کر جوس پینے لگی۔۔جس پر ابران ہمم کرتا فون پر متوجہ تھا۔۔۔

مجھے کچھ کام ہے میں آجاؤں گا جلدی پھر ہم حویلی کے لیے نکلیں گے اوکے۔۔"۔۔ "
وہ کھڑا ہوتا کوٹ پہنتے ہوئے بولا جس پر روحا سر ہلا گئی۔۔۔

"اللہ خافظ۔۔ "
جھک کر اسکا ماتھا چومتے وہ محبت بھری نظر اس پر ڈالتا باہر نکل گیا۔۔جبکہ اسکے کلون اور سانسوں کی خوشبو محسوس کرتے روحا کی دھڑکنیں بے ترتیب تھیں۔۔۔

وہ کمرے سے سیدھا پورچ میں ایا جہاں خاور اسکے انتظار میں کھڑا تھا۔۔۔

اسلام علیکم سر۔۔ "اسنے مودب لہجے میں سلام جھاڑا۔۔۔ "
"وعلیکم اسلام خاور۔۔فارم ہائوس چلو۔۔۔اور اس کی صیح سے خاطرمدارت کی ہے نا۔۔ "

گاڑی میں بیٹھتے ابران نے سرد لہجے میں سلام کا جواب دے کر میر کے بارے میں پوچھا جس پر خاور نے یس سر کہتے گاڑی اگے بڑھائی۔۔ابران اسکے جواب پر سر ہلاتا باہر کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔کل کے اشارے پر میر کو ابران کے فارم ہاؤس لے گئے تھے جہاں اسکے حکم پر اسکی اچھی خاصی خاطر تواضع ہوئی تھی۔۔۔وہ صرف اسکی روح کا گنہگار نہیں تھا بلکہ اس نے تو کتنی ہی معصوموں کی زندگیاں برباد کیں تھیں۔۔۔۔اسلیے اب ابران کی عدالت میں اسکی ھو سزا متعین ہوئی تھی اس میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں تھی۔۔۔۔چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے وہ سوچوں میں گم تھا۔۔جب آدھے گھنٹے بعد گاڑی منزل پر آکر رکی۔۔۔

باہر نکل کر اسکے قدم بیسمنٹ کی طرف تھے جہاں وہ ایسے کئی لوگوں کو سزا دیتا تھا جو قانون کی پکڑ میں نہیں آتے تھے۔۔۔

"ہیلو اولڈ فرینڈ --کیسے ہو؟؟ میرے آدمیوں نے بہت عزت دی ہو گی نا تمہیں--- "

سامنے کرسی پر لہولہان سے بندھے میر کو دیکھ کر وہ سرد لہجے میں بول کر اپنی شرٹ اتر کر خاور کو پکڑا گیا--- سیاہ بنیان اور بلیک پینٹ میں وہ بالوں کوپونی میں کسے بھوری انکھوں میں سرد و سپاٹ سمندر بسائے اسکے سامنے کھڑا تھا جو اسکی سرد آواز پر لرزتا بمشکل اپنی انکھیں وا کر پایا----

"لیکن مجھے کمی لگ رہی ہے تمہاری مہمان نوازی میں اسلیے اب جو میں کرو گا وہ یقینا تم پسند کرو گے---"

وہ گن اٹھا کر سلگتے لہجے میں بولتا میر کے ہوش اڑا گیا--- جبکہ اپنی موت کو یوں سامنے دیکھ کر میر بوکھلا کر منمنایا---

"نن--- نہیں--ابرا--ابران --پلیز مجھ-مجھے جانے دو--- "

چپ ایک دم چپ--تمہیں میں نے کئی موقع دیے ہیں اب نہیں اب صرف سزا ہو " گی کہ تم جیسے بیغیرت لوگوں کی کوئی جگہ نہیں یہاں تم نے کتنی ہی زندگیاں برباد کیں "ہیں اب تمہاری باری ہے سنا تم------

اسکی گھگھیاہٹ پر وہ بھڑک کر اگے بڑھتا اسکے بال جکڑ کر اتنی زور سے غرایا کہ میر کو اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس ہوئے---اپنے کیئے گئے گناہ نظروں کے سامنے گھومتے اسے ندامت کی سمندر میں پھینک گئے--وہ بھی تو اسی طرح بے بسوں کی کی بے بسی سے لطف اٹھاتا تھا--اج خود پر ائی تو دل پھٹنے کے در پر ا پہنچا تھا--اسکی بیوی جسے وہ اپنی وحشت کا حصہ بناتا تھا اپنے بچوں کو کبھی پیار کی نظر سے نہیں دیکھا اس نے --اج یوم حساب کا دن تھا----

"کلمہ پڑھ لو کیونکہ یہاں سے اب تمہاری لاش ہی جائے گی۔۔۔ "

اسکی سپاٹ غراہٹ پر میر نے اذیت سے اپنی انکھیں موند لیں۔۔۔اور اسکے انکھیں موندتے ہی فضا فائر کی اوازوں سے گونج اٹھی۔۔۔یکے بعد دیگرے کئی فائر ہوئے تھے جو میر کا باب ہمیشہ کے لیے بند کر گئے۔۔۔۔

اسکی لاش اسکے گھر پہنچا دو اور یہ کیس کیسا ہونا چاہیے یہ تم جانتے ہو خاور۔۔۔ویسا ہی " "جیسا تمہاری بیوی کا بنا تھا۔۔

وہ گن خاور کو دیتا دھیمے سے بولا جس پر خاور نے اپنی نم انکھیں اٹھائیں جن میں اس کے لیے نفرت اور اپنی بیوی کے لیے صرف محبت تھی جو اس درندے کی ہوس کا شکار ہو گئی تھی اور اس کمینے نے ایکسیڈنٹ کا کیس بنا کر پولیس کا منہ بند کر دیا خاور ایک عام سیکورٹی افیسر تھا کہاں اسکا مقابلہ کر سکتا تھا۔۔اسلیے غم کی شدت سے وہ خودکشی کرنے

کے لیے سڑک پر ایا تھا کہ ابران کی گاڑی سے ٹکرایا جس نے نا صرف اسے اپنا دائیاں ہاتھ مقرر کیا بلکہ اسکا انتقام بھی لیا تھا۔۔۔

اور آج خاور کو لگ اکہ اسنے اپنی بیوی کا بدلہ لے لیا تھا۔۔اج وہ سرخرو تھا۔ تبھی اسکی حکم پر ایک نفرت امیز نظر میر پر ڈالتا اسکی طرف بڑھا جبکہ ابران اوپر اپنے کمرے میں فریش ہونے کے لیے چلا گیا کہ اسے اج خویلی کے لیے بھی نکلنا تھا۔۔۔۔دل اور دماغ اج پر سکون تھے۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

گاڑی تھوڑی دیر بعد ایک ہوٹل کے سامنے رکی جس پر علینہ نے حیرت سے اسے دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسکی طرف متوجہ تھا۔۔

یہ یہاں ہم یہاں کیوں آئے ہیں براق۔۔۔"وہ سوالیہ لہجے میں بولی۔۔۔ "
سپرائز ہی اسلیے اترو اب نیچے۔۔ "وہ مدھم۔مسکراہٹ سے بول کر نیچے اترا جس پر علینہ "
بھی اسکی پیروی کی۔۔باہر اکر اسکا ہاتھ پکڑتے وہ اندر کی جانب بڑھا۔۔۔علینہ کا دل تیزی
سے دھڑک رہا تھا۔۔اسکی انکھوں کے تقاضوں سے وہ انجان تو نا تھی۔۔۔

لفٹ میں داخل ہوتے براق نے ٹاپ فلور کا بٹن پریس کیا وہ ایک نظر عینا پر ڈالی جو گھبرا
رہی تھی اسے یوں بے چین ہوتے دیکھ کر براق کے گھنی مونچھوں تلے دلکش مسکان
ابھری۔۔۔مگر کچھ کہنے سے پرہیز کیا۔۔۔

دفتا براق کا سیل بجا وہ چونک کر فون کان سے لگا گیاجہاں وہ دونوں کمینے ایک ساتھ
تھے۔۔

"بول کیوں فون کیا ہے۔۔ "

وہ اسکی بے وجہ مداخلت پر چڑتا دانت پیس کر بولا کہ اسھ یوں غصہ ہوتے دیکھ علینہ بھی چونک گئی۔۔۔پھر سمجھ اگیا کہ اہل اور ضیغم بھائی ہی ہوں گے وہی تھے جو براق کو تپانے کا کام سر انجان دیتے تھے۔۔۔

"کیا بول ہاں؟؟ کہاں ہے خویلی میں نہیں ہے کدھر مر گیا ہے سالے ۔ "

اسکے یوں اٹیٹیوڈ پر آہل بھی بھڑک کر بولا ۔کہ براق کا دل کیا منہ توڑ دے کمینوں کا جو بے وقت فون کرتے تھے۔۔:

یہیں ہوں تیرے کہے پر عمل کر رہا ہوں اور کچھ پوچھنا ہے تو صبح پوچھ لینا ابھی دفع "
"ہو جائو دونوں۔۔

وہ اسکے بھڑکنے پر دانت کچکچا کر بولتا کال ڈسکنکٹ کرتا فون اوف کر گیا کہ جانتا تھا کمینے دوبارہ فون ضرور کریں گے۔۔۔جبکہ دوسری۔ طرف اسکے یوں فون پر بند کرنے پر وہ دونونا بھی تک صدمے تھے۔۔

دیکھا کیسے سالا رنگ رلیاں منا رہا ہے۔۔کمینہ آنے دے ہڈی پسلی ایک کروں گا۔۔۔اور " ویسے آہل ہم نے اسے تو مشورہ دے دیا تھا مگر ہمیں خود بھی تو اپنی بیویوں کو سپرائیز دینا چاہیے نا۔۔بول کیا کہتا ہے یہ نا ہو سالہ ہم سے نمبر لے جائے۔۔"۔۔

ضیغم براق کو کوستے اینڈ پر پرسوچ لہجے میں بولتا آہل کو چونکا گیا کہ بات میں واقعی دم تھا۔۔

"بلکل نیک خیال ہے عنایہ خوش ہو جائے گی۔۔ "

۔وہ بھی تصور میں عنایہ کا شرمایا چہرہ دیکھتا ہلکا سا مسکرا کر اسکی تائید میں گویا ہوا۔۔جس پر ضیغم بھی ماہی کو سوچتے مسکرایا تھا۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

لفٹ کھلتے ہی جو منظر علینہ نے دیکھا وہ اسے ساکت کر گیا تھا۔۔ہر طرف پھول ہی پھول تھے۔۔خوبصورت سجاوٹ کیے ہوٹل کے ٹیرس کو ایک الگ ہی شکل دی گئی تھی۔۔۔ہلکی ہوائیں چلتیں بدن کو ایک الگ ہی سرور بخش رہیں تھیں۔۔وہ مسمرائز سے چلتی عین وست میں آکر رکی جہاں میز اور کرسیاں لگیں ایک رومانٹک ڈنر کی نشاندہی کر رہیں تھیں۔۔۔

"کیسا لگا ؟؟ "

وہ ابھی یہ سب دیکھ ہی رہی تھی جب عقب سے اسے اپنی باہوں کے حصار میں لیتے براق نرمی سے بولا۔۔۔

بہت خوبصورت ہے یہ سب "وہ مدہوش سی اسکی قربت کو بھلائے ماحول میں گم بولی " جس پر اسکے عنابی لبوں تلے ایک دلکش مسکراہٹ ابھری۔۔۔

"مگر میری بصارت کے لیے تم سے زیادہ کچھ بھی خوبصورت نہیں ہے عینا۔۔ "

اسکا رخ اپنی طرف موڑتے وہ اسکی روشن پیشانی چومتے جذبوں سے گندھے لہجے میں بولا ۔۔اسکے دہکتے لمس اور خمار آلود لہجے پر علینہ کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔

میں نے تم سے محبت کی ہے اور بے تحاشہ کی ہے .جو ہر گزرتے لمحے کے ساتھ " "بڑھتی جائے گی۔۔

وہ اسکی بند انکھوں کو چومتا نرمی سے بول کر اسکی ٹھوڑی پر لب رکھتا اپنی انکھیں موند گیا ۔۔جبکہ اسے یوں اپنے اتنے قریب اتے دیکھ کر علینہ کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی۔۔۔وہ پور پور لرز اٹھی جب اسکی کپکپاہٹ کو دیکھتے براق نے اپنا حصار نزید تنگ کرتے اس اپنے دل کے مزید کرتے اسکے کپکپاتے لبوں کو اپنے لمس سے مہکایا۔۔اسکے پرشدت لمس کو سہتے علینہ نے مکمل طور پر خود کو اسکے سہارے پر چھوڑتے اسکے کندھوں کو تھام لیا۔۔۔۔

جھک کر اسے اپنے بازوئوں میں بھرتے اسکے قدم اندر کی جانب اٹھے تھے۔۔جبکہ انے والے وقت کی نزاکت کو محسوس کرتے علینہ اسکے گریبان سے چہرہ ٹکاتی کان کی لوئوں تک سرخ تھی۔۔اور دل کی دھڑکن میں الگ ہی شور برپا تھا۔۔جبکہ براق آج اپنی محبت کو مکمل پا کر سرشار تھا۔۔سبز انکھوں کی چمک اس کالی رات میں ستاروں کومات دے رہی تھی۔۔۔۔

سیاہ رات ان کے ملن پر مزید سیاہ ہوتی گئی۔۔جبکہ چاند شرما کر بادلوں کی اوٹ میں تھا۔۔۔اور ہوائیں الگ جومتیں محو رقص تھیں۔۔۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح کی روشن کرنیں اپنے چہرے پر محسوس کرتے ہی اسنے کسمسا کر اپنی انکھیں کھولیں۔۔گزرے لمحے ذہن کے پردے پر نمودار ہوتے اسے مسکرانے پر مجبور کر گئے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ پر اسے محسوس کرنا چاہا کہ خالی بیڈ نے اسے حیران کر دیا۔۔بے حد حیرانگی سے وہ سرعت سے اٹھ بیٹھا کہ نظر سامنے کھڑکی میں کھڑی علینہ پر پڑی جو سامنے خلائوں میں دیکھتی ہر شے سے بے گانی تھی۔۔

"کیا دیکھ رہی ہو جانم۔؟؟۔۔ "

دھیرے سے مسکراتے وہ اٹھ کر اسکی طرف بڑھا اور نرمی سے اسے اپنے حصار میں قید کرتے اسکی گردن چومتے استفار کیا جس پر وہ چونک کر مڑنا چاہتی تھی مگر اسکے مضبوط حصار نے کوشش ناکام کر دی۔۔۔

"کچھ نہیں بس دیکھ رہی تھی زندگی کتنی روشن ہے نا۔۔۔ "

"تو یہ سب میرے انکھوں میں دیکھو زیادہ واضح نظر ائے گا۔۔ "

وہ حیا سے سرخ پڑتی مدھم لہجے میں بولی تھی کہ اسکا رخ اپنی طرف موڑتے وہ مسکراتے معنی خیزی سے گویا ہوا۔۔۔اسکی بات کامطلب سمجھتے وہ دہک اٹھی تھی۔۔۔اسکی پر شوق نظروں کو سہنا اسان نہیں تھا۔۔۔ان کی چمک اسکی انکھوں کو خیرہ کر دیتی

تھی۔۔۔اب بھی وہ ان کی تاب نا لاتے ہوئے سر جھکا کر اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔۔اور اسکی اس ادا پر براق کی مسکان گہری ہو گئی وہ جاندار انداز میں مسکراتا اسکے گرد حصار تنگ کر گیا۔۔۔

"نئی زندگی کہ یہ دلفریب صبح مبارک ہو عینا۔۔ "

"آپ کو بھی۔۔ "

جھک کر اسکے کان میں بولتے وہ اسکی کنپٹی چوم گیا۔۔جس پر وہ مزید سمٹتی مدھم لہجے میں بولی کہ بمشکل براق کو اسکی آواز سنائی دی۔۔۔سکون سے انکھیں موندتے وہ اسے اپنے حصار میں لیے اس وقت کہکشائوں پر تھا ۔۔سکون اسکے علاوہ کہیں نہیں تھا۔۔کیا زندگی اس سے بڑھ کر بھی کچھ تھی؟؟ یقینا نہیں۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

یار عنایہ باہر چلتے ہیں نا گھر میں ہم کیا کر سکتے ہیں اور گھر میں تو سب ہوں گے نا تو "
"کیا خاک سپیشل کریں گے ہم؟؟؟--

وہ اج صبح سے عنایہ کو منانے میں لگا ہوا تھا کہ شہر چلتے ہیں شاپنگ کریں گے ڈنر بھی باہر کریں گے مگر اسکی ایک ہی ضد تھی کہ جو بھی کرنا ہے وہ گھر میں کر لو وہ اتنی دور نہیں جائے گی کافی دیر بہث کے بعد آہل چڑ کر بولا جس پر آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال بناتی عنایہ بے ساختی ہنسی تھی--

"ہاں ہنس لو ہنس لو تمہیں تو مقع چاہیے میرے نوڈ کو غارت کرنے کا--- "

اسکی ہنسی پر وہ مزید طیش کا شکار ہوتا جھلا کر بولا تھا جبکہ نظریں اسکے حسین سراپے سے الجھتیں مسرور تھیں۔۔۔

مرون فراک اور سکن ٹرائوزر میں لمبے بالوں کو چوٹی میں گوندتے دوپٹے سے بے نیاز ہلکا پھلکا میک اپ کیے وہ آہل کے ہوش اڑا دینے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

تو اس میں ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے آہل ۔۔سب گھر والے ایک ساتھ ہوں " " گے تو کتنا مزا آئے گا نا سب کو بلا لیں گے ہم ٹھیک ہے نا؟؟

وہ بیڈ پر اسکے پہلو میں بیٹھتی نرمی سے بولتی آخر میں پر جوش ہوئی جبکہ اسکی آخری بات نے آہپ کا خلق تک کڑوا کر دیا تھا۔۔۔

ہاں محلے والوں کو بھی بلا لیں گے۔۔ "وہ جی جان سے جل کر خاک ہوتا بڑبڑایا۔کہ " آواز عنایہ تک نا پہنچی جو جوش سے بولتی اٹھ کر باہر نکلنے لگی تھی مگر اپنے ہاتھ پر ٹھہرتی مضبوط گرفت پر اسکے سینے کا حصہ بنی جو پرشوق نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

سب کی فکر ہے بس میرے فکر نہیں ہے جو غریب تم سے محبت کرتا ہے اور "
"تمہارے ساتھ کچھ وقت بیتانا چاہتا ہے -- ہمم--

وہ اسکی ٹھوڑی اونچی کرتا خمارالود لہجے میں بولتا عنایہ کی ہتھیلیاں نم کر گیا---

اپنوں کے ساتھ بیتا وقت بھی تو انمول ہوتا ہے نا --اور آپ کو اپنی محبت بار بار جتانے "
"کی ضرورت نہیں ہے کہ مجھے خود سے زیادہ اپکی فکر اور اپ سے محبت ہے----

بغور اسے دیکھتے وہ مدھم اواز میں بولتی آہل کو خوشگوار حیرت میں مبتلا کر گئی سفید ڈھیلی سی شرٹ اور بلیک جینز میں بالوں کو ماتھے پر بکھیرے وہ دل دھڑکا رہا تھا----اسے یوں اپنی طرف دیکھتے پا کر یک دم اسکی انکھیں دہکنے لگیں تھیں کہ جھنہیں محسوس کرتی عنایہ حیا سے سمٹتی نظریں جھکا گئی-----

"باہر چلیں سب ویٹ کر رہے ہوں گے۔۔۔ "

"اتنے خوبصورت اظہار کے بعد اب یہ فضول گوئی مجھے زہر لگ رہی ہے۔۔۔ "

وہ اسے یوں پٹڑی سے اترتا دیکھ کر جلدی سے بولی تھی کہ اسکے گھرکنے پر لب کاٹتی خاموش ہو گئی۔۔اور وہ اسکے چپ ہونے پر مسکراہٹ ضبط کرتا اسکی پیشانی پر جھکا اور نرمی سے وہاں اپنا لمس چھوڑا۔۔جس کی تاثیر وہ اپنی روح تک اترتی محسوس کرتے پرسکون ہوتی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

"آہل شاہ کے جینے کی وجہ ہو تم عنایہ آہل شاہ۔۔ "

وہ بھاری گھمبیر لہجے میں بول کر اسے اپنے مظبوط حصار میں قید کرتا آپنے رب کا شکر گزار تھا جس نے اسے آزمایا نہیں بلکہ اسکی دعا پر کن کہہ کر اسکی محبت کو روگ بننے سے بچا لیا۔۔۔اور بے شک وہ ذات ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔۔بند آنکھوں کے پیچھے محبت کا ایک جہاں آباد تھا لبوں پر دھیمی مسکان اسکے مکمل ہونے کی گواہ تھی۔۔ جبکہ دل رب کے خضور جھکا سجدہ شکر ادا کر رہا تھا۔۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

تم کتنی نازک ہو یار زرا سی ٹھنڈ سے تم بیمار پڑ گئی۔۔حد ہوتی ہے لاپرواہی کی بھی "۔۔۔"

اسے ٹیبلٹ دیتے وہ سخت خفا تھا۔۔رات وہ ضد کر کے بالکونی میں کافی دیر کھڑی رہی تھی جس کا نتیجہ ہلکے بخار کی صورت نکلا۔۔۔ تبھی صبح سے وہ طنز کے تیر برسارہا تھا جھنیں

سنتی ماہی مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔۔وہ خفا خفا بہت پیارا لگ رہا تھا دل کی حال غیر تھی کہ جس میں برسوں سے ابران بسا تھا اب وہاں اس شخص کے لیے ہلچل مچی تھی۔۔ تبھی تو خود سے جنگ لڑتے وہ نڈھال ہو گئی ورنہ جاتی سردیوں کی رات اسے کیسے بیمار کر جاتی۔۔مگر وہ یہ بات اسے بتا بھی تو نہیں سکتی تھی۔۔

بے شک وہ کتنی ہی محبت کیوں نا کرتا ہو وہ دیکھ سکتی تھی کہ اسکی انکھوں میں ایک کسک تھی ایک بے نام سی خواہش جس نے ماہی کو بے چین کر دیا تھا۔۔۔وہ محبت کے لائق تھا وہ۔یہ ڈیزرو کرتا تھا کہ اسے چاہا جاتا۔۔اور اب اپنے دل میں اسکے لیے ابھرتے نرم جذبات پر ماہی کو کوئی حیرانی نہیں تھی کہ وہ اسکا محرم اسکالباس تھا۔۔۔

اسی لیے تو رات وہ خود سے ہار گئی تھی اور یہ قبول کر لیا تھا کہ اسے ضیغم سے محبت ہو گئی ہے اور یہ۔ محبت کتنی زور اوار تھی یہ وقت نے ثابت کر دینا تھا۔۔۔دل کے ایک کونے میں ابران کی محبت دفن ہو چکی تھی جس کی قبر اسکے دل کے کونے میں تمام عمر

رہنی تھی۔۔۔مگر یہ شخص تو بنا اجازت بنا دستک دیے سیدھا اسکے دل پر برجمان ہوتا اسے چاروں شانے چت کر گیاتھا کوئی مزاہمت کوئی کوشش کام نا آئی تھی۔۔۔ تبھی تو وہ ہارتی خود کو اس شخص کے حوالے کر گئی تھی جو اسکاسب کچھ تھا۔۔۔

تبھی تو اسے دیکھتے اسکے لب مسلسل مسکرا رہے تھے جھنہیں دیکھا ضیغم حیران تھا۔۔۔

"کیا بات ہے اتنا مسکرا کیوں رہی ہو ؟؟۔۔ "

دوائیں سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ نرمی سے گویا ہوا ۔۔۔

کیوں میں مسکرا نہیں سکتی؟؟۔ "وہ الٹا سوالیہ ہوئی جس پر وہ بے ساختہ مسکرایا " تھا۔۔۔

مسکرا سکتی ہو لیکن مسکراتی نہیں ہو ۔۔اسلیے اب جلدی سے وجہ بتائو کیوں مسکرا رہی " تھی۔۔۔؟؟"

وہ لب دباتا شرارت سے بولا جس پر وہ اسے گھور کر رہ گئی۔۔۔

میں اسلیے مسکرا رہی ہوں کیونکہ زندگی اچانک بہت خوبصورت ہو گئی ہے ۔اور اسے " خوبصورت بنانے والے تم ہو ضیغم۔۔میں جتنا شکر ادا کروں کم ہے کہ اس رب نے مجھے تم سے نوازا۔۔۔"

اسکے چہرے پر نظریں جمائے وہ کھوئے لہجے میں بولتی اسے ساکت کر گئی۔۔وہ ساکت بیٹھا اسکے چہرے پر پھیلی خوشی اور حیا سرخی دیکھتا دم بخود تھا۔۔۔

تم کچھ کہو گے نہیں؟؟۔۔۔ "اسکی مسلسل خاموشی پر وہ الجھتی ہوئی بولی ۔۔ " تم نے مجھے کچھ کہنے لائق نہیں چھوڑا ماہی۔۔تم کیا شکر کرو گی میرا تو دل سجدے سے " اٹھنے کو تیار نہیں کہ اللہ نے مجھے تم سے نواز دیا۔۔۔میری خوشبختی کے لیے کیا یہ کم ہے۔۔؟

بہت اچانک اسے اپنے حصار میں لیتے وہ جذبوں سے گندھے لہجے میں بولتا ماہی کو پرسکون کر گیا۔۔۔اپنی پیشانی پر اسکا دہکتا لمس محسوس کرتی وہ ہلکی پھلکی ہوتیں انکھیں موند گئی تھی کہ اس حصار میں اسکے لیے سکون کے سوا کچھ نہیں تھا۔۔۔۔

♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡♡

وقت اور حالات ایسے تھے کہ ہم سے تمہارے حق میم بہت سی ناانصافیاں ہوئیں ہیں "جن کی معافی مانگنے کا حق بھی شائد ہم نہیں رکھتے۔۔۔

صوفے پر اسے اپنے پہلو میں بیٹھائے وہ ماضی کی ستم ظریفیوں کو یاد کرتیں بھرائے لہجے میں بولیں ۔۔۔۔جس پر باقی سب نفوس بھی آبدیدہ ہو گئے۔۔۔۔سب سے زیادہ اگر کفارہ ادا کیا تھا تو وہ روحا تھی ۔ کل فون پر اسکا بکھرنا محسوس کرتیں وہ سخت بے چین تھی تبھی تو وہ جب سے واپس ائے تھے انھوں نے اسے اپنے پہلو میں بیٹھا رکھا تھا۔۔۔۔

ماضی کو یاد کرتے تو آج بھی انکئ روح لہو لہان ہو جاتی تھئ۔۔۔اب بھی وہ شکست خوردہ سی بیٹھیں تھیں۔۔۔

"جو ہو چکا وہ بدلہ نہیں جا سکتا بی جان ۔۔۔میں نے سب کو معاف کر دیا ہے تو بار بار مجھ سے معافی مانگ کر مجھے شرمندہ مت کریں۔۔۔بس اتنا یاد رکھیں کہ اب یہ گھر خوشیوں کا گہوارہ بن چکا ہے جہاں ماضی کا سایہ بھی نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔"

ان کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتے وہ مدھم اواز میں بولتی انکے ہاتھ کی پشت لبوں سے لگا گئ۔۔۔اسکی بات اور اسکی اعلی ظرفی پر بی جان کا دل بھر ایا تھا۔۔۔ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے سینے سے لگاتے انھیں لگا برسوں کا ان کے کندھوں پر ٹکا بوجھ اتر گیا ہو۔۔وہ خود کو ہلکا محسوس کرتیں بند انکھوں سے مسکرائیں تھیں۔۔۔جب کے ان کے سینے پر سر

رکھے وہ ابران کو دیکھ رہی تھی جس کی بھوری انکھوں میں عشق کا سمندر موجزن تھا خس میں ساری عمر اب روحا کو بہتے رہنا تھا۔۔۔

"کھانا تیار ہے ۔۔سب اٹھ کر ڈائینگ پر آجائیں۔۔۔ "
۔عالیہ بیگم ماحول کی سنگینی کو کم کرنے کے لیے عجلت میں بولتیں ہال سے باہر نکل گیئن۔۔۔۔جس پر عائشہ بیگم اور زکیہ بیگم نے بھی ان کی تقلید کی ۔۔۔

چلو اٹھو کھانا بھی کھانا ہے تم نے خود کو دیکھا ہے کتنی کمزور ہو تم۔۔۔حویلی کے وارث "
"کو جنم دینا ہے تم نے جان بنائو اپنی۔۔

اسے گھرکتے ہوئے وہ بولیں تھیں جس پر بابر صاحب اور ابران کی موجودگی پر وہ حیا سے سرخ ہوتی انکے شانے میں منہ چھپا گئی۔۔جبکہ ابران کے لبوں پر ابھرتی جاندار مسکراہٹ دیکھتے بابر صاحب کو لگا کہ برسوں بعد وہ اذیت کی اس قید سے آزاد ہو گئے

ہوں جس میں وہ زونیرا کی موت کے بعد سے جکڑے ہوئے تھے۔۔۔دل کی پرجوش ہوتی "دھڑکن گواہ تھی کہ زونیرا کی روح پرسکون ہو گی اب۔۔۔

💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖💖

ویسے بی جان کی بات بھی سو فیصد صحیح ہے اتنی سی صحت سے تم کیسے میری اولاد کو " دنیا میں لاؤ گی۔۔؟؟

وہ الماری میں سر دیے اسکے کپڑے نکال رہی تھی جب وہ اسکے عقب میں اتنا سنجیدگی سے بولا ۔۔۔وہ چونک کر مڑی اور اس سے ٹکرائی جو عین اسکی پشت پر کھڑا تھا۔۔۔

"فضول باتیں نہیں کریں اور جا کہ فریش ہو جائیں۔۔۔ "

وہ خفت سے سرخ ہوتی بمشکل بولی تھی --اور پھنسی پھنسی اواز سنتے ابران کے لبوں کی تراش میں دلکش مسکان ابھری تھی--اسکا یہ شرماتا سمٹتا روپ اسے مسمرائز کر دیتا تھا--سیاہ انکھوں پر جھکی پلکوں کی لرزش ، گلابی لبوں کی کپکپاہٹ اور عنبای گالوں پر بکھرتی لالی یہ سب مل کر اسکی دھڑکن روک دیتے تھے---

یہ فضول باتئں نہیں ہیں جاناں---اسلیے صحت بنائو کل سے میں تمہاری ڈائیٹ پلین " خود تیار کر کے چاچی کو دوں گا --تم ڈنڈی مار کے تو دیکھو--اور اب یہ معصوم بن کر "مجھے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے میں اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی نہیں ہٹنے والا----

وہ اسکی جھکی انکھوں کو دیکھتا سنجیدگی سے بولا تھا کہ اسکے سر اٹھا کر مسمسی صورت بنانے پر اسے گھرکتا اسکی گردن میں موجود اپنے پینڈنٹ پر لب رکھتا اسے حیرت میں چھوڑے باتھروم میں چلا گیا---جبکہ پیچھے وہ سینے پر ہاتھ رکھے گہرے سانس لیتی اسکی پشت کو گھور کر رہ گئی----

"جلاد کہیں کے-- "

"میں سن رہا ہوں روح--- "

وہ بااواز بڑبڑائی جس پر وہ اندر سے بولا کہ وہ زبان دانتوں تلے دباتی بیڈ کی طرف بڑھی---

وہ اونگ میں تھی جب اپنے پیروں پر ہوتی انگلیوں کی سرسراہٹ پر سرعت سے اٹھ بیٹھی سامنے ابران اسکے پیروں میں وائٹ گولڈ کی بنا گھنگھروں والی پازیبیں پہنا رہا تھا---وہ اتنی خوبصورت تھیں کہ ایک پل کے لیے روحا کی نظریں ساکت ہوئیں----

یہ مجھے پسند ائیں تو خرید لیں تمہارے لیے --کیونکہ تم نے مجھے جو اتنی خوشی دی ہے "
"اس پر میں نے کوئی تحفہ بھی تو نہیں دیا تھا تمہیں---

"یہ بہت خوبصورت ہیں ابر--- "

وہ اسکی ستائشی نظروں کو دیکھتا نرمی سے بولا جس پر وہ گہرا مسکراتی بولی تھی۔۔۔۔

لیکن تمہارے اگے تو یہ کچھ بھی نہیں۔۔۔تم خاص ہو روح کیونکہ تم ابران شاہ کی ہو "
"

وہ کھینچ کر اسے اپنے حصار میں قید کرتا بھاری اواز میں بولتا روحا کی ہتھیلیاں نم کر گیا
۔۔یہ شخص حواسوں پر چھا جاتا تھا اسکی قربت جھیلنا روحا کے لیے اسان نہیں تھا
۔۔اسے لفظوں کی ضرورت پی نہیں تھی کہ اس شخص کی انکھیں ہی نہیں بلکہ اسکا ہر لمس بولتا تھا۔جسے سہنا کم از کم روحا شاہ کے لیے اسان نہیں تھا۔۔۔

"آج تمہیں دیکھتے میرا دل دھڑکنے سے انکار کر رہا ہے روح!!-- "

آئینے میں نظر آتے اسکے عکس کو دیکھتے وہ جذبوں کے سلگتے الاؤ میں دہکتا دھیمے سے بولتا اسے اپنے حصار میں لے گیا--جو سفید فراک میں خوبصورتی کی حدوں کو چھو رہی تھی--اسکے چہرے پر پھیلی پاکیزگی اور سرخی ابران کی دھڑکنیں روک رہی تھی---

میں جب جب تمہیں دیکھتا ہوں مجھے زندہ ہونے کا احساس ہوتا ہے--ورنہ یہ دل تو " عرصے سے مردہ تھا----"

"ایسا مت کہیں--- "

اسکے گردن کو چھوتے وہ مدھم لہجے میں بولتا روحا کو ساکت کر گیا اسکی بات پر وہ تڑپ کر بولی جس پر وہ سر اٹھا کر سامنے آئینے میں نظر آتے اسکے عکس کو دیکھتے دھیرے سے مسکرایا۔۔۔

مجھے آج یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ یہ صرف تمہارا در تھا جہاں ابران شاہ اپنی " پوری زات سمیت جھکا ہے ۔۔اور بے شک اسے جھکنا ہی تھا کیونکہ محبت یہ در یا وہ در کہاں دیکھتی ہے اسے جھکنے سے غرض ہوتی ہے۔۔اور دیکھو آج ابران شاہ بے خوف خطر روحا ابران شاہ کے سامنے جھکا ہے جو اسکے دل کے تخت پر بڑی شان سے براجمان ہے"۔۔۔

اسکا رخ اپنی طرف کرتے وہ نرمی سے بولا لہجے میں بلا کی محبت، عشق اور جنوں خیزیاں ہلکورے لے رہیں تھیں۔۔۔جن کی پرزور لہروں کے سنگ خود کو بہتا محسوس کرتے روحا سر اسکے سینے پر ٹکا گئی۔۔۔

" تو روحا شاہ بھی تو آپ کے در پر جھکی ہے ابر۔۔۔ "

اسکے دل کے مقام پر لب رکھتے وہ دھیرے سے بولتی ابران کو ساکت کر گئی۔۔۔اسے سختی سے اپنی بانہوں میں بھینچتے وہ کہکشائوں کے سفر پر تھا۔۔۔

آہل نے سب کو کال کر کے پیغام دیا تھا کہ آج چھوٹی حویلی میں ایک سپرائز ہے سب کے لیے اس لیے سب نے آنا ہے۔۔۔اور اب وہ سب تیار ہو رہے تھے۔۔

نسواری رنگ کے غرارے میں وہ سیاہ شال اوڑھے بے حد معتبر اور خوبصورت لگ رہیں تھیں۔سب سے خوبصورت چیز ان کے چہرے اور آنکھوں میں پھیلا وہ سکون تھا جو برسوں بعد ان کے چہرے پر نظر آیا تھا۔۔
عالیہ بیگم آج سکن کلر کے سوٹ میں برائون شال اوڑھے سلیقے سے دو پٹے اوڑھے عائشہ بیگم کے ہمرا کھڑیں تھیں جھنوں نے فان کلر کے سوٹ میں سیاہی شال اوڑھ رکھی تھی بال دو پٹے کے ہالے میں چھپے ہمیشہ کی طرح ان دونوں کو پروقار بنا رہے تھے۔۔۔۔

زکیہ بیگم نے سفید کپڑوں پر کریم کلر کی شال اوڑھ رکھی تھی۔۔سب کے چہرے پرسکون تھے جیسے ایک سیاہ رات کا اختتام ہو کر روشنی کی کرن ابھرتی ہے ویسے ہی شاہ خویلی چراغاں ہوا تھا جس نے ہر فرد کے دل کو منور کر دیا تھا۔۔۔

"بس بس میں جانتی ہوں کیا چیز کھٹک رہی ہے تم تینوں کو۔۔ "

"ہم کہاں کچھ کہہ رہے ہیں بی جان۔۔ "

ہال میں آتے ان تینوں کے چہرے کے زاویے بگڑے دیکھ کر بی جان طنزیہ بولیں تھیں جس پر وہ کھسیاتے زبردستی مسکراکر بولے تھے۔۔۔جبکہ باقی سب ان یوں تیور بدلنے پر مسکرا دیئے تھے۔۔۔وہ آج سوٹ پہننا چاہتے تھے مگر بی جان کے حکم پر سفید براق شلوار قمیض پہننے پر مجبور ہو گئے تھے۔۔مگر چہرے پر چھائی بے زاری بی جان سے چھپی نا تھی۔۔۔لیکن وہ بھی ان کی دادی تھیں سیدھا کرنا جانتیں تھیں۔۔۔۔

"ویسے آج میرے شہزادے بہت معصوم لگ رہے ہیں بی جان ہے نا؟؟۔۔۔ "

"بابا پلیز۔۔۔ "

داخلی دراوزے سے اندر آتے وہ شرارت سے بولے جس پر وہ تینوں احتجاجا چیخے تھے۔۔۔۔
سفید ہی کلف لگے سوٹ پر مردانہ شال اوڑھے کافی گریس فل لگ رہے تھے۔۔ان کے احتجاج پر وہ دھیرے سے مسکرا دیئے تھے۔۔۔

"ویسے بات تو سچ ہے۔ مگر ہے رسوائی کی ہے نا چاچو؟؟۔۔ "
"اچھا بس ۔۔چلیں اب دیر ہو رہی ہے ہمیں۔۔۔ "
سیڑیاں اتر کر آتے وہ ان کی ادھوری بات کو پوری کرتے سنجیدگی سے بولتا ان تینوں کو بھڑکا گیا۔۔اس سے پہلے وہ بھڑک کر کچھ کہتے بی جان نے بات بدل دی جسپر وہ صرف اسے گھور کر رہ گئے جو برائون شلوار قمیض پر سیاہ شال اوڑھے مردانہ وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا۔۔۔سبز آنکھوں کی چمک اور عنابی لبوں پر کھلتی مسکراہٹ دیکھنے لائق تھی۔۔۔۔

"عالیہ بیگم نے اس سے استفار کیا جس کے کچھ بولنے -- ؟؟ علینہ کہاں ہے براق
سے پہلے ان کی نگاہ سامنے اٹھی جہاں وہ سبز پیروں کو چھوتے فراک، سبز حجاب اوڑھے
بے حد پیاری لگ رہی تھی---چہرہ نظر لگ جانے کی حد تک دلکش لگ رہا تھا----

"ماشاء اللہ!!-- بہت پیاری لگ رہی ہے ہماری بیٹی--- "

اسکے پاس آتے ہی بی جان اسے سینے سے لگائے پیشانی چومتے کہا جس پر علینہ کے
گال سرخ ہوئے براق کی لو دیتی نظریں پر۔باقی سب نے بھی اسے دعاؤں سے نوازہ

"ابران اور روحا بھی آ گئے چلیں اب--- "

عائشہ بیگم کے کہنے پر سب نے سامنے دیکھا جہاں سیاہ شلوار قمیض میں سیاہ ہی شال اوڑھے وہ بالوں کو پونی میں باندھے، بھوری آنکھوں میں چمک لیے اور لبوں مسکراہٹ سجائے روحا کا ہاتھ تھامے چلا آرہا تھا تھا۔۔جو سفید کلیوں والا فراک،سفید حجاب اور ہلکا سا میک اپ کیے سادگی میں بھی آسمان سے اتری پر لگ رہی تھی ۔۔چہرے پر چھایا مامتا کا روپ اور ابران کی محبت کا اعجاز اسے مزید دلکش بنا رہا تھا۔۔۔

"ماشاء اللہ !!چشم بدور ۔۔بہت خوبصورت لگ رہی ہے ہماری شہزادی۔۔۔ "
۔علینہ کی طرح اسکی پیشانی چومتے بی جان نے فرط جذبات سے تعریف کی اور اسکی دمکتی پیشانی چومی۔۔۔بابر صاحب اور عالیہ بیگم نے بھی اسکی پیشانی چومتے اسے دعاؤں سے نوازہ تھا۔۔۔اسکے چہرے پر پھیلے سکون اور خوشی کے رنگوں نے ابران کی نظر بھٹکائی۔۔۔

"چلیں کافی دیر ہو گئی ہے سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔ "

بمشکل اسکے حسین چہرے سے نظر ہٹاتے وہ باہر کی طرف بڑھا جس پر سب نے اسکی تقلید کی۔۔تھوڑی دیر بعد چار گاڑیوں کا یہ قافلہ چھوٹی حویلی کی طرف روانہ ہوا۔۔۔

"یار عنایہ جلدی کرو سب آنے ہی۔۔۔۔۔۔۔ "

وہ کمرے میں عجلت بھرے لہجے میں بولا تھا کہ عنایہ پر نظر پڑتے ہی لب ساکت ہو گئے۔۔وہ جہاں تھا وہیں ٹھہر گیا۔۔۔سرخ ساڑھی میں وہ بال کھولے ہلکا پھلکا میک اپ کیے وہ آہل کو مسمرائز کر گئی تھی جو سیاہ ٹو پیس میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔

مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ کپڑے تم پر اتنے سوٹ کریں گے۔۔۔اب تو میرا دل کمرے " سے نکلنے کے لیے تیار ہی نہیں ہے یار۔۔۔"

وہ اسکے قریب آتا بے خودی میں بولتا عنایہ کو سرخ کر گیا جبکہ اسکے چہرے پر پھیلے رنگ آہل کو مزید پاگل کر رہے تھے۔۔۔۔

"ہر گز نہیں چپ چاپ چلیں سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔ "

اسے اپنے قریب آتے دیکھ وہ دہل کر چیختی پیچھے ہٹی اور اسکے اتنے شدید ریکشن پر آہل قہقہ لگا کر ہنستا اسے قریب کیے لب اسکے ماتھے پر رکھ گیا۔۔

"میری دھڑکن ہو تم عین۔۔۔ "

اسے اپنے حصار میں لیتے وہ مدھم لہجے میں بولا جس پر وہ سکون سے آنکھیں موندتی سر اسکے سینے پر ٹکا گئی۔۔۔۔

پورا لان اس وقت برقی قمقموں سے سجا تھا۔۔خوبصورت پھول ہر طرف بکھرے تھے۔۔یہ سارا سماں ایک چھوٹی سی گیٹ ٹوگیدر کا منظر پیش کر رہا تھا۔۔۔وہاب صاحب بھورے کاٹن کے سوٹ میں ملبوس نائلہ بیگم کے ہمراہ کھڑے تھے۔۔جو آسمانی رنگ کے سوٹ میں دوپٹہ اوڑھے صوبر سی لگ رہیں تھیں۔۔۔

ماہی بھی نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔۔۔مرون رنگ کی لمبی قمیض اور سکن کیپری میں بال کھولے دوپٹا شانے پر پھیلائے ہلکا پھلکا میک اپ کیے گرے آنکھوں میں دنیا جہاں کی چمک لیے کھڑی ضیغم کے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔جو نیوی بلیو شلوار قمیض پر سیاہ شال اوڑھے محفل پر چھایا ہوا تھا۔۔۔سیاہ آنکھوں میں صرف ماہی کا عکس تھا۔۔۔

عنایہ اور آہل بھی سب سے خوشدلی سے ملے تھے۔۔کھلے آسمان تلے آج خوشیوں کی بوچھاڑ برس رہی تھی۔۔۔

"میں چاہتا ہوں کہ یہ کیک بھابھی اور ابران کاٹیں۔۔پلیز ۔۔ "

" لیکن میں کیوں ؟؟ "

ماحول میں سکوت آہل کی بھاری آواز نے پیدا کیا۔۔اسکی بات پر ابران حیران ہوا ۔اور حیرت سے بولا اسکی بات پر آہل نے دانت کچکچائے۔۔۔

باپ بننے کی خوشی میں ۔۔چلو کاٹو کیک کب سے صبر کیے بیٹھا ہوں ورنہ تو جانتا ہے "کہ۔۔۔"

"ہاں ہاں جانتا ہے کہ تو کتنا ندیدہ ہے۔۔۔ "

وہ۔جو تپ کر بول رہا تھا کہ براق نے سنجیدگی سے اسکی بات کاٹی ۔۔۔سرے عام اس کمینے کی بے غیرتی پر آہل نے اسے کھاجانے والی نظروں سے اسے دیکھا جو دھٹائی سے ہنس رہا تھا۔۔۔ جبکہ باقی سب براق کی بات پر قہقہ لگاکر ہنسے تھے۔۔۔۔

سب کی تالیوں میں ابران نے روحا کا ہاتھ تھام کر کیک کاٹا۔۔۔

"یار عینا مجھے کب بابا بنا رہی ہو۔۔مجھے شدت سے انتظار ہے اس دن کا ۔۔۔ "

وہ ابران کو دیکھ کر علینہ کی طرف متوجہ ہوتے شرارت سے بولا جس پر اسکی بات سنتے سامنے دیکھ کر مسکراتی علینہ کرنٹ کھا کر مڑی۔۔اسکی بات سمجھ آتے ہی وہ کان کی

لوئوں تک سرخ پڑی۔۔۔جبکہ اسکے چہرے پر چھائی سرخ اور خفت دیکھتے براق کے لبوں پر مسکان مچلنے لگی جسے اسنے لب دناتوں میں دبا کر روکا۔۔۔۔

"مجھے شدت سے انتظار ہے اس دن کا جب تم میرے روح کے حصے کو اپنے وجود کا حصہ بنائوگی ۔۔میں وہ احساسات میں بیان نہیں کر سکتا۔۔۔۔"

"براق پلیز۔۔ "

اسے یوں بے باکی سے بولتے دیکھ کر وہ حیا سے دوہری ہوتی اسے روک گئی جو اسکی شہد رنگ انکھوں پر تھرکتی پلکوں کے رقص میں کھویاہوا تھا۔۔۔۔

"آج تم اتی پیاری لگ رہی ہو کہ میری نظریں تم سے ہٹنے کو تیار ہی نہیں ہیں۔۔اور دل میں تمہاری محبت بڑھتی جا رہی ہے۔۔"

اسکے یوں بولنے پر وہ دل کھول کر مسکرایا۔۔۔ہاتھ اسکی کمر میں پھیلائے وہ اسے خود سے قریب کرتا محبت سے چور لہجے میں بولا۔۔اسکے لہجے میں چھپی محبت کو اپنی روح میں اترتی محسوس کرتے علینہ پرسکون تھی۔۔۔

یار ماہی یہ کیا بات ہوئی تم کیوں مجھ سے بھاگ رہی ہو۔۔میں تمہیں دیکھنے کے لیے مچل رہا ہوں اور تم یوں مجھ سے چھپ رہی ہو۔۔۔"

اسے کب سے خود سے چھپتا دیکھ کر ضیغم۔کو ماہی نے کچن میں جا لیا تھا۔۔کندھوں سے تھام کر رخ اپنی طرف پھیرتے وہ خفا سا بولا۔ جس پر ماہی کھکھلائی۔۔اسکے یوں کھکھلانے پر ضیغم بے خود ہوتا اسکے سحر میں گم ہوگیا۔۔۔۔

"چھوڑو کوئی آجائے گا۔۔۔ "

اسے مسلسل اپنی طرف دیکھتے پا کر وہ کسمسائی۔۔جس پر وہ ہوش میں آتا دھیرے سے مسکرایا اسکے چہرے پر پھیلی سرخی دیکھ کر۔۔۔۔

"کیوں چھوڑوں؟؟ مجھے تو ابھی تمہیں جی بھر کر دیکھنا ہے۔۔۔ "

"ضیغم۔پلیز۔۔ "

وہ ایک ہاتھ اسکی کمر میں حمائل کرتے کھینچ کر اسے اپنے سینے سے لگاتے مخمور لہجے میں بولا ۔۔جس پر وہ دہل کر اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی منمنائی۔۔

تم جانتی ہو--مجھے ہر روز نیے سرے سے تم سے محبت ہوتی ہے--اور یہ محبت اتنی جان لیوا ہوتی ہے کہ تم سے زرا سی دوری میری سانسیں روک دیتی ہے---"

اپنی پیشانی اسکی پیشانی سے ٹکاتے وہ دہکتے لہجے میں بولتا ماہی کو ساکت کر گیا---اسکی انکھوں میں چھائی محبت اور اپنا عکس دیکھتے ماہی کو احساس ہوا کہ اس حصار اور اس خوشبو سے آگے کوئی جہاں نہیں ہے---اور نا کبھی ہو سکتا ہے اسکی اتنی بے لوث محبت نے اسے جھکنے پر مجبور کر دیا تھا بھلا تھی وہ اتنی محبت کے لائق؟؟ مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ ضیغم کے لیے کیا ہے--وہ تو اسکے جینے کی وجہ تھی---اسے دیکھ دیکھ کر تو وہ جیتا تھا---

اب بھی اسکی ٹھوڑی چومتے وہ اسے مغرور کر گیا تھا---

سب کے چہروں پر پھیلی مسکراہٹ سکون اور خوشی کا مظہر تھی۔۔بیس سال بعد اپنے خاندان کو یوں خوشی سے سر شار دیکھ کر بی جان کا دل پرسکون تھا۔۔دور آسمان پر چمکتے ستاروں کو دیکھتے ان کی بوڑھی آنکھوں میں بھی کئی موتی چمکے تھے ان سب کے لیے جو دور ہو کر بھی ان کے دل میں اول روز کی طرح زندہ اور قریب تھے۔۔وہ بھلا کب انھیں خود سے دور کر پائیں تھیں۔۔۔ انھیں بھلانا تو دور کی بات وہ تو ان کے عکس تک کو نا مٹا پائیں تھیں۔۔۔۔ تبھی تو ہر موقع پر وہ انھیں یاد آتے تھے۔۔۔مگر آج کئی سال بعد انھیں یاد کرتے انھیں اتنی تکلیف نا ہوئی تھی جتنی پہلے ہوتی تھی۔۔۔اور یہ وجہ صرف یہ تھی کہ ان پوتا جو انھیں اپنی رگ جاں سے بھی زیادہ قریب تھا آج خوش اور پرسکون تھا۔۔۔جسے مطمئن دیکھتے ان کا اپنا دل خوشی سے لبریز تھا۔۔۔۔

3 سال بعد۔۔۔

"بچے کہاں ہیں روح؟؟--

اپنے کمرے میں آتے اسنے روحا سے پوچھا جو الماری میں سر دیئے کھڑی تھی-- سرخ جوڑے میں ہلکی سی فربہ مائل ہوتی وہ ابران کے دل پر اج بھی اول۔روز کی طرح قابض تھی---اسکے سراپے کو دیکھتے ابران کی۔نظریں دہکنے لگیں----

ارتضی کو ماہی لے گئی ہے اور مصطفی باہر بی جان کے پاس ہے---"--

ہمم---مگر تم جانتی ہو نا تمہیں آرام کرنا چاہیے میری پرنسس کو پریشان کیوں کر رہی ہو "تم---؟؟؟

اسے نرمی سے اپنے حصار میں لیتے وہ محبت سے بولا۔۔۔جس پر وہ سرخ پڑ گئی اسکے چہرے پر پھیلی سرخی آج بھی اول روز کی طرح قائم تھی وہ آج بھی پہلے دن کی طرح اسکے لمس پر سمٹ جاتی تھی۔۔۔اب بھی اسکی جھکی پلکیں اسے بہکا رہیں تھیں۔۔۔۔

"بابا۔۔بابا۔۔ "

"چلو اسے بھی ابھی آنا تھا۔۔ "

اس سے پہلے وہ بہکتا دروازہ کھول کر مصطفی بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔اسکی بے موقع امد پر ابران بڑبڑایا جبکہ روحا کھلکھلا کر ہنستی چلی گئی۔۔جھک کر اسے اٹھاتے ابران کو ہمیشہ کی طرح آج بھی ایسا محسوس ہوا جیسے پوری کائنات اسکی بانہوں میں سمٹ آئی ہو۔۔۔۔وہ دونوں اس جان سے بڑھ کر عزیز تھے۔۔۔مصطفی شاہ اور مرتضی شاہ ابران شاہ کے ننھے شہزادے جو پورے گھر کی رونق تھے۔۔۔

ابران کے دو جڑواں بیٹے تھے اور بیٹی کی آمد تھی جسکا اسے بے صبری سے انتظار تھا۔۔۔براق اور علینہ کی ایک بیٹی تھی رنعم شاہ جس میں سب کی جان تھی۔اور بڑا بیٹا احد براق شاہ۔۔۔مرتضی کی سب سے کافی بنتی تھی جبکہ مصطفی تھوڑی الگ نیچر کا تھا باپ کی طرح روڈ کم ہی کسی کو منہ لگاتا تھا۔۔۔

آہل کو ایک بیٹا تھا ارحم آہل شاہ اور ضیغم کا بھی ایک ہی بیٹا تھا ارمان دونوں ہی بلا کے شرارتی تھے

اور ان کا ساتھ دینے کے لیے براق کا احد کافی تھا ان تینوں نے شیطانیوں میں اپنے باپوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا تھا۔۔جبکہ انھیں مزید اکسانے کے لیے حویلی شیطان اگے اگے تھے۔۔۔

وہ حویلی جس میں برسوں پہلے سناٹے گونجتے تھے آج کئی کلکاریاں گونج رہیں تھیں۔۔۔بے شک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے۔۔اور شاہ خاندان بالا آخر ماضی کی تلخ اور دہکتی بیڑیوں سے آزاد ہوتا پرسکون، مطمئن اور خوش تھا۔۔۔۔

ختم شد